کتابوں کی دنیا (علماء، طلباء، عوام) (واٹس ایپ گروپ)

بارہ ماہ کے جمعہ کے مفصل بیانات

تحفۃ الخطیب

مع

خطباتِ عیدین

- مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
- مفتی محمد رفیع عثمانی مد...
- مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
- حکیم الاسلام قاری محمد طیب
- مولانا عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
- مولانا محمد علی جالندھریؒ
- شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی
- مولانا روح اللہ نقشبندی مدظلہ
- مولانا محمد ثناء اللہ سعد شجاع آبادی
- مولانا محمد ابو ریحان فاروقی شہیدؒ

حضرت مولانا محمد امان اللہ

الحافظ کتب خانہ

WORLD OF BOOKS
کتابوں کی دنیا
کوئی رفیق نہیں
کتاب سے بہتر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— تحفۃ الخطیب

ترتیب وتدوین ——— حضرت مولانا محمد امان اللہ

اشاعت ——— جولائی 2019ء

ناشر ——— الهادی للنشر والتوزیع
۳۸- غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاهور۔
Ph:0423-7361473 Mob:0300-4118229

طابع ——— ناصر باقر پریس

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ فاروقیہ وہاڑی ☆ مکتبہ شیخ الہند بنوں ☆ مکتبہ فریدیہ رائیونڈ ☆ مکتبہ شیخ الہند کوہاٹ
☆ مکتبہ العاصم رائیونڈ ☆ زاہد کتب خانہ پشاور ☆ دینی کتب خانہ تیمرگرہ ☆ مکتبہ قاسمیہ لاہور
☆ شمع بک ایجنسی لاہور ☆ الحافظ کتب خانہ اکوڑہ خٹک ☆ مکتبہ ختم نبوت سرائے نورنگ

الهادی للنشر والتوزیع
۳۸- غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاهور۔
Ph:0423-7361473 Mob:0300-4118229

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فہرست خطبات

خطبات رجب المرجب [19 تا 116]

- حضور ﷺ کے چار معجزات
- معراج النبی ﷺ
- فضائل ومناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

خطبات شعبان المعظم [117 تا 196]

- تاریخ اہل حق
- نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبند
- استقبال رمضان المبارک

خطبات رمضان المبارک [197 تا 314]

- رمضان کس طرح گزاریں؟
- قرآن اور صاحب قرآن
- اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- سیرت وکردار سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ
- جمعۃ الوداع

خطبات شوال المکرم [315 تا 388]

- حج ایک عاشقانہ عبادت
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تعمیر بیت اللہ
- سیرت النبی ﷺ
- قرابت نبوی ﷺ کا فائدہ
- رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں

خطبات ذیقعدہ [389 تا 446]

- حج میں تاخیر کیوں؟
- خطبہ حجۃ الوداع
- حاجیوں کو چند نصیحتیں

خطبات ذی الحج [447 تا 512]

- عشرہ ذی الحجہ کے فضائل
- قربانی......سنت خلیل علیہ السلام
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور بیعت رضوان
- شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حالات وواقعات کی روشنی میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فہرست

خطباتِ رجب المرجب [19 تا 116]

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حضور ﷺ کے چار معجزات	20	انبیاء کرام علیہم السلام کی اس میٹنگ سے دو مسئلے نکلتے ہیں	35
پہلا معجزہ قرآن مجید	21	حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسد زندہ ہیں	35
دوسرا معجزہ ختم نبوت	22	امام مالکؒ ساری عمر مدینہ میں ننگے پاؤں چلے	36
تیسرا معجزہ معراج النبی	23	امام مالکؒ کا گورنر کو ادنیٰ سی گستاخی پر کوڑوں کی سزا کا فتویٰ	36
چوتھا معجزہ، صحابہ کرامؓ کا وجود	23	امام مالکؒ ہر روز درس حدیث سے پہلے غسل فرماتے	38
معراج النبی ﷺ	25	بچھو نے سات بار ڈسا لیکن امام مالکؒ نے درس حدیث بند نہیں کیا	38
سفر معراج کے مقاصد	26	انبیاء کرام وفات کے بعد اپنی مزار میں زندہ رہتے ہیں	39
ہمارا وجود خدا کی دلیل ہے	26	نصوص قطعیہ سے آپ ﷺ کی حیات ثابت ہے	39
امام اعظمؒ کا دہریہ سے مناظرہ	27	امام مالکؒ کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت	40
حکمت معراج، آپ کا رتبہ متحرک ہے	28		
روحانی دنیا میں جس کا درجہ زیادہ ہوتا ہے اس کی رفتار بھی تیز ہوتی ہے	30		
آپ ﷺ کے مدارج عالیہ کو بڑھانے کے لئے سفر معراج کرایا گیا	31		
سات آسمانوں کا فاصلہ سات ہزار برس کی مسافت کے برابر ہے	31		
روح جسم سے زیادہ تیز رفتار	33		
انبیاء کرام سے مسئلہ قیامت میں مذاکرہ	34		

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
امام مالکؒ کا خواب اور تعبیر	41
اور ایک خواب اور اس کی عجیب و غریب تعبیر	43
حضرت نانوتویؒ کا خواب کی تعبیر بتلانا	44
خواب کی تعبیر کسی ماہر اور خیر خواہ سے پوچھنی چاہئے	45
لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ والے خواب کی تعبیر	46
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خوابؓ کے متعلق قضیہ کا فیصلہ	49
تعریف کے مقام پر تعریفی کلمات استعمال کئے جاتے ہیں	51
جہاں جہاں لفظ عبد کہلوایا گیا وہاں مقصد شرک سے بچانا ہے	54
نور و بشر کے جھگڑے فضول ہیں	55
آنحضور ﷺ بطور نسل بشر اور بطور صفت نور	56
بشر کی تعریف	58
رسول اللہ ﷺ کامل ترین بشر	58
جہاں نور کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے بشر کی ابتداء	60
امت کا چودہ سو سالہ اجماع کہ معراج حقیقی ہے مجازی نہیں	۶۲
مسئلہ ثقل	65
دوسرا مسئلہ زمہریر	66
تیسرا مسئلہ نار	66
چوتھا مسئلہ باد سموم	66
''سبحان'' نے تمام اشکالات ختم کر دیئے	66
جو ڈیوٹی سپرد کر سکتا ہے وہ تبدیل اور واپس بھی کر سکتا ہے	67
ایک اشکال اور اس کا جواب	71
سفر معراج کے وقت کارخانہ کائنات کی ہر چیز ساکن و جامد کر دی گئی	73
حضور ﷺ کی زبان مبارک پر اعتبار ہی ایمان ہے	74
جو حضور ﷺ کے منہ سے نکلے اُسے مان لینا ایمان ہے	76
حالت بیداری میں معراج ہونے پر اجماع ہے	78
فضائل و مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	79
صداقت علیؓ و معاویہؓ	81
برطانیہ میں ایک یادگار لیکچر	84
مقام صحابیت پرکھنے کیلئے معیار	85
مقام صحابیت تولنے کے لئے ترازو	85
شیخ'' ... کا فرمان	87

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حضرت معاویہ اور کتابتِ وحی	88	سیدنا معاویہؓ کی حکومت پر فرمانِ رسالت	106
عظمتِ معاویہ قرآن کی زبانی	89		
تین طبقات کا ذکر	91	نصف دنیا کا فاتح	107
حضرت معاویہ ؓ کے لئے جنت کی خوشخبری	92	امیر معاویہؓ کی زندگی کا ایمان افروز واقعہ	108
انگریز مؤرخ کا اعتراف عظمت:	96	دور امیر معاویہ کے ترقیاتی اموراور فتوحات کا جائزہ	110
عظمت معاویہ بزبانِ رسالت:	96		
حضرت معاویہؓ کی سیدنا علیؓ سے محبت	97	حضرت معاویہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت	112
حضرت علیؓ کا ملک شام میں استقبال	97		
قاتلانِ عثمان کے سلسلہ میں اختلاف	98	رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل صحابی کی تکریم	112
یہودی عالم کا نظریہ:	98		
بنو امیہ اور بنو عباس کی رشتہ داریاں:	100	حضرت امیر معاویہؓ کے کارنامے اور فتوحات	113
لوگوں کو سونے سے تشبیہ آقا کی زبانی	103		
سیدنا ابوسفیانؓ کا مقام	104	افغانستان اور پشاور کا فاتح اوّل:	114
سیادتِ معاویہ ؓ	105	حضور ﷺ کی خدمت میں تحفے	115
سیدنا معاویہؓ کی آقا سے رشتہ داری	105	دو تحفے:	115
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محبتِ رسول ﷺ	106	آقا ﷺ حضرات شیخین و معاویہ رضی اللہ عنہم کے جنازہ میں مطابقت	116

خطباتِ شعبان المعظم [117تا 196]

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
تاریخ اہل حق	118	حق وصداقت کی تاریخ	120
تاریخ کی عظمت	119	تاریخی اوراق کی ورق گردانی	120
حق وباطل کی آویزش	119	حق وصداقت کی آواز	121

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
کفر کی شکست	122
فتوحات صحابہ	123
اسلام اور جہاد	124
دین کے لیے قربانیاں:	125
انگریزوں کی ہندوستان میں آمد	126
شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹے:	127
اسلام کا ہیرو	127
عظیم مجاہد:	128
سراج الدولہ سے غداری	128
اسلام کے دو عظیم سپہ سالار:	129
تذکرہ مجاہدین	130
علماء کا قتل عام	131
مرزا قادیانی	131
قرآن ختم کرنے کی سازش:	132
خونی انقلاب:	132
نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبند	137
حق اور باطل دوبدو	138
دارالعلوم دیوبند کو شورش کاشمیریؒ کا خراج تحسین	140
دارالعلوم دیوبند کو ظفر علی خان کا خراج تحسین	140
تاریخ ہندوستان	141
انگریز سرکار کا پہلا قدم	141

عنوانات	صفحہ
تاریخ پیدائش شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	142
بھارت میں درس حدیث کی ابتداء	143
پہلا ترجمہ قرآن فارسی میں	143
پہلی تفسیر قرآن فارسی میں	143
پہلا ترجمہ قرآن اردو میں	143
شاہ ولی اللہؒ کی تصنیف و تحریک	144
تاریخ پیدائش شاہ عبدالعزیز دہلویؒ	145
سلطان ٹیپوؒ میدان کارزار میں	145
سلطان ٹیپوؒ کی جعلی تصویر	146
سلطان ٹیپوؒ قطب وقت	146
تاریخ شہادت سلطان ٹیپوؒ	147
تاریخ شہادت نواب سراج الدولہؒ	148
فرقہ واریت کا موجد کون؟	148
راجہ رنجیت سنگھ کی ستم ظریفیاں	149
شاہ ولی اللہؒ کی صالح اولاد	149
سید احمد شہیدؒ کا اعلان جہاد	150
شاہ اسماعیل شہیدؒ کا روحانی فرزند مفتی محمودؒ	151
مجاہد کی اذان اور ملاں کی اذان اور	151
چھبیس لاکھ سکھوں نے کلمہ پڑھ لیا	152
بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر	152
شاہ اسماعیل شہیدؒ کی عجیب کرامت	154
کیا ہم غازیان بدر سے کم ہیں	155

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
جنگ آزادی کی ابتداء	156
جنگ آزادی کے دو جرنیل	156
جذبہ جہاد کو ختم کر دو	157
انگریز کی کہانی مورخ انگریز کی زبانی	157
فرمان رسول ﷺ پر موت بھی قبول ہے	159
کوٹ لکھپت جیل کے قیدی	159
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن	160
اب ملاقات حوض کوثر پر ہوگی	161
ایک ہزار مدارس ویران اور دارالعلوم کا قیام	161
شورش کشمیریؒ کی بات	163
دیوبند سے گنبد خضریٰ تک	164
پیر امداد اللہؒ سے پیر اسد اللہؒ تک	165
دارالعلوم کے اساتذہ و تلامذہ	166
شیخ الاسلامؒ اور تحریک پاکستان	168
پاکستان کا پرچم کس نے لہرایا	168
نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبندؒ	169
غدار پاکستان کون تھا؟	169
افسوس ناک بات	170
شیخ العرب والعجم اور تحریک پاکستان	171
اے شیخ مدنیؒ تیری جرأت کو سلام	171
اے شیخ مدنیؒ تیری استقامت کو سلام	172
اے شیخ مدنیؒ تیری فراست کو سلام	173
اے ابوالکلام آزادؒ تیری غیرت کو سلام	174
زمین کی رونق	175
استقبال رمضان المبارک	176
رمضان سے قبل حضور ﷺ کا خطبہ	176
روزے کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دیں گے	177
صحابہؓ کی قربانی	177
افطاری کا اجر و ثواب	177
رمضان کے تین عشرے	178
رمضان کے دو اعمال	178
ثواب ستر گنا بڑھ گیا	179
ابن فیصل کی افطاری	179
ابن فیصل اور رمضان کا معمول	180
ایک عربی کا معمول	180
گیارہ مہینے کاٹنے کے ایک بونے کا	181
صوم کا معنی	181
روزے کی فلاسفی	181
روزہ علاج ہے بیماریوں کا	182
سنت پر عمل کرنا ثواب اور حصول جنت	183
روزے کا مقصد	183
یہ ہے خوف خدا	184
مسئلے کی بات	184
حضرت مدنیؒ کو حفظ قرآن کی دولت ملی	185

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حدیث منبر	186	جس کا صدقہ نبی ﷺ نے نہ لیا	192
رحمت کا سیزن	187	فریضہ زکوٰۃ	193
قبولیت دُعا کا واقعہ	188	زکوٰۃ کے معنی ومفہوم	194
حضور ﷺ کی دُعا کی برکت سے	191	رمضان کے تین کام	195

خطبات رمضان المبارک [197 تا 314]

رمضان کس طرح گزاریں؟	198	دوسری ضروریات کے مقابلے میں	205
رمضان، ایک عظیم نعمت	198	نماز زیادہ اہم ہے	
عمر میں اضافے کی دعا	199	انسان کا امتحان لیتا ہے	205
زندگی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ	200	یہ حکم بھی ظلم نہ ہوتا	206
کی دعا		ہم اور آپ بکے ہوئے مال ہیں	206
رمضان کا انتظار کیوں؟	200	انسان اپنا مقصد زندگی بھول گیا	207
انسان کی پیدائش کا مقصد	201	عبادت کی خاصیت	207
کیا فرشتے عبادت کے لئے کافی	201	رحمت کا خاص مہینہ	208
نہیں تھے؟		اب قرب حاصل کرلو	208
عبادت کی دو قسمیں	202	رمضان کا استقبال	209
پہلی قسم: براہ راست عبادت	202	رمضان میں سالانہ چھٹیاں کیوں؟	209
دوسری قسم: بالواسطہ عبادت	202	حضور ﷺ کو عبادات مقصود کا حکم	210
"حلال کمانا" بالواسطہ عبادت ہے	203	مولوی کا شیطان بھی مولوی	211
براہ راست عبادت افضل ہے	203	چالیس مقامات قرب حاصل کرلیں	212
ایک ڈاکٹر صاحب کا واقعہ	203	ایک مؤمن کی معراج	212
نماز کسی حال معاف نہیں	204	سجدہ میں قرب خداوندی	212
خدمت خلق دوسرے درجے کی عبادت	204	تلاوت قرآن کریم کی کثرت کریں	213

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
نوافل کی کثرت کریں	213
صدقات کی کثرت کریں	214
ذکراللہ کی کثرت کریں	214
گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں	214
دعا کی کثرت کریں	215
قرآن اور صاحب قرآن	216
قرآن اور صاحب قرآن میں فرق	217
قرآن کو ایک مرتبہ پڑھے یا چالیس مرتبہ پڑھے مزہ وہی!	217
قرآن لاریب کتاب ہے	219
قرآن جیسی بے مثال کتاب کوئی نہیں	220
قرآن مخزن علوم ہے	222
عیسائی کو چیلنج	223
سائنس اور سیاست کی تعریف	223
قرآن ناطق ہے	225
قرآن کی طرف سے کفار کو تین چیلنج	225
قرآن کے علاوہ کسی کتاب کا حافظ نہیں مل سکتا	226
قرآن اور صاحب قرآن کا اعزاز	228
ہمیں دین قرآن نے سکھایا	229
حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور یہودی پادری کا ایک واقعہ	231
مدارس عربیہ اور خدمت قرآن	232

عنوانات	صفحہ
ابوحنیفہؒ نے قرآن کو کیسا پایا	233
امام غزالیؒ نے قرآن کو کیسا پایا؟	233
احمد بن حنبلؒ کو خواب میں خدا کی زیارت	233
منشی رحمت علی کا واقعہ	234
ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ	236
حضرت عائشہؓ کی ذہانت	237
حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زوجیت کا شرف	238
آپؓ کاشانۂ نبوت میں	239
آپؓ کی تعلیم وتربیت اور گھریلو زندگی	240
اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ایک عظیم ابتلاء	241
واقعہ کی حقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی	242
اُم المومنین کو سازش کا علم اور رنج والم	243
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی	245
اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان	246
اللہ نے خود صفائی پیش کردی	247
سیدہ عائشہؓ کی عظمت	248
سیدہ زینبؓ کا موقف	249
رئیس المنافقین کے لئے عذاب	249
حضرت عائشہؓ پر بہتان طرازی کفر ہے	252

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
سات ہلاک کردینے والی چیزیں	253
حضرت عائشہؓ کی نو خصوصیات	253
آیتِ تیمم کا نزول ..... سیدہ عائشہؓ کی خصوصی برکت	255
محبوب کی جدائی	256
حضرت عائشہؓ اور حدیثِ رسول اللہ ﷺ	258
حضرت عائشہ کا تفقہ اور علم	259
ان کا زہد اور کرم	260
حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کی محبت	261
حضرت عائشہؓ خلفاء راشدین ؓ کے ادوار میں	262
وفات حسرت آیات	262
سیرت و کردار سیدنا حیدر کرار ؓ	264
لفظ علی کا معنی اور سیدنا علیؓ سے مطابقت	265
خاندانِ نبوت کی سخاوت	265
اولین اسلام لانے والے	266
ابو طالب کا اصلی نام	266
"پنجتن پاک" کی حقیقت	268
سیدنا علیؓ اور مسلمانوں کا عقیدہ:	269
بچوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟	270
افضلیت علیؓ نبی کی زبانی	271
حضرت علی کی والدہ کا ایک انوکھا اعزاز	272
جنگوں میں شریک نہ ہونے کے باوجود شرکت کا اعزاز کن کو ملا؟	273
واقعہ فتح خیبر	276
حضرت علی ؓ کا مشکل کشا کون؟	277
شیر خدا کی توہین کے مرتکب	280
امامت صدیق اور اقتدار علی:	282
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا	282
خلفاء ثلاثہ کی سیدنا علی سے محبت:	284
سیدنا علیؓ کی شادی اور گواہ:	286
شوہر کے آداب:	288
والدہ کی یاد پر آنسو:	288
خلیفہ اول اور آئمہ کرام	289
حضرت جعفر اور خلیفہ اول کی رشتہ داری	290
دشمن کا اعتراض اور اس کا جواب	290
دشمن کی غلط ذہنیت:	292
حدیث کا غلط مفہوم:	292
میں علم نبوت کا شہر اور علی دروازہ:	293
مولودِ کعبہ اور خلافت:	295
حکیم بن حزام کی خیرات:	295
فاطمہ حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا:	296
علی سب سے بہتر:	297

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حیران کن فیصلہ	297
حضرت علیؓ کا ایک اور اہم فیصلہ:	299
تین طبقات اور کامیابی:	302
جمعۃ الوداع	304
مبارک مہینہ	304
آخری جمعہ اور خاص تصورات	305
جمعۃ الوداع کی کوئی تہوار نہیں	305
یہ آخری جمعہ زیادہ قابل قدر ہے	305
جمعۃ الوداع اور جذبہ شکر	306
غافل بندوں کا حال	306
نماز روزے کی ناقدری مت کرو	307
سجدہ کی توفیق عظیم نعمت ہے	307
آج کا دن ڈرنے کا دن بھی ہے	308
تین دعاؤں پر تین مرتبہ آمین	308
ان دعاؤں کی اہمیت کے اسباب	309
والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرنا	309
حضور ﷺ کا نام سن کر درود شریف نہ پڑھنا	310
درود پڑھنے میں بخل نہ کریں	310
رمضان گزر جانے کے باوجود مغفرت نہ ہونا	311
مغفرت کے بہانے	311
اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھو	312
عیدگاہ میں سب کی مغفرت فرمانا	312
ورنہ توفیق کیوں دیتے؟	313
عید کے دن گناہوں میں اضافہ	313
مسلمانوں کی عید اقوام عالم سے نرالی ہے	313
عید کی خوشی کا مستحق کون؟	314

خطباتِ شوال المکرم [315 تا 388]

عنوانات	صفحہ
حج ایک عاشقانہ عبادت	316
اشہر حج	316
ماہ شوال کی فضیلت	317
ماہ شوال اور امور خیر	317
ماہ ذیقعدہ کی فضیلت	317
ماہ ذیقعدہ منحوس نہیں	318
حج اسلام کا اہم رکن ہے	318
عبادت کی تین اقسام	318
احرام کا مطلب	319
اے اللہ! میں حاضر ہوں	319
احرام کفن یاد دلاتا ہے	320
''طواف'' ایک لذیذ عبادت	320
اظہار محبت کے مختلف انداز	321
دین اسلام میں انسانی فطرت کا خیال	321

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجر اسود سے خطاب	322
ہرے ستونوں کے درمیان دوڑنا	322
اب مسجد حرام کو چھوڑ دو	322
اب عرفات چلے جاؤ	323
مغرب کو عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنا	323
کنکریاں مارنا عقل کے خلاف ہے	323
ہمارا حکم سب پر مقدم ہے	324
حج کس پر فرض ہے؟	325
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تعمیر بیت اللہ	326
دین کی جامعیت	327
تعمیر بیت اللہ کا واقعہ	328
مشترکہ کارنامہ کو بڑے کی طرف منسوب کرنا	328
حضرت عمرؓ اور ادب	329
عظیم الشان واقعہ	330
دل میں بڑائی نہ ہو	331
فتح مکہ اور آپ کی انکساری	332
توفیق منجانب اللہ ہوتی ہے	333
حقیقی مسلمان کون؟	334
تعمیر مسجد کا مقصد	335
دین نماز اور روزے میں منحصر نہیں	335

عنوانات	صفحہ
اولاد کی اصلاح کرنا واجب ہے	337
نماز کے بعد استغفار کیوں؟	338
جامع دعا	339
قرآن کیلئے حدیث کے نور کی ضرورت	339
سیرت النبی ﷺ	341
واقعہ	346
لطیفہ	346
ایک واقعہ	352
قرابت نبوی ﷺ کا فائدہ	359
دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کا رشتہ کام آئے گا	359
آپ ﷺ کے رشتہ کے کام نہ آنے کا مطلب	360
داڑھی منڈے ایرانیوں سے آپ ﷺ کا اعراض	361
کسریٰ و پرویز کا قتل	362
شاہ بصریٰ کا ایمان لانا	362
آپ ﷺ کی رشتہ داری کے کام نہ آنے پر دلائل	362
آنحضرت ﷺ سے محبت کی وجہ؟	363
آنحضرت ﷺ کی گستاخی پر غصہ کی وجہ؟	363
اکابر رحمہم اللہ کا ذوق	
آنحضرت ﷺ کے احسانات	364

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
خیانت نہ کی آپ ﷺ کے تذکرہ کی سعادت	365
قرابت نبوی ﷺ کی پاسداری	366
گناہ گار سید بھی قابل احترام ہے	367
نکاح ام کلثومؓ سے	367
ام کلثومؓ سے نکاح عمرؓ کی وجہ؟	367
حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں	368
حضرت عثمانؓ سے آپ ﷺ کی محبت	368
فاطمہ، علی اور حسنین رضی اللہ عنہم ہمارے اکابر ہیں	369
ہمارے دل کا سرور	369
حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کے فضائل	369
اہل بدعت کو حضور ﷺ منہ نہیں لگائیں گے	369
دین کو نہ بدلو!	370
دین بدلنے والوں پر اللہ کے نبی نے لعنت کی ہے	370
رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں	371
پردے کی آیتوں پر عمل	372
حبیب رسول کی طیبہ بیٹیاں	374
نبی ؐ کی صاحبزادیوں کے اسماء کے معانی	374
حضرت فاطمہؓ کی وفات کے وقت آخری وصیت	375
خانہ کعبہ میں بت گرانے والا علیؓ کون تھا......؟	376
علی بن ابوالعاص ؓ نواسۂ رسول ؐ کی شہادت	376
امامہ کون تھی......؟	377
امامہ کے بطن سے علی المرتضیٰؓ کی اولاد	378
زینبؓ کی فضیلت میں ساقی کوثر کا بیان	378
حضرت فاطمہؓ کے بارے میں ختم الرسل ؐ کا فرمان	378
خیریت متعدی اور افضلیت لازمی ہے	379
سیدہ زینبؓ کی اور فضیلت	379
سیدہ رقیہؓ کی شادی اور ان کی اولاد	380
سیدہ رقیہؓ کی وفات میں ایک تاریخی واقعہ	381
سرور کائنات ؐ کا عثمانؓ کو بلا کر دوسری صاحبزادی کا دینا	381
سیدہ فاطمہؓ اور ان کی اولاد:	382
حضرت فاطمہؓ کے آخری وقت کی کہانی......حیدر کرارؓ کی زبانی	382
سیدہ فاطمہؓ کی سخاوت کی وجہ سے یہودی سردار مسلمان ہوگیا	383
رسول اللہ ﷺ کی حسنؓ و حسینؓ سے محبت	384

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
حیدر کرارؓ کا نکاح فاطمہؓ سے کیسے ہوا	384
حیدر کرارؓ کی بازار میں عثمانؓ سے ملاقات	385
حیدر کرارؓ کی فاطمہؓ سے شادی کا طے ہونا	386
سیدہ فاطمہؓ کے جہیز کا سامان:	386
علیؓ کے نکاح کے گواہ کون؟	387
سیدہ فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی یاد	387

خطباتِ ذیقعدہ [389 تا 446]

عنوانات	صفحہ
حج میں تاخیر کیوں؟	390
حج فرض ہونے پر فوراً ادا کریں	390
ہم نے مختلف شرائط عائد کر لی ہیں	391
حج مال میں برکت کا ذریعہ ہے	391
آج تک حج کی وجہ سے کوئی فقیر نہیں ہوا	392
حج کی فرضیت کیلئے مدینہ کا سفر خرچ ہونا بھی ضروری نہیں	392
والدین کو پہلے حج کرانا ضروری نہیں	392
حج نہ کرنے پر شدید وعید	393
بیٹیوں کی شادی کے عذر سے حج مؤخر کرنا	393
حج سے پہلے قرض ادا کریں	394
حج کیلئے بڑھاپے کا انتظار کرنا	394
حج فرض ادا نہ کرنے کی صورت میں وصیت کر دیں	394
حج صرف ایک تہائی مال سے ادا کیا جائے گا	395
حج بدل کرانا کب فرض ہوگا؟	395
تمام عبادات کا فدیہ ایک تہائی سے ادا ہوگا	395
حج بدل مرنے والے کے شہر سے ہوگا	396
عذر معقول کی وجہ سے مکہ سے حج کرانا	396
قانونی پابندی عذر ہے	397
حج کی لذت حج ادا کرنے سے معلوم ہوگی	397
حج نفل کیلئے گناہ کا ارتکاب جائز نہیں	397
حج کیلئے سودی معاملہ کرنا جائز نہیں	398
حج نفل کے بجائے قرض ادا کریں	398
حج نفل کے بجائے نان ونفقہ ادا کریں	398
حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا حج نفل چھوڑنا	398
تمام عبادات میں اعتدال اختیار کریں	399

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
خطبہ حجۃ الوداع	400
حجۃ الوداع کی پیشگی تیاری	401
حجۃ الوداع کے خطبات	403
دین کی تکمیل کا تاریخی اعلان	404
دورِ جاہلیت کا خاتمہ	405
مغرب کی روشن خیالی اور اسلام	405
جاہلی قدروں کی طرف واپسی	407
سوسائٹی کی خواہشات یا آسمانی تعلیمات؟	409
آسمانی تعلیمات کس کے پاس ہیں؟	410
مغرب کی ایک فضول خواہش	411
ختم نبوت کا اعلان	413
نسلی اور لسانی تفاخر کا خاتمہ	413
انتقام اور انتقام کی قبائلی رسم کا خاتمہ	416
عورت کی مظلومیت	417
مغرب میں عورت کے ساتھ دھوکہ	420
عورت کا حق رائے دہی	421
ماتحتوں اور غلاموں کے حقوق	423
دین کی بات دوسروں تک پہنچانا	424
منہ بولے رشتوں کا خاتمہ	424
رشتوں کے شرعی اسباب	425
انصار اور مہاجرین میں مؤاخاۃ	427
امت مسلمہ کا اخلاقی بحران	427
ننگے طواف کرنے کی جاہلی رسم	429
اسلام کا نظامِ سیاست	429
اسلامی ریاست میں رائے عامہ کا کردار	431
قرآن وسنت کے ساتھ بے لچک وابستگی	432
انسانی حقوق کا پہلا عالمی منشور	433
حاجیوں کو چند نصیحتیں	435
اسلام کا ایک عظیم رکن	435
حج کی ایک بہت بڑی فضیلت	435
حج کے بعد گناہوں سے بچنے کا اہتمام	436
گناہ انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں	436
ایک روشن مثال	437
اگر بزرگوں کی صحبت میسر نہ ہو	438
کن لوگوں پر حج فرض ہے	439
حج فرض سے ٹال مٹول	440
حج نہ کرنے والوں کیلئے ایک وعید	441
حج کا ارادہ کرنے کا فائدہ	441
بیت اللہ شریف کی عجیب شان	441
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا	442
بیت اللہ شریف کی حاضری کا نسخہ	442
حج کیلئے دُعا کی درخواست	443
حج کیلئے کوشش کرنا بھی ضروری ہے	443
بڑی بہن کے حج کے شوق کا واقعہ	444

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
استطاعت نہ رکھنے والے کیا کریں!	444	بیان کا خلاصہ	446
نفلی حج کا شوق رکھنے والوں کو مشورہ	445		

خطباتِ ذی الحج [447 تا 512]

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
عشرہ ذی الحجہ کے فضائل	448	زندگی کے لمحات قیمتی بنائیں	456
دس ایام	448	ان دس راتوں کی اہمیت اور فضیلت	456
ان ایام میں کی ہوئی عبادت کی اہمیت	448	رات کی فضیلت حاصل کرنے کا	457
وہ اللہ کا محبوب بن جائے گا	449	طریقہ	
نماز باجماعت کا اہتمام	449	ان ایام کے روزوں کی فضیلت	457
گناہوں سے بچنے کا اہتمام	450	بال اور ناخن نہ کٹائیں	458
دو بڑے گناہوں سے بچئے	450	حقیقی روزہ رکھیں	458
خواتین بے پردگی کے گناہ سے بچیں	451	نو تاریخ کے روزے کی اہمیت	458
بے پردہ عورت پر اللہ کی لعنت	451	عید الاضحیٰ کی رات کی فضیلت	459
گانے سننے اور آلات موسیقی کا استعمال	451	فضیلت والی پانچ راتیں	459
اصل کام گناہ چھوڑنا ہے	452	قربانی سنت خلیل علیہ السلام	460
اصل بیماری اور اس کا علاج	452	اُصول ثلاثہ تکوینیہ	460
ان ایام میں چار کلمات کی کثرت	453	اُصول ثلاثہ تشریعیہ	462
اُحد پہاڑ کے برابر عمل	453	محبوبات نفس کی قربانی	463
سیکنڈوں میں عظیم ثواب کا حصول	454	روح قربانی اور شبہ کا جواب	465
اللہ اکبر کا ثواب	454	قربانی کی حقیقت	467
واجب قربانی ادا کرنا ضروری ہے	455	قربانی اور صدقہ میں فرق	468
لا الہ الا اللہ	455	منکرین قربانی پر طریق رد	469
حضرت نوح علیہ السلام کی عظیم وصیت	455	رد کا دوسرا طریقہ	470

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنوانات	صفحہ
متعلقات قربانی کی وضاحت	475
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور بیعت رضوان	479
بیعت رضوان کا اجمالی خاکہ	480
پیغمبر کا خواب کیا ہوتا ہے؟	481
عالم الغیب کون؟	482
حضور اکرم ﷺ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ:	482
سیدنا عثمانؓ ایک انوکھا سفیر:	483
ابوسفیانؓ کا اصرار سیدنا عثمانؓ کا انکار	483
سیدنا عثمانؓ کی قدر و منزلت نبی ﷺ کی زبانی	484
بیعت رضوان کا آغاز	484
دینی کارکن کی اہمیت:	485
بیعت رضوان کو عملی جامہ پہنانا	486
عثمانؓ کی جگہ پیغمبر نے اپنے آپ کو کیوں شریک کیا؟	487
جس کا خدا ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا	488
سیدنا عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کو سزا	489
سیدنا عثمانؓ کی قرآن سے نسبتیں	489
قرآن اور عثمان کا ربط:	489
بیعت رضوان کے شرکاء کے لیے پانچ انعامات	490
سیدنا عثمانؓ سے محبت جزو ایمان	492

عنوانات	صفحہ
شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ حالات وواقعات کی روشنی میں	493
ایک ناگہانی افتاد	495
امیر المومنین کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ	495
باغیوں کی روانگی	496
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ اور امیر المومنین کا خطاب	497
کاشانہ خلافت کا محاصرہ	497
امیر المومنین سے ملاقات	498
مسجد نبوی ﷺ میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر پتھراؤ	499
گورنروں اور امراء عساکر سے امداد طلبی	499
شہروں کے مسلمانوں کے نام ایک گشتی مراسلہ	500
محاصرہ میں شدت	501
امارت حج کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نامزدگی	502
امیر المومنین کا مفسدین کو خطاب	502
مقابلہ کیلئے جانثاروں کی اجازت طلبی	504
حضرت مغیرہ بن شعبہ کا مشورہ	504
شہادت	505
خطبہ ہائے جمعہ و عیدین	507

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطباتِ رجب المرجب

① ...... حضور ﷺ کے چار معجزات

② ...... معراج النبی ﷺ

③ ...... فضائل ومناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضور ﷺ کے چار معجزات

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم ، اما بعد. قال اللہ تعالٰی:
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: فضلت علی الانبیاء بستٍّ اعطیتُ جوامع الکلم ونصرت بالرعب واُحِلَّت لیَ الغنائمُ وجُعِلَت لِی الارضُ مسجدًا وطھورًا وَخُتِمَ بیَ النبیُّون واُرسِلْتُ اِلی الخلقِ کآفّۃً. صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم.

گرامی قدر صدرِ جلسہ ورفقاءِ فکر! آج میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے بارے میں کچھ معروضات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

پیغمبرؐ کے سب سے بڑے معجزات چار ہیں......!

پہلا معجزہ......قرآن ہے۔

دوسرا معجزہ......ختم نبوت ہے۔

تیسرا معجزہ......معراج ہے۔

چوتھا معجزہ......صحابہ ؓ کا وجود

علماءِ دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

یہ پیغمبرؐ کے بڑے معجزات ہیں۔ چار۔ چار معجزات کے علاوہ بھی حضورؐ کے معجزات دو ہزار سے بھی زائد ہیں لیکن بڑے معجزات چار ہیں......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پہلا معجزہ قرآن مجید

پہلا معجزہ قرآن...... اور یہ قرآن جس طرح نبی کو ملا...... اور کسی کو نہیں ملا۔ حالانکہ کتابیں تو اور بھی نبیوں پر آئیں...... کتابیں اور نبیوں پر آئیں...... تو جس طرح حضورؐ پر آئی...... اس طرح اور کسی پر نہیں آئی۔

معجزے کا معنی عاجز کرنے والا...... یعنی ایسی خرقِ عادت اور ایسا واقعہ...... جو کسی اور سے صادر نہ ہو سکے...... وہ ہے معجزہ...... تو یہ قرآن حضورؐ کا معجزہ ہے...... باقی کتابیں بھی اتریں، تورات اتری...... انجیل اتری...... زبور اتری...... قرآن اترا...... تورات موسیٰ علیہ السلام پر اترنے لگی، تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا...... کہ موسیٰ! طور پہاڑ پہ جاؤ چالیس دن کا چلہ کرو، پھر کتاب ملے گی......

زبور اترنے لگی تو داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اپنے عبادت خانے میں بیٹھیں...... انتظار کریں، آٹھ مہینے انتظار کیا پھر کتاب ملی...... انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر اترنے لگی تو فرمایا اپنے گھر کی بیٹھک میں، سونے والے کمرے میں بیٹھ جاؤ، اسی عبادت خانے میں...... باہر نہیں نکلنا...... تمہیں کتاب دوں گا، یہ کتابیں تین اس طرح آئیں...... لیکن...... قرآن اس طرح نہیں آیا...... کہ اللہ نے حضورؐ سے یہ کہا ہو کہ اے میرے محمدؐ! اپنے گھر میں بیٹھ! یا فلاں پہاڑ پر جاؤ...... نہیں!

حضورؐ کے میں تھے تو قرآن کو مکہ میں بھیج دیا۔ حضورؐ مدینے میں تھے تو قرآن کو مدینہ میں بھیج دیا۔ حضورؐ غار میں تھے تو قرآن کو غار میں بھیج دیا۔ حضورؐ بازار میں تو قرآن بازار میں...... حضورؐ بدر میں تو قرآن بھی بدر میں...... حضورؐ احد میں تو قرآن احد میں...... حضور ﷺ خیبر میں تو قرآن خیبر میں...... حضورؐ تبوک میں تو قرآن تبوک میں...... حضور ﷺ ذوالعشیرہ میں تو قرآن ذوالعشیرہ میں...... حتیٰ کہ حضورؐ عائشہؓ کے بستر پر...... قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر......!!

میرے بھائیو! کسی کتاب کے لئے یہ نہیں کہا گیا...... کہ یہ پوری دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہے...... اگر تورات اتری...... تو بنی اسرائیل کے لئے...... انجیل اتری...... تو بنی اسرائیل کے لئے...... زبور اتری...... تو کنعان کی بستیوں کے لئے...... لیکن جب قرآن

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اترا...... تو اللہ نے ھدی للقوم نہیں کہا...... بلکہ ھدی للعالمین کہا...... سارے جہانوں کے لئے ہدایت کہا، کیوں؟ اللہ نے فرمایا: میں رب العالمین ہوں...... محمدؐ رحمۃ للعالمین ہیں...... جو کتاب اتری وہ کتاب ھُدًی لِّلعالمین ہے...... یہ معجزہ ہے...... معجزۂ اول ہے۔

دوسرا معجزہ ختم نبوت

اور دوسرا معجزہ کیا ہے......؟ ختم نبوت! حضورؐ فرماتے ہیں...... ایک محل بن رہا ہے نبیوں کا، وہ محل مکمل ہو گیا...... اس میں ایک اینٹ باقی ہے ایک...... اور وہ اینٹ میں ہوں...... اور مجھے اللہ نے اس کے ساتھ نصب کر دیا...... محل مکمل ہو گیا...... اب کسی اینٹ کی جگہ خالی نہیں ہے، جب جگہ خالی نہیں...... تو نبی آئے گا کہاں سے......؟

پیغمبرؐ کا معجزہ ختم نبوت کا ہے، کہ اور بھی نبی آئے...... لیکن حضورؐ جیسے آئے...... ایسے کوئی نہیں آیا...... حضورؐ نے آنا تھا، دنیا نے بننا تھا، حضورؐ کے لئے کائنات سجائی گئی، محفل کو سنوارا گیا، حضورؐ نے ہی آنا تھا حضورؐ کیلئے سب کچھ کیا گیا...... تو یہ ختمِ نبوت ہے اور......

ختم نبوت پیغمبرؐ کے چہرے سے ظاہر ہے...... ختمِ نبوت قرآن کے لفظوں سے ظاہر ہے...... ختمِ نبوت پیغمبرؐ کے کلام سے ظاہر ہے...... ختمِ نبوت ایک ایسا اعجاز ہے، ...... ایک ایسا معجزہ ہے میرے رسول کا...... کہ پوری کائنات میں کسی کو نہیں ملا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے...... کوئی نبی بستی کے لئے...... کوئی قوم کے لئے...... کوئی محلے کے لئے...... کوئی علاقے کے لئے...... لیکن...... میرے پیغمبر کو اللہ نے فرمایا...... اے پیغمبرؐ اعلان کر دو......

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا......

میں کائنات میں ذرے ذرے کا نبیؐ......

شمس و قمر کا نبیؐ...... شمال و جنوب کا نبیؐ...... شجر و حجر کا نبی...... مشرق و مغرب کا نبی...... تحت الثریٰ کا نبیؐ...... عرشِ معلیٰ کا نبی......

باقی نبی علاقوں کے نبی، اے میرے محمدؐ! تو عرش کا بھی نبی، فرش کا بھی نبی!

یہ ختمِ نبوت...... وہ معجزہ ہے کہ جو کائنات میں اور کسی پیغمبر کو نہیں ملا۔ نبیؐ کے بڑے معجزات چار...... پہلا معجزہ قرآن، دوسرا معجزہ ختمِ نبوت، تیسرا معجزہ معراج۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تیسرا معجزہ معراج النبی

معراج کی کیا ضرورت تھی......؟ یہ معجزہ ہے۔ معجزہ جو ہوتا ہے اس کا معنی ہے کہ ایسی عادت اور ایسا کام جو کسی کے بس میں نہ ہو اور کسی کے لئے نہ پیغمبر کی بیوی خدیجہ فوت ہوگئی، نبیؐ پریشان ہو گئے۔ چچا فوت ہو گیا۔ نبی پریشان ہو گئے، بچے فوت ہو گئے نبیؐ پریشان ہو گئے......اب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دینے کے لئے معراج کرا رہا ہے۔ جب بچہ پریشان ہو جاتا ہے تو آدمی کہتا ہے آب وہوا تبدیل کریں۔ اتنی پریشانی پیغمبر کو کہ نبیؐ نے حزن کا سال قرار دے دیا، اس سال کو غم کا سال قرار دینے کے بعد......اسی وقت جبرائیلؑ آیا جس دن پیغمبرؐ نے اعلان کیا۔ یہ جو سال ہے یہ عام الحزن ہے۔ حزن کا سال......غم کا سال......تو تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل آیا کہ اللہ نے عرش پہ آپ کو بلایا ہے......غم کا سال قرار دینے والے......آ عرش پہ...... تیری آب وہوا تبدیل ہو جائے، اور تجھے ایسی سیر کراؤں......کہ ایسی سیر تو دنیا میں کسی کے حصے میں نہ آئی ہو، اور سیر کیسے ہو......؟

لنریہ من آیاتنا......

نشانیاں میری ہوں گی، چہرہ تیرا ہوگا...... یہ معراج ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا بڑا معجزہ ہے۔

چوتھا معجزہ، صحابہ کرامؓ کا وجود

چوتھا معجزہ صحابہ کرامؓ کا وجود ہے۔ صحابہؓ کا وجود پیغمبر علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ پیغمبرؐ کا ایک ایک صحابی...... نبیؐ کا معجزہ ہے۔

ابوبکرؓ کی صداقت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

عمرؓ کی عدالت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

عثمانؓ کی سخاوت، شرافت...... نبیؐ کا معجزہ......

علیؓ کی شجاعت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

حسنینؓ کی شہادت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

امیر معاویہؓ کی سیاست...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور حنظلہؓ کی شہادت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

حسنینؓ کی عظمت...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

ایک ایک صحابی کا کمال...... نبیؐ معجزہ ہے......

صحابہؓ کی نمازیں...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

صحابہؓ کے روزے...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

صحابہؓ کا حج...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

صحابہؓ کے کمالات...... نبیؐ کا معجزہ ہے......

دوسو چھپن صحابہ پیغمبرؐ کی زندگی میں شہید ہوئے...... ان کی شہادتیں نبیؐ کا معجزہ ہے...... کیوں؟ کیسے معجزہ؟ کہ وہ شہید ہوئے...... ان کے خون سے خوشبو آئی...... یہ نبیؐ کا معجزہ ہے...... پیغمبرؐ کی ایک ایک اداء...... پیغمبر کا معجزہ ہے...... اور صحابہؓ کا وجود نبیؐ کی اداء ہے...... پیغمبرؐ کی صداقت کتنی اونچی ہے، کتنی بلند ہے...... ؟ لیکن......

اس صداقت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو صدیق اکبرؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کی عدالت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو عمر فاروقؓ کو دیکھو......

نبیؐ کی سخاوت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو عثمان غنیؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کی شجاعت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے...... تو علی المرتضیٰؓ کو دیکھو ف

نبیؐ کی شہادت کو دیکھنا ہے...... حسنینؓ کی عظمت کو دیکھو......

پیغمبرؐ کے زہد و تقویٰ کو دیکھنا ہے...... تو ابوذر غفاریؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کے ترک دنیا کو دیکھنا ہے...... تو سلمان فارسیؓ کو دیکھو......

اور پیغمبرؐ کے جہاد کو دیکھنا ہے...... تو خالد ابن ولیدؓ کو دیکھو......

پیغمبرؐ کی عظمتوں کو دیکھنا ہے...... تو ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ کو دیکھو......

ایک ایک صحابی کا وجود میرے پیغمبرؐ کا معجزہ ہے۔ اور پیغمبرؐ کا کمال ہے۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ کے ایک لاکھ چوالیس ہزار کمالات جسموں کی شکل میں...... صحابہ کی صورت میں پوری دنیا میں آئے!!

......☆......

معراج النبی ﷺ

(از : مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا

اما بعد، فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی برکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر " (بنی اسرائیل:۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مکہ سے بیت المقدس تک کا سفر کرایا پھر وہاں سے آسمانوں تک کا سفر کرایا۔ پھر آسمانوں سے اوپر تک کا سفر کرایا۔ کہاں تک سفر کرایا اس کا ہمیں علم نہیں ہماری عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ ہمیں معلوم نہیں۔ یہ اللہ ہی کو علم ہے کہ اس نے کہاں تک کا سفر کرایا۔ اللہ کے حبیب سرور کائنات ﷺ ہی کو علم ہے آپ کہاں تک تشریف لے گئے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سفر کیوں کرایا گیا؟

ہم جب سفر کرتے ہیں تو کسی کام کی غرض سے کرتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے پیش نظر ایک کام نہیں بلکہ کئی کام ہوتے ہیں جن کی غرض سے ہم سفر کرتے ہیں مثال کے طور پر اگر آپ کراچی جائیں تو ہو سکتا ہے کہ آپ کئی کام کرنا چاہتے ہوں ممکن ہے کہ آپ یہ سفر کئی مقاصد کی تکمیل کے لئے کریں کہ وہاں جانے میں آپ کا کوئی تجارتی مقصد بھی ہو وہاں آپ نے اپنے رشتے داروں یا احباب سے ملنا بھی ہو اور وہاں آپ کو کوئی دوسرے کام بھی ہوں۔ اسی طرح لاہور جانے میں ممکن ہے آپ کسی دفتری کارروائی کے لئے جائیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور وہاں جانے میں آپ کو کئی اور کام بھی ہوں۔

سفر معراج کے مقاصد

خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یہ سفر کرایا تو ممکن ہے اس سے مقصود ایک نہیں کئی کام ہوں۔ایک سے زیادہ مصلحتیں ہوں۔اب وہ مقاصد کیا ہیں؟ وہ کام کیا ہیں جن کی غرض سے یہ سفر کرایا گیا؟

۱۔ ایک کا تو قرآن مجید میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

لنریهٔ من ایاتنا..... تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں

آنحضرت ﷺ کو یہ سفر اس لئے کرایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خدائی کے نشانات انہیں دکھانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ زمین خدا کی موجودگی کی ایک نشانی ہے آسمان خدا کے وجود کی دلیل ہے فرشتے اس کی الوہیت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ جنت خدا کی وحدانیت کی ایک دلیل ہے تو دوزخ اس کی وحدانیت کی دوسری دلیل ہے۔اگر سوال کیا جائے کہ جنت اور دوزخ، زمین و آسمان اور فرشتے خدا کے موجود ہونے کی دلیل کس طرح ہیں؟

ہمارا وجود خدا کی دلیل ہے

تو جواب یہ ہے کہ ایک طرح دیکھا جائے تو زمین، آسمان، فرشتے اور جنت وغیرہ تو دور کی بات ہے خود ہمارا وجود ہی خدا کے خدا ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھ لے کہ میں کیا ہوں؟ تو خدا کو بھی پہچان لے گا۔اسی لئے صوفیائے کرام کا قول ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

انسان کے اندر ہی دراصل ایک جہان آباد ہے جب انسان اپنے آپ کو پہچان لے تو خدا سمجھ میں آجاتا ہے۔ جب یہ سمجھے کہ میں پیشاب کا ایک ناپاک قطرہ تھا پھر خون کا لوتھڑا بنا پھر گوشت اور ہڈیاں بنیں۔ پھر ہاتھ پاؤں بنے۔ آنکھ کان اور ناک بنی۔ حواس عطا ہوئے۔ 9 مہینے تک شکم مادر میں رہا اور نو مہینے تک غذا بھی وہیں ملتی رہی۔ پھر دنیا میں آیا۔ رونے ہنسنے اور بولنے کی قوت عطا کی گئی۔ میں جانتا نہیں تھا مجھے فہم و ادراک کا مادہ دیا گیا۔ بچپن سے جوان

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوا۔ جوانی کے بعد بوڑھا ہو گیا پھر میں مر کر مٹی ہو جاؤں گا تو اس باضابطہ نظام حیات کو چلانے والی ہر ہر قدم پر نگہداشت و حفاظت کرنے والی اور مناسب ترین موقعوں پر مناسب ترین قوتیں عطا کرنے والی ضرور کوئی علیم و خبیر ذات ہے جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔

امام اعظمؒ کا دہریہ سے مناظرہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ایک دہریہ سے مناظرہ کیا۔ بغداد کا بادشاہ وقت بھی مناظرہ میں موجود تھا مناظرہ سے قبل حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات بیان کی۔ بات کیا؟ انہوں نے ایک مثال بتائی کہ ایک دریا بہہ رہا ہے اس میں طغیانی آئی ہوئی ہے۔ (طغیانی کے وقت جانتے ہو کہ دریا کا پانی بہت زیادہ جوش میں ہوتا ہے) تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دریا طغیانی پر تھا ہوا بہت تیز چل رہی تھی جس کی وجہ سے دریا کو پار کرنا اور بھی زیادہ خطرناک ہو گیا تھا دریا کے کنارے پر ایک کشتی تھی جس میں کئی آدمی سوار تھے۔ اس کشتی پر جانور بھی تھے اور سامان بھی لدا ہوا تھا یہ کشتی اس کنارے پر سے آپ ہی آپ چل پڑی کوئی اس کشتی کو دھکیلنے والا نہیں کوئی اسے کھینچنے والا نہیں۔ کوئی اسے چلانے والا نہیں۔ اس میں کوئی انجن نہیں اس کشتی کو کھینچنے والا کوئی بھی نہیں بس آپ ہی آپ چل پڑی۔ طغیانی اور تیز ہوا کی رکاوٹ کے باوجود کشتی دوسری طرف سیدھے کنارے پر لگ گئی ابھی حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بات ختم ہی کی تھی کہ دہریہ فوراً بول پڑا ''جناب'' میں آپ کو نیک آدمی سمجھتا تھا میں نے آپ کے علم کا بڑا چرچا سنا تھا آپ کی پرہیز گاری کی شہرت میرے کانوں تک پہنچی تھی میں آپ کو کم از کم ایسا نہیں سمجھتا تھا کہ اتنے نیک ہونے کے باوجود اتنا بڑا جھوٹ بولیں گے۔ کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ کشتی آدمی، جانور اور سامان سے لدی ہوئی ہو اور وہ آپ ہی آپ شدید طغیانی اور تیز ہوا کے باوجود سیدھی دوسرے کنارے پر لگ جائے جبکہ کوئی اسے دھکیلنے والا نہیں کوئی اسے چلانے والا نہیں اور کوئی اسے کھینچنے والا نہیں۔ بھلا کہیں کشتی بھی بغیر چلانے والے کے چلتی ہے''؟

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ارے نادان اگر ایک چھوٹی سی کشتی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بغیر کسی چلانے والے کے نہیں چلتی تو یہ اتنا بڑا سفینہ کائنات مکمل انتظام کے ساتھ کیسے بغیر کسی چلانے والے کے چل رہا ہے سورج اپنے وقت پر طلوع ہوتا اور اپنے وقت پر غروب ہو جاتا ہے چاند اپنے وقت پر نکلتا ہے اور اپنے ہی وقت پر ڈوب جاتا ہے۔ ستارے اپنے وقت پر جگمگاتے ہیں اور اپنے وقت پر چھپ جاتے ہیں۔ رات اپنے وقت پر آتی ہے اپنے وقت پر جاتی ہے دن اپنے وقت پر آتا ہے اپنے وقت پر جاتا ہے یہ موسم اپنے ہی وقت پر آتے ہیں اور اپنے ہی وقت پر جاتے ہیں ایک آن کو بھی اس نظام میں باقاعدگی پیدا نہیں ہوتی۔ دن کے وقت رات نہیں نکل آتی اور رات کے وقت دن نہیں نکل آتا۔ نادان جب ایک چھوٹی سی کشتی بغیر کسی چلانے والے کے نہیں چلتی تو یہ بڑا کارخانہ کائنات کیسے باقاعدہ بغیر کسی چلانے والے کے چل رہا ہے بغیر کسی بنانے والے کے یہ پھول کیسے بن جاتے ہیں بغیر کسی پکانے والے کے یہ پھل کیسے پک جاتے ہیں؟ معلوم ہوا ضرور کوئی ذات ایسی ہے جس سے کائنات کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اور بڑے سے بڑا سیارہ کوئی شئے پوشیدہ نہیں ہے وہی اس کارزار ہستی کے ہنگامے کو برپا کرنے والا ہے اور اسی کی زیر نگرانی ہر شئے اپنا مقام پر اپنے وقت کے مطابق چل رہی ہے تو یہ سن کر دہریہ اپنے بدعقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ تو میں کہہ رہا تھا زمین آسمان جنت دوزخ عالم سفلی اور عالم علوی سب خدا کی نشانیاں ہیں اور اس کی موجودگی پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو ایک ایسے جہان کی سیر کرانا چاہتے ہیں جہاں کوئی نہیں گیا۔ جہاں آج تک کسی کی بھی رسائی نہیں ہوئی تاکہ آپ ﷺ کو اپنے وجود کی نشانیاں دکھائے۔

لنریہ من ایاتنا یہ آپ کے معراج کی ایک حکمت تھی

حکمت معراج، آپ کا رتبہ متحرک ہے

ایک اور حکمت علمائے کرام نے یہ بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جتنا مرتبہ ہے وہ جامد نہیں بلکہ متحرک ہے ایسا نہیں ہے کہ جتنا مرتبہ آپ ﷺ کو عطا فرمایا گیا وہ دے دیا گیا۔ پھر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آپ ﷺ کا مرتبہ رک گیا۔نہیں بلکہ ہر آن' ہر لحظ اور ہر لمحہ آپ کا مرتبہ بڑھتا چلا جارہا ہے ایک مقام پر پہنچ کر ٹھہر نہیں گیا بلکہ اللہ کے ہاں آپ ﷺ کا درجہ بدستور بڑھتا چلا جارہا ہے آپ کے زمانہ میں ہی نہیں بلکہ اب بھی بدستور آپ ﷺ کا مقام ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑھتا چلا جارہا ہے۔

ایک امیر آدمی کے پاس ایک ہزار مربع زمین ہے ایک سال کے بعد اس سے پوچھا جائے تو وہی ایک ہزار مربع زمین، دو سال کے بعد پوچھا جائے تو وہی ایک ہزار مربع زمین نکلے، پانچ سال بعد پوچھا جائے تو ایک ہزار ہی مربع ہو۔دس سال بعد پوچھا جائے تو وہی ایک ہزار مربع ہو، بیس سال بعد پوچھا جائے تو وہی ایک ہزار کے ایک ہزار ہی ہوں پچاس سال بعد بھی ایک ہزار کے ایک ہزار مربع ہی رہیں اور سو سال بعد بھی ایک ہزار ہی مربع ہوں تو اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک ہزار مربع کسی کے پاس نہیں لیکن دیکھا جائے تو اس نے بالکل ترقی نہیں کی ایک سال بعد بھی اس کے پاس ایک ہزار مربع زمین ہے اور پچاس سال بعد بھی اس کی جائیداد ایک ہزار مربع ہے اور سو سال بعد بھی وہی ایک ہزار کے ایک ہزار۔

ارے کمال تو یہ ہے کہ ایک سال بعد ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار ہو جائیں اور دو سال کے بعد دو ہزار، پانچ سال کے بعد پانچ ہزار، دس سال کے بعد دس ہزار اور اسی طرح بڑھتے بڑھتے سو سال کے بعد ایک لاکھ مربع ہو جائیں۔تو کمال اس کا نام ہے کہ مدارج عالیہ حاصل ہونے کے بعد درجات ایک مقام پر ٹھہرے نہ رہیں بلکہ ہر آن اور ہر لمحہ بعد ان میں اور بھی زیادہ اضافہ ہوتا رہے۔

آنحضرت رسول اکرم ﷺ کا مرتبہ تمام دنیا سے زیادہ بلند ہے اس کے باوجود ایک مقام پر ٹھہر نہیں گیا بلکہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔

اس بڑھنے کی رفتار کتنی ہے؟ کس رفتار سے آپ کا درجہ بلند تر ہوتا جارہا ہے؟

ایک آدمی کے پیدل چلنے کی اوسط رفتار چار پانچ میل فی گھنٹہ ہے یعنی ایک گھنٹہ میں وہ چار یا پانچ میل کا فاصلہ طے کر لیتا ہے۔لیکن اس کے مقابلے میں ایک تانگہ اتنے ہی وقت میں آٹھ میل کا فاصلہ طے کرتا ہے تانگہ کی نسبت سائیکل زیادہ تیز رفتار ہے چنانچہ وہ ایک گھنٹہ میں دس میل طے کر لیتی ہے مال گاڑی اس سے زیادہ تیز رفتار ہے وہ ایک گھنٹہ میں بیس

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پچیس میل طے کرلیتی ہے پسنجر گاڑی ان سے زیادہ تیز رفتار ہے وہ ایک گھنٹہ میں چالیس میل طے کرلیتی ہے۔ میل یا ایکسپریس اس کے مقابلہ میں زیادہ تیز رفتار ہے اور ایک گھنٹہ میں ساٹھ میل طے کرلیتی ہے اب فاصلہ طے کرنے کا دارومدار کس کی رفتار پر ہے۔ ایک مقررہ وقت میں کوئی جتنا تیز رفتار ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ آگے نکل جائے گا۔

اگر درمیانے درجے کا کوئی آدمی پیدل چلے اور ایک دن میں بارہ گھنٹے کا سفر کرے تو وہ اڑتالیس میل طے کرے گا لیکن اس کی نسبت ایک تیز رفتار آدمی ایک دن میں بارہ گھنٹے پیدل سفر کر کے ساٹھ میل طے کرے گا۔ اسی طرح ایک تانگہ بارہ گھنٹے کے سفر میں آٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چھیانوے یعنی تقریباً ایک سو میل طے کرے گا جبکہ اس کی نسبت ایک سائیکل دس میل فی گھنٹہ کے حساب سے بارہ گھنٹے سفر کرنے کے بعد ایک سو بیس میل طے کرلے گی۔ ایک مال گاڑی جو پچیس میل کی رفتار سے چلتی ہے بارہ گھنٹے کے سفر میں وہ تین سو میل طے کرلیتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ایک پسنجر ٹرین جس کی رفتار پچاس میل فی گھنٹہ ہے وہ بارہ گھنٹے کے سفر میں چھ سو میل طے کرتی ہے۔

روحانی دنیا میں جس کا درجہ زیادہ ہوتا ہے اس کی رفتار بھی تیز ہوتی ہے

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رفتار میں جتنی تیزی ہوگی اتنا ہی زیادہ فاصلہ طے ہوگا کسی چیز کی رفتار جتنی زیادہ ہوگی وہ چیز اتنی ہی زیادہ آگے نکل جائے گی۔

جسمانی دنیا میں جب یہ اصول مسلمات میں سے ہے تو روحانی دنیا میں بھی یہی اصول تسلیم کیا جائے گا۔ روحانی دنیا میں اگر پہلے کی رفتار کسی دوسرے کی رفتار سے کم ہے تو دوسرا پہلے سے آگے نکل جائے گا اگر دوسرے کی رفتار تیسرے سے کم ہے تو تیسرا ان دونوں سے آگے نکل جائے گا اسی طرح اگر تیسرے کی رفتار چوتھے کی رفتار سے کم ہے تو چوتھا ان دونوں سے آگے نکل جائے گا وعلی ھذا القیاس کیونکہ جسمانی دنیا میں ہمارا آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ پسنجر ٹرین جب چلتی ہے تو میل ٹرین سے ایک گھنٹہ پہلے روانہ ہوتی ہے لیکن کراچی تک پہنچتے پہنچتے وہ میل ٹرین سے بارہ گھنٹے پیچھے رہ جاتی ہے بارہ گھنٹے کا یہ فرق ظاہر کرتا ہے کہ جس کی رفتار زیادہ ہوتی ہے وہ اتنا ہی آگے نکل جاتا ہے۔

اسی طرح روحانی دنیا میں جس کا درجہ بڑا ہوتا ہے اس کی رفتار بھی زیادہ تیز ہوتی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور فاصلہ بھی زیادہ طے کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ درجہ ابتداء میں بڑا تو ہوتا ہی ہے لیکن انتہا میں اور بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے مدارج عالیہ کو بڑھانے کے لئے سفر معراج کرایا گیا

جب آنحضرت رسول اکرم ﷺ کے مدارج عالیہ ہر لحہ بڑھتے چلے جارہے ہیں تو ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے مدارج عالیہ کے بڑھنے کی رفتار کیا ہے؟

یہ رفتار بتانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک سفر کرایا وہ سفر جسم کا ہے اور یہ ایک ضابطہ ہے کہ جسم اتنا تیز رفتار نہیں ہوتا جتنا کہ روح تیز رفتار ہوتی ہے۔ درجہ کی بلندی اور اس بلندی کی رفتار روح کی رفتار پر موقوف ہے جسم پر تو نہیں، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جسمانی سفر کرایا اور ہمیں سمجھایا کہ جب جسم اطہر کی رفتار کا یہ عالم ہو تو اندازہ کرلو کہ اس روح اقدس کی رفتار کا کیا عالم ہوگا؟ اور جب روح کی تیز رفتاری کا تصور کرلو تو جان لو کہ مدارج عالیہ کس رفتار سے ہر لحہ بڑھ رہے ہیں۔

سات آسمانوں کا فاصلہ سات ہزار برس کی مسافت کے برابر ہے

یونان کے فلسفہ کی رو سے پہلا آسمان زمین سے اتنے فاصلہ پر ہے کہ اگر ایک آدمی مسلسل پیدل چلتا رہے تو پانچ سو سال میں آسمان تک پہنچے گا پھر آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ زمین اور آسمان کے درمیان کی مسافت ہے یعنی اس کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے اسی طرح دوسرا آسمان پہلے آسمان سے پانچ سو سال کی مسافت پر ہے اور اس کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور اسی طرح ساتوں آسمان ...... تو گویا سات آسمانوں کی کل چودہ مسافتیں ہوئی اسی طرح ساتوں آسمانوں کا کل فاصلہ ایک عام آدمی کے جسم کے لئے سات ہزار برس کی مسافت کے برابر ہے۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کا راستہ دو مہینہ کی مسافت پر ہے ساتوں آسمان سے اوپر بھی آپ تشریف لے گئے لیکن وہاں کی مسافت کا اندازہ ہمارے احاطہ تصور سے باہر ہے کیونکہ یونانی فلسفہ کی نگاہ اس سے آگے نہیں پہنچی۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک دو ماہ کا راستہ۔ بیت المقدس سے سات آسمانوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تک کا سفر، سات ہزار برس کی مسافت کا فاصلہ اور اس سے بھی آگے جہاں کا عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور راتوں رات آن کی آن میں واپس تشریف لے آئے پھر مزے کی بات یہ ہے کہ نمازیں پڑھیں، امامت کرائی، انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی، عالم روحانی کی سیر کی فرشتوں سے بات چیت کی، اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کی، دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے' محب اور محبوب کی باتیں ہوئیں اور جب آپ واپس تشریف لائے تو ساتواں آسمان طے کیا اور چھٹے آسمان پر تشریف لائے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے آئے ہو وہاں سے کیا تحفہ لائے۔ آپ نے فرمایا: اپنی امت کے لئے روزانہ پچاس نمازوں کی فرضیت کا حکم لے کر آیا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دیکھو میاں' تمہیں ایک بات بتاتا ہوں میرا تجربہ ہے کہ تمہاری امت سے یہ پچاس نمازیں نہیں پڑھی جائیں گی میرا کہا مانو تو تم اللہ تعالیٰ کے پاس دوبارہ جاؤ اور تخفیف کرالاؤ۔

آنحضرت ﷺ چھٹے آسمان سے اللہ تعالیٰ کے پاس دوبارہ تشریف لے گئے اور تخفیف کے لئے عرض کیا تو پانچ نمازیں معاف ہو گئیں اب آپ پینتالیس نمازوں کی فرضیت کا حکم لے کر آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ تخفیف کرانے کا مشورہ دیا آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو پانچ نمازیں پھر معاف ہو گئیں اس مرتبہ جب آپ چھٹے آسمان پر آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر تخفیف کرانے کا مشورہ دیا۔ غرض نو دفعہ آپ چھٹے آسمان سے اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے گویا نو دفعہ چھٹے آسمان تک آنا جانا ہوا یعنی اٹھارہ مسافتیں آپ نے طے فرمائیں چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان تک پندرہ سو برس کی مسافت ہے اور آسمان سے آگے کے فاصلہ کا علم نہیں اب یہ حساب تم کرتے رہو کتنی مسافت آپ ﷺ نے طے فرمائی۔

سفر کے دوران ہزار ہا کام ہوئے۔ انبیاء کرام سلام اللہ علیہم اجمعین سے گفتگو فرمائی۔ فرشتوں کو دیکھا۔ جنت کا مشاہدہ کیا۔ دوزخ کا ملاحظہ فرمایا۔ وہاں آپ ﷺ نے جوئے بازوں کو عذاب میں گرفتار دیکھا۔ زانیوں کو عذاب میں مبتلا دیکھا۔ سود خوروں کا برا انجام دیکھا۔ جھوٹوں اور غیبت کرنے والوں پر عذاب الٰہی کا مشاہدہ فرمایا۔ جنت میں انبیاء

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کرام علیہم السلام اجمعین کو دیکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو روتے دیکھا۔ جنت میں آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کا محل دیکھا۔ فرشتہ سے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ اس نے بتایا حضرت عمر فاروقؓ کا ہے محل کے دروازہ پر آپؐ نے ایک لونڈی کو وضو کرتے دیکھا۔ جب آپ نے معراج کا واقعہ بیان فرمایا تو حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا "میں نے تمہارے محل کو جنت میں دیکھا میں نے چاہا کہ اندر داخل ہو کر بھی دیکھ لوں تو فوراً خیال آیا کہ عمر غیرت مند ہے اگر ایسا کیا گیا تو یہ اس کی غیرت کے خلاف ہوگا"۔ آپؐ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے عرض کیا کہ "حضور میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں' غیرت تو دوسروں سے کی جا سکتی ہے لیکن آپؐ کے بارے میں میں غیرت کا تصور بھی نہیں کر سکتا"۔

مختصراً یہ کہ آپ ﷺ نے بہت کچھ دیکھا اور اتنا سفر کیا کہ تو اور میں چلیں تو آسمانوں تک پہنچتے پہنچتے ہزار ہا سال گزر جائیں گے۔ لیکن جب آپ ﷺ واپس حجرہ مقدسہ میں تشریف لائے تو بستر جو کسی کے اٹھنے کے بعد چند لمحوں تک گرم رہتا ہے اور پھر ٹھنڈا ہو جاتا ہے وہ ابھی تک گرم تھا ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ جب کوئی وضو کرتا ہے تو وضو کا پانی ایک دو گز بہتا چلا جاتا ہے اور پھر رک جاتا ہے جب آپؐ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے تو اس سے پہلے آپ ﷺ نے وضو فرمایا تھا اور پانی بہنے لگا جب آپ معراج سے واپس تشریف لائے تو پانی ابھی بہہ رہا تھا۔

اسی طرح دروازہ کھولنے سے دروازہ کی کنڈی ہلتی ہے اور کچھ دیر تک ہلتی رہتی ہے تو جب آپ معراج سے واپس تشریف لائے تو کنڈی ابھی تک ہل رہی تھی یعنی معراج کرنے میں اور واپس تشریف لانے میں اتنی دیر بھی نہ گزری تھی کہ دروازہ کی کنڈی ہل کر ٹھہر جائے۔ وضو کا پانی بہہ کر رک جائے اور بستر ٹھنڈا ہو جائے بلکہ جب آپ واپس تشریف لائے تو کنڈی ہل رہی تھی' بستر گرم تھا اور پانی بہہ رہا تھا۔

روح جسم سے زیادہ تیز رفتار

جب حبیب کبریا ﷺ کے جسم اطہر کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے تو روح اقدس کی تیز رفتاری کا ذرا اندازہ تو لگاؤ کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روح جسم سے زیادہ تیز رفتار ہوتی ہے جسم کی تیز رفتاری کا عالم دیکھ لو اور نبی کریم ﷺ کی روح اقدس کی تیز رفتاری کا تصور کر لو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تا کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ آپ کے مدارج عالیہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کس رفتار سے ہر آن اور ہر لمحہ بلند تر ہوتے جا رہے ہیں۔ آج چودہ سو سال ہونے کو آئے ابھی آپ ﷺ کے درجات اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور قیامت تک بڑھتے چلے جائیں گے۔

تو رسول اللہ ﷺ کے معراج کی دوسری وجہ یا غرض یہ تھی کہ ہمیں بتلا دیا جائے، ہم دنیا والوں پر واضح کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب رسول اکرم ﷺ کا مرتبہ ہر آن ہر لمحہ کتنی تیز رفتاری سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے۔

انبیاء کرام سے مسئلہ قیامت کے سلسلہ میں مذاکرہ

اب ایک مسئلہ عرض کر دوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے کلام میں یہ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب معراج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے پیغمبران کرام (علیہم السلام اجمعین) سے ملاقات کی۔ آسمانوں پر ان سے باتیں کیں اور میٹنگیں کیں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"پہلے آسمان پر میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ باتیں ہو رہی تھی کہ اتفاق سے قیامت کا بھی ذکر چل نکلا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا گیا قیامت کی تاریخ کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا "قیامت کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ ایک روز قیامت آئے گی لیکن قیامت کی قطعی تاریخ کا مجھے علم نہیں دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بھی جواب میں فرمایا "قیامت کا آنا تو معلوم ہے کہ قیامت ضرور آئے گی لیکن کب آئے گی اس کا مجھے علم نہیں عطا کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب میری باری آئی تو یہی سوال مجھ سے بھی دریافت کیا گیا میں نے جواب دیا قیامت کے وقوع کا تو علم ہے کہ قیامت ضرور قائم ہو گی لیکن اس بات کا مجھے بھی علم نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ اس کی تاریخ کا علم مجھے بھی عطا نہیں فرمایا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "قیامت کی تاریخ کا تو مجھے بھی علم نہیں ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ قیامت ضرور آئے گی البتہ ایک بات بتا دوں اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ جب تک میں زمین پر واپس نہیں جاؤں گا اور دجال کو قتل نہیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کروں گا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی چنانچہ جب میں زمین پر واپس چلا جاؤں گا اور دجال کو قتل کروں گا اس کے کہیں بعد قیامت واقع ہوگی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی اس میٹنگ سے دو مسئلے نکلتے ہیں

پہلا تو یہ کہ ملائکہ مقربین سے لے کر حبیب کبریا ﷺ کی ذات اقدس تک جنہیں عرش پر بلایا گیا کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے سارا علم نہیں دے دیا بلکہ علم کا کچھ حصہ اپنے پاس بھی رکھا ہے جیسا کہ قیامت کے وقوع کی تاریخ کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاس ہی رکھا ہے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے علم دے کر بھی خلق اور خالق میں فرق رکھا ہے ورنہ اگر سارا علم دے دیا جاتا تو خالق اور مخلوق میں ''مابہ الامتیاز'' نہ رہ جاتا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارا علم کسی کو نہیں دیا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بادشاہ جب کسی کو اپنے خزانے میں سے کچھ عطا کرتا ہے تو اگرچہ یہ صحیح ہے کہ لینے والے کا گھر بھر جاتا ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ دینے والے کا خزانہ خالی نہیں ہو جاتا ورنہ اگر خزانہ خالی ہو جایا کرے تو بادشاہ اور رعیت میں فرق باقی نہ رہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو علم سب سے زیادہ عطا فرمایا اور بہت زیادہ عطا فرمایا لیکن سارا علم عطا نہیں فرمایا ورنہ خالق اور مخلوق میں فرق باقی نہ رہتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسد زندہ ہیں

دوسرا مسئلہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح مع الجسد (جسم سمیت) آسمانوں پر اٹھایا جانا ثابت ہے آپ کو پھانسی نہیں دی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت سے پہلے زمین پر دوبارہ بھیجا جائے گا۔ آپ کانے دجال کو قتل کریں گے یہ دو مسئلے انبیاء کرام علیہم السلام کی اس میٹنگ سے ثابت ہوئے۔

اب میں آپ کو ایک اور واقعہ بتاتا ہوں۔ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا۔ سیدنا امام مالک کو مفتی مدینہ کہتے تھے چونکہ وہ مدینہ میں رہتے تھے اور فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں مفتی مدینہ کہا جاتا تھا۔ ان کا ایک اور لقب بھی تھا فقہ کے آئمہ اربع رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ایک سیدنا امام مالک بھی تھے اور مدینہ منورہ کو ''دارالہجرۃ'' بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تھی اس

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لئے سیدنا امام مالک کو ''امام دارالہجرۃ'' بھی کہتے ہیں ان کا مزار بھی مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں ہے جہاں حاجی اب بھی فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں۔

امام مالکؒ ساری عمر مدینہ میں ننگے پاؤں چلے

بات سے بات نکل آتی ہے کہ ایک بات اور بھی بتادوں۔ امام مالک جب تک مدینہ منورہ میں رہے ساری عمر جوتا کبھی نہیں پہنا۔ فرمایا کرتے تھے جس شہر کی گلیوں نے سرور کونین ﷺ کے قدم مبارک کو چوما ہو میری یہ مجال کہ میں اس خاک مبارک پر جوتے رکھوں۔ چنانچہ ساری عمر ننگے پیر رہنا گوارہ کیا لیکن جوتے پہن کر مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلنا برداشت نہ کیا۔

ان کے دل میں حضور اکرم ﷺ کے وجود اقدس کی تو یہ عظمت تھی اب رسول اللہ ﷺ کے کلام کی عظمت کا اعتراف بھی سن لو۔ جن لوگوں نے کبھی حج کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کو جاتے ہوئے راستہ میں آخری پڑاؤ کا نام ''بیر علی ہے'' آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس کا نام ذوالحلیفہ تھا۔

اگر نظر دوڑائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی زمانہ میں اس جگہ دریا بہتا ہوگا جب بارش ہوا کرتی تھی تو پہاڑوں اور پتھروں سے پانی رستا ہوا اس جگہ جمع ہو جاتا اور بیر علیؓ اور مدینہ طیبہ کے درمیان والی جگہ میں پانی لہریں مار کر چلنا شروع کر دیتا۔ ان دنوں جب کبھی بارش برستی تھی تو چونکہ اس علاقے میں دور دور تک پانی کا نشان نہیں ملتا اس لئے اہل مدینہ کے لئے وہ موقعہ بڑی خوش نصیبی کا ہوتا تھا مدینہ طیبہ کے عوام وخواص، تاجر و حکام، عالم، مزدور، زمیندار اور افسر بھی نہانے کے لئے اس مقام پر آیا کرتے تھے۔

امام مالکؒ کا گورنر کو ادنیٰ سی گستاخی پر کوڑوں کی سزا کا فتویٰ

ایک مرتبہ بطارش ہوئی اور پانی بدستور ندی کی طرح بہہ نکلا تو تمام اہل مدینہ نہانے کے لئے جوق در جوق جانے لگے سیدنا امام مالک اپنے شاگردوں سمیت اور گورنر مدینہ اپنے افسروں سمیت خوشی خوشی نہانے جارہے تھے تم نے دیکھا ہوگا کہ جب بھیڑ ہو جاتی ہے چلتے چلتے آدمی ادھر سے اچھر ہو جاتے ہیں گورنر مدینہ کی نگاہ حضرت امام مالکؒ پر جا پڑی اس نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انہیں دیکھا تو ان کے قریب آیا اور پوچھا "رسول اکرم ﷺ کی فلاں حدیث کس طرح ہے؟"

امام مالک نے جواب دیا۔ "بے ادب کہیں کے راستے میں چلتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی حدیث پوچھتا ہے تجھے آنحضور ﷺ کی حدیث مبارک سے گستاخی کرتے ہوئے حیا نہیں آتی؟ تو اس بات کے لائق ہے کہ تجھے وہ سزا دی جائے جو حدیث رسول مقبول ﷺ کی شان میں گستاخی رکھنے والے کو دی جاتی ہے"۔

واپسی پر گورنر نے ایسا نہیں کیا کہ امام مالکؒ پر کوئی جھوٹا مقدمہ چلا دیا ہو یا تھانیدار سے کہہ کر انہیں گرفتار کروا دیا ہو۔ یا کسی دفعہ کی خلاف ورزی کے جرم میں ماخوذ کر دیا نہیں، نہ کوئی جھوٹا مقدمہ چلایا نہ تھانیدار سے کہہ کر گرفتار کرایا اور نہ ہی کسی دفعہ کے تحت کوئی کارروائی کی بلکہ دوسرے روز قاضی شہر کو بلایا۔ یاد رکھئے کہ ایک مفتی ہوتا ہے اور ایک قاضی۔ مفتی اسے کہتے ہیں جو شرعی اصولوں کی روشنی میں حکم لگائے۔ اور قاضی اسے کہتے ہیں کہ جو مفتی کے حکم کو جاری کرتا اور اس پر عمل کراتا ہے تو گورنر مدینہ نے دوسرے روز قاضی شہر کو بلایا اور اسے مفتی مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کہ ان سے دریافت کرو کل مجھ سے جو گستاخی ہوئی تھی اس کی سزا کیا ہے؟

امام صاحبؒ نے جواب دیا "چونکہ تم نے راہ چلتے میں حدیث نبی کریم ﷺ کی توہین کی ہے اس لئے اس گستاخی کی سزا یہ ہے کہ تمہیں چالیس بید لگائے جائیں"۔

جب قاضی شہر یہ جواب لے کر پہنچا تو گورنر مدینہ نے قاضی کے سامنے خود کو سزا کے لئے پیش کر دیا اور چالیس بید اپنے جسم پر لگوائے۔ امام مالکؒ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے ایک شاگرد کو گورنر ہاؤس بھیجا کہ جا کر گورنر سے کہو "میں اپنے درس میں کل تمہیں بیٹھنے کی اجازت دیتا ہوں"

گورنر کے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی تھی دوسرے روز وہ بھی درس حدیث میں شریک ہوا اس روز امام مالکؒ نے چالیس احادیث بیان کیں۔ درس ختم ہوا تو امام مالکؒ نے گورنر سے فرمایا "تم نے بے ادبی کی تھی اور اس پر نادم ہوئے تم نے اپنی اس غلطی کی سزا دنیا میں حاصل کر لینا پسند کی اور سزا بھی لے لی اس لئے میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں۔ میری طرف سے تمہارے لئے یہ انعام ہے کہ فی بید میں نے تمہیں ایک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث سنائی"......امام صاحبؒ کا یہ کہنا تھا کہ گورنر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ رو رو کر کہنے لگا" کاش میرے اور بھی زیادہ بید لگتے تا کہ میں زیادہ احادیث سن سکتا"۔

امام مالکؒ ہر روز درس حدیث سے پہلے غسل فرماتے

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دیتا جاؤں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کیا دوسروں کے بارے میں بھی اتنے ہی سخت تھے یعنی وہ دوسروں سے ہی کلام رسول مقبول ﷺ کا ادب کراتے تھے یا وہ خود بھی ادب کرتے تھے؟

امام مالکؒ کا قاعدہ تھا کہ درس سے پہلے روزانہ وضو فرما کر غسل کیا کرتے تھے کیونکہ غسل سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اس کے بعد روزانہ دھلے ہوئے کپڑے بدلتے۔ ایک دن پہلے کے کپڑے پہن کر درس حدیث دینا خلاف ادب سمجھتے تھے۔ بعد ازاں خوشبو لگا کر سفید اور نئی دھلی ہوئی چادر بچھایا کرتے تھے اس پر بیٹھ کر پڑھاتے اور کپڑے یا چادر بدلے بغیر کسی دن بھی درس حدیث نہیں دیتے تھے۔

بچھو نے سات بار ڈسا لیکن امام مالکؒ نے درس حدیث بند نہیں کیا

ایک مرتبہ حسب معمول درس دینے بیٹھے درس شروع کیا پڑھاتے پڑھاتے چہرے کا رنگ بدلا لیکن آپؒ نے بالکل حرکت نہیں کی بدستور پڑھاتے رہے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا لیکن آپؒ نے پہلو تک نہ بدلا اور پڑھاتے رہے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا لیکن آپؒ نے پہلو تک نہ بدلا اور پڑھاتے رہے کچھ دیر بعد پھر چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا شدت درد کی کیفیت کے آثار ہویدا تھے لیکن آپؒ اپنی جگہ سے ذرہ برابر بھی نہ ہلے اسی طرح بیٹھے حدیث کا درس دیتے رہے اسی طرح سات مرتبہ آپؒ کے چہرے پر درد کے آثار نمایاں ہوئے اور چہرے کا رنگ بدلتا رہا لیکن آپؒ نے حدیث پڑھانا بند نہ کیا جب درس ختم ہوا تو چونکہ سردی کا زمانہ تھا چمڑے کے موزے پہن رکھے تھے انہیں اتارنے لگے۔ شاگردوں نے عرض کیا آج آپؒ کے چہرہ کا رنگ بار بار بدل رہا تھا کیا وجہ تھی؟ اتنے میں چمڑے کے موزے اتارے تو ایک موزہ میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا بچھو نکلا۔ ہوا یہ تھا کہ درس دیتے دیتے بچھو نے ڈنگ مارا تو آپؒ کے چہرے کا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رنگ بدل گیا دوسری مرتبہ جب پھر ڈنگ مارا تو پھر آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

غرض جب وہ بچھو کاٹتا تھا تو شدت درد سے آپؒ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا تھا۔ شاگردوں نے عرض کیا "جب بچھو نے پہلی دفعہ ڈنگ مارا تو آپؒ نے جبھی موزے اتار کر کیوں نہیں دیکھ لیا؟"

جواب میں امام صاحب نے فرمایا "میں درس حدیث دے رہا تھا جب بچھو نے پہلی بار ڈنگ مارا تو میں نے گوارا نہ کیا کہ حدیث رسول ﷺ بیان کرتے کرتے روک دوں اور اپنے پاؤں کو ہاتھ لگاؤں جب بھی بچھو کاٹتا تھا تو شدت درد کے باوجود طبیعت نہیں چاہتی تھی کہ حدیث بیچ میں چھوڑ دوں اور موزہ اتار کر دیکھ لوں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے حدیث کا احترام باقی نہیں رہتا"۔ یہ تھا وہ احترام جو خود امام مالکؒ حدیث کا کیا کرتے تھے اب یہ بھی سن لو اس وقت کی حکومتیں حدیث نبی کریم ﷺ کا کتنا احترام کرتی تھیں۔

انبیاء کرام وفات کے بعد اپنی مزار میں زندہ رہتے ہیں

خلیفہ ہارون الرشید عباسیؒ جب حج کے لئے گیا تو حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر پر حاضر ہوا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے" جو میرے روضہ پر حاضر ہوا اور سلام پڑھا تو گویا اس نے میری زیارت کی" اس لئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر موت کا ضابطہ تو پورا ہو جاتا ہے ان کا تعلق باقی دنیا سے بظاہر کٹ تو جاتا ہے لیکن انہیں ہماری طرح موت نہیں آتی۔ وہ مرنے کے بعد بھی اپنے روضۂ اقدس میں زندہ رہتے ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ چونکہ روضہ پر جانے والے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زیارت کے مثل قرار دیا ہے اس لئے علماء کرام کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور سلام پڑھے تو واپس آ کر یوں نہ کہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کے مقبرہ کی زیارت کے لئے گیا اور سلام پڑھا بلکہ یوں کہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے گیا۔

نصوص قطعیہ سے آپ ﷺ کی حیات ثابت ہے

یہ جو ہم کہتے ہیں کہ مقبرہ کی زیارت کے لئے گیا یہ دراصل ہماری غلطی ہے کیونکہ جب یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے گیا تھا تو اس کلام سے یہ نکلا کہ آپ ﷺ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

زندہ ہیں اور جب یہ کہے کہ مقبرہ کی زیارت کے لئے گیا تو اس سے یہ نکلا کہ مردہ ہیں حالانکہ نصوص قطعیہ سے رسول اللہ ﷺ کا حیات ہونا ثابت ہے تو ہارون الرشید حج کے بعد رسول اللہ ﷺ کے دیدار کے لئے مدینہ طیبہ پہنچا کیونکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا "من حج ولم یزرنی فقد جفانی" جس نے حج کیا اور میرے پاس نہ آیا اس نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "من زار قبری وجبت له شفاعتی" جو حج کرنے کے بعد میرے پاس آیا اور مجھ پر درود سلام پڑھا قیامت میں اس کی شفاعت کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ چنانچہ ہارون رشید روضہ اطہر پر حاضر ہوا درود سلام پڑھا۔

اس کے بعد وہ امام مالکؒ کے پاس آیا اور اپنے شہزادوں کو درس حدیث پڑھانے کے بارے میں کہنے لگا" آپؒ میرے بچوں کو آکر پڑھا دیا کیجئے" انہوں نے فرمایا کہ "ایسا نہیں ہوسکتا پیاسا کنویں کے پاس خود آتا ہے" کہنے لگا "اچھا ایسا کیجئے کہ ایک وقت مقرر کر دیجئے اس میں میرے بچے آئیں گے اور سبق پڑھ کر چلے جائیں گے" انہوں نے جواب دیا" یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ تیرے بچوں کے لئے ایک وقت مقرر کردوں اور اس وقت میں باقی امت محمدیہ کو حدیث رسول سے محروم کر دوں۔ قیامت کے دن آنحضور ﷺ کو کیا منہ دکھاؤں گا" کہنے لگا "اچھا وقت مقرر نہ کیجئے ایک طرف جگہ ہی مقرر کر دیں وہاں کسی دوسرے کو بیٹھنے کی اجازت نہ ہو"۔ انہوں نے جواب دیا" کہ کلام تو اس پیغمبر ﷺ کا پڑھاؤں جس کے ہاں امیر و غریب میں فرق نہ تھا جس کے نزدیک بادشاہ اور غلام رئیس اور گدا سبھی برابر تھے اور اجازت اس کی دوں کہ تیرے لڑکے سنہری غالیچوں پر بیٹھیں اور فقیروں کے بچے ٹاٹ پر بیٹھیں"۔

ہارون الرشید رو پڑا اور کہنے لگا" اچھا وقت اور جگہ مقرر نہ کیجئے میرے بچے عام طلبہ کی طرح آئیں گے لیکن آپ اپنے درس میں بیٹھنے کی جگہ دے دیں"۔ فرمایا "اگر وہ پڑھنا چاہتے ہیں اور پڑھ سکیں تو اجازت ہے"۔

امام مالکؒ کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت

اب وہ واقعہ عرض کرتا ہوں جس کے لئے میں نے اتنی بات کی..... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہر سال حج کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب زیادہ بوڑھے ہو گئے تو حج پر جانا چھوڑ دیا۔ کیونکہ فرض تو ادا کر ہی چکے تھے مستزاد یہ کہ کئی نفلی حج بھی کر چکے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تھے بڑھاپے میں یہ معمول ختم کر دیا۔ کیونکہ فرماتے تھے کہ میری دلی تمنا یہ ہے کہ اگر مجھے موت آئے تو مدینہ منورہ ہی میں مروں اور حشر کے دن جب اٹھایا جاؤں تو مدینہ کی مٹی ہی سے اٹھوں۔ اب چونکہ بڑھاپا شروع ہو چکا تھا اس لئے حج کرنے کے لئے جانے میں یہ امر مانع آتا کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آجائے اور نہ جائیں تو یہ ارمان دل میں کروٹیں لیتا ہے کہ حج کا ثواب بہت زیادہ ہے حج کرتا ہوں تو مشکل' نہ کروں تو مشکل۔ امام مالکؒ اسی شش و پنج میں تھے کہ ایک روز انہیں رسول پاک ﷺ کا دیدار نصیب ہوا انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا" حضور سرور کائنات ﷺ میری دلی تمنا یہ ہے کہ مدینہ میں ہی میری موت آئے لیکن جب حج کے دن آتے ہیں تو ایک طرف حج کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ کہیں مدینہ سے باہر میری موت نہ آجائے دوسری طرف یہ خیال آتا ہے کہ حج کا ثواب بہت زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ حج کے دنوں میں مجھے بہت زیادہ صدمہ ہوتا ہے اگر حج کے لئے جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے نہ جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اتنا بتا دیجئے کہ میری عمر کتنی باقی ہے تاکہ میں اطمینان سے حج بھی کرسکوں اور میری دلی تمنا بھی پوری ہو جائے"۔

امام مالکؒ کا خواب اور تعبیر

رسول اللہ ﷺ نے جواب میں کچھ نہیں فرمایا۔ البتہ اپنا دست مبارک اٹھا کر پانچ انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔

امام مالکؒ خواب سے بیدار ہوئے تو سوچنے لگے پتہ نہیں میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ پانچ گھنٹے ہیں یا پانچ دن' پانچ مہینے ہیں' پانچ سال ہیں یا پانچ صدیاں؟ آخر کیا چیز پانچ ہے جو میری عمر سے باقی رہ گئی ہے؟ باوجود کافی غور وفکر کے جب سمجھ میں نہ آیا تو آپ نے اپنے ایک شاگرد کو عراق میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا کیونکہ وہ فن تعبیر کے ماہر تھے۔ خواب کے مطلب کو تعبیر کہا کرتے ہیں چونکہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فن تعبیر میں مہارت رکھتے تھے اس لئے ان کے پاس اپنے ایک شاگرد کو یہ کہہ کر بھیجا "تم ان سے میرا نام نہ لینا بلکہ یوں کہنا کہ ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی عمر پوچھی تو آپ ﷺ نے جواب میں پانچ انگلیوں سے اشارہ کر دیا۔ اب بتائیے' اس شخص کی کتنی عمر باقی رہ گئی ہے؟ پانچ دن یا پانچ سال یا پانچ مہینے۔ اور میرا نام ہرگز نہ بتانا"۔ شاگرد عراق میں ابن سیرینؒ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ "ایک آدمی نے اس طرح ایک خواب دیکھا ہے اس کی عمر بتایئے کتنی ہے" انہوں نے پوچھا خواب کس نے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا "نام تو نہیں بتاتا" انہوں نے کہا کہ "تو نام نہیں بتا میں مطلب نہیں بتاتا" جب اس نے یہ کہا "جس نے خواب دیکھا ہے اس نے مجھے یہ کہا ہے کہ مرا نام نہ بتانا" ابن سیرینؒ سے کہا "تو پھر ان سے اجازت لے کر آؤ تب مطلب بتاؤں گا"۔

ذرا غور کریں ابن سیرینؒ نے یہ نہیں کہا کہ وہ جس نے خواب دیکھا ہے "کون سا یہاں بیٹھا ہے" چل تو بتا ہی دے کیا نام ہے؟ نہیں بلکہ فرمایا "یہاں سے مدینہ منورہ تک واپس جاؤ اور اجازت لے کر آؤ"۔ اور ہمارے ہاں کیا رواج ہے کتنی معمولی سی معمولی اور بڑی سی بڑی بات کیوں نہ ہو کتنی ہی راز داری کا معاملہ ہو لیکن خود بھی فوراً وہ راز اگل دیں گے اور دوسرے کو بھی مجبور کریں گے "یار دس دے کہڑا او ساڈے کول بیٹھا ہے" لیکن نہیں، انہوں نے فرمایا "جاؤ اجازت لے کر آؤ"۔

ابن سیرینؒ ایماندار تھے انہوں نے یہ تو برداشت کر لیا کہ اس شاگرد کو واپس بھیج دیں لیکن یہ گوارا نہ کیا کہ اس شاگرد سے بغیر اجازت خواب دیکھنے والا کا نام پوچھ لیں۔ اسی طرح وہ شاگرد بھی دیانتدار تھا اس نے یہ نہ سوچا کہ کون اب اتنی دور واپس جائے اور آنے چلو ان کا نام بتا ہی دو نہیں بلکہ اس نے سفر کے آنے جانے کی مشقت تو برداشت کر لی لیکن ایسا نہ کیا کہ بغیر اجازت ایک راز داری کے معاملہ کو ظاہر کر دیا جائے اس شاگرد نے یہ بھی نہیں کیا کہ کچھ دن ادھر ادھر تفریح کر کے واپس آ جاتا اور نام بتا دیتا بلکہ اجازت لینے کے لئے مدینہ منورہ واپس روانہ ہو گیا۔ لیکن ہم ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھانکیں۔ دن رات میں ہم سینکڑوں کے حساب سے جھوٹ بولتے ہیں۔ آئے دن جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں اور راز داری کے معاملات کو بلا کسی خوف و خطر کے فوراً ظاہر کر دیتے ہیں ہمیں چاہیے کہ اس شاگرد اور ابن سیرینؒ کے عمل سے عبرت حاصل کریں۔

جب شاگرد جانے لگا تو ابن سیرینؒ نے کہا "تو چاہے بتایا نہ بتا راز ظاہر کر یا نہ کر لیکن میں بتا دوں کہ اگر تو مدینہ منورہ سے آیا تو یہ خواب امام مالکؒ نے دیکھا ہے ان کے سوا مدینہ میں کسی دوسرے شخص کو یہ خواب نصیب نہیں ہو سکتا" اس شاگرد کا طرز عمل یہاں بھی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سبق آموز ہے اس نے اب بھی نہیں کہا کہ اب تو آپ نے بوجھ لیا۔ اب آپ سے کیا چھپانا۔ ہاں یہ خواب امام مالکؒ نے ہی دیکھا ہے بلکہ عرض کیا" حضرت جس شخص نے خواب دیکھا ہے اس کی مجھے ہدایت ہے کہ نام نہ بتانا اس لئے میں آپ کو نام نہیں بتا سکتا۔ اجازت لے آؤں تو پھر عرض کردوں گا"۔ وہ شاگرد واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ امام مالکؒ کو سارا واقعہ سنایا اور ان سے اجازت لی۔ اجازت لینے کے بعد واپس آ کر ابن سیرینؒ کو بتایا" واقعی یہ خواب حضرت امام مالکؒ نے دیکھا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ یہ بتایئے میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟"

ابن سیرینؒ نے جواب دیا" رسول اللہ ﷺ نے پانچ انگلیوں کے اشارے سے عمر نہیں بتائی۔ امام مالکؒ سے کہنا تمہاری عمر کے بارے میں اشارہ نہیں فرمایا بلکہ تمہیں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جس میں ذکر آتا ہے کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ پانچ انگلیوں سے مقصود تمہاری عمر کی طرف اشارہ نہ تھا بلکہ یہ بتایا گیا کہ کیا تم نے آیت کریمہ "ان اللہ عندہ علم الساعۃ" نہیں پڑھا؟

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت. (لقمان:۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ علم تو خواہ کتنا ہی دے دیا لیکن سارے کا سارا نہیں دیا۔ یہ صحیح ہے باقی مخلوق سے زیادہ دیا لیکن سارا نہیں دیا۔ یہ تو صحیح ہے کہ لینے والے کا گھر تو بھر گیا۔ لیکن دینے والے کا خزانہ خالی نہیں ہوا اگر سارا دے دیا جاتا تو خالق اور مخلوق کے علم میں فرق باقی نہ رہ جاتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو بہت کچھ دینے کے بعد بھی سارے کا سارا نہیں دیا۔

ابھی میں نے آپ کے سامنے امام مالکؒ کا خواب بیان کیا فن تعبیر خواب بھی ایک بڑا فن ہے خواب کے فن ہونے کی اس بات پر ایک خواب یاد آیا وہ بھی بتاتا جاؤں۔

اور ایک خواب اور اس کی عجیب وغریب تعبیر

امام ابن سیرینؒ کے پاس ایک مرتبہ ایک آدمی آیا اور اس نے بیان کیا" میں نے دوپہر کو ایک خواب دیکھا ہے کہ میری چارپائی کے نیچے آگ جل رہی ہے انہوں نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا" دوڑ کر جا اور اپنا سامان اور بیوی بچوں کو گھر سے نکال لے کیونکہ جہاں تو سوتا ہے اس کمرہ کی دیوار گرنے والی ہے"۔ وہ دوڑا ہوا گیا اپنی بیوی بوں کو اور سامان کو جلدی جلدی گھر سے نکالا کہ اتنے میں دیوار گر پڑی اور سارا مکان بیٹھ گیا۔

ایک دوسرے آدمی نے آپؒ کے پاس آ کر بتایا کہ رات کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ میری چارپائی کے نیچے آگ جل رہی ہے انہوں نے فرمایا کہ جہاں تو سوتا ہے وہاں اپنی چارپائی کے نیچے زمین کھود کر خزانہ نکال لے۔ اس نے جا کر زمین کو کھودا تو وہاں سے خزانہ نکلا۔

ایک تیسرا آدمی جس نے یہ دونوں تعبیریں سنی تھیں کہنے لگا" حضرت خواب تو دونوں کا ایک ہی تھا لیکن تعبیریں آپؒ نے دو بتائیں ایک کا مکان گر گیا دوسرے نے خزانہ پایا" یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے جواب میں بتایا کہ ایک کا خواب گرمی کے زمانے کا تھا اس لئے اس کے خواب کی تعبیر مکان کا گرنا ہوئی اور دوسرے کا خواب سردی کے زمانے کا تھا اس لئے اس کے خواب کی تعبیر خزانہ حاصل کرنا ہوئی۔" لو جی! اچھے تا سردی گرمی دا وی فرق پے گیا"۔

حضرت نانوتویؒ کا خواب کی تعبیر بتلانا

اب خواب کی بات چل نکلی تو ایک اور واقعہ یاد آیا۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ میرٹھ، مرادآباد اور بریلی سے بطخیں آ رہی ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا دو چار دن تک تمہیں ملازمت مل جائے گی لیکن اگر مجھے مٹھائی کھلا دو تو بیس روپے کی نوکری ملے گی اور اگر مٹھائی نہیں کھلاؤ گے تو گیارہ روپے کی ملے گی۔ اس نے مٹھائی کھلانے کا وعدہ کر لیا اور چلا گیا دوسرے روز اس کے پاس بیس روپے تنخواہ والی نوکری ملنے کی خبر آئی۔ اس وقت کی بیس روپے والی نوکری آج کی دو ہزار روپے کی نوکری سے کہیں زیادہ حیثیت کی حامل تھی اس نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا حضرت خواب تو میں نے دیکھا اور ملازمت بھی مجھے ملی لیکن کیا وجہ کہ اگر آپ مٹھائی لیں تو مجھے بیس روپے کی ملازمت ملے اور اگر آپ کو مٹھائی نہ ملے تو گیارہ روپے والی نوکری ملے"!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے جواب میں فرمایا ''بطخ کو لفظ ''بط'' سے تعبیر کیا جاتا ہے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اس کے لئے یہی لفظ مشترک ہے لیکن فرق یہ ہے کہ فارسی میں صرف دو حرف ہیں ب اور ط لیکن عربی میں چونکہ حرف ط دو مرتبہ ہے اس لئے ایسی لفظ کو بط تشدید سے پڑھتے ہیں جبکہ فارسی میں ط بغیر تشدید کے ہے چونکہ خواب کی تعبیر کا دارومدار تعبیر بیان کرنے والے کی مراد پر ہے اس لئے اگر تم مٹھائی کھلاؤ گے تو میں بط کی ط پر شد تصور کرلوں گا تو (۲+۹+۹) بیس بن جائیں گے ورنہ (۹+۲) گیارہ ہی رہیں گے۔''

معلوم ہوا کہ خواب کے مطلب کا دارومدار تعبیر بیان کرنے والے کی نیت پر بھی ہوتا ہے آپ کہیں گے تو سہی مولوی صاحب خوابوں میں پڑ گئے لیکن ایک بات یہاں بتاتا جاؤں۔

وہ یہ کہ جب کوئی خواب دیکھو تو کسی کو نہ بتاؤ ممکن ہے وہ کوئی برا نتیجہ نکال لے اور اس طرح کوئی برا اثر ہی مرتب ہو جائے اس لئے کبھی کسی انجان کو کوئی خواب نہ بتاؤ بلکہ اگر بتانا ہی ہے تو کسی ایسے شخص کو بتاؤ جو خواب کی تعبیر سے اچھی طرح واقف ہو اور دوسرا یہ کہ تمہارا ہمدرد ہو تاکہ اچھا ہی نتیجہ نکالے۔ لیکن ہمارے ہاں کیا رواج ہے کہ رات کو میاں نے خواب دیکھا تو صبح اٹھ کر بیوی کو بتا دیا اور بیوی نے دیکھا تو صبح کو میاں کو بتا دیا یا یہ کہ بیٹی نے خواب دیکھا تو ماں کو بتا دیا اور ماں نے دیکھا تو بیٹی کو بتا دیا ایسا نہ کیا کرو۔

خواب کی تعبیر کسی ماہر اور خیر خواہ سے پوچھنی چاہئے

ایک دوسری بات یہ بھی یاد رکھو جب کوئی برا خواب دیکھو تو یہ نہ سمجھا کرو کہ اس کا برا ہی نتیجہ نکلے گا کیونکہ خواب کا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور ہوتا ہے اس کے باوجود اگر تمہارے خیال میں کوئی برا خواب تم کو نظر آئے تو کسی ماہر سے اس کی تعبیر معلوم کرلو۔

دنیا جانتی ہے کہ ہارون الرشید کی بیوی کو کتنی بے غیرتی کا خواب دکھائی دیا اتنا برا خواب کہ حیا اسے بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتی ملکہ نے اپنی لونڈی کو خواب بتا کر اس سے کہا کہ میرا نام نہ لیجیو اپنا نام لے کر کہو کہ مجھے خواب نظر آیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے پاس بھیجا کہ اس کا مطلب پوچھ کر آ۔ اس لونڈی نے جب امام ابو یوسفؒ کو خواب سنایا تو انہوں نے کہا کہ ''یہ خواب تیرا نہیں ہے یہ خواب جس نے دیکھا ہے وہ خود آکر مجھ سے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پوچھے تو بتاؤ گا کیونکہ اس خواب کی بات کو تو نہیں بلکہ کوئی شہزادی ہی پورا کر سکتی ہے۔ آخر میں ابو یوسفؒ نے بتایا کہ اس خواب کا مطلب یہ ہے کہ ملکہ ایک ایسی نہر کھدوائے گی جس سے مخلوق خدا عرصہ دراز تک نفع اٹھائے گی''۔

حج کرنے والے جانتے ہیں کہ مکہ میں نہر زبیدہ دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے کہ نہر کہاں سے ہے ایک ہمارے ہاں نہریں ہیں کہ چھ چھ مہینے تک خشک پڑی رہتی ہیں تو خواب کا ظاہر کتنا بڑا اور باطن کتنا اچھا نکلا!

اسی طرح ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قرآن شریف رکھا ہوا ہے اور اس پر اس نے پیشاب کر دیا وہ شخص بیدار ہو کر رویا پیٹا اور چلانے لگا کہ مجھ سے خدا جانے کیا گناہ سر زرد ہو گیا جس کی سزا میں مجھے یہ کچھ نظر آیا اب نجانے میرا انجام کیا ہوگا؟ لوگوں نے بہتیرا روکا اور بہت پوچھا کہ ہمیں یہ بتا تو سہی کیا ہوا لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ بتانے کی بات ہو تو بتاؤں اور روتا پیٹتا چیختا چلاتا جنگل کی طرف نکل گیا۔ گریہ زاری کرتا ہوا جا رہا تھا کہ ایک درویش ملے اسے اس حال میں دیکھا تو اسے روک کر پوچھا ''کیوں بھئی کیا بات ہے! اتنی آہ وزاری کیسی! ''اس نے کہا کیا بتاؤں بتا نہیں سکتا کیا ہوا؟'' انہوں نے پھر پوچھا ''ارے آخر کیا ہو گیا؟'' کہنے لگا بتانے کی بات ہی نہیں بتاؤں کیسے؟'' انہوں نے پھر پوچھا ''ایسا کیا حادثہ ہو گیا؟'' اس نے کہا ''میں کچھ بتا ہی نہیں سکتا بس بتانے کی بات ہی نہیں'' انہوں نے پھر پوچھا ''ارے کچھ بتا تو سہی بتائے گا تو پتہ چلے گا میں بھی دیکھوں ایسی کیا بات ہے؟'' آخر بہت اصرار کے بعد جب اس نے اصل واقعہ بیان کیا تو وہ بزرگ بہت ہنسے اور اس سے پوچھا ''کیا تو رات کو بیوی کی چارپائی پر گیا تھا'' کہنے لگا ''جی ہاں گیا تھا'' انہوں نے کہا بس یہ تجھے بشارت ہوئی تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑا ہو کر حافظ قرآن بنے گا''۔ تو میں کہہ رہا تھا خواب کا ظاہر کیا اور باطن کیا؟ اسی لئے خواب کے ظاہر پر کبھی مت جاؤ۔

لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ والے خواب کی تعبیر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایک مرید ہیں مولوی محمد سلیم صاحب لدھیانوی خیر پور میرس میں ایک موضع میں ان کے مکانات ہیں جس کی وجہ سے موضع کا نام بھی سلیم آباد ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ بڑے شوق سے کلمہ کا ذکر کرتا ہوں جب لا الہ الا اللہ کہہ چکا ہوتا ہوں تو ''محمد رسول اللہ'' کہنا چاہتا ہوں لیکن بلا اختیار زبان سے ''اشرف علی رسول اللہ'' نکل جاتا ہے۔ میں توبہ استغفار کرتا ہوں کہ توبہ توبہ کیا کفریہ کلمہ زبان پر آ گیا پھر دوبارہ کلمہ پڑھتا ہوں جب ''لا الہ الا اللہ'' تک پہنچتا ہوں تو پھر بلا اختیار زبان پر ''اشرف علی رسول اللہ'' جاری ہوتا ہے۔ میں دوبارہ استغفار کرتا ہوں اور توبہ کر کے پھر کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں لیکن ''لا الہ الا اللہ'' کے بعد زبان پر بے اختیار اشرف علی رسول اللہ جاری ہو جاتا ہے بار بار میں استغفار کرتا ہوں لیکن ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کے بعد وہی کلمہ زبان پر بے اختیار نکل جاتا ہے جب انہوں نے ایک بزرگ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا خواب میں تمہیں اشارہ ہوا ہے کہ تمہارے پیر متبع سنت ہیں اور سنت رسول اللہ ﷺ میں انتہائی درجہ کامل ہیں۔ بھول کر بھی کوئی کام خلاف سنت نہیں کرتے۔

وہ جو ہمارے گھریلو جھگڑے ہوتے ہیں نا؟ ارے بھائی یہی آپس میں دو سگے بھائیوں کا جھگڑا جو ہوتا ہے تو ایک دفعہ ایک بھائی نے جھگڑتے جھگڑتے غصے میں آ کر دوسرے بھائی کو ماں کی گالی دی حالانکہ ماں دونوں کی ایک ہی تھی دوسرے کو اس پر غصہ آیا تو اس نے اپنے بھائی کو بہن کی گالی دے دی۔ اب کوئی اس سے پوچھے ارے غصہ تو تجھے اس بات پر آیا تھا کہ تیرے بھائی نے تجھے ماں کی گالی دی لیکن غصہ نکالنے کا یہ کیا طریقہ ہے کہ اس نے ماں کی گالی دی تو تو نے اسے بہن کی گالی دے ڈالی غصہ تو تجھے گالی پر آیا تھا بیچاری بہن پر کیوں نکالا؟''

اس طرح ہمارے ہاں گھر میں جب باپ کو اپنے بیٹے پر غصہ آتا ہے تو اسے کہتا ہے ''الو کا پٹھا'' اب کون اس سے کہے کہ ''پٹھا'' تو بیٹا بن گیا لیکن تو کون ہوا؟ اسی طرح ماں غصہ میں آ کر اپنے بیٹے کو کہہ دیتی ہے ''حرام زادے'' اب کون اسے بتائے کہ اری نیک بخت تیرا بیٹا تو ہوا حرام کا لیکن کیا یہ بھی جانتی ہے کہ تو کیا بن گئی؟'' بہادر شاہ ظفر نے بھی کیا خوب کہا ہے۔

ظفر ہرگز اسے آدمی نہ جانئے گا
گرچہ کیسا ہو صاحب فہم وذکاء
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

غرض گھریلو جھگڑوں میں خواہ جھگڑا کیسا بھی ہو آدمی کو چاہیے کہ احتیاط سے بات کرے کہیں غصہ میں آپے سے باہر ہو کر اس قسم کی باتیں نہ کرے جن سے اس کا اپنا دامن ہی داغدار ہو جائے۔

دیوبندی، بریلوی جھگڑا بھی ایسا ہی ہے ایک گھریلو جھگڑا ہے۔ دیوبندی بھی حنفی اور بریلوی بھی حنفی۔ لیکن وہ جس طرح ایک بھائی نے دوسرے کو ماں کی گالی دی اور اس نے جواب آں غزل میں بہن کی گالی عرض کر دی۔ اسی طرح ان میں بھی آپس میں کفر سازی کی ہمہ گیر مہم شروع ہو گئی۔ نہ بھائی ایسا نہ کرو یہ شغل تکفیر بند کرو۔

بریلویوں کی طرف سے دیوبندیوں پر جہاں اور کئی دوسرے اعتراضات ہیں وہاں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دیوبندیوں کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ۔ محاسبہ عوام سے ڈر کر یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے اور جائز نہیں لیکن یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خواب میں بار بار یہی کہے تو کوئی حرج نہیں۔ ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ حالت خواب اور حالت بیداری میں بہت فرق ہے خواب میں کوئی قول یا فعل اپنے اختیار میں نہیں اور خواب اپنے بس کی بات نہیں اس پر مستزاد یہ کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا اس نے ہر مرتبہ استغفار پڑھ کر توبہ کی ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے۔

اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ صدر ایوب کے بجائے اس نے کرسی صدارت سنبھال لی ہے اور تمام ملک میں اسی ہی کا سکہ چل رہا ہے اور اسی کا حکم مانا جا رہا ہے اور صبح کو اٹھ کر اگر وہ اپنا یہ خواب بیان کرے کیا تم اسے ملک کا صدر سمجھ لو گے۔ کیا واقعی وہ صدر بن گیا!

اسی طرح اگر کوئی قیدی خواب میں یہ دیکھے کہ میں رہا ہو گیا ہوں اور آزاد دنیا میں چل پھر رہا ہوں تو کیا حقیقتاً وہ آزاد ہو گیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں؟ بعینہ اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ میں قید ہو گیا ہوں تو کیا تم اسے قیدی تسلیم کر لو گے؟ کیا حقیقت میں وہ قیدی ہو گیا؟ نہیں! ہم خواب دیکھنے والے کو صدر نہیں مان لیتے اور نہ ہی یہ مانتے ہیں کہ اس نے صدر ہونے کا دعویٰ کیا ہے ہم قیدی کو آزاد اور آزاد کو قیدی اس لئے نہیں مانتے کہ اس نے خواب ہی تو دیکھا ہے اس لئے خواب اپنے بس کی بات نہیں ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب کے متعلق قضیہ کا فیصلہ

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے خواب سے متعلق ایک مقدمہ کا جو فیصلہ اسی بنیاد پر کیا وہ بھی سن لو۔

ایک آدمی نے دوسرے سے کہا" رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے تیری ماں کے ساتھ برا کام کیا ہے"۔ اسے غصہ آ گیا اور غصہ آنے والی بات ہی تھی۔ اس نے خواب دیکھا تھا تو کیا ہوا؟ اس نے دوسرے آدمی کی بے عزتی کی تھی نا؟ ارے خدا کے بندے اس قسم کا خواب دیکھا تھا تو چپ ہو جاتا کیا بتانا ضروری تھا۔ مختصر یہ کہ جب قصہ بہت بڑھا تو مقدمہ" حضرت علی کرم اللہ وجہہ" کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے سن کر فوراً ہی یہ نہیں فرمایا کہ خواب ہی تو دیکھا ہے کیونکہ دوسرا آدمی بہت غصہ میں تھا اگر اس سے ہمدردی نہ کی جاتی تو وہ لڑنے مرنے پر آمادہ تھا۔" حضرت علی کرم اللہ وجہہ" نے فرمایا" کیا ایسا کہا؟" عرض کی" جی ہاں ایسا ہی کہا ہے"۔ آپ نے دوبارہ تعجب سے دریافت فرمایا" واقعی یہی کہا ہے۔" عرض کی" جی حضور" آپؓ نے فرمایا" جا تو تلوار لے آ" وہ دوڑا ہوا گیا اور گھر سے تلوار اٹھا لایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا" اس کے سائے پر تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے"۔ وہ حیران ہو کر بت کی طرح کھڑا رہ گیا جب آپؓ نے دوبارہ فرمایا" میں نے کہا ہے اس کے سائے پر تلوار مار"۔ تب کہنے لگا" حضور سائے پر کیسے تلوار ماروں۔ کہیں سایہ پر بھی تلوار ماری جاتی ہے؟" فرمایا" پھر خواب ہی تو تھا"۔

میں تو کہہ رہا تھا خواب ہی تو تھا حقیقت تو نہ تھی۔ یہ مسئلہ یاد رکھئے کہ اگر تارا سنگھ حالت خواب میں کلمہ پڑھ لے تو ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر خدانخواستہ نعوذ باللہ میں خواب میں دیکھ لوں کہ میں عیسائی ہو گیا تو کیا حقیقت میں عیسائی ہو گیا؟

بالکل اسی طرح جب مولوی سلیم صاحب لدھیانوی کی زبان پر بلا اختیار کلمہ کی بجائے" اشرف علی رسول اللہ" جاری ہوا تو مطلب یہ نہیں جو آپ نکال رہے ہیں بلکہ یہ اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ تمہارا پیر اتباع سنت میں کامل ہے۔

تو امام ابن سیرینؒ نے امام مالکؒ کو کہلوایا کہ تمہاری عمر نہیں بتائی گئی بلکہ یہ تمہیں اشارہ دیا گیا کہ کیا تم نے قرآن مجید کی وہ آیت نہیں پڑھی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

ان اللّٰہ عندہٗ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بایّ ارض تموت. (لقمان: ۳۴)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سارے کا سارا علم نہیں دیا بلکہ کچھ علم صرف اپنے پاس ہی رکھا ہے کسی اور کو نہیں دیا۔

اب آیئے قرآن مجید کی طرف جہاں معراج کا ذکر شروع ہوتا ہے

سبحٰن الذی اسری بعبدہٖ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بٰرکنا حولہٗ لنریہٗ من ایاتنا انہٗ ھو السمیع البصیر O (بنی اسرائیل:۱)

آیت مذکورہ بالا رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں نازل کی گئی ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ کے معراج کے بیان میں ہے جب کہ معراج آپ ﷺ کی ایک فضیلت ہے اور قاعدہ ہے کہ فضیلت کا بیان تعریف کے لئے جاتا ہے اس لئے یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں کہی گئی ہے۔ ہماری عقل اگر چہ ناقص ہے اور ہماری عقل خداوند کریم کی مصلحت وحکمت پر اعتراض کرنا تو دور کی بات ہے دہی خدا کی مصلحت وحکمت کو ہی نہیں پا سکتی لیکن ایک بات جی میں آتی ہے کہ ایسا ہونا چاہیے تھا چونکہ یہ تعریف کا مقام تھا اس لئے تعریفی کلمات استعمال کئے جاتے اگر چہ ہمارا یہ مقام نہیں کہ لب کشائی کر سکیں اور نہ ہمیں اجازت ہے لیکن ڈرتے ڈرتے ایک بات کہہ دوں کہ یہ تعریف کا مقام تھا اس لئے خدا تعالیٰ کو تعریفی کلمات استعمال کرنے تھے“۔

ہماری ناقص عقل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ چاہیے تو یہ تھا کہ خدا تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس مقام تعریف میں تعریفی کلمات استعمال فرماتا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ فرماتا:

سبحان الذی اسری برسولہ......

یا فرمایا جاتا۔ **سبحان اللہ اسری بحبیبہ**

لیکن خلاف قاعدہ یہاں فرمایا گیا۔ **سبحان الذی اسری بعبدہٖ**

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کیوں بھئی یہ اسری برسولہ یااسری بحبیبہ کیوں نہ کہا؟اسری بعبدہ کیوں فرمایا گیا......؟ یہ کیوں فرمایا گیا'' کمزوری سے پاک ہے اللہ جس نے اپنے بندہ کو سیر کرائی''۔روزمرہ کاہمارا مشاہدہ ہے جب کسی کو ندا کرنا مقصود ہوتو مختصر الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن جب کسی کی تعریف کرنا مقصود ہوتو لمبے چوڑے القابات وخطابات کے ساتھ ملا کر نام لیا جاتا ہے جب مجھے بلانا مقصود ہے تو یہ کوئی نہیں کہتا'' خطیب ملت فخر قوم باعث سرمایہ صد افتخار حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری'' بلکہ عام طور پر مجھے صرف مختصر نام لے کر آواز دی جاتی ہے اس کے بالکل برعکس اسٹیج پر جب بھی میرا تعارف کرایا جاتا ہے تو...... پتہ نہیں کیا کیا میرے نام کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میرا نام تقریباً ایک میل دور تک چلا جاتا ہے تو اصل میں بات کیا ہے؟ بات صرف اتنی ہی ہے کہ قاعدہ دراصل یہ ہے کہ جب میرے نام کو مختصر طور پر لیا جاتا ہے تو اس وقت ندا مقصود ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ندا میں منادیٰ کا دھیان اپنی طرف مقصود ہوتا ہے اس لئے کم سے کم الفاظ میں اظہار کر دیا جاتا ہے جب کہ تعریف کے مقام میں چونکہ تعریف مقصود ہوتی ہے اس لئے اس وقت زیادہ سے زیادہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

تعریف کے مقام پر تعریفی کلمات استعمال کئے جاتے ہیں

معلوم ہوا کہ تعریف کے مقام پر تعریفی کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آنحضور ﷺ کی تعریف فرمائی تو تعریفی کلمات استعمال کیوں نہیں کئے؟ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنا'' رسول'' کیوں نہ فرمایا؟ اپنا'' حبیب'' کیوں نہیں کہا؟ اور تعریف کے اس عظیم الشان موقع پر'' اپنا بندہ'' کیوں فرمایا؟

(۱) تو ایک مقام تو یہ ہے جہاں خدا تعالیٰ نے تعریف کے مقام پر تعریفی کلمات استعمال نہیں کئے۔آپ ﷺ کو اپنا'' بندہ'' کہا اور فرمایا۔

سبحان الذی اسری بعبدہ ...... الخ

عجز سے پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندہ کو سیر کرائی اس مقام پر اپنا'' بندہ'' کہا' اپنا'' حبیب'' نہ کہا' اپنا'' نبی'' نہ کہا اور نہ ہی اپنا'' رسول'' کہا اس کی کیا وجہ؟

(۲) ایک دوسرے مقام پر بھی خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنا'' رسول کہنے کی بجائے اپنا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

"بندہ" کہا اور وہ یہ ہے کہ جب کفار مکہ نے قرآن مجید کے وحی اور منزل من اللہ ہونے پر اعتراض کیا تو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ

(البقرہ: ۲۳)

"اے مکہ کے مشرکو! اے کفار مکہ اگر تمہیں شک ہے اس پر جو ہم نے اتارا اپنے بندہ پر پس لے آؤ تم ایک سورت اس جیسی۔"

یہاں بھی فضیلت ہی کا ذکر ہے کہ اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ فضیلت کا بیان تعریف میں داخل ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں تعریف فرمائی لیکن اس مقام پر بھی آپ کو اپنا "حبیب" نہ فرمایا' اپنا "رسول" نہ فرمایا اور نہ ہی اپنا "نبی" کہا بلکہ تعریف کے اس مقام میں بھی آپ کو اپنا "بندہ" ہی کہا کیا وجہ؟

(۳) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو خدا تعالیٰ نے سیدہ حضرت مریم علیہا السلام سے کہا "اے مریم فکر نہ کر بچہ پیدا ہو گیا تو غم نہ کر۔ بچہ کو لے کر گھر چلی جا۔ اگر لوگ پوچھیں تو کہہ دینا میں روزے سے ہوں اور بچہ کی طرف اشارہ کر دینا"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریم علیہا السلام انہیں لے کر گھر آ گئیں قوم میں ایک شور مچا کہ کنواری مریم نے بچہ جنا اور لوگ جمع ہو کر ان سے کہنے لگے۔

یا اخت ھارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا۔

(مریم: ۲۸)

"اے ہارون کی بہن تیرا باپ بھی نیک تھا اور تیری ماں بھی پاکدامن تھی۔ غرض تیرا خدان تو بہت معزز اور نیک ہے آج تک تیرے خاندان میں سے کسی پر ایک انگلی بھی نہیں اٹھی یہ تو نے کیا غضب کیا یہ برا کام کیا۔"

اخت ہارون اس زمانہ میں بنی اسرائیل کے ہاں ایک مشہور محاورہ تھا اور اس عورت کے بارے میں کہا جاتا تھا جس کا خاندان بہت نیک اور معزز ہو۔

فاشارت الیہ بی بی مریم علیہا اسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا. (مریم: ۲۹)

انہوں نے کہا کہ ہم اس بچہ سے کیا بات کریں بھلا اتنے سے بچہ نے کبھی بات کی ہے؟

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً اپنی والدہ کی صفائی میں بولے کیوں بھئی؟ وہ اپنی والدہ ہی کی صفائی میں ہی بولے نا؟ فرمایا۔

قال انی عبداللہ ط (مریم : ۳۰)

کیوں بھئی ''اللہ کا بندہ'' کہنے میں ماں کی صفائی کہاں ہوئی؟

اگر ایک عورت نکاح کرے اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو وہ اللہ کا بندہ ہوا نا؟

اگر ایک عورت نکاح نہ کرے اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو کیا وہ اللہ کا بندہ نہیں؟

بیشک وہ بھی اللہ کا بندہ ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ جو کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تو ماں کی صفائی تو نہ ہوئی؟ اور جانتے ہو نا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بات اپنی طرف سے کہہ رہے تھے یا خدا ان سے کہلوا رہا تھا؟

خدا تعالیٰ ہی ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر رہا تھا اس کے بعد کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے آپ کو ''اللہ کا بندہ'' کہہ چکے تو پھر فرمایا۔

اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا ○ (مریم : ۳۰)

کہ اللہ نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے۔

آپ نے بعد میں بتایا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور نبی چونکہ معصوم ہوتا ہے اس لئے میرا نسب صحیح ہے اور میری والدہ معصوم ہیں۔ گویا والدہ کی صفائی خدا تعالیٰ نے بعد میں کرائی پہلے منہ سے کہلوایا۔ **انی عبداللہ.**

اس کی کیا وجہ کہ مقصود تو والدہ کی صفائی کرنا تھی لیکن پہلے منہ سے اللہ کا بندہ ہونا کہلوایا گیا۔

(۴) اسی طرح ایک اور مقام ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن آپ کو شہید کرنے کی تدبیریں کرنے لگے اور آپ کو پھانسی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا تو حضرت عیسیٰ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ السلام کو خبر ملی وہ پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا۔

اذقال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی.

(آل عمران:۵۵)

یعنی اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ فکر نہ کریں میں آپ کو فوت کروں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔

حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ تسلی دینے کے لئے اپنی طرف اٹھائے جانے کا ذکر پہلے کیا جاتا اور ایک طرح سے دیکھا جائے تو اٹھائے جانے کا کام پہلے ہوا۔ اور وفات دینے کا کام بعد میں ہوگا اس لحاظ سے بھی ترتیب کے پیش نظر رفعت کا ذکر پہلے کیا جاتا اور وفات کا ذکر بعد میں کیا جاتا۔

لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ پہلے فرمایا آپ کو وفات دوں گا اور بعد میں فرمایا کہ آپ کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اس کی کیا وجہ ہے؟

میں حافظ قرآن نہیں ورنہ تو تمام آیات سناتا جہاں ایسے ہی مقامات پر اللہ کا بندہ پہلے کہلوایا ہے اور مقصود کا اظہار بعد میں کیا ہے تو اس کی وجہ؟

تمام آیات میں ''اللہ کا بندہ'' کہلوانے کا مطلب دراصل یہ تھا کہ میرا بندہ بن کر مشرک نہ ہو اور شرک سے بچے۔

جہاں جہاں لفظ عبد کہلوایا گیا وہاں مقصد شرک سے بچانا ہے

اب میں ہر ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ وضاحت کر دوں۔

(۱) خدا تعالیٰ نے جب ''معراج'' کا ذکر فرمایا۔ سبحان الذی اسری بعبدہٖ تو ممکن تھا کہ لوگ یہ سن کر شک میں پڑ جاتے کہ وہ جو عرش پر گیا ممکن ہے ''عبد'' نہ رہا ہو۔ اس مقام پر پہنچ کر کہیں عبدیت ختم تو نہ ہوگئی ہو تو اس شبہ کے رفع کرنے کو فرما دیا ''سبحٰن الذی اسری بعبدہ'' اور اس طرح بتایا کہ درجہ خواہ میں کتنا ہی اونچا دے دوں گا لیکن رہیں گے میرے بندے 'عبدیت سے نہیں نکل جائیں گے''۔

(۲) اسی طرح جب یہ فرمایا کہ ''اس جیسی کتاب لاؤ'' تو فوراً ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اس جیسی کتاب والا ہونا امکان بشریت میں سے نہ ہو یا اس جیسی مہتم بالشان کتاب کا حامل

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہیں خدا نہ ہو تو فوراً ہی اس شبہ کا بھی رد فرمادیا کہ گو کتاب میں نے سب کتابوں سے زیادہ نرالی اور زیادہ شان والی دی ہے لیکن کتاب لینے والا میرا ہی بندہ ہے اسی طرح اس امر کے پیش نظر کہ جب بچپن میں بولے گا تو لوگوں کے دلوں میں ایک خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ چونکہ پیدا ہوتے ہی بولنا امکان عبدیت سے خارج ہے اس لئے کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خدا نہ ہوں تو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شرک سے بچانے کا اس قدر اہتمام کیا کہ حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کی شہادت بھی بعد میں دلوائی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ''اللہ کا بندہ'' کہلوایا۔ تاکہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں۔

(۴) اسی طرح شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جب آسمان پر اٹھائے جائیں گے تو موت نہیں آئے گی اور موت نہ آنے سے کہیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خدا نہ ہوں تو انسانی عقل کو گمراہی سے بچانے کے لئے پہلے ان کی وفات کا ذکر فرمایا اور بعد میں کہیں جا کر انہیں تسلی دی فرمایا ''یہودی تجھے مارنے کی تدبیریں کریں گے اور میں تجھے آسمانوں پر اٹھاؤں گا لیکن پہلے یہ ذکر کیا کہ تجھے وفات بھی ضرور دوں گا۔ تاکہ کوئی شخص مشرک نہ ہو جائے۔

نور و بشر کے جھگڑے فضول ہیں

ہمارے ہاں جھگڑا صرف ایک لفظ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو بشر کہتا ہے وہ ''موہن رسول'' جو اس طرح کہے وہ ''وہابی'' ہے۔

اب کون پوچھے کہ اچھا بشر نہیں تو پھر تم ہی بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیا ہیں؟ کیا تم ہی بتاؤ ان میں سے کون سی قسم کی مخلوق میں سے ہیں۔ آپ فرشتوں میں سے ہیں یا جنوں میں سے ہیں؟ اگر ان میں سے نہیں تو کیا نعوذ باللہ خدا میں سے ہیں یا خدا کا کوئی حصہ؟ اگر نہیں تو پھر انسانوں میں سے ہی ہوئے اور انسان کو بشر کہتے ہیں اس لئے آپ بشر ہیں یا نور؟

ایک دفعہ مسجد میں چند آدمی آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے آنحضور ﷺ بشر ہیں یا نور؟ ارے نادانو! یہ بھی کوئی سوال ہے گویا حضور اگر بشر ہیں تو نور نہیں اور نور ہیں تو بشر نہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

ارے! یہ تو ایسا ہی ایک سوال ہے جیسے کوئی مجھ سے پوچھے ''مولوی جی تو آرائیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں یا مسلمان''؟ تو کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں ارائیں بھی ہوں اور مسلمان بھی کیا ہوسکتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور آرائیں نہیں؟ یا ارائیں ہوں تو ہوں لیکن مسلمان نہیں۔

میرے بھائی میں ذات کے اعتبار سے آرائیں ہوں اور مذہب کے اعتبار سے مسلمان۔ یا کوئی مجھ سے پوچھے'' کیوں جی تو آرائیں ہے یا مولوی'' گویا پوچھنے والے کے نزدیک اگر میں آرائیں ہوں تو مولوی نہیں۔ اور مولوی ہوں تو آرائیں نہیں۔ نہ بھائی میں آرائیں بھی ہوں مولوی بھی ذات کے اعتبار سے میں آرائیں ہوں اور علم کے اعتبار سے مولوی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک موچی سے یہ پوچھے کہ تو موچی ہے یا مسلمان؟ تو کیا یہ ایک مضحکہ خیز سوال نہیں۔ ارے بھائی ہوسکتا ہے وہ پیشہ کے اعتبار سے موچی ہو اور مذہب کے اعتبار سے مسلمان یہ کیا اگر وہ موچی ہے تو مسلمان نہیں اور مسلمان ہے تو موچی نہیں۔

میں کہہ رہا تھا کہ یہ سوال حضور ﷺ نور ہیں یا بشر؟ کتنا بیہودہ سوال ہے۔

کیونکہ دوسرے الفاظ میں پوچھنے والا کہنا چاہتا ہے کہ آنحضور ﷺ بشر ہیں تو نور نہیں اور اگر نور ہیں تو بشر نہیں۔

آنحضور ﷺ بطور نسل بشر اور بطور صفت نور

آنحضور ﷺ بطور نسل کے ''بشر'' اور بطور صفت کے ''نور'' جس طرح بطور ذات کے میں آرائیں ہوں اور مذہب کے اعتبار سے میں مسلمان ہوں اور میں آرائیں بھی ہوں اور مسلمان بھی تو رسول اللہ ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی آپ نور اس لحاظ سے ہیں کہ جب آپ تشریف لائے تو گمراہی کی تاریکیاں دور ہو گئیں اور ہدایت کا اجالا پھیل گیا۔ دیکھو بہت زیادہ اندھیرا ہوتا ہے اور راستہ نظر نہیں آتا تو کہتے ہیں کہ چراغ لاؤ جب چراغ لایا جاتا ہے تو اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور راستہ نظر آجاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب تشریف لائے تو کفر و شرک کا گھپ اندھیرا دور ہو گیا۔ ہدایت کا اجالا پھیل گیا اور اسلام کا راستہ نظر آیا۔

• مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں دریا آیا ہندو بھی ساتھ سفر کر رہے تھے جب پل پر سے گزرنے لگے تو ہندوؤں نے پانی میں پیسے پھینکنے شروع کر دیئے کیونکہ ان کے ہاں یہ رواج ہے کہ اگر حالت سفر میں کوئی نہر یا دریا یا ندی وغیرہ آجائے تو اس میں پیسے پھینکتے ہیں ہندو پیسے پھینک رہے تھے کہ مولانا حبیب

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

الرحمان لدھیانویؒ نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔

ایک خادم جو سفر میں ہمراہ تھا اس نے عرض کی ”حضرت یوں تو درود شریف پڑھنا منع نہیں آدمی خواہ کہیں بھی ہو اور کسی وقت بھی پڑھے ثواب ضرور ملے گا لیکن اجازت ہو تو ایک سوال عرض کروں کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ دوران سفر میں آپ نے کہیں درود شریف نہیں پڑھا لیکن یہاں درود شریف پڑھنے کے کیا معنی ہیں؟ یہ کونسا موقع تھا؟“

جواب میں فرمایا کہ کیا تو سمجھا نہیں؟ کہنے لگا جی نہیں۔ پھر فرمایا ”بڑا بے عقل ہے ارے کیا تو نے دیکھا نہیں ہندو مرد اور عورتیں پیسے پھینک رہے ہیں یہ دیکھ کر میں نے سوچا کہ میں مسلمان ہوں اس لئے پیسے نہیں پھینکتا ساتھ ہی ساتھ ذہن میں یہ بات بھی آئی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دنیا میں ہدایت ظاہر ہوئی۔ حق اور باطل کا فرق واضح ہو گیا اور اسلام پھیلا تو آپ ﷺ کی برکت سے مجھے ہدایت ملی ورنہ میں بھی انہیں جیسا ہوتا اور پانی میں پیسے پھینکتا میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ کے دم کی برکت اور آپ کے طفیل مجھے ہدایت نصیب ہوئی کہ اسی وقت میں نے درود پڑھنا شروع کر دیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تو میں کہہ رہا تھا جس طرح بتی سے راستہ نظر آتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کی وجہ سے ہدایت کا راستہ نظر آیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ بتی سے راستے کی رکاوٹ نظر آجاتی ہے۔ راستہ میں اگر کوئی پتھر پڑا ہو وہ نظر آجاتا ہے کوئی درخت ہو یا دیوار ہو وہ نظر آجاتی ہے۔ راستہ اگر کہیں سے خراب ہو تو نظر آجاتا ہے کہیں کوئی گہرا گڑھا ہو یا کیچڑ ہو یا دلدل ہو تو نظر آجاتا ہے۔ بتی کی وجہ سے راستہ میں دوسری طرف سے آنے والا آدمی یا کوئی سواری غرض وہ شئے نظر آجاتی ہے جس سے ٹکرا کر کسی حادثہ کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ اگر بتی نہ ہو تو راستہ میں پڑی ہوئی کسی چیز سے یا راستہ دوسری طرف سے آنے والی کسی گاڑی یا آدمی سے ٹکرا جانے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے اسی لئے رات کے وقت بتی کے بغیر سائیکل چلانے والے کا چالان ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ میرا بھی چالان ہو گیا۔ رات کا وقت تھا اور میں بغیر بتی کے سائیکل چلا رہا تھا۔ جس طرح بغیر بتی کے گر جانے کا خطرہ ہے اور راستہ سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے بغیر صراط مستقیم سے پھسل جانے کا خطرہ ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بشر کی تعریف

اب یہ بھی سنتے جاؤ کہ ''بشر'' کسے کہتے ہیں۔ بنی آدم کو ''بشر'' کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا نام ''بشر'' ہے اس لحاظ سے رسول اللہ ﷺ بشر ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم جیسے گناہ گار بھی بشر اور رسول اللہ بھی بشر۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم بھی بشر اور محبوب کبریا ﷺ بھی ''بشر'' تو ایسا کہنے سے کیا رسول اللہ ﷺ کی توہین نہیں ہوتی؟

رسول اللہ ﷺ کامل ترین بشر

ارے نادان اگر تجھے رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ کا پاس ہے تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ آنحضور ﷺ کو ''بشر'' مان لیا اور اپنے آپ کو بشر نہ جان تو دین کو نہ بگاڑ بلکہ یہ سمجھ لے کہ رسول اللہ ﷺ بشر کامل تھے لیکن ہم بشر نہیں اس لئے کہ ہم بشریت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔

جب کبھی پیر صاحب کا اور اپنا فرق مراتب ظاہر کرتے ہو تو کیا تم یوں نہیں کہتے ''پیر جی تسی تے ایک بندے ہو اسی تاں ڈنگر ہیں''۔

کیوں بھائی پیر کے مقابلہ میں تو تم جانور بن جاتے ہو اور اپنے آپ کو جانور کہلوانا پسند کرتے ہو اور پیر صاحب کو اپنے مقام سے نہیں ہٹاتے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا اور اپنا فرق مراتب ظاہر کرنا ہو تو تم بدستور اپنے مقام بشریت پر فائز رہتے ہو اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے مقام سے ہٹا دیتے ہو۔ یہ نرالی منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ میرے تیرے مقابلہ میں تو اپنے مقام سے ہٹ جائے لیکن رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں اپنے مقام پر ہی جما رہے۔ میں بتاؤں تو ایسا کر رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو جانور کہلوا اور انہیں مقام بشریت پر رہنے دے کیونکہ قرآن مجید بھی میرے اس دعویٰ کی شہادت دیتا ہے فرمایا۔ اولئک کالانعام بل هم اضل تو ہم چونکہ گمراہ ہیں اس لئے جانور ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ ہادی ہونے کی وجہ سے انسان کامل ہیں روزمرہ کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ ہم برے کام کرنے والے کو ''جانور'' کہہ دیتے ہیں۔

دیکھو ایک آدمی جب راہ چلتے میں کچھ کھاتا ہے تو ہم اسے بطور فہمائش کہتے ہیں ''تو بندہ ہے یا جانور'' اسی طرح جب کوئی شخص کسی خوانچہ فروش کے تھال سے ٹکرا جائے تو وہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خوانچہ فروش اس آدمی سے یہی کہتا ہے نا کہ "تو بندہ ہے یا جانور"۔

یعنی اگر کوئی شخص راستہ میں کسی دوسرے آدمی سے ٹکرا جائے تو وہ بھی اسے یہی کہتا ہے کہ "تو بندہ ہے یا جانور" ان سب حالتوں میں کہنے والے کی مراد یہی ہے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے یا برا کام ہے؟ کیا نتیجہ نکلا؟ معلوم ہوا کہ عرف عام میں بھی اچھا کام کرنے والے کو "بندہ" کہتے ہیں اور اس کے برعکس برا کام کرنے والے کو "جانور"۔

چونکہ اچھے کام کرنے والے آنحضور ﷺ ہیں اس لئے آپ "بندہ" ہیں۔ عبدہ ورسولہ۔ اور چونکہ ہم برے کام کرنے والے ہیں اس لئے ہم "جانور" ہیں۔

اب کوئی یہ کہے کہ میں بھی "بشر" وہ بھی "بشر" تو بھی "بشر" یہ بھی "بشر" اور رسول اللہ ﷺ بھی "بشر" تو فرق مراتب تو نہ رہا؟ یہ "بشر" والی بات سمجھ میں نہیں آتی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ ایک پتھر تو وہ ہے جو سڑک پر کوٹا جاتا ہے کیوں جی ایک ہزار روپیہ میں وہ کتنے پتھر ملتے ہیں؟ ارے بھائی ایک ہزار روپیہ میں کئی ٹرک بھر کر مل جاتے ہیں۔ ایک پتھر وہ ہے جو اہی مسجد لاہور میں لگا ہوا ہے اس کا ایک ہزار روپیہ میں ایک ہی ٹرک مشکل سے بھرتا ہے۔ لال قلعہ میں جو پتھر لگا ہوا ہے کیوں جی وہ پتھر نہیں؟ وہ بھی ایک پتھر ہے نا؟ اسی طرح تاج محل میں جو پتھر لگا ہوا ہے وہ بھی تو ایک پتھر ہے۔ ایک پتھر بادشاہ کے تاج میں جڑا ہوا ہوتا ہے اس کی قیمت ان سب پتھروں کے مقابلہ میں اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ساری بادشاہی اس کے بدلہ میں دے دی جائے تو بھی قیمت ادا نہیں ہوتی۔ خزانہ میں ہوتا ہے تو اس کی زینت بنتا ہے اور یا پھر بادشاہ کے سر کی سواری کرتا ہے ہوتا تو وہ بھی ایک پتھر ہے لیکن سب پتھروں سے اتنا زیادہ قیمتی ہوتا ہے کہ ساری سلطنت اس کی قیمت میں ادا نہیں کی جا سکتی۔ جس طرح پتھروں میں سے ایک پتھر وہ بھی ہوتا ہے اور اس کی شان سب سے زیادہ ہوتی ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی خدا کے ہاں "بشر" ہو کر اس شان والے ہیں کہ ساری خدائی آپ ﷺ پر قربان کر دی جائے تو حق ادا نہ ہو۔ آپ بھی "بشر" تو ہیں لیکن اس قسم کے "بشر" کہ سورج چھپ جائے تو بھی آپ ﷺ کے آفتاب نبوت پر غروب کا وقت نہیں آتا۔

جس طرح سڑکوں پر کوٹا جانے والا پتھر، شاہی مسجد میں لگا ہوا پتھر، لال قلعہ میں لگا ہوا پھر تاج محل میں لگا ہوا پتھر اور "کوہ نور ہیرا" بھی پتھر۔ لیکن پتھر پتھر میں فرق ہے یہ بھی پتھر یہ بھی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پتھر یہ بھی پتھر وہ بھی پتھر لیکن اس پتھر کی شان ہی نرالی ہے۔اسی طرح میں بھی بشر تو بھی بشر یہ بھی بشر اور رسول اللہ ﷺ بھی بشر لیکن بشر بشر میں فرق ہے اور سید البشر کی شان ہی نرالی ہے۔

محمد بشر لیس کالبشر
بل ھو یاقوۃ والناس کالحجر

ایک بات یہاں کہہ دوں وہ جسے ساری دنیا نے کافر کہا اور اس لئے کافر کہا کہ انگریز نے اسے کافر کہا تھا وہی شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''انبیاء نوع دیگر اند و سائر بنی آدم نوع دیگر''

یہ بھی لٹھا وہ بھی لٹھا لیکن یہ لٹھا اور قسم کا ہے وہ لٹھا اور قسم کا ہے یہ چمڑا وہ بھی چمڑا لیکن یہ چمڑا اور قسم کا ہے وہ چمڑا اور قسم کا ہے۔یہ بھی سونا وہ بھی سونا لیکن یہ سونا اور قسم کا وہ سونا اور قسم کا۔یہ بھی ریشم وہ بھی ریشم یہ ریشم اور قسم کا وہ ریشم اور قسم کا۔تو بشر اور قسم کا ہے حضور ﷺ اور قسم کے ہیں۔

جہاں نور کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے بشر کی ابتداء

خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا....

''عیبوں سے پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی''۔

اگر نور تھا تو کیا کمال ہوا نور تو جاتا ہی ہے بلکہ اگر نور ہوتا تو سوال پیدا ہوتا کہ گیا کیوں نہیں؟ کمال تو یہ ہے کہ ہو خاکی اور جائے نوریوں سے بھی اوپر۔جو نوری تھا وہ اگر فرشتوں میں گیا تو کیا کمال ہوا؟ بلکہ نور اگر نہ جاتا تب کمال تھا کہ نوری اب تک گیا کیوں نہیں؟ کمال تو یہ ہے کہ جہاں نوریوں کا سفر تمام ہوا وہاں ابھی خاکی کا سفر جاری ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب ''سدرۃ المنتہیٰ سے گزرے تو دیکھا کہ جبرئیل ساتھ نہیں پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہاں کھڑے تھے۔سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب اس واقعہ کو نظم کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

بدو گفت سالار بیت الحرام
اے حامل وحی برتر خرام

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

''دوست دوستوں کو چھوڑا نہیں کرتے تم نے کیوں چھوڑ دیا؟'' دیکھو آنحضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم چھوڑ گئے اور ساتھ نہ دے سکے بلکہ فرمایا مجھے کیا ہو گیا؟ میرا کیا عیب دیکھا کہ تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا؟''

وہ جس طرح تم نے دیکھا ہوگا کہ جب مرغی کے بچے کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تو جب مرغی کے سامنے آٹا ڈالتے ہیں تو وہ بار بار آٹے میں چونچ مارتی ہے لیکن اس آٹے کو کھاتی نہیں کیونکہ اس سے اس کا مقصد اپنے بچوں کو آٹا کھانا سکھانا ہوتا ہے اس طرح بار بار چونچ مار کر گویا وہ اپنے بچوں کو ایک سبق دیتی ہے کہ اس طرح کھایا کرو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر پہنچ کر بھی اپنی امت کو سبق دیا وہ یہ کہ دوسرے کے عیوب پر نظر ڈالنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکا کرو اگر تمہارا کوئی ساتھی یا دوست تم سے بچھڑ جائے تو یہ نہ خیال کرو کہ اس میں کوئی عیب ہے بلکہ پہلے اپنی برائیوں پر ایک نظر ڈالا کرو کہ مجھ میں وہ کون سا عیب ہے جس کی وجہ سے میرا ساتھی چھوٹ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھ میں کیا عیب ہے کہ میں تمہاری رفاقت کے لائق نہیں'' جبرئیل امین نے جواب میں فرمایا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں بلکہ مجھ میں ہی یہ ایک عیب ہے کہ جس مقام پر آپ لے جائے گئے ہیں میں اس مقام کی تاب نہیں لاسکتا۔

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر میں بال کی نوک جتنا بھی آگے بڑھوں تو جلوہ ربانی کی حدت سے میں جل کر رہ جاؤں۔ (کیوں بھئی' یہ ایک بال ہے تمہارے اندازہ کے مطابق کی اس کی نوع ایک گز کے برابر ہوگی؟)

عرض کیا میں آپ ﷺ کے ساتھ آگے کیوں نہیں بڑھا اور پیچھے کیوں ٹھہر گیا؟ وجہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

صرف یہ ہے کہ نورِ الٰہی کے تجلی کو برداشت کرنے کی طاقت مجھ میں ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے آگے نہیں بڑھ سکتا اور آپ ﷺ میں تجلیات' انوارِ الٰہی کی برداشت کی طاقت موجود ہے اس لئے آپ ﷺ کا سفر جاری رہے گا۔

''میں کہہ رہا تھا کمال اسی میں ہے کہ ہوں خاکی اور بڑھ جائیں نوریوں سے''

اچھی طرح جان لو کہ فرشتے ذات کے اعتبار سے ''نوری'' ہیں اور پیغمبر ﷺ صفات کے اعتبار سے ''نوری'' ہیں اور یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ ''ذات'' کی کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ''صفات'' کی قیمت ہوتی ہے۔

ایک درخت ہے اگر اسے بیچا جائے تو اس کا ایک سودا ہوتا ہے لیکن اگر اسے کاٹ کر بیچا جائے تو ایک اور سودا ہوتا ہے اب تم ہی بتاؤ کہ اس درخت کی قیمت زیادہ ملے گی یا کاٹ کر بیچنے کے بعد رقم زیادہ آئے گی؟ لازمی امر ہے کہ کٹی ہوئی لکڑی کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اب اگر ایک کٹی ہوئی لکڑی کا سودا کیا جائے تو اس کی ایک قیمت ملتی ہے اور اگر اسے چیر کر بیچا جائے تو اس کی قیمت ایک دوسری ملتی ہے اور کون نہیں جانتا کہ صرف کٹی ہوئی لکڑی سے کہیں زیادہ اس لکڑی کی قیمت حاصل ہوتی ہے جو کاٹنے کے بعد چیری بھی گئی ہو۔ لیکن اگر اس چیری ہوئی لکڑی سے کرسی بنا کر بیچی جائے تو اور بھی زیادہ قیمت ملتی ہے کیوں بھئی جب درخت بیچا گیا تب بھی وہی لکڑی تھی اور جب کرسی بنا کر بیچی گئی تب بھی وہی لکڑی تھی لیکن یہ قیمت کا فرق کیوں ہوا؟ وجہ صرف یہی ہے کہ درخت میں جو لکڑی تھی وہ صرف ''ذاتی'' تھی اس میں وہ ''صفت'' نہیں تھی جو کٹی ہوئی لکڑی میں پائی گئی۔ اسی طرح کٹی ہوئی لکڑی میں وہ صفت نہ تھی جو چیری ہوئی لکڑی میں ہے اور ''کرسی'' بنی ہوئی لکڑی میں وہ ''صفت'' پائی گئی جو چیری ہوئی لکڑی میں نہیں اس لئے ہر مرتبہ قیمتوں میں اضافہ دلالت کرتا ہے کہ ''ذات'' کی قیمت نہیں بلکہ ''صفات'' کی قیمت ہوتی ہے۔

چونکہ فرشتوں کا نور ذاتی ہے اس لئے ان کا مقام کچھ اور ہے جبکہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا نور صفاتی ہے اس لئے آپ ﷺ کا مقام خدا کے ہاں سب سے بلند ہے۔ فرشتے پہلے ہی سے ''نوری'' ہیں اور رسول اللہ ﷺ بنائے گئے ''نوری'' ہیں۔ اس لئے فرشتے اس مقام کی تاب بھی نہیں لا سکتے جہاں رسول اللہ ﷺ کا سفر ابھی جاری ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سالار بیت الحرام رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''میرے حامل وحی برتر جبرئیل امین تم رک کیوں گئے؟ چلو آگے بڑھو۔

جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی۔

ہم اگر میں بال کی نوک کے برابر بھی آگے بڑھوں تو تجلیات انوار الٰہی سے جل جاؤں''۔

معلوم ہوا کہ ''ذات'' کے اعتبار سے جو ''نور'' تھا اس کی طاقت ختم ہوگئی لیکن ''صفات'' کے اعتبار سے جو ''نور'' تھا اس میں ابھی طاقت باقی ہے۔ ''ذات'' کے اعتبار سے جو ''نور'' تھے وہ اس مقام پر نہیں پہنچا جہاں ''صفات'' کے اعتبار سے ''نور'' پہنچ گیا۔ ﷺ

کیونکہ قاعدہ ہے کہ ایک شخص وہاں نہیں پہنچتی جہاں کرن پہنچاتی ہے یہی وجہ ہے کہ کرن صدر ایوب خان کے محل کے اندر بھی پہنچ جاتی ہے جہاں میں اور تو نہیں جا سکتے۔ میں کہنے یہ لگا تھا کہ جہاں ''ذاتی نور'' نہ پہنچ سکا وہاں ''صفاتی نور'' پہنچ گیا۔

اب ایک اور مسئلہ عرض کر دوں۔

جب رسول اکرم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے نو مرتبہ چھٹے آسمان سے اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اور واپس آئے اور ۵۰ نمازوں میں سے ۴۵ نمازوں کی تخفیف ہوگئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے انہوں نے فرمایا ''کیا رہا؟ کتنی نمازیں باقی رہ گئیں۔

فرمایا۔ ''پانچ نمازیں'' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسب سابق فرمایا ''اپنے تجربہ کی بناء پر میں تمہیں صحیح مشورہ دیتا ہوں کہ تمہاری امت سے یہ بھی نہیں پڑھی جائیں گی۔ تم اب پھر خدا تعالیٰ کے پاس واپس جا کر تخفیف کرالاؤ'' رسول اللہ ﷺ کی شان دیکھئے فرمایا ''موسیٰ اب خدا کے پاس بار بار مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔''

یہ تھی نبی کریم ﷺ کی شان اب ذرا سنئے خدا تعالیٰ نے کیا فرمایا ''اے میرے حبیب یہ عجیب بات ہوئی کہ میں نے پچاس کہیں آپ نے پانچ کرائیں میرا قاعدہ ہے۔ لا یبدل القول لدی۔ میری بات بدل نہیں سکتی جو میں کہہ دوں ہوتا وہی ہے اس سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتا اور تیری شان یہ ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ جو تو مانگے ہیں وہ نہ دوں۔ اب میری بات بدلی نہیں جا سکتی اور تیری درخواست میں واپس نہیں کر سکتا اپنی بات مانوں تو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تیری نہ رہے۔ تیری بات مانوں تو اپنی نہ رہے کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ وہ پانچ پڑھتے ہیں اور پچاس کا ثواب دیتا ہوں تیری بھی رہ جائے اور میری بھی رہ جائے کیونکہ میں اللہ ہوں اور میری کوئی بات بدلی نہیں جا سکتی اور تو حبیب ﷺ ہے تیری درخواست واپس نہیں کی جا سکتی۔ تو نیچے اترتے تیرے پاس پانچ رہ جائیں اور اوپر چڑھتے چڑھتے پچاس ہو جائیں۔ زمین پر پانچ ہوں اور آسمان پر پچاس ہو جائیں۔"ھی خمس وھی خمسون" تیری بھی رہ جائے اور میری بھی رہ جائے۔"لا یبدل القول لدی" یہاں تک کہ ایک بات یہ بھی ختم ہو گئی۔

امت کا چودہ سو سالہ اجماع کہ معراج حقیقی ہے مجازی نہیں

اب ایک اور مسئلہ سنئے۔ آنحضرت ﷺ کے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے لے کر وہ جو اچھا زمانہ ہے نا اس کی بات کر رہا ہوں۔ اپنے زمانہ کی بات نہیں کیونکہ اول تو اس زمانے میں آنے کو جی نہیں چاہتا اور اگر ابھی جائیں تو جینے رہنے کو جی نہیں چاہتا اور اپنا پھر اپنا زمانہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے۔'' کاش میں ایک تنکا ہوتا اور انسان نہ ہوتا'' اور ایک دفعہ فرمایا'' کاش میں بکری کا بچہ ہوتا انسان کا بچہ نہ ہوتا تا کہ بڑا ہو کر میں ذبح کر دیا جاتا اور اس زمانہ میں میں زندہ نہ رہتا۔ تو زمانہ زمانہ کی بات ہے نا! میں کہہ رہا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے لے کر جو اچھا زمانہ ہے اس زمانہ تک ساری دنیائے اسلام کے نزدیک متفقہ طور پر معراج حقیقی ہے مجازی نہیں۔ حقیقتاً معراج ہوا مجازاً نہیں۔ صرف روحانی معراج نہیں بلکہ جسمانی معراج ہوا۔ حالت بیداری میں ہوا خواب میں نہیں۔ جاگتے معراج ہوا سوتے ہوئے نہیں...... ! معراج مجازی نہیں ہوا بلکہ حقیقتاً آپ اوپر تشریف لے گئے اور جسم مع روح کے گئے روح صرف اکیلی نہیں گئی آپ جاگتے ہوئے تشریف لے گئے سوتے ہوئے نہیں؟ خواب میں نہیں بلکہ حقیقت حالت بیداری میں معراج ہوا جس نے معراج کو خواب یا رویا کہا اس نے پیغمبر ﷺ کی توہین کی اب میں یہ بھی بتا دوں کہ خواب کس نے کہا؟ معراج کو خواب کہا مرزا غلام قادیانی نے، خواب کہا سر سید نے خواب کہا نجدیوں نے اور خواب کہا ان لوگوں نے جو فلاسفہ افرنگ کی چمک سے مرعوب ہو چکے تھے اور ان کے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتے تھے کاش وہ لوگ اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہوتے تو روس اور امریکہ کے راکٹ کو ہی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھ کر سمجھ لیتے۔ کل تک یورپ کا فلسفہ معراج سے انکار کر رہا تھا اور آج اسی کے کتے اور بندر تک خلاء کی سیر کر آئے ہیں تو وہ یہ سمجھ جاتے کہ ان لوگوں کے راکٹ تو جا سکتے ہیں ان کے اختیار میں ہے کہ وہ اپنے راکٹ اوپر لے جائیں اور کیا خدا کے اختیار میں نعوذ باللہ یہ نہیں کہ اپنے حبیب کبریا ﷺ کو معراج کرائے۔ لیکن میں تو راکٹ وغیرہ تک کی مثال دینے کو بھی آنحضور ﷺ کی توہین کہتا ہوں۔

آج یورپ کا فلسفہ مانا جاتا ہے پہلے یونان کا فلسفہ مشہور تھا جس طرح آج یورپ کو اپنے فلسفہ کی وجہ سے شہرت حاصل ہے ابھی کل کی بات ہے کہ یونانی فلسفہ کو اس سے بھی کہیں زیادہ شہرت حاصل رہی ہے لیکن آج اس کا نام ونشان تک نہیں۔

یونانیوں کے نزدیک کسی شئے کا اوپر جانا ناممکن تھا ان کا عقیدہ تھا کہ مادہ اوپر جا ہی نہیں سکتا وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں چار مسئلے پیش کرتے تھے کہ یہ چار چیزیں مادہ کو اوپر جانے سے روکتی ہیں۔ (۱) ثقل (۲) زمہریر (۳) نار (۴) بادسموم

مسئلہ ثقل

یہ ہے کہ جو وزن دار ہے وہ زمین سے بنی ہے اور جو چیز زمین سے بنی ہے اسے زمین اوپر جانے نہیں دیتی بلکہ اپنی طرف کھینچتی ہے مثال کے طور اب یہ اون میں ہے میں نے اسے اپنے ہاتھ کی طاقت لگا کر اوپر کی طرف دھکیل دیا جب تک ہاتھ کی قوت اس پر عمل کرتی رہی یہ اوپر جاتی رہی لیکن جب میں نے ہاتھ ہٹالیا تو چونکہ ہاتھ کی قوت کا عمل ختم ہو گیا اور اون آزاد ہو گئی اس لئے اس زمین نے اپنی طرف کھینچ لیا اوپر جانے نہیں دیا یہ تھا مسئلہ ثقل

واقعہ معراج پر اشکال پیدا ہوتا تھا کہ ایک انسان جو مٹی سے پیدا ہوا ہے وہ اوپر گیا تو کیسے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دے دیا کہ ''گئے نہیں بلکہ میں لے گیا'' اب یہ میرا کوٹ میز پر رکھا ہوا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ کل تک یہ آپ ہی آپ اٹھ کر ملتان چلا جائے گا نہیں یہ خود تو نہیں جا سکتا ہاں اگر میں اپنے ساتھ لے جاؤں تو جا سکتا ہے تو اگر کوئی چیز جا نہیں سکتی تو کیا حوالے جائے تو جا سکتی ہے۔ بس اشکال تو یہی تھا نا کہ گئے کیسے؟ جواب یہ ہے کہ گئے کب آپ ﷺ تو لے جائے گئے جو چیز جا نہیں سکتی تو کیا وہ لے جائی نہیں جا سکتی؟ خود اللہ تعالیٰ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے فرمایا'' گئے نہیں بلکہ میں لے گیا'' یہاں مسئلہ ثقل کا ابطال ہو گیا۔

دوسرا مسئلہ زمہریر

یہ تھا کہ زمین سے اوپر کی طرف ایک جگہ ایسی ہے کہ وہاں انتہائی ٹھنڈک پڑتی ہے اتنی سردی کہ وہاں سے کوئی جاندار چیز نہیں گزر سکتی اگر وہاں کوئی جاندار پہنچے تو جم جائے اس لئے زمین سے اوپر کی طرف کوئی نہیں جا سکتا۔

تیسرا مسئلہ نار

یہ تھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک علاقہ ایسا ہے کہ وہاں آگ ہی آگ ہے اس میں سے کوئی جاندار نہیں گزر سکتا اگر گزرے تو جل جائے اس لئے زمین سے آسمان تک کوئی نہیں جا سکتا۔

چوتھا مسئلہ بادسموم

یہ تھا کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک جگہ ایسی ہے کہ وہاں زہریلی ہوا چلتی رہتی ہے اگر کوئی جاندار وہاں سے گزرے تو فوراً ہلاک ہو جائے اس لئے وہاں سے بھی کوئی جاندار گزر کر آسمان تک نہیں جا سکتا اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ آسمان بالکل ٹھوس ہے نہ اس میں خرق ہے نہ التیام ہے نہ کوئی شگاف ہے نہ کوئی دروازہ یا کھڑکی ایسی ہے جس میں سے کوئی جاندار گزر کر اوپر چلا جائے۔

واقعہ معراج پر اشکال پیدا ہو سکتا تھا کہ '' زمہریر'' سے کیسے گزرے؟ کیا ٹھنڈک سے گزرنا جاندار کے لئے ناممکن نہیں؟ کیا کوئی شخص نار سے گزر کر صحیح سالم واپس آ سکتا ہے؟ بادسموم سے کیسے بچ گئے، اور تو اور آسمان میں کوئی شگاف نہیں کوئی کھڑکی نہیں کوئی دروازہ نہیں پھر گئے تو کیسے گئے؟ ان سب اشکالات کے رد کرنے کو فرمایا۔

'' سبحان '' نے تمام اشکالات ختم کر دیئے

وہ عاجز نہیں ہے جتنی روکنے والی چیزیں ہیں وہ ان سے عاجز نہیں کہ ان پر قابو نہ پا سکے بلکہ وہ تمام رکاوٹوں کو دور کر سکتا ہے اور ان پر قابو پا سکتا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا "الحمد للہ الذی اسری"

بلکہ فرمایا "سبحن الذی اسری" بے عیب ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی۔

کیوں بھئی جب کوئی کسی سے ہار جاتا ہے تو ایک داغ لگ جاتا ہے اور وہ عیب دار ہوتا ہے یا نہیں؟ تو عیب دار وہ ہو جو کسی رکاوٹ پر قابو نہ پا سکے۔ اور بے عیب وہ ہوا جو کسی سے بھی شکست نہ کھائے اور جو ہر رکاوٹ پر قابو پا کر اسے دور کر دے تو فرمایا "سبحان" بے عیب ہے وہ اگر وہ روک دے تو گرمی کی کیا طاقت ہے کہ کسی کو گرمی پہنچائے۔ ٹھنڈک کی کیا مجال کہ کسی کو ٹھنڈ پہنچائے اور آسمان کی کیا مجال کہ کسی کو آنے نہ دے۔ "سبحان" فرما کے سب اعتراضات کا رد کر دیا۔

دوسرا یہ کہ جو کام پر لگا سکتا ہے وہ کام بدل بھی سکتا ہے اسے ایک مثال سے سمجھو۔

ایک باپ کے چار بیٹے ہیں۔ محمد علی' احمد علی' عبداللہ اور اسماعیل' باپ نے محمد علی سے کہا بیٹا صبح اٹھ کر زمین میں جہاں سے ہم نے فصل کاٹی ہے وہاں پانی دے دینا۔ عبداللہ کو خراد کے کام پر لگایا۔ اسماعیل سے کہا کہ بیٹا تمہاری والدہ سخت بیمار ہیں تم صبح کو شہر جا کر ان کے لئے دوائی لے آنا اور احمد علی سے کہا کہ بیٹا تم چارپائی ٹھیک کرنا اس کا بان بدل دینا۔ تو باپ صبح محمد علی کو جس کو پانی دینے کے کام پر لگایا تھا شہر بھی تو بھیج سکتا ہے نا اسے بجائے پانی دینے کے دوائی لانے کے یا کسی اور دوسرے کام پر بھی تو لگا سکتا ہے اور وہ عبداللہ کو جسے پہلے خراد کے کام پر لگایا تھا یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ بیٹا تم چارپائی ٹھیک کرو اور احمد علی کو جس چارپائی ٹھیک کرنے پر لگایا تھا کھیت کو پانی دینے کے کام پر بھی تو لگا سکتا ہے اور اسی طرح اسماعیل کو جسے دوائی لانے کے لئے کہا خراد کے کام پر یا کسی دوسرے کام پر بھی تو لگا سکتا ہے۔

جو ڈیوٹی سپرد کر سکتا ہے وہ تبدیل اور واپس بھی کر سکتا ہے

معلوم ہو جو کام پر لگا سکتا ہے وہ کام کو بدل بھی سکتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ آگ خود جلاتی ہے یا اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کر کے اسے جلانے کے کام پر لگا رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کر کے اسے جلانے کے کام پر لگا دیا ہے۔ اسی طرح پانی خود ڈبوتا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کر کے اسے ڈبونے کے کام پر لگا رکھا ہے؟ تو جب اللہ تعالیٰ نے آگ کو جلانے اور پانی کو ڈبونے کے کام پر لگایا ہے اور وہ آگ کو جلانے اور پانی کو ڈبونے کے کام

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سے ہٹا بھی سکتا ہے۔ ہٹا کیا سکتا ہے؟ بلکہ ہٹایا اور ہٹا کر دکھایا۔

دیکھو جب فرعون کے لشکری بنی اسرائیل کا پیچھا کر رہے تھے تو سامنے دریا آ گیا۔ اب پانی سیال ہوتا ہے سیال شے بہتی ہے اور بہنے والی چیز ڈبوتی ہے تو پانی سیال ہے زمین سخت ہے اور پانی نرم ہے جب قارون کو عذاب دینا تھا تو زمین کو حکم دیا ''نرم پانی ہو جا'' چنانچہ زمین نرم پانی جیسی ہوگئی اور وہ اس میں ڈوبتا چلا گیا۔ حالانکہ زمین سخت ہوتی ہے اس کا کام ڈبونا نہیں۔ اس کے برعکس جب بنی اسرائیل کی قوم کو بچانا مقصود تھا تو پانی کو حکم دیا ''سخت زمین ہو جا'' چنانچہ پھٹ کر بارہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل پار نکل گئے حالانکہ پانی نرم سیال ہوتا ہے جس کا کام ڈبونا ہوتا ہے اب آگ کو دیکھ لو اس کا کام جلانا ہے لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچانا منظور تھا تو فرمایا "یا نار کونی برداً و سلاما" سلامتی والی اور ٹھنڈک بن جا، چنانچہ آگ سرد پڑ گئی اور ابراہیم علیہ السلام پر آگ کی گرمی کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ جو ڈیوٹی دے سکتا ہے وہ ڈیوٹی بدل بھی سکتا ہے۔

جب آنحضور ﷺ کو لے جانا مقصود تھا تو زمین کو حکم دیا ''اب تک تیرا کام کھینچنا رہا ہے لیکن آج میرا حبیب ﷺ آ رہا ہے خبردار آج نہ کھینچیو'' زمین کی کیا مجال کہ کھینچ سکے۔ زمہریر کو حکم دیا کہ ''میرے حبیب ﷺ کو ٹھنڈک نہ لگنے پائے''۔ نار کو حکم دیا ''خبردار میرے حبیب ﷺ کو گرمی نہ لگے''۔ بادسموم سے فرمایا ''میرا حبیب ﷺ آج آ رہا ہے خبردار اپنے زہر کو ایک طرف کر کے رکھ دے خبردار آج تیرا زہر نہ پھیلے'' کسی کی کیا مجال کہ باری تعالیٰ کے فرمان کے سامنے دم بھی مار سکے آسمان نے کہا ''میں کیسے پھٹوں؟ آج تک تو پھٹا نہیں'' فرمایا'' آج تو پھٹنا پڑے گا کیونکہ آج میرا حبیب ﷺ آ رہا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

میں کہہ رہا تھا باری تعالیٰ نے ''سبحان'' کہہ کر فرما دیا کہ وہ کسی روکنے والی رکاوٹ سے عاجز نہیں اس کے سامنے کوئی مسئلہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اس کی ذات بے عیب ہے وہ ہر رکاوٹ پر قابو پانے والا ہے۔

''سبحان'' فرما کے یونانی فلاسفروں کے فلسفیانہ اعتراضات باطل فرمائے۔

اور یورپی فلسفہ کا تو ذکر ہی کیا اس کی تحقیقات تو ہر سو سال بعد بدلتی ہیں' اس لئے جب فکر و نظر کی ترقی کا یہ عالم ہو کہ دس بارہ سال بعد پہلا نظریہ باطل قرار دے کر دوسرا نظریہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قائم کرلیا جائے اور ابھی وہ سیاہی خشک بھی نہ ہوئی ہو کہ اور نظریہ پیش کر دیا جائے کہ پہلے دونوں غلط ہیں۔ جب قیاسات اور اندازوں کا یہ عالم ہو تو ہم اپنی تحقیقات کی وجہ سے واقعۂ معراج کی عظمت سے انکار کر سکتے ہیں۔

فکر جدید و قدیم کے تضاد کی ایک دلچسپ مثال دیتے جاؤں۔ یونانیوں کے نزدیک آسمان نو ہیں اور یورپی فلاسفروں کے نزدیک آسمان ہے ہی نہیں۔ آسمان نہیں بلکہ حدنظر کا ایک احساس ہے جسے ہم آسمان سمجھ بیٹھے ہیں درحقیقت آسمان کو وجود ہی نہیں۔

یونانیوں نے کہا تمام ستارے آسمان دنیا پر ہیں۔ یعنی پہلے آسمان پر اور باقی آٹھ آسمانوں میں سے ہر آسمان پر ایک ایک سیارہ ہے۔

یورپین کہتے ہیں آسمان تو سرے سے موجود ہی نہیں۔ ہم نے پوچھا یہ ستارے کہاں ہیں کہنے لگے آپس کی کشش کے سبب خلاء میں قائم ہیں۔

ایک مرتبہ ایک ہائی سکول کے پڑھنے والے لڑکے میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے مولوی صاحب زمین گھومتی ہے یا آسمان گھومتا ہے یونانی کہتے ہیں آسمان گھومتا ہے میں نے کہا یونان والے اس معاملہ میں صحیح نظریہ رکھتے ہیں۔ یونانی سچے ہیں اور یورپی جھوٹے ہیں۔

حقیقتاً آسمان گھومتا ہے۔ لڑکوں نے دوسرے روز اپنے ہندو ماسٹر صاحب سے کہا ہمارے مولوی صاحب تو یہ کہتے ہیں کہ ''یونانیوں کا نظریہ صحیح ہے آسمان ہی گھومتا ہے زمین نہیں گھومتی'' انہوں نے جواب میں دلیل دی کہ ''جب ہم ریل گاڑی میں بیٹھتے ہیں تو ہمیں درخت اور کھمبے وغیرہ مخالف سمت میں جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ زمین گھومتی ہے تبھی تو یہ درخت وغیرہ بھی حرکت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں'' جب لڑکوں نے آکر مجھے ان کی دلیل بتائی تو میں نے کہا لو اب اس کا جواب بھی سن لو۔ یہ سلطان پورا کا اسٹیشن ہے اس کے ایک طرف کو ریلوے لائن پر جالندھر واقع ہے اور اس کی مخالف سمت میں ریلوے لائن پر فیروز پور واقع ہے سلطان پور پر دو گاڑیاں ٹھہری ہوئی ہیں۔ ٹھیک بارہ بجے ایک گاڑی جالندھر کی طرف روانہ ہوتی ہے اور دوسری گاڑی فیروز پور کی طرف چل پڑتی ہے اب ایک ہی وقت میں جالندھر جانے والی گاڑی میں بیٹھے ہوئے مسافر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھ رہے ہیں کہ درخت فیروز پور کی طرف جا رہے ہیں اور فیروز پور جانے والی گاڑی میں بیٹھے ہوئے مسافر یہ دیکھ رہے ہیں کہ درخت جالندھر کو جا رہے ہیں گویا ایک ہی وقت میں ادھر والی زمین کو ادھر حرکت کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور ادھر والی زمین کو ادھر حرکت کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں اب یہ ایک قاعدہ ہے کہ ایک وقت میں ایک چیز دو حرکتیں نہیں کرتی۔

اب دیکھو یہ میری انگلی ہے میں نے اسے حرکت دی ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی دو حرکتیں ہیں یہ ایک ہی وقت میں صرف اور صرف ایک ہی حرکت کرے گی۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی وقت میں انگلی اس طرف بھی جائے اور اس طرف بھی جائے۔ اس طرح ایک آدمی ایک وقت میں صرف ایک طرف ہی جا سکتا ہے ایک وقت میں کوئی آدمی کبھی دو طرف نہیں جا سکتا۔ اسی طرح کوئی چیز ایک وقت میں دو مخالف سمتوں میں حرکت نہیں کر سکتی۔ اب یہ کون سمجھائے کہ ٹھیک بارہ بجے کے وقت دونوں گاڑیوں کے مسافر گردش زمین کو دو مخالف سمتوں میں جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں دونوں طرف ایک ہی حرکت ہے یہ کیسے ہوا؟

''معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی گردش کا نظریہ غلط ہے۔ اس ماسٹر صاحب کو جب یہ بتایا گیا تو کہنے لگا جواب تو نہیں آتا مگر کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے''۔

اسی طرح میں نے تم کو دنیاوی مثال سمجھائی ہے کہ جو کام پر لگا سکتا ہے وہ کام کو بدل بھی سکتا ہے جس نے آگ کو جلانے اور پانی کو ڈبونے کے کام پر لگایا ہے وہ آگ کو ڈبونے یا کسی دوسرے کام پر اور پانی کو جلانے یا کسی دوسرے کام پر بھی لگا سکتا ہے۔

ارے جب ایک انسان کے بس میں یہ ہے کہ وہ کسی کو پٹواری مقرر کرے تو وہ اس کو ہٹا بھی سکتا ہے اسی طرح جو ایک آدمی کو ماسٹر بنا سکتا ہے اس کے اختیار میں ہے کہ وہ اسے ہٹا بھی دے۔ جو کسی کو وزیر بنا سکتا ہے اس کے بس میں ہے کہ وہ اسے ہٹا بھی دے۔ تو نادانو جب ایک وہ انسان پٹواری کو یا ماسٹر کو یا وزیر کو بدل سکتا ہے جس نے ان کو اپنے کاموں پر لگایا تھا تو کیا خدا کے بس میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ آگ، زمہریر اور باد سموم وغیرہ کی صفات بدل سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے دو ماہ تک کا سفر کیا اس سے آگے ساتوں آسمانوں تک سات ہزار برس کی مسافت بھی طے کی۔ اور اس سے آگے معلوم نہیں کتنی دور گئے۔ پھر ہزار برس کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مسافت کے برابر بلکہ اس سے بھی کئی گناہ زیادہ مسافت نمازوں کے معاف کرانے میں طے کی پھر وہی سات ہزار برس کا آسمانوں کا فاصلہ اور وہی بیت المقدس سے مکہ مکرمہ تک راستہ یہ سب کچھ آپ ﷺ نے صرف اتنی دیر میں طے کیا کہ وہ جو دروازہ کھولتے وقت دروازہ کی زنجیر ہلتی ہے جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو وہ ابھی ابل رہی تھی اور بستر ابھی گرم تھا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ذہنوں میں ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی دیر تک بستر کیسے گرم رہا۔

ایک مثال دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کیا آپ میں سے کوئی آدمی کھڈی کا کام کرتا ہے؟ اگر کوئی آدمی کام نہیں کرتا تو تم میں سے کسی نے کھڈی والے کو کام کرتے دیکھا ہی ہوگا؟ ایک بات پوچھتا ہوں کہ کھڈی والا جب کام کرتے کرتے شام کو بننا ختم کر دیتا ہے تو ساری رات کھڈی پر کوئی کام نہیں کرتا وہ بند پڑی رہتی ہے صبح کو آ کر اسی حالت میں پاتا ہے جس میں وہ چھوڑ کر گیا تھا صبح کو جب وہ پہلا دھاگہ چلاتا ہے تو وہ کس دھاگے میں ملتا ہے کیا وہ اسی دھاگے میں نہیں مل جاتا جسے وہ شام کو چھوڑ کر گیا تھا۔ اب وہ کپڑا ابنتا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک گز کپڑا ابن لیا اب بتاؤ کون ہے جو پہچان کر یہ بتا سکے کہ شام کو جس دھاگے کو چھوڑ کر گیا تھا اور صبح کو جس دھاگے سے کام شروع کیا تھا کہ وہ یہ ہے؟ کوئی نہیں بتا سکتا اگر کوئی دوسرا دیکھے تو یقیناً کبھی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اس پر نمبر کہاں لگے ہوئے ہیں؟ دراصل پتہ نہیں چلتا۔

اب دیکھو یہ میری چادر ہے اس کے اس ایک گز ٹکڑے کے بارے میں کوئی نشاندہی کر سکتا ہے یہ کتنے دن میں بنا ہوا ہے؟ ایک ہی دن میں بنایا گیا ہے یا کئی دنوں میں؟ اور اس ایک گز کے ٹکڑے کو بنتے وقت کس کس دھاگے پر کام ختم کر کے دوبارہ شروع کیا گیا۔ نہیں کوئی نہیں بتا سکتا۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص دیکھتا ہے تو سارا ایک جیسا ہی لگتا ہے خواہ درمیان میں سے کہیں چھوڑ بھی دیا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا اجب سب کچھ مکمل ہو گیا تو اپنے حبیب ﷺ کو بلوایا۔ اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے جیسے کسی بادشاہ نے ایک کارخانہ بنوایا اس میں کپڑا بننے، آٹا پیسنے، کھانڈ بنانے، شیشے کے برتن بنانے غرض یہ کہ ہر طرح کا کام ہوتا تھا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جب کارخانہ کی تعمیر مکمل ہوگئی اور کارخانہ میں کام بھی شروع کر دیا گیا جب کارخانہ پوری طرح مکمل ہوگیا تھا بادشاہ نے اپنے ایک دوست کے پاس اس کارخانہ کے جنرل نیجر کو بھیج کر اسے بلوایا۔ ساتھ ہی ہیڈ مستری کو بھیج کر اسے حکم دیا کہ جب میرا دوست کارخانہ کے دروازہ پر قدم رکھے وسل بجا کر کام بند کرادو اور کاریگروں اور مزدوروں کو کہو کہ اس کے استقبال میں ایک شاندار جلوس نکالیں اور جلوس اس کے عقب میں چلتا رہے اسے ہر شے دکھاؤ اور اس کے بارے میں بتاؤ کہ اس سے اس طرح کام لیا جاتا ہے اور اس کو اس طرح استعمال کیا جاتا ہے فلاں شے کیسے کام کرتی ہے کپڑا کیسے بنا جاتا ہے آٹا کیسے پستا ہے کھانڈ کیسے بنتی ہے؟ غرض ہر شئے کے بارے میں تفصیل سے بتاتے جاؤ۔ جب تک وہ کارخانہ دیکھتا رہے جلوس کو چاہئے کہ چلتا رہے جونہی وہ دوست آیا، کارخانہ میں وسل بجا کر کام بند کرادیا گیا۔ جب تک وہ کارخانہ دیکھتا رہا جلوس چلتا رہا۔ جب وہ کارخانہ کی سیر کر چکا تو جنرل نیجر کو حکم دیا کہ میرے محل میں لے آؤ اور اعلیٰ افسروں سے کہا تم میرے دوست کے استقبال کے مرتبہ کے اعتبار سے کارخانہ سے لے کر محل کے دروازہ تک صف بستہ کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ دوست وہاں سے گزر کر محل کے دروازہ میں داخل ہوا اور جنرل نیجر کی ہمراہی میں برآمدہ تک پہنچا تو جنرل نیجر کو واپسی کا حکم ہوا کہ اس سے آگے جانے کی تمہیں اجازت نہیں...... پھر وہ دوست اکیلا ہی بادشاہ کے پاس پہنچا اور ملاقات کی۔ اب بادشاہ اور دوست میں کیا کیا باتیں ہوئی اور کیا کیا راز و نیاز ہوئے یہ کوئی نہیں بتا سکتا اس کا علم تو بادشاہ کو ہے یا بادشاہ کے دوست کو کیونکہ اور تو کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا حتیٰ کہ برآمدہ ہی سے نیجر کو واپسی کا حکم مل گیا تھا...... ملاقات ہوئی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہاں کیا کچھ باتیں ہوئیں...... وہ دوست واپس آگیا اور اپنے گھر چلا گیا تو کارخانہ میں ہیڈ مستری کو حکم ہوا اس نے دوبارہ کام کا وسل بجایا اور کام پھر شروع ہوگیا۔ جب وہ دوست آیا تو ایک جگہ روئی بیلی جارہی تھی ایک روئی کا گالا ابھی گرا بھی نہیں تھا کہ کام بند کرادیا گیا۔ جب وہ دوست واپس ہوا دوبارہ کام شروع کرنے کا وسل بجا اور پھر روئی بیلی گئی اب جو گالا گرا وہ اس گالے پر گرگیا جو پہلے گر چکا تھا دوسری جگہ جہاں آٹا پیسا جارہا تھا جب دوبارہ کام شروع کیا گیا تو اب جو آٹا پیسا گیا تو اسی آٹے پر گرگیا جو پہلے گر چکا تھا ایک اور جگہ کپڑا بنا جارہا تھا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جب دوست آیا جہاں دوسرے کام تمام بند کر دیئے گئے وہاں یہ بھی بند ہو گیا۔ چنانچہ ایک دھاگہ باقی رہ گیا جب اس دوست کے جانے کے بعد دوبارہ کام شروع ہوا تو جو پہلا دھاگہ چلایا گیا وہ اسی دھاگے میں مل گیا جو پہلے چھوٹ گیا تھا۔

سفر معراج کے وقت کارخانہ کائنات کی ہر چیز ساکن و جامد کر دی گئی

رسول اکرم ﷺ معراج پر لے جائے گئے اس وقت جبکہ کارخانہ کائنات پوری طرح مکمل ہو گیا اس کارخانہ میں مکہ مکرمہ بھی ہے بیت الحرام بھی اسی کارخانہ میں شامل ہے اور ام ہانیؓ کا حجرہ مقدسہ بھی اسی کارخانہ میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ادھر حجرہ مقدسہ سے باہر قدم رکھا کہ ادھر کارخانہ کائنات میں کام بند ہونے کا وسل بج گیا۔ ادھر آپ ﷺ روانہ ہوئے اور ادھر سورج کی گردش روک دی گئی وہ جہاں تھا وہیں ٹھہر گیا۔ چاند اپنا سفر طے کر رہا تھا کہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ رات گزرتی جا رہی تھی وسل ہوا تو وہ بھی جہاں تک پہنچ گئی تھی وہیں رک گئی۔ آگے نہ بڑھ سکی۔ وقت جہاں تھا وہیں روک دیا گیا۔ سمندر کی لہریں ساحل کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھیں کہ انہیں بھی وہیں ٹھہرا دیا گیا۔ جہاں کوئی جہاز سفر کر رہا تھا اس کی حرکت کو وہیں ساکن کر دیا گیا غرض کارخانہ کائنات کی ہر شے کو ساکن و جامد کر دیا گیا یہاں تک کہ جو سانس اندر سے باہر آ رہا تھا وہ اندر ہی رہ گیا باہر نہ آ سکا۔ اور جو سانس باہر سے اندر جا رہا تھا وہ اندر نہ جا سکا۔ باہر ہی رہ گیا۔ بچہ جو پڑھ رہا تھا اس کا پڑھنا ختم ہوا۔ فصلوں اور پودوں کا بڑھنا رک گیا۔ وہ جتنے بڑھے تھے انہیں وہیں پر ہی ٹھہرا دیا گیا وہ زیادہ لمبے نہ ہو سکے۔ جو آگ جل رہی تھی اس کا جلنا اور جلانا ختم کر دیا گیا جو توا آگ سے روٹی کو تپش پہنچا رہا تھا وہ تپش روٹی تک نہ جا سکی درمیان تک ہی پہنچ کر رہ گئی۔ جو روٹی سینکی جا رہی تھی وہ روٹی وہیں رہ گئی اور پک نہ سکی۔

اور جب آنحضور ﷺ واپس تشریف لائے تو سورج' چاند اور ستاروں کا سفر شروع ہوا جب کام دوبارہ شروع ہونے کا وسل بجا تو رات چل پڑی۔ وقت روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں ساحل کی طرف بڑھنے لگیں۔ جہاز چل پڑے۔ سانس آنے جانے لگا۔ بچے کی نمو شروع ہوئی۔ پودے بڑھنے لگے۔ آگ جلنے لگی توے کو سینک پہنچنے لگا۔ روٹی سینک لے کر گرم ہونے لگی جب آنحضور ﷺ واپس تشریف لائے تو کارخانہ کائنات میں کام شروع ہوا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تو وہ جو کنڈی تم جانتے ہو نا کہ دروازہ کھولنے کے بعد دو دفعہ ہلتی ہے جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو اسے ٹھہرا دیا گیا اور جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو کنڈی دوبارہ ہلی۔ وہ بستر جو اٹھنے کے بعد کچھ دیر گرم رہتا ہے ابھی وہ گرم ہی تھا کہ اس کے عمل کو ٹھہرا دیا گیا۔ جب آنحضور ﷺ واپس تشریف لائے تو پھر ٹھنڈا ہونے کا عمل شروع ہوا۔ لیکن جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو ابھی وہ بستر گرم ہی تھا۔ ٹھنڈا نہیں ہوا تھا وہ تم جانتے ہو نا کہ اونچی جگہ بیٹھ کر آدمی وضو کرے تو پانی تقریباً دو گز تک بہتا چلا جاتا ہے پھر ٹھہر جاتا ہے تو پانی ابھی ایک گز ہی بہا تھا کہ آنحضور ﷺ تشریف لے گئے اور جب واپس تشریف لائے اور وسل بجی تو پانی بہنا شروع ہو...... غرض یہ کہ کارخانہ کائنات کی تمام چیزیں معراج النبی ﷺ کے وقت ساکن اور جامد کر دی گئی تھیں۔ آپ ﷺ کے اعزاز میں کارخانہ کائنات کا نظام ہی بند کر دیا گیا تھا۔

حضور ﷺ کی زبان مبارک پر اعتبار ہی ایمان ہے

اب ایک بات کہتا ہوں۔ یہ جتنے دلائل میں نے دیئے ہیں یہ سب ایمان کی کمزوری کی دلیلیں ہیں یہ جتنی بھی مثالیں اور دلیلیں میں نے دی ہیں یہ سب نقص ایمان کی علامات ہیں میں نے تم کو یہ بتائی ہیں اور تم نے مجھ سے سنا ہے اللہ تمہیں معاف کرے...... میں بھی اس میں سے گزرا اللہ تعالیٰ مجھے بھی معاف کرے۔

کیونکہ جب میں نے دلائل سے سمجھایا تو میری زبان پر اعتبار آ گیا اور آنحضور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر اعتبار نہ ہوا۔ ایمان اعتبار یا تصدیق کا نام ہے اس لئے اگر تم نے میرے دلائل سے سمجھ کر مانا تو میرے دلائل پر ایمان ہوا اور آنحضور ﷺ فرمائیں ''آسمان ہے'' تو ہم کہیں آسمان ہے اگر فرمائیں ''آسمان نہیں'' تو ہم کہیں آسمان نہیں ارے ایمان تو یہ ہے کہ آنحضور ﷺ فرمائیں ''آگ جلاتی ہے'' تو ہم کہیں آگ جلاتی ہے اور اگر فرمائیں ''آگ نہیں جلاتی ہے'' تو ہم بھی مان لیں واقعی آگ نہیں جلاتی۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دلیل سے سمجھا پھر مانا دلیل پر ایمان ہوا اور آنحضور ﷺ سے سن کر مانا تو آپ کے فرمان پر ایمان ہوا۔ اس لئے دلیل کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اب ایک واقعہ بتاتا ہوں۔

آنحضور ﷺ گئے بھی رات کو اور واپس آئے بھی رات کو۔ سب سے پہلے کس نماز کا وقت آیا؟ کیوں بھئی فجر کی نماز کا ہی وقت آیا نا؟ اگر چہ فجر کی نماز کا وقت پہلے آیا تھا لیکن نمازیں ظہر کے وقت سے شروع ہوئیں اور سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے وقت تو فجر کی نماز کا آیا تھا اور نمازیں ظہر کے وقت شروع کی گئیں؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازوں کی ترتیب حضرت جبرئیل امین نے آ کر بتائی تھی اور چونکہ وہ فجر کی نماز کے وقت نہیں آئے تھے اس لئے فجر کی نماز کے بجائے ظہر کی نماز پہلے پڑھی گئی۔ اب یہ ایک قاعدہ ہے اور ہمارا آئے دن کا مشاہدہ بھی ہے کہ اگر میں بھی نمازی اور تو بھی نمازی تو ملاقات صبح سویرے ہی ہو جائے گی لیکن تو یا میں ہم سے کوئی ایک یا دونوں نمازی نہیں تو پھر خواہ ملاقات نو بجے ہو یا سرے سے ملاقات ہی نہ ہو اس لئے چونکہ اس وقت تک نماز پڑھی نہیں جاتی تھی اس وقت آنحضور ﷺ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ملاقات نہ ہوئی۔

صبح کے وقت آنحضرت ﷺ جب حجرہ مقدسہ سے باہر تشریف لے جانے لگے تو ام ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''اپنے معراج کے واقعہ کا کسی کو ذکر نہ کرنا'' کسی کو بتائیے نہ! لوگ کہیں گے جھوٹ بولتا ہے اور سینکڑوں باتیں بنائیں گے کسی کو یقین نہیں آنے گا اس لئے تم چپ ہی رہنا''۔

انہوں نے تو اپنے خیال ہی سے کہا ہے کہ آپ کی بات کو لوگ مضحکہ اڑائیں گے اور بہت پریشان ہونگے۔ لیکن نبی ﷺ کا کام یہ نہیں کہ یقین نہ کرنے والوں کے تمسخر اور مضحکہ اڑانے کی وجہ سے دعوت حق دینے سے رک جائیں۔ آنحضور ﷺ باہر نکلے راستہ میں جو کوئی ملا اسے بتایا جس جس نے سنا اس نے ہر ایک سے کہا ''لو جی۔ نئی بات سنی تم نے؟ آج حضرت محمد ﷺ نے دعویٰ کیا ہے کہ راتوں رات بیت المقدس، ساتوں آسمان اور آگے تک کی سیر کر آیا ہوں'' اتنے میں مشرکین مکہ نے صلاح کی کہ اس سے پہلے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت محمد ﷺ کی ملاقات ہو ہم ابو بکرؓ کے پاس چل کر اس دعوئی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچے اور ان اس طرح بات کی ''یہ بتاؤ کہ دنیا میں سے کبھی کوئی آدمی ایک رات میں آسمانوں پر گیا ہے'' فرمایا ''نہیں'' کہا ''کوئی آدمی جا سکتا ہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

یا نہیں؟'' فرمایا ''نہیں'' پوچھا ''اگر کوئی کہے تو جھوٹا ہوا نا؟'' فرمایا جب کوئی جا نہیں سکتا تو کہے کیوں؟'' انہوں نے پھر پوچھا ''اتنا تو بتادو ایسا کہنے والا جھوٹا ہوا نا؟'' فرمایا ''ہاں جب کوئی نہیں گیا تو ایسا کہنے والا جھوٹا''۔ یہ اقرار کرانے کے بعد کہنے لگے ''دیکھو اپنی بات نہ بدلنا'' ابھی تم نے کہا ہے کوئی شخص آسمانوں تک جا کر واپس نہیں آسکتا اور ایسا کہنے والا جھوٹا ہے تو اب جس کو تو نبی مانتا ہے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے'' حضرت ابوبکر نے دریافت کیا کہ ''انہوں نے واقعی ایسا کہا ہے یا تم خود اپنی طرف سے ان کے نام منسوب کر رہے ہو؟'' کہنے لگے ہاں ہاں اس نے کہا ہے یقین نہیں آتا تو ہمارے ساتھ چل کر دیکھ لو''۔ فوراً فرمایا'' میری عقل غلط ہو سکتی ہے لیکن آنحضور ﷺ کی زبان مبارک کا ارشاد کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اگر انہوں نے ایسا ہی فرمایا تو میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ واقعی تشریف لے گئے تھے''۔ یہ تھا ایمان کا درجہ کہ ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا مگر آپ واقعی تشریف لے گئے تھے''۔ یہ تھا ایمان کا درجہ کہ ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا مگر آپ ﷺ کے ارشاد مبارک پر ایمان ہے۔

جو حضور ﷺ کے منہ سے نکلے اُسے مان لینا ایمان ہے

رسول اللہ ﷺ نے جب آخری حج ادا فرمایا تو عرفات میں ایک لاکھ کا مجمع تھا آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو دریافت فرمایا'' آج کون سا دن ہے''؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہے۔ صحابہ کرامؓ کا قول ہے کہ ہم اس خیال کے ماتحت خاموش رہے کہ آنحضور ﷺ جو نام اپنی زبان مبارک سے فرمائیں گے ہم وہی نام رکھ لیں گے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کیا یہ عرفہ کا دن نہیں؟'' پھر آپ نے فرمایا'' یہ مہینہ کون سا ہے؟'' صحابہ کرامؓ کا قول ہے کہ ہم اب بھی اس خیال کی وجہ سے خاموش رہے کہ آنحضور ﷺ کوئی نیا نام رکھیں گے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں''؟ بعدازاں آپ نے ارشاد فرمایا'' یہ جگہ کون سی ہے''؟ صحابہ کرامؓ اس مرتبہ بھی اسی وجہ سے خاموش رہے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ'' کیا یہ عرفات نہیں؟'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو منہ سے نکلے اسے مان لو یہی ایمان ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد نبوی میں ایک مرتبہ آنحضور ﷺ خطبہ فرمانے لگے کچھ صحابی ادھر کھڑے ہوئے تھے کچھ صحابی ادھر کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ" جو صحابی اندر تھے وہ اندر بیٹھ گئے جو باہر تھے وہ باہر ہی بیٹھ گئے۔ایک صحابیؓ دروازہ میں داخل ہو رہے تھے۔ایک پاؤں اندر تھا ایک باہر۔آنحضور ﷺ کا ارشاد سنتے ہی جہاں تھے وہی بیٹھ گئے۔حالانکہ عقل جانتی تھی کہ میرے لئے یہ حکم نہیں اندر چلا جاؤں گا تب بیٹھ جاؤں گا لیکن ایمان کا کہنا تھا کہ جہاں ہو وہی بیٹھ جاؤ' جس حالت میں ہو اسی حالت میں بیٹھ جاؤ۔چنانچہ اسی طرح بیٹھے بیٹھے سارا خطبہ سنا ایک قدم اندر تھا اور ایک قدم باہر تھا۔حالانکہ بیٹھ کر بھی پاؤں اندر کر سکتے تھے لیکن عشق کے تقاضے نے اتنی پہ اجازت نہ دی اور انہوں نے پاؤں کو گھسیٹا تک نہیں۔ہم تو یوں ہی عاشق بنے پھرتے ہیں۔

آنحضور ﷺ نے ایک جانور ادھار خرید فرمایا اور مقررہ عرصہ بعد قیمت ادا فرمادی لیکن چند روز گزرنے پر وہ شخص دوبارہ آیا اور رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا "میں نے رقم ادا کر دی ہے" لیکن وہ انکار کر کے کہنے لگا آپ ﷺ نے رقم ادا کی ہے تو شہادت دلوائیں۔آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھا تو حضرت خزیمہؓ نے کھڑے ہو کر شہادت دی کہ آنحضور ﷺ نے مطلوبہ رقم ادا کر دی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرا خیال ہے خزیمہؓ جب میں نے رقم ادا کی تو تم موجود نہ تھے"؟ انہوں نے عرض کیا" یا رسول اللہ میں آپ کو خدا کا آخری نبی مانتا ہوں میں نے آپ پر وحی اترتی نہیں دیکھی لیکن چونکہ آپ نے فرمایا ہے اس لئے میرا ایمان یہ ہے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ہے اسی طرح جب آپ نے ﷺ پیسے دیئے تو میں نے نہیں دیکھا لیکن میرا ایمان یہ ہے چونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے اس لئے آپ نے رقم ادا فرمادی ہے جب وحی اترتی ہے تو میں نہیں ہوتا لیکن میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے رقم ادا فرمادی ہے اور یہ شخص غلط ہے"۔

معلوم ہوا ایمان یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سنے اور شہادت دے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو دلائل سے ماننا ایسا ہے جیسا کہ نبوت سے انکار کیا جائے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حالت بیداری میں معراج ہونے پر اجماع ہے

اس پر اجماع امت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معراج حالت بیداری میں جسم مع روح کے تشریف لے گئے تھے۔ ساری امت ہر زمانہ میں اس پر متفق رہی ہے باقی رہے واقعہ معراج کے انکار کرنے والے تو وہ دو قسم پر ہیں۔

ایک تو وہ لوگ ہیں کہ جب انگریزی راج یہاں ہوا تو انگریزوں نے غلام ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کی سرگرمیاں وسیع پیمانے پر پھیلا دیں۔ یورپ کے بڑے بڑے عیسائی پادری منگائے وہ لوگ جن کی آنکھیں مغربی فلسفہ و تمدن کی جھوٹی چمک سے خیرہ ہو چکی تھیں جب وہ عیسائی پادریوں کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے تو انہوں نے واقعہ معراج کا سرے انکار ہی کر دیا۔ عیسائی پادریوں کے اعتراضات کے اگر جواب کسی نے دیئے تو ان میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا نام سرفہرست ہے۔ دوسرا انکار کرنے والا غلام احمد قادیانی تھا اس نے اس لئے انکار کیا کہ وہ نبوت کا مدعی تھا۔ نبوت کے دعویٰ کو معجزہ ثابت کر سکتا تھا چونکہ وہ کوئی معجزہ پیش نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے معجزات کا ہی انکار کیا۔ اور وہ معجزات جن کا انکار کیا ان میں ایک معراج بھی تھا۔ اس لئے معراج کا بھی انکار کر دیا۔ باقی امت کا یہ اجماعی مسئلہ ہے اور ہمارا سب کا اس پر ایمان ہے۔ نماز کا تحفہ آپ ﷺ لے کر آئے تھے جسے ادا کرنا ہم پر فرض ہے امید ہے کہ سب لوگ دُعا کریں گے کہ خدا صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فضائل ومناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

(از: حضرت مولانا ابوریحان فاروقی رحمہ اللہ)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.
قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ○ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ○ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ○ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ○ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ○ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ○

(پ ۳۰ عبس: ۱۳ تا ۲۰)

وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ. (پ ۱۱ التوبہ: ۱۰۰)

وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ.
وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مُعَاوِيَةَ هَادِيًا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مُهْدِيًا. (ترمذی)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ. (کنز العمال)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يا معاوية ان وليت الامر فاتق الله. (بخاری)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يبعث الله معاوية يوم القيمة عليه رداء من نور الايمان. (کنز العمال)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا تذكروا معاوية الا بخير.

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صاحب السری معاوية ومن احبه فقد نجی ومن ابغضه فقد هلک.

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوّل جيش يغزوا البحر فقد اوجبوا او كما قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

امیر شام تیری جاہ و منزلت کی قسم
تیرے نام کا ڈنکا بجا کے چھوڑوں گا
تیرے نام سے جو جلتے ہیں ملحد و زندیق
ان کو خدا کے غضب سے ڈرا کے چھوڑوں گا

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام، جامع مسجد عمر فاروق کے ساتھیو! شب برأت گزر چکی ہے اور آج جمعۃ المبارک ہے، رات بھی جو میں نے جامعہ محمدیہ میں تقریر کی ہے بیماری اور تکلیف میں، اور آپ کو ابھی تک میری آواز سے معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کا نام لیتا ہوں تو میرے اندر توانائی آجاتی ہے۔ اللہ کے فضل اور توفیق سے خصوصاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جن کا ابھی میں نے آپ کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے چھپ چکے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر ایک سو سے زائد کتابوں کا میں مطالعہ کر چکا ہوں۔

میں نے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کتاب لکھی تو ایک عالم نے خط لکھا کہ میں اگر یہ کتاب نہ پڑھتا تو جہنم چلا جاتا۔ میں نے اس دن سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام جو مجھ سے لیا ہے محض اپنے فضل و کرم سے لیا ہے۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دل میں ایک بات ڈالتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ بہت سارے ایسے کام ہیں جن میں میرا تصور بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہ کام لیے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ انسان کے اپنے اختیار میں کچھ نہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عنوان اتنا طویل اور لمبا ہے میں آپ کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چند اہم اور اصولی باتیں عرض کروں گا تا کہ ایک جلیل القدر صحابی پیغمبر کا نقشہ آپ کے سامنے آئے۔ پہلی بات یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑیں تو ان میں ایک جھوٹا ضرور ہوگا، یہ کلیہ ہی غلط ہے۔ روافض اور سُنی مؤرخ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی جنگ ہوئی، یہ موجود ہے کتابوں میں آپ نے پڑھا ہے کہ جنگِ صفین ہوئی، بی اے کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور نصاب کی کتابوں میں بعض مؤرخین نے تنقید کی ہے کہ دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی لڑائی ہوئی، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ لڑکے کالجوں کے ہیں یا سکولوں کے بچے ہیں، ان کو جو غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے، غلط فہمی نہ رہے، میں اس عنوان پر تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

تو میرے بھائیو! دو آدمیوں کی آپس میں لڑائی ہو اور ایک جھوٹا ضرور ہوتا ہے، یہ کلیہ غلط ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں سچے ہوتے ہیں۔ میں نے اسلام آباد کی یونیورسٹی کے لڑکوں سے کہا کہ ایسا ہو یہ ضروری نہیں۔ اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے۔

میں نے کہا دیکھیں، قرآن پاک میں دو آدمیوں کی لڑائی کا ذکر ہے ان میں سے کس کو جھوٹا کہوں؟ میں تمہاری بات مان لوں گا، میں کسی اور تاریخ کا حوالہ نہیں کہتا۔ میں قرآن پاک کی بات کرتا ہوں کہ آؤ قرآن سے پوچھتے ہیں کہ جب دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں تو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سامنے تذکرہ کرنا ہے۔ کیونکہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے یہ عنوان باقی تھا۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا ذکر ہوگا۔ جس کے کارناموں سے پوری امت مسلمہ، اس کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتی، اور یہ بات بڑے افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ لوگ اپنے آپ کو سُنی کہتے ہیں، مسلمان کہتے ہیں، لیکن وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔

صداقتِ علیؓ و معاویہؓ

کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی ہوئی۔ میں مانتا ہوں کہ لڑائی ہوئی لیکن وہ قاتلینِ عثمانؓ سے لڑائی ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجوں میں قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ شامل تھے ان سے لڑائی ہوئی۔ یہ قابلِ افسوس بات ہے۔ اور جب دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں تو ضروری نہیں کہ دونوں میں سے ایک جھوٹا ہو۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں سچے ہوتے ہیں۔ لڑائی ہوتی ہے لیکن دونوں سچے ہوتے ہیں۔

میں نے اسلام آباد میں تقریر کی، سیمینار تھا، یونیورسٹی کے لڑکے تھے وہاں، انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ دو آدمی آپس میں لڑیں اور دو میں سے ایک جھوٹا نہ ہو، ایسا نہیں ہوسکتا۔ کبھی نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ کی معلومات میں کمی ہے۔ ایسا ہوتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ وہ لڑکے بڑے ضدی تھے۔ میری عادت ہے لڑائی نہ کرنے کی۔ میں نے ان کو بڑے تحمل سے سمجھایا، لیکن وہ نہیں مانے۔ میں نے کہا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں اور ان میں سے جھوٹا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ حقائق ہیں اس کا کوئی آدمی جواب نہیں دے سکتا۔ میری تقریر سے پہلے دو باتیں یاد رکھیں۔ آپ کو یہ باتیں کام دیں گی۔ آپ میں سے کچھ سکولوں کالجوں کے لڑکے بھی ہوں گے اور یہ بات آپ کے آئندہ کام آئے گی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی لمبی گفتگو کرسکتا ہوں۔ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک کتاب لکھی ہے ۲۰۰ صفحے کی اور وہ کتاب دس سال پہلے چھپی ہے۔ اب دوبارہ چھپی ہے۔ بلکہ کئی ایڈیشن

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

واقعی ان میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بھی نہیں جھوٹا ہوتا۔

حضرت علی ﷛ اور حضرت امیر معاویہ ﷛ کا جو اختلاف ہے یہ غلط فہمی کی بنیاد پر ہے اور لڑائی تھی قاتلینِ عثمانؓ سے، حضرت علی ﷛ اور حضرت امیر معاویہ ﷛ کا قصور نہیں۔ اگر شرعی جنگ ہوتی، کفر اسلام کی جنگ ہوتی تو پھر بتاؤ کہ حضرت امیر معاویہ ﷛ کی طرف سے لوگ شہید ہوئے تھے، جنازے ان کے بھی حضرت علی ﷛ پڑھاتے تھے۔اس کا جواب دے دو۔کیوں؟ اور کھانا اکٹھے کھا رہے ہیں اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شہید ہوئے اور ان کا ہاتھ پہلے شل ہوا تیر سے، اور جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو اٹھا کر رکھنے لگے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خبردار یہ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ان کا جو ہاتھ شل ہوا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شل ہوا ہاتھ چوما اور چوم کر کہا کہ یہ ہاتھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دیکھا ہے۔

کیسے تم اس کو کفر اسلام کی لڑائی سمجھتے ہو۔اختلاف اپنی جگہ ہوتا ہے۔قاتلینِ عثمانؓ سے بدلہ لینے کے لئے اختلاف تھا۔حضرت علی ﷛ کا موقف تھا کہ میں ابھی بدلہ نہیں لے سکتا قاتلین سے، حضرت معاویہ ﷛ کا موقف تھا کہ اگر ابھی بدلہ نہ لیا گیا تو قتل ضائع ہو جائے گا۔میں جانوں اور قاتل جانیں، یہ بات ہے۔

اب یہ بات کہ دو آدمی آپس میں لڑیں تو ان میں سے ایک جھوٹا ضرور ہوتا ہے، یہ بات یاد رکھو کہ یہ اصول کے خلاف ہے۔قرآن پاک میں دو آدمیوں کی لڑائی کا ذکر ہے اور ان دونوں میں سے ایک کو جھوٹا نہ میں کہہ سکتا ہوں نہ آپ کہہ سکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پہاڑ پر جانے لگے تو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا کہ دیکھنا یہ قوم بچھڑے کو پوجنے نہ لگ جائے۔انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔قوم زور آور تھی۔قوم بچھڑے کو پوجنے لگی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو ساری قوم بچھڑے کو پوج رہی ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جذباتی، غصہ جلدی آجاتا تھا۔اس لیے ایک قبطی کو مکا مار دیا تھا۔جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے..... فوکزہٗ موسٰی فقضٰی علیہ..... ماشاء اللہ مکا ہو موسیٰ علیہ السلام کا، پھر کیا رہنا ہے! حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی جلدی شہر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چھوڑ کر چلے گئے، کیونکہ نیت تو مارنے کی نہیں تھی تو قرآن کریم میں اس کا ذکر آتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جلالی طبیعت کے آدمی تھے۔ ماشاء اللہ جلال آ گیا۔ پوچھا نہیں کہ قوم بچھڑے کو کیوں پوج رہی ہے۔ پوچھا کسی سے نہیں۔ آتے ہی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی۔ اور یہ واقعہ تاریخ میں نہیں ہے۔ قرآن میں ہے۔ قرآن پاک کا سولھواں پارہ کھولو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آ کر حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لی اور داڑھی پکڑ کر اس طرح گھسیٹا، اور بازار میں لے آئے۔ اور جھگڑ پڑے۔ قرآن کریم میں ذکر ہے، حضرت ہارون علیہ السلام رو پڑے اور رو کر کہا...... یا ابن اُمّ لا تاخذ بلحیتی و لا براسی...... اے میرے ماں جائے بھائی، میری داڑھی نہ پکڑو، میرے سر کے بالوں کو نہ پکڑو، میرا کوئی قصور نہیں۔

میں نے کہا کہ دیکھو دو آدمی آپس میں لڑے ہیں، لڑائی کا ذکر قرآن مجید میں ہے، ان میں سے کسی ایک کو جھوٹا کہو! تو وہ یونیورسٹی کے لڑکے سمجھدار تھے، ضدی لوگ بھی تو ہوتے ہیں کہ آپ جتنی مرضی دلیلیں دیں وہ نہیں مانتے لیکن عقل مند اور سمجھدار، دانا اور پڑھا لکھا آدمی بھی وہی ہوتا ہے کہ جب دلیل سمجھ میں آ جائے تو فوراً مان لیا۔

برطانیہ میں ایک یادگار لیکچر

میں نے برطانیہ کے ایک شہر برسٹل میں کئی سال پہلے ایک لیکچر دیا تھا۔ ایک مکان کے اندر، باہر جگہ نہیں تھی تو مکان میں لیکچر دیا۔ اسلامی مسائل پر اور جو لوگ لیکچر کرانے والے تھے ان کا عقیدہ بھی اور تھا۔ وہ بے چارے رسم و رواج کے قائل تھے، تو ان کی طرف ان کا ذہن تھا، تو جب میں نے تقریر ختم کی تو سارے کے سارے یکدم ہی بدل گئے۔ کہنے لگے کہ آج ہم بھی بدل گئے، جو عقیدہ آپ نے بتایا ہم اس پر قائم ہو گئے اور ہمارا موقف سارا ہی غلط تھا۔ ضد نہیں، لیکن ہمارے ہاں ماشاء اللہ جتنی مرضی باتیں کرتے جاؤ، لیکن ماننا نہیں کہ ہمارے مولوی نے تو یہ کہا ہے۔

بھائی، اللہ تعالیٰ کے بندے! قرآن مجید نے جو کچھ کہا، جب بات قرآن کی آ گئی تو ساری باتیں ختم ہو گئیں۔ میں آج قرآن مجید سے ثابت کروں گا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت امیر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

معاویہ نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے۔ تاریخ کہتی ہے کہ امیر معاویہ ؓ ٹھیک نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تاریخوں کو چھوڑو، تاریخیں تو بہت بعد کی ہیں، تاریخ تو ۱۵۰ سال کے بعد بنی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے، اتنے سالوں کے بعد لکھی گئی۔

مقامِ صحابیت پرکھنے کیلئے معیار

اور امیر معاویہ ؓ کی موجودگی میں جو اللہ تعالیٰ کا قرآن اُترا، اس کا اعتبار کریں۔ یا ۱۵۰ سال بعد والی تاریخ کا اعتبار کریں؟ سیدھی بات ہے ایک اصولی بات۔

دوسری اصولی بات یہ ہے کہ صحابی کو پرکھنے کا پیمانہ کیا ہے! صحابی کو ہم نے کیسے پرکھنا ہے؟ کسی صحابی کو ہم نے تولنا ہے اس کے لیے کون سا ترازو استعمال کریں۔ یہ اصول ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان میں سے ہر ایک کو ہم نے پرکھنا کیسے ہے؟ کیا صحابی کو پرکھنے کے لیے ہمیں تاریخ کا سہارا لینا چاہیے؟ یا ان کو پرکھنے کے لئے حضور کی حدیث کا سہارا لینا چاہیے؟ یا ان کو پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرآن کا سہارا لینا چاہیے۔ ایک اصولی بات ہے۔ صحابی کا پرکھنا، صحابی کا تولنا کس ترازو میں ہے......

تاریخ کے ترازو میں؟......

قرآن کے ترازو میں؟......

حدیث کے ترازو میں؟......

مقامِ صحابیت تولنے کے لئے ترازو

یہ ہم نے ابھی فیصلہ کرنا ہے جب یہ فیصلہ ہو گیا تو اگلی بات آپ کو سمجھ میں آجائے گی۔

سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم اور بزرگ اور مناظر گزرے ہیں، جنہوں نے اسلام کی حقانیت اور صحابہ کرام ؓ کے دفاع میں بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، تنظیم اہل سنت کے سربراہ تھے۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب لکھی ہے "اصحابِ رسول"۔ شیعہ کی ایک کتاب ہے "احبابِ رسول"، شیعہ نے صحابہ کرام رضی اللہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عنہم کے خلاف یہ کتاب لکھی۔اس کے بعد اس کے جواب میں سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''اصحاب رسول بجواب احباب رسول'' اس کتاب کی ایک بات نقل کرتا ہوں۔اور یہ کتاب مولانا نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے مجھے دی تھی کہ بیٹا تم مطالعہ کرنا۔جب نئی نئی یہ چھپی تھی تو شاہ صاحب زندہ تھے،تو میں ان کی خدمت میں ملتان حاضر ہوا،تو انہوں نے شفقت فرمائی۔

اس میں ایک بات لکھی ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھیں،ایک ہوتا ہے عطر اور ایک ہوتی ہے کستوری،کوئی آدمی آپ سے کستوری کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں کستوری کو لے کر لکڑی کے ٹال پر تولنے جاتا ہوں۔ایسے نہیں ہوتا۔

ایک آدمی اگر یہ کہے کہ یہ کستوری اس کو میں لکڑی کے ٹال پر تولوں گا تو سارے لوگ کہیں گے کہ یہ پاگل ہے،یہ احمق ہے،اس نے کستوری کی قدر نہیں پہچانی،تو کستوری کو بھی بھلا کوئی لکڑی کے ٹال پر تولتا ہے کہ لکڑی کے ٹال پر لکڑی تُل رہی ہے اور چیزیں تُل گئی ہیں۔تو آپ کہیں کہ میں کستوری بھی لکڑی کے ٹال پر تولتا ہوں۔تو جو آدمی کستوری کو لکڑی کے ٹال پر تولتا ہے وہ کستوری کا قدر شناس نہیں ہے۔اس کو پتہ نہیں ہے کہ اس کی اہمیت کیا ہے۔وہ کستوری سے واقف نہیں ہے اور جو آدمی کستوری سے واقف ہے۔وہ کہے گا اس کے تولنے کے لیے جوہری کے پاس جائے،کسی قدر شناس کے پاس جائے اور جوہری کے ترازو میں تولے۔تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال کستوری کی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال مُشک و عنبر کی ہے،جس طرح کستوری کو لکڑی کے ٹال پر نہیں تولا جاسکتا۔اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاریخ کے ترازو پر نہیں تولا جاسکتا۔

تاریخ کا جو ٹال ہے اس پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نہیں تولا جاسکتا۔ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مثال کستوری کی ہے،اور کستوری کو تولنے کے لیے جوہری کے پاس جانا چاہیے۔اور جوہری یا اللہ کا قرآن ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو تولنے کے لیے اس قرآن و حدیث کے جوہری کی ضرورت ہے۔یہ جوہری ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ الاسلام کا فرمان

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ایک بات لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث میں، صحیح حدیث میں کوئی ایسی روایت آئے کہ جو کسی صحابی کے خلاف جاتی ہو، اس حدیث کی تاویل کرنا واجب ہے۔ کیوں؟ صحابی کی شان اللہ تعالیٰ کا قرآن بیان کر چکا ہے۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث سے کسی صحابی کی نعوذ باللہ توہین نہیں، کسی صحابی پر حرف آتا ہو، تو ہم کہیں گے کہ اس حدیث کا یہ معنیٰ نہیں ہے جو اس کے خلاف جاتا ہے۔ بلکہ یہ معنیٰ ہے کہ جو حق میں جاتا ہے۔ حدیث کی تاویل کرنا از روئے شریعت واجب ہوگا کیونکہ قرآن پاک ساڑھے سات سو آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان کر رہا ہے۔ تو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان قرآن بیان کر رہا ہے تو پھر تاویل کرنا حدیث میں واجب ہے۔ اور پھر تاریخ کا کیا اعتبار رہا؟؟

تاریخ تو ۱۵۰ سال کے بعد بنی۔ قصے، کہانیاں اور سنی سنائی باتوں سے تاریخ بن گئی، اور اسی سے اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تولنے کے لیے ہم تاریخ سے پوچھیں؟...... نہیں! ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار کے لیے تاریخ سے نہیں پوچھیں گے، قرآن سے پوچھیں گے۔ اب میں آپ کے سامنے ایک ترازو لا رہا ہوں۔ ایک میزان مقرر کر رہا ہوں، ایک کشت پیش کر رہا ہوں۔ ایک معیار، ایک پیمانہ، ایک کسوٹی، ایک سانچہ، ایک ڈائی آپ کے سامنے کھولتا ہوں اور اس کے اندر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پرکھتے ہیں...... اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب ہم پرکھیں گے تو فیصلہ آپ نے کر کے بتانا ہے کہ جس معیار پر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پرکھتے ہیں، کیا وہ صحیح ہے یا چودہ سو سال کے بعد تاریخ ہمارے سامنے آئی ہے۔ جو جھیڑے آئے ہیں۔ طبری اور مسعودی اور ابی مخنف جیسے شیعہ مؤرخوں کی لکھی ہوئی تاریخیں ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس پر پرکھیں، یا اللہ کے قرآن پر پرکھیں؟ کس پر پرکھنا چاہیے؟ (قرآن پر) صحابی کو کس پر پرکھا جائے؟ (قرآن پر) صحابی کو پرکھنے کے لیے قرآن ہے اور قرآن جو راستہ بتاتا ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے لیے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دو باتیں پیش کرتا ہوں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جو آیات میں نے خطبے میں تلاوت کی ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں۔نو احادیث میں نے پیش کی ہیں۔نو احادیث کے لئے میں نے تین کتابوں کا مطالعہ کیا۔ورنہ مشکوۃ میں ۱۲ احادیث، بخاری شریف میں ایک حدیث، ترمذی شریف میں ایک حدیث، لیکن میں نے نو احادیث ابھی آپ کو سنائیں۔جو آیات پڑھی ہیں یہ سورۃ عبس وتولی کی ہیں۔یہ تیسویں پارے کی سورت ہے۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چند آیات میں کاتبانِ وحی کا ذکر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی لکھنے والے، یعنی اللہ تعالیٰ کے قرآن کو لکھنے والے، ان کی کیا حیثیت ہے۔

حضرت معاویہ اور کتابتِ وحی

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے تیرہ کاتب تھے۔ان تیرہ کاتبوں میں چھٹا نمبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔اور کاتبانِ وحی میں پہلا نمبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تھا۔اور دوسرا نمبر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے، اور تیسرا نمبر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا ہے، چوتھا نمبر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ہے، اس طرح یہ نمبر ہیں اور چھٹا نمبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی ہیں اور کراچی کی گفتگو میں ایک شیعہ نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی کہتے ہیں۔کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اور کیا کہوں؟ اس نے کہا کہ ہماری جو تحقیق ہے، اس کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قرآن نہیں لکھا، بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط لکھتے تھے۔

میں نے کہا کہ پاگل کہیں کا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بھی وحی ہوتا ہے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بھی وحی ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا کے بادشاہوں کے نام ۱۰۶ خطوط لکھوائے اور ان میں ۲۷ خطوط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے تھے۔

ایک آدمی آڑھت پر منشی ہو تو اگر یہ پتہ چلے کہ یہ منشی خیانت کار ہے تو وہ مالک اسے منشی نہیں رکھتا، اور جس کو تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک لکھنے کے لئے رکھا وہ خیانت کار ہے؟ تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو وحی الٰہی کے لیے کاتب رکھا اس پر تنقید جائز ہوگئی؟ آڑھت کا منشی غلط ہو، ایک دن نہیں نکالتا اور چار سال حضرت امیر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، اور اللہ تعالیٰ کا قرآن لکھتے رہے۔ نبی ﷺ کے خطوط لکھتے رہے۔

اور آج کوئی آدمی بکواس کرے کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غلط تھے۔ میں تاریخ کے تھپیڑوں کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید صحیح ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صحیح ہے۔ ان کے مقابلہ میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

عظمتِ معاویہ قرآن کی زبانی

میرے بھائیو قرآن کی جو آیات ہیں اس پر غور کریں کہ قرآن کہتا کیا ہے۔ قرآن کا ارشاد کیا ہے...... فی صحف مکرمۃ...... قرآن پاک کے صفحات بڑے پاکیزہ...... فی صحف مکرمۃ ...... قرآن پاک کے صفحات بڑے عزت والے ہیں۔ قرآن عزت والے صفحے ہیں۔ اور آگے کیا فرمایا مرفوعۃ مطھرۃ مرفوع کہتے ہیں بلند کو، رفعت والے کو، بلندی والا...... قرآن کہتا ہے کہ یہ صفحات بلندی والے اور رفعت والے ہیں۔ پاکیزگی والے ہیں۔

قرآن کے صفحے عزت والے...... قرآن کے صفحے بلندی والے...... قرآن کے صفحے رفعت والے...... قرآن صحیفۂ انقلاب...... بلندی والا...... رفعت والا اور آگے کیا ہے، تیسری آیت میں فرمایا...... بایدی سفرۃ...... جن ہاتھوں نے قرآن لکھا وہ چمکنے والے ہیں۔ اگر صرف اتنی بات ہوتی کہ ہاتھ چمکنے والے تو آج دشمن یہ کہہ سکتا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ تو ٹھیک تھے لیکن ان کی نیت صحیح نہیں تھی۔ (نعوذ باللہ) یا اُن کا دل ٹھیک نہیں تھا یا ان کا کردار ٹھیک نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کو اس بد باطنی کا پتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کو ان (دشمنوں) کی ذہنی خیانت کا بھی پتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب بھی چودہ صدیاں پہلے دے دیا اور کہا بایدی سفرۃ کرام بررۃ...... کہ جن ہاتھوں نے قرآن لکھا وہ انسان روئے زمین کے سب سے بہترین انسان ہیں۔

عربی زبان میں کرام کا لفظ ہے، اکرام ایک لفظ ہے جس کا معنی ہے عزت کرنا۔ اور ایک ہوتا ہے کرام، اس کا معنی ہے بہت عزت والا، کرام اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ علماء سے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پوچھو کہ کرام کا معنیٰ کیا ہے۔ جاؤ عربی لغت کھول کر دیکھو، اگر اکرم کا لفظ ہوتا اس کا معنیٰ بھی عزت والا، کرم کا لفظ ہوتا اس کا معنیٰ بخشش والا۔

لیکن یہاں لفظ نہ کرم کا ہے نہ اکرم کا ہے، یہاں لفظ ہے کرام کا، کرام کا معنیٰ کہ کائنات میں جتنے لوگ عزت والے ہیں، ان عزت والوں میں یہ تیرہ آدمی بطور امتیاز کے، بطور انتخاب کے ممتاز ہیں، نمایاں ہیں، دنیا کے سب سے اچھے لوگ ہیں۔

کائنات کے جو اچھے لوگ ہیں ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا چھٹا نمبر ہے، تو یہ بات تاریخ نے نہیں کہی، یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید نے کہی ہے۔

لاؤ ترازو...... لاؤ پیمانہ...... لاؤ کسوٹی...... لاؤ معیار...... معیار کیا ہے؟...... اس ترازو میں، مَیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لاتا ہوں اور دوسری طرف میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ قرآن کی آیت کرام بررۃ کو رکھتا ہوں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ ایک طرف کرام بررۃ ہو اور ایک ترازو والا ؤ، ایک میزان قائم کرو، اور اس میزان میں ایک طرف یہ لفظ رکھے کرام بررۃ یہ لفظ لکھے، اور دوسری طرف چودہ سو سال کی تاریخیں رکھیں۔

ایک طرف کرام بررۃ...... ایک طرف ساری دنیا کی تاریخیں......

فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہترین انسان کہتا ہے۔ اور ڈیڑھ سو سال بعد لکھی جانے والی تاریخ ان پر تنقید کرتی ہے...... بتاؤ کرام بررۃ کا پلڑا جھک جائے گا یا نہیں؟...... کیوں! کرام میرا لفظ نہیں، یہ تیرا لفظ نہیں، یہ لفظ اس پروردگار کا ہے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیت سے بھی واقف تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارادوں سے بھی واقف تھا۔

قرآن کہتا ہے...... بایدی سفرۃ...... جن ہاتھوں نے قرآن لکھا، بایدی، ید کی جمع ہے "ید" ہاتھ کو کہتے ہیں، سفرۃ کا معنیٰ چمکنے والا، چمکنے والا ہاتھ، جس ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید چمکنے والا کہے، اس کو کوئی بدفطرت خیانت کار کہے، کوئی مؤرخ اس پر تنقید کرے، کوئی مصنف اسے برا کہے، میں اس کی ساری تحقیق کو گندی ٹوکری کی نذر کر دوں گا لونگا تمام بررۃ کی عظمت کو سینے سے لگالوں گا۔

اللہ ـ لاؤ ترازو...... لاؤ پیمانہ...... لاؤ معیار...... صحابی کو میں تاریخ کے ترازو پر نہیں تول

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سکتا۔ میں صحابی کو قرآن کے ترازو پر تولتا ہوں۔ صحابی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ترازو پر تولتا ہوں۔ تو تاریخ کی بات کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی ایک آیت کا مقابلہ نہ تورات کر سکتی ہے...... نہ انجیل کر سکتی ہے...... نہ زبور کر سکتی ہے...... ۱۲۷ صحیفے بھی نہیں کر سکتے...... جبکہ قرآن خود کہتا ہے:

ذالک مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل......

میرے تو وہ صحابہ ہیں جن کی عظمتوں کے پھریرے میں نے تورات میں بھی لہرا دیے، میں نے انجیل میں بھی لہرا دیے، تم تاریخوں کی بات کرتے ہو، میں اللہ تعالیٰ کے قرآن کی بات کرتا ہوں۔

فی صحفٍ مکرمة مرفوعةٍ مطهرةٍ بایدی سفرةٍ...... انہی کی تعریف میں ایک اور آیت سناتا ہوں، قرآن کا لفظ ہے۔

تین طبقات کا ذکر

والسابقون الاوّلون من المهاجرین والانصار......

اسلام میں مقام سب سے پہلے جن لوگوں کا ہے وہ مہاجرین ہیں، ان کی تعداد ۱۱۴ ہے، جنہوں نے مکے سے مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور انصاریوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ وہ انصار ہیں جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں سہارا دیا۔ وہ بھی بہت بڑی تعداد میں ہیں۔

ایک طبقہ مہاجرین کا...... ایک طبقہ انصار کا...... تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مہاجرین میں داخل نہیں، اس وقت کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ انصار میں بھی داخل نہیں۔ اس لیے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن اسی آیت میں ایک تیسرے طبقے کا ذکر ہے۔ اور وہ طبقہ کون سا ہے؟......

والذین اتبعوهم ...... کہ جس تیسرے طبقے نے ان دونوں کی پیروی کی، وہ تیسرا طبقہ ہے اور ان تینوں کے بارے میں قرآن نے کہا **رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه......**

صرف مہاجرین کو **رضی اللّٰہ عنهم ورضوا عنه** نہیں کہا......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

صرف انصار کو رضی اللہ عنہم نہیں کہا......

بلکہ فرمایا...... والذین اتبعوھم ......جنہوں نے ان دونوں کی پیروی کی ان سے بھی عرش پر خدا راضی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جائے اور چوڑا کہے کہ میں ناراض ہوں، تو اس کی اس بات پر غور کیا جا سکتا ہے؟......(نہیں!)

میرے بھائیو! قرآن پاک نے جو شان، جو عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کی ان آیات کریمہ میں رکھی ہے، اس کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ یہ ہے قرآن کی ایک آیت کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کس کسوٹی میں پرکھنا چاہتے ہیں اور یہ کسوٹی قرآن ہے۔ یہ ترازو قرآن ہے۔

اب کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بات کہے، اس کو کہو کہ بات ختم ہو گئی۔ ہم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تاریخ کے حوالے سے نہیں دیکھنا۔ ہم نے تو قرآن کے حوالہ سے دیکھنا ہے۔

جو آدمی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بات کرے، اس کو کہو کہ بتاؤ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وحی کے کاتب تھے یا نہیں؟

وہ کہے گا کہ کاتب تھے۔

تو اس کو کہو کہ قرآن نے کہا، کرام بررۃ...... قرآن کہتا ہے کہ جو کاتبانِ وحی ہیں ان سے اچھا آدمی کوئی نہیں۔ وہ روئے زمین کے بہترین آدمی ہیں۔ کرام کے معنی بہت عزت والے، اور بررۃ کا معنی پوری انسانیت، بررۃ انسانوں کو کہتے ہیں عربی میں۔ پوری انسانیت میں ان تیرہ آدمیوں کو منتخب کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے، اور انتخاب کر کے فرمایا یہ سب سے عزت والے لوگ ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کی خوشخبری

اب ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے مکہ مکرمہ میں، اس حدیث میں سمندر بند ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں دوپہر کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

وقت، اُٹھے تو حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا، تو مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک رہا ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہیں۔

میں نے دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ بڑے خوش نظر آ رہے ہیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُم ہانی! تجھے نہیں پتہ ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ بات کہاں فرمائی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات فرمائی کہ میں نے ابھی خواب دیکھا کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب سمندر میں بحری جہاز بھی نہیں تھا۔ کشتی بھی نہیں تھی، سمندر میں کیا چلتا تھا؟ اور تصور یہ تھا کہ کشتی یا جہاز ہو تو سفر ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں اسلام کے غلبے کا فکر تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات فرمائی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میری امت کا ایک لشکر سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہ بات بخاری شریف میں ہے، یہ کسی چھوٹی کتاب میں نہیں ہے، بخاری شریف کی بات سنا رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوّل جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا...... اس وقت آپ نے نیند سے بیدار ہو کر فرمایا کہ جو لشکر سمندروں میں اسلام کی جنگ لڑے گا اس پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

اور یہ بات میرے اور تیرے سامنے نہیں فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے فرمائی اور یہ بات کسی جھیڑے میں نہیں آئی۔ یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض ترجمان سے الفاظ نکلے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیے۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اوّل جیش...... پہلا لشکر، جو اسلام کی جنگ کے لیے سمندروں میں اُترے گا، میں محمد آج اعلان کرتا ہوں اس پر جنت واجب ہو چکی ہے..... اوّل جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا...... جنت واجب ہو گئی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس محفل میں ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ اس لڑکی کا نام اُم حرام رضی اللہ عنہا ہے۔ اس لڑکی کی عمر ۹ سال تھی۔ جب اس لشکر کے لیے وجوبِ جنت کا اعلان کیا، تو اس بچی سے رہا نہ گیا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ! میرے لیے دعا کریں کہ میں بھی اس لشکر میں شریک ہوں۔ اس نو سالہ بچی نے کہا، اس بچی کا نام اُم حرام تھا، یہ بات ختم ہوگئی۔ کسی کو خیال بھی نہ آیا یہ کیسے ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہجرت ہوئی۔ ہم مکہ سے مدینہ چلے گئے۔ ہمیں یقین تھا کہ صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کبھی غلط نہیں ہوگی۔ قیامت نہیں قائم ہوگی، عزرائیل میرے پاس نہیں آئے گا، جب تک میں اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گی۔ کیونکہ فرمانِ رسول اللہ ﷺ کا تھا۔

اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں مدینہ میں پہنچی اور وہاں میرا نکاح ایک صحابی سے ہوا، جن کا نام حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہے، مدینہ منورہ میں ان سے نکاح ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح پڑھایا۔ ہمیں علم ہی نہیں کہ ابھی کیا واقعہ ہوگا۔

کچھ سالوں کے بعد میرے نکاح کے، اولاد بھی اللہ نے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی چلے گئے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی چلے گئے، لیکن میرے سامنے چڑھتے سورج کی طرح یہ بات یقینی تھی کہ جب تک میں اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گی اس وقت تک میری موت نہیں آئے گی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا، کچھ سال گزر گئے تو میرے کانوں نے یہ آواز مدینہ میں سنی کہ ایک آدمی مدینہ کی گلیوں میں اعلان کر رہا تھا، مدینہ کے لوگو! ملک شام میں ایک لشکر بحری جہازوں پر مشتمل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تیار کیا ہے، اور سمندروں میں اسلام کی جنگ ہونے والی ہے۔ اس لشکر میں جو جانا چاہتا ہے جو جنت کا طلب گار ہے وہ اس لشکر میں شریک ہو جائے۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... **اوّل جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا**...... جو آدمی پہلی بحری اسلامی لڑائی میں شریک ہوگا اس پر جنت واجب ہوگئی ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اُم حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ جب میرے کانوں نے یہ بات سنی، میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ سارے کام چھوڑ دو، سارے کاروبار چھوڑ دو جنت حاصل کرنے کا وقت آچکا ہے۔ میں نے سامان باندھا، سواریاں تیار کیں اور جب ہم ملکِ شام پہنچے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر بیٹھے تھے اور میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین اے امیر معاویہ! اے گورنرِ شام! یہ حدیث جو میرے رسول ﷺ نے فرمائی، اس کی میں راوی ہوں...... اوّل جیش یغزوا البحر فقد اوجبوا...... میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے جنت کے وجوب کا ٹکٹ دیا ہے۔ سارے لوگ مجمع میں دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ اور ستر بحری جہاز حضرت امیر معاویہؓ نے بحرِ اوقیانوس میں اتار دیئے۔ اور ستر بحری جہازوں میں سات سو قرآن کے قاری تھے۔ ستر ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، جنہوں نے سمندروں میں اتر کر قسطنطنیہ کے سمندر میں اتر کر یورپ کے دروازے پر محمد ﷺ کا اسلام پہنچایا۔ اور جب وہ لشکر سمندر میں اترا تو پاپائے روم نے کہا کہ اسلام کو عرب سے نکال کر عجم تک عمر فاروقؓ نے پہنچایا اور عجم سے نکال کر اب یورپ تک معاویہ بن ابی سفیانؓ نے پہنچایا۔

اگر یہ لشکر یہاں سے چلا سمندر کا سینہ چیر دیا گیا۔ تو اسلام کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہ سکے گی، پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اس لشکر میں شریک ہے۔ اس کا خاوند عبادہ بن ثابتؓ یہ بھی اس لشکر میں شریک ہے۔

اور یہ لشکر چلا تو ام حرام رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اور سمندر کے کنارے پر ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر بنی اب تم بتاؤ، میرے پیغمبر ﷺ کی حدیث جس عورت نے سنی وہ دھاڑیں مار مار کر روتی تھی کہ اس لشکر پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

قرآن کہے...... کرام بررۃ...... میرے پیغمبر ﷺ فرمائیں...... اول جیش یغزو البحر فقد اوجبوا...... مجھے بتاؤ کہ میں قرآن وحدیث کے ترازو کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کی عظمت کے بارے میں کسی تاریخ کو کیسے اُٹھاؤں۔

حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کی اس عظمت کو کائنات میں کوئی نہیں پا سکتا۔ حضرت معاویہؓ نے اس لشکر میں ستر ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو شامل کیا۔ سات سو قرآن کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قاری بھی تھے۔

انگریز مؤرخ کا اعتراف عظمت:

اور ایڈورڈ گبن نے اپنی انگریزی کی تاریخ میں لکھا ہے کہ معاویہ ابن سفیانؓ واحد آدمی ہے کہ جس نے اسلام کے لیے سمندروں میں جنگ لڑی، اور بحری لشکر اسلام کا بنایا۔ اور ساڑھے سترہ سو بحری جہاز امیر معاویہؓ نے تیار کیے۔ جس میں سے ستر ایک طرف، سو ایک طرف، دو سو ایک طرف اور تین سو جزیروں میں سات سو قرآن کے قاری، اس کے علاوہ تھے۔

اور ان قاریوں کو کہا کہ تمہارے بچوں کو وظیفہ حکومت دے گی تم نے واپس نہیں آنا۔ تمہارا کام کیا ہے کہ جس جزیرے میں تمہارا جہاز اترے، تم نے اس میں اتر جانا ہے اور جزیروں میں اللہ کا قرآن اور نبی ﷺ کا فرمان پہنچانا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت معاویہؓ کی اس عظمت کو اور اس بلندی کو کہ تین سو جزیروں میں اللہ کا قرآن پہنچانے والا حضرت معاویہ بن ابو سفیانؓ ہے۔

اور قرآن کا یہ ارشاد ہے..... ان علینا جمعهٗ وقرانهٗ..... کہ قرآن کو جمع کرنا، قرآن کو عام کرنا یہ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذمہ ہے۔

اب آپ مجھے بتائیں کہ حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن جمع کیا۔ قرآن عام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرآن جمع کیا۔ عثمان غنیؓ نے قرآن کے نسخے تیار کر کے پوری دنیا میں پھیلائے اور حضرت معاویہؓ نے تین سو جزیروں میں، جو خدا کے اسلام اور فرمان سے کوئی آشنا نہیں تھا۔ وہاں قرآن کے سات سو قاری بھیجے اور ان کے بیوی بچوں کے لیے وظیفے مقرر کیے۔ اور پوری دنیا میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا ڈنکا بجا دیا۔

عظمت معاویہ بزبانِ رسالت:

میرے بھائیو! پیغمبر ﷺ کی ایک اور حدیث سماعت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا..... یبعث اللہ معاویۃ یوم القیمۃ وعلیہ رداء من نور الایمان ..... کہ قیامت میں معاویہؓ اللہ کی عدالت میں ایسے پیش ہوگا کہ ان کے چہرے پر نور ایمان کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چادر ہوگی۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے..... صاحب السری معاویه..... معاویہؓ میرا رازدان ہے..... من احبه فقد نجیٰ..... ومن ابغضه فقدهلک..... جس نے معاویہؓ سے محبت کی وہ نجات پائے اور جس نے معاویہؓ سے بغض رکھا وہ ہلاک ہوا۔

حضور ﷺ نے فرمایا..... اللهم علمه الکتاب والحساب وقه العذاب..... اے اللہ! معاویہؓ کو کتاب بھی سکھا، حساب بھی سکھا اور دوزخ کے عذاب سے بھی بچا۔

حضور ﷺ نے فرمایا..... اللهم اجعل معاویة هادیا مهدیا ..... اے اللہ! معاویہؓ کو ہادی بھی بنا مہدی بھی بنا۔

حضرت معاویہؓ کی سیدنا علیؓ سے محبت:

جب حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کی خبر حضرت امیر معاویہؓ کو ملی تو حضرت معاویہؓ شام میں تھے۔ کھانا چھوڑ دیا، کھانا چھوڑ کر رونے لگے اور رو کر کہا کہ علی المرتضیٰؓ کے قدم آل ابوسفیان سے بہتر ہیں۔ تم کہتے ہو کہ حضرت امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کو گالی دیتے تھے۔ یہ روافض کی تاریخ ہے۔ کوئی گالی کا تصور نہیں، بلکہ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی شان میں مشاعرہ کرایا۔

صواعق محرقہ کتاب اٹھا، یا ابن حجر مکی کی کتاب ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے مشاعرہ کرایا اور مشاعرے میں جو شاعر حضرت علیؓ کی زیادہ شان بیان کرتا، تو حضرت معاویہؓ چومتے اور کہتے خدا کی قسم حضرت علیؓ اس سے بھی اچھے تھے۔ حضرت علیؓ اس سے بھی بہتر تھے۔

حضرت علیؓ کا ملک شام میں استقبال:

حضرت علیؓ کے خصوصی خادم ملک شام گئے۔ حضرت معاویہؓ ان کا استقبال کرنے کے لیے باہر آئے اور جب کھانے کا وقت آیا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ علیؓ کی شان بیان کرو، تو خادم حضرت علیؓ کی شان بیان کرنے لگے۔ تو حضرت امیر معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قاتلانِ عثمان کے سلسلہ میں اختلاف:

حضرت امیر معاویہؓ کا حضرت علی المرتضیٰؓ سے قاتلان عثمانؓ کے سلسلہ میں اختلاف ہوا۔ تو اس وقت قیصر روم نے خط لکھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کو کہ مجھے معلوم ہے کہ علیؓ تجھ پر چڑھائی کرنا چاہتا ہے۔ علیؓ تیرے خلاف ہے۔ اگر مجھے حکم ہو تو میں تیری مدد کروں، تو اس کے جواب میں حضرت معاویہؓ نے جو خط لکھا وہ بھی تاریخوں میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے رومی بادشاہ کو لکھا۔ اور خط کا عنوان یہ ہے، جب مدد کے لیے کہا!

"او روم کے کتے، اگر تو نے میرے چچازاد بھائی علیؓ کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو میں تیرے روم کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا۔"

یہ حضرت امیر معاویہؓ کا وہ قول ہے کہ جو تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ چند روافض کی لکھی ہوئی تاریخوں سے امیر معاویہؓ کے تقدس کو مجروح نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت معاویہؓ کی خدمات اور قربانیوں سے اسلامی تاریخ بھری ہوئی ہے، لیکن ایک مخصوص طبقے نے شیعیت کو پھیلانے کے لیے، رافضیت کو جنم دینے کے لیے حضرت معاویہؓ کے خلاف باتیں لکھی ہیں، جبکہ میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کے تقدس کو آپ کے سامنے رکھا۔

یہودی عالم کا نظریہ:

برطانیہ کے پچھلے سفر میں برمنگھم سے مانچسٹر جاتے ہوئے ٹرین میں ایک یہودی سے میری ملاقات ہوئی اور جب میں نے اس سے گفتگو شروع کی۔ وہ بہت بڑا عالم تھا تورات کا، اپنے آپ کو حافظ کہتا تھا۔ انجیل کا بھی حافظ کہتا تھا اور قرآن کے چودہ سپارے بھی اس کو یاد تھے میں نے جب گفتگو کی تو میں نے اس سے ایک عجیب بات پوچھی، اس کا نام مارٹن تھا۔ میں نے اسے کہا مسٹر مارٹن! یہ بتاؤ کہ اسلام میں تمہیں کوئی اچھی چیز نظر آئی۔ اس کا جواب یہ تھا کہ اسلام میں کوئی اچھی چیز نہیں۔ یہ اس کا جواب تھا۔ میں نے کہا کہ اسلام کی اچھائیوں کو دنیا کے بڑے بڑے دشمن مان چکے ہیں۔ تم کہتے ہو کوئی اچھائی نہیں۔ میں نے کہا کہ چلو اسلام میں کوئی اچھا آدمی آپ کو نظر نہیں آیا۔ اسلام میں آپ سب سے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اچھا کس کو سمجھتے ہیں؟ اور سب سے برا کس کو سمجھتے ہیں؟ تو اس یہودی کی بات سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس نے کہا کہ اسلام میں اچھا تو کوئی آدمی بھی نہیں، لیکن ایک آدمی کچھ اچھا ہے۔ میں نے کہا وہ کون؟ کہنے لگا وہ علی ابن طالب، وہ علیؓ ہیں۔

میں نے کہا حضرت علیؓ کو جس پیغمبر ﷺ کی وجہ سے عظمت ملی کیا وہ پیغمبر ﷺ اچھا نہیں؟ اس نے کہا! علیؓ اس نبی ﷺ کی وجہ سے اچھے نہیں۔

میں نے کہا چلو حضرت علیؓ کچھ اچھے ہیں۔ کوئی آدمی اسلام میں بہت برا بھی آپ کو نظر آیا؟ اس نے کہا اسلام میں تو سارے ہی آدمی برے ہیں۔ لیکن ایک آدمی بہت برا ہے۔ میں نے کہا وہ کون؟ کہنے لگا وہ معاویہؓ!

میں نے اس سے کہا کہ علیؓ کو تم کہتے ہو کہ کچھ اچھا ہے اور معاویہؓ کو کہتے ہو کہ یہ بہت ہی برا ہے۔ تو اس کا جو جواب تھا وہ بڑا حیرت انگیز تھا۔ اور ہمارے پڑھے لکھے لوگوں کے سمجھنے کے لائق تھی وہ بات۔ اس نے کہا کہ علیؓ کچھ اچھا اس لیے ہے کہ اس کے دور میں ایک انچ زمین فتح نہیں ہوئی۔ اس کے دور خلافت میں مسلمانوں کا باہمی اختلاف رہا۔ جس کی وجہ سے زمین کوئی فتح نہیں ہوئی۔ جب کوئی زمین فتح نہیں ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کچھ اچھا ہے اور معاویہؓ سب سے برا اس لیے ہے نعوذ باللہ کہ امیر معاویہؓ نے چن چن کر یہودیوں کو قتل کیا اور جو یہودی جنگ خیبر کے بعد سے مدینہ کی ریاست سے بے گھر ہوئے چودہ سو سال تک وہ پوری دنیا میں دربدر پھرتے رہے۔ بالآخر ۱۹۴۸ء میں ان کو اسرائیل کی ایک چھوٹی سی ریاست ملی جہاں آ کر انہوں نے حکومت قائم کی۔ یہ ساڑھے تیرہ سو سال جو یہودی دربدر پھرتا رہا یہ سارا قصور معاویہ بن ابی سفیانؓ کا تھا۔ لیکن آپ دیکھو یہاں پر تو ایک یہودی حضرت معاویہؓ سے دشمنی کی وجہ یہ بیان کرے کہ اس نے دنیائے کفر کا جنازہ نکالا...... اور ایک سنی طبری کا حوالہ دے...... ابن ہشام کا حوالہ دے...... ابن ابی مخنف اور کلبی کا حوالہ دے...... حضور علیہ السلام کی وفات کے تین سو سال کے بعد بنو عباس کی طرف سے بنو امیہ کی دشمنی میں ترتیب دی جانے والی تاریخ کا سہارا لے کر امیر معاویہؓ کو کوئی برا کہے...... فاسق و فاجر کہے...... ان کے دور کو ظالمانہ کہے...... اور ان کے دور کو چنگیزی دور کہے۔ اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں کوئی نہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میرے دوستو! میں نے قرآن کی آیت کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کی شان بیان کی۔ میں نے پیغمبر ﷺ کی حدیث کی روشنی میں حضرت معاویہؓ کی شان بیان کی۔ اسی طرح ایک کراچی کا مؤرخ اٹھا۔ اس نے کہا کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت معاویہؓ غلط تھے۔ کراچی کا مؤرخ بھی حوالہ تاریخ کا دے کر علیؓ کے خلاف لکھے، حضرت حسنؓ کے خلاف لکھے، حضرت حسینؓ کو باغی لکھے اور ایک لاہور کا مؤرخ ہے وہ تاریخ کا حوالہ دے کر حضرت معاویہؓ کو مجرم لکھے، عمرو بن عاصؓ کو مجرم لکھے۔۔۔ کراچی کا مؤرخ بھی میرے سامنے تاریخ پیش کرے۔۔۔۔۔ لاہور کا مؤرخ بھی میرے سامنے تاریخ پیش کرے۔۔۔۔ جو تاریخ سو سال بعد لکھی گئی۔۔۔۔۔ اس تاریخ کا حوالہ لے کر میں علیؓ کو برا کہوں۔۔۔ اس تاریخ کا حوالہ لے کر میں معاویہؓ کو برا کہوں۔۔۔۔۔ اور میرا قرآن سات سو آیتوں میں کہتا ہے۔۔۔۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی تھے۔۔۔۔۔ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ساری تاریخوں کو، سارے چیتھڑوں کو، ساری کتابوں کو گندی ٹوکری میں پھینکا جا سکتا ہے۔ کسی صحابیؓ پر کسی دھبے اور داغ کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ:۔ موضوع میں جامعیت کے لیے حضرت فاروقی شہید کی جامع مسجد محمدیہ سمندری کی تقریر سے اقتباس پیش خدمت ہے۔

بنو امیہ اور بنو عباس کی رشتہ داریاں:

حضور ﷺ کے ایک جد امجد تھے جس کا نام ہے عبد مناف، عبد مناف کے دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کا نام امیہ تھا۔ اور دوسرے بیٹے کا نام ہاشم تھا۔ امیہ کی اولاد کو بنو امیہ کہتے ہیں۔ اور ہاشم کی اولاد کو بنو ہاشم یا بنو عباس کہتے ہیں۔ یہ دو خاندان ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں۔ یہ تاریخ اسلام کے دو بڑے خاندان ہیں۔

ایک بنو امیہ کا خاندان

اور ایک بنو عباس کا خاندان

حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی بنو ہاشم میں، اور حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کی پیدائش ہوئی بنو امیہ میں، خاندان تبدیل ہو گئے۔ لیکن جد امجد ایک ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تاریخ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ بنوامیہ اور بنوعباس کا شروع سے اختلاف تھا۔ جس طرح خاندانی رقابت ہوتی ہے۔ یہ غلط بات ہے کہ بنوامیہ اور بنوعباس کا شروع سے اختلاف تھا۔ میں ایسی تحریر کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے کہ شواہد ہمیں بتاتے ہیں کہ بنوامیہ اور بنوعباس کا شروع سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اس لیے کہ بنوعباس کی رشتہ داری بنوامیہ سے تھی۔ اور بنوامیہ کی رشتہ داری بنوعباس سے تھی۔

حتیٰ کہ آپ دیکھتے کہ حضور ﷺ کی دو پھوپھیاں تھیں۔ ایک پھوپھی کا نام ہے صفیہ بنت عبدالمطلب، اور ایک پھوپھی کا نام ہے بیضاء بنت عبدالمطلب، حضور ﷺ کی یہ دونوں پھوپھیاں بنوامیہ کے لوگوں کے نکاح میں گئیں۔ یعنی ایک قریظ بن ربیع کے نکاح میں گئی اور ایک حارث کے نکاح میں گئی۔ حارثؓ کے نکاح میں جو صفیہ گئیں اور قریظ ابن ربیع کے نکاح میں بیضاء بنت عبدالمطلب گئی۔ یہ اس لیے بنوامیہ کی لڑکیاں بنوعباس کے خاندان میں گئیں کہ ان دونوں خاندانوں کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔

اگر دونوں کی لڑائی شروع سے ہوتی۔ دونوں کا اختلاف شروع سے ہوتا۔ دونوں کی جنگ شروع سے ہوتی۔ تو حضور ﷺ کی پھوپھیاں بنوہاشم کی لڑکیاں بنوامیہ کے خاندان میں کیوں بیاہی جاتیں۔ اختلاف نظر آتا ہے؟ (نہیں)

ہاشم کے لڑکے کا نام عبدالمطلب ہے۔ عبدالمطلب کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

عبداللہ کے لڑکے کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

اور اسی طرح امیہ کے لڑکے کا نام حرب ہے۔ حرب کے لڑکے کا نام صخر ہے۔ صخر کو ابوسفیان کہتے ہیں۔ صخر کے لڑکے کا نام معاویہ بن ابوسفیانؓ ہے۔ یہ خاندان ہے۔

امیہ کے لڑکے کا نام حرب ہے اور حرب کی آگے اولاد ہے۔ اس اولاد میں ایک لڑکے کا نام صخر ہے۔ ایک لڑکے کا نام عفان ہے۔ ایک لڑکے کا نام حکم ہے۔ یہ تین لڑکے ہوئے۔

ایک لڑکا صخر ہے...... ایک لڑکا عفان ہے...... ایک لڑکا حکم ہے...... صخر کے لڑکے کا نام امیر معاویہؓ ہے اور حکم کے لڑکے کا نام مروان ہے۔ اور عفان کے لڑکے کا نام عثمان ہے۔ یہ خاندانوں کی محبت ہے۔

یعنی عبدمناف جدامجد ہے۔ عبدمناف حضور ﷺ کے بھی دادا ہیں۔ اور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

امیر معاویہؓ کے بھی دادا ہیں۔عبد مناف حضور ﷺ کے بھی دادا ہیں اور حضرت عثمانؓ کے بھی دادا ہیں۔عبد مناف حضور ﷺ کے بھی دادا ہیں اور مروان کے بھی دادا ہیں۔ابوسفیان کے بھی دادا ہیں۔اس رشتے کو ذہن میں بٹھائیں اور گہری نظر سے ان واقعات پر غور کریں۔تاکہ آپ کو اسلام کی ساری تاریخ سمجھ میں آجائے۔

حضور ﷺ کے بنوامیہ کے خاندان سے بڑے تعلقات تھے۔اس تعلق کی یہ بھی نشانی ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیوں میں سے تین صاحبزادیاں بنوامیہ کے خاندان میں گئیں۔مثلاً حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی کا نام ہے زینب، ان کا نکاح ابوالقاسم ربیع ابن اموی کے ساتھ ہوا۔اور قاسم ابن ربیع اموی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔یہ بھی بنوامیہ میں سے تھے۔

اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ان کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا۔وہ بھی بنوامیہ میں۔اور جب رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا تو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی عثمان غنیؓ سے ہوا۔وہ بھی بنوامیہ میں۔

تو پیغمبر ﷺ کی چار بیٹیوں میں تین بیٹیاں بنوامیہ کے نکاح میں گئیں۔دو پھوپھیاں بنوامیہ کے نکاح میں گئیں۔

حضور ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنوامیہ میں سے...... حضور ﷺ کی بیوی میمونہ بنت حارث بنوامیہ میں سے...... حضور ﷺ کی بیوی ام حبیبہ بنت ابوسفیان بنوامیہ سے...... پیغمبر ﷺ کی بیویاں بنوامیہ میں سے، نبی ﷺ کی لڑکیاں بنوامیہ کے گھر میں، پیغمبر ﷺ کی پھوپھیاں بنوامیہ کے گھر میں، ان رشتوں کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بنوامیہ اور بنوہاشم کا اختلاف ہے۔جو ان خاندانوں کے اختلاف کا ذکر کرتا ہے۔حقیقت میں وہ پیغمبر ﷺ کی رشتہ داری سے واقف نہیں، نبی ﷺ کی محبت سے واقف نہیں، حضور ﷺ کے ساتھ بنوامیہ کی رشتہ داری ہے۔بنوامیہ سے تعلق ہے۔

اسلام کی پوری تاریخ میں یہ خاندان بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ان دونوں خاندانوں میں، بنوہاشم کے خاندان میں ابوجہل آیا۔ابولہب آیا۔بڑے بڑے کافر آئے۔

اور بنوامیہ کے خاندان میں بھی بڑے بڑے کافر آئے اس کا کوئی انکار نہیں کر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سکتا۔ لیکن بنوامیہ کے سب سے بڑے کافر نے جس کا نام ابوسفیانؓ ہے اس نے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا۔ لیکن ابوجہل نے تو کلمہ نہیں پڑھا۔ ابولہب نے تو کلمہ نہیں پڑھا۔ یہ تو بنوہاشم سے تھا۔

حضور ﷺ کے دور میں دونوں خاندانوں میں کافر بھی تھے اور مسلمان بھی تھے۔ بہت سارے لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہو گئے۔ کئی مسلمان نہیں ہوئے۔

لوگوں کو سونے سے تشبیہ آقا کی زبانی:

اور حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے۔ حضور نے فرمایا..... الناس معادن او کمعادن الذہب والفضة خیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام......

(بخاری ج ۱ ص ۴۹۶)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال سونے کی کان کی ہوتی ہے۔ جس طرح سونا کان کے اندر ہوتا ہے۔ تو وہ اتنا ہی قیمتی ہے جب کان سے باہر نکل کر زیور بنتا ہے۔ اتنا ہی قیمتی ہوتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو لوگ کفر میں خاندانی تھے۔ وہ اسلام میں بھی خاندانی تھے۔ جو کفر کی حالت میں نسب والے تھے۔ وہ اسلام میں آ کر بھی اعلیٰ نسب والے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ ابوسفیان اگر کفر میں سردار تھا تو ابوسفیان جب اسلام میں آیا تو تب بھی سردار ہے۔ عمر فاروقؓ جب کفر میں بڑا تھا۔ جب محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا تو اس وقت بھی بڑا تھا۔ یہ بات نہیں کہ کفر میں وہ کمی ہو اور اسلام میں آ کر سردار بن گیا ہو۔ اور کفر میں وہ سردار ہو اور اسلام میں آ کر کمی بن گیا ہو۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ ابوسفیانؓ نے حضور ﷺ کا مقابلہ جنگ بدر میں کیا، جنگ احد میں کیا، جنگ خندق میں کیا۔ ابوسفیانؓ امیر معاویہؓ کے والد تھے اور انہوں نے حضور ﷺ کا مقابلہ کیا۔ لیکن تمہیں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کو ابوسفیان کی باتوں سے تکلیف پہنچی۔ احد میں تکلیف پہنچی، خندق میں تکلیف پہنچی، لیکن جب فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیانؓ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلمہ پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا..... من دخل دار ابی سفیان

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فهو امن...... جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے گا اس کو امن مل جائے گا۔

گویا کہ ابوسفیان کا اتنا مرتبہ ہے۔ اور یہ مرتبہ پیغمبر ﷺ نے بتلایا ہے کہ جو ابوسفیانؓ کے گھر آتا ہے۔ نبی ﷺ اس کو امن دے دیتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ جس کو امن دیتے ہیں۔ اس ابوسفیانؓ کو تم گالیاں دو برا کہو۔

سیدنا ابوسفیانؓ کا مقام

یہ ابوسفیانؓ وہی ہے کہ جو جنگ حنین میں کفار کا مقابلہ کرتا ہے۔ ایک تیر ابوسفیانؓ کی آنکھ میں لگتا ہے۔ ڈھیلہ باہر نکل آتا ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ اپنی آنکھ کا ڈھیلہ لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے عرض کیا اللہ کے نبی ﷺ، یہ میری آنکھ ہے اور آنکھ کے لیے دعا فرمائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیانؓ جنت چاہتا ہے یا آنکھ چاہتا ہے؟ ابوسفیانؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے نبی میں جنت چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آنکھ کے ڈھیلے کو دفن کردے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ نے اس آنکھ کے ڈھیلے کو دفن کر دیا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر ابوسفیان کہتا کہ مجھے آنکھ چاہیے تو نبوت اپنے ہاتھوں سے ابوسفیانؓ کی آنکھوں میں ڈھیلہ لگا دیتی۔ اور وہ آنکھ ٹھیک ہو جاتی۔ لیکن ابوسفیانؓ نے آنکھ کے بدلہ میں نبوت سے جنت کا ٹکٹ لے لیا۔

حضرت ابوسفیانؓ بہت جلیل القدر فاتح تھا۔ حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا۔ فتح کے موقع پر، لوگ کہتے ہیں کہ ڈر ڈر کر پڑھ لیا، پڑھ تو لیا، نبی ﷺ سے ڈر گیا تو نبی سے ڈرنا عیب ہے؟ کوئی نبی ﷺ سے ڈرے، کوئی خدا سے ڈرے، عیب ہے؟ خدا سے ڈرنا بھی عیب ہوتا ہے؟ (نہیں) اگر حضرت ابوسفیانؓ اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا تو اس کی اچھائی ہے یا نہیں؟ لیکن ابوجہل تو آخر دم تک اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا۔

تم نے تو وہ بات کی کہ ایک پٹھان جنگل میں بیٹھا اللہ اللہ کرتا تھا۔ ایک آدمی نے آکر کہا کہ یار یہ جو پٹھان ہے یہ بڑا بہادر ہے کہ جنگل کے چیتوں سے نہیں ڈرتا، اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں، صرف اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس نے کہا کہ خو چہ وہ خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ اب دیکھو وہ ولی رہ گیا ہے؟ (نہیں) خدا سے ڈرنا تو ولائیت ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تو حضرت ابوسفیانؓ خدا سے ڈرے، اور کلمہ پڑھ لیا تو بات ساری ختم ہو گئی یا نہیں؟ ہو گئی۔

سیادتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

اور حضرت امیر معاویہؓ حضرت ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے۔ اور بہت بہادر تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کو بچپن سے ایک نجومی نے حضرت معاویہؓ کا سر دیکھ کر کہا تھا جب وہ بستر پر لیٹے ہوئے تھے فرمایا! اس لڑکے کا سر کہتا ہے کہ کسی وقت میں دنیا کا حکمران بن کر رہے گا۔

امیر معاویہؓ کے دل میں نبی ﷺ کی محبت تھی اور جس محبت کے بڑے بڑے شاہکار تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا، کب پڑھا؟ صلح حدیبیہ کے موقع پر۔ جب حضور ﷺ حدیبیہ کی صلح کرنے کے گئے۔ یعنی حضور کی وفات سے چار پانچ سال پہلے امیر معاویہؓ نے کلمہ پڑھا۔ لیکن اس کلمے کا اظہار نہیں کیا۔ معاویہؓ کہتے تھے کہ میں اپنے والد سے ڈرتا تھا کہ میرا والد نہ مجھے مارے۔ کہ اس وقت ابوسفیان نے تو اس وقت کلمہ نہیں پڑھا تھا۔

اور حضرت امیر معاویہؓ نے کلمے کا اظہار کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ فتح ہوا تو انہوں نے اپنے باپ کے سامنے کلمے کا اظہار کر دیا۔

سیدنا معاویہؓ کی آقا سے رشتہ داری

حضرت امیر معاویہؓ کو حضور ﷺ سے بڑی محبت تھی اور حضور ﷺ سے رشتہ داری بھی تھی کہ ابوسفیانؓ نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے سے پہلے اپنی لڑکی، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا تھا۔ امیر معاویہؓ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ سے ہو چکا تھا۔ تو گویا کہ نبی اکرم ﷺ سے امیر معاویہؓ کی بھی رشتہ داری ہے کہ ان کی بہن پیغمبر ﷺ کی بیوی ہے۔ ابوسفیانؓ کی بیٹی نبی ﷺ کی بیوی ہے۔ گویا کہ حضرت ابوسفیانؓ پیغمبر ﷺ کا سسر لگتا ہے۔ نبی ﷺ کا سسر لگتا ہے۔ حضرت معاویہؓ پیغمبر ﷺ کے سالے لگتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ اس لحاظ سے پوری امت کے ماموں ہیں۔ نبی ﷺ کی بیوی امت کی ماں ہوتی ہے اور یہ ماموں بنے تو ماموں تو باپ کی جگہ پر ہوتا ہے۔ جو باپ کو گالی دے اس کے حرامی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہونے میں شک ہی کوئی نہیں ہوتا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی محبت رسول ﷺ:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابوسفیانؓ نے جب ایک مرتبہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ اپنی بیٹی سے ملاقات کے لیے اپنی بیٹی کے گھر میں آئے مدینہ منورہ میں، تو جب اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملے تو ان کو پیار کرنے کے بعد بستر پر بیٹھنے لگے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے وہ بستر لپیٹ لیا اور لپیٹ کر کہا ابا جان تم اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ محمد ﷺ کا بستر ہے اور تم نے نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ یہ وہ بستر ہے کہ جس پر آسمانوں سے وحی آتی ہے۔ اور تم ابھی تک مشرک ہو، اس لیے تم ناپاک ہو، اور اس وجہ سے تم بستر رسالت پر نہیں بیٹھ سکتے۔

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جب ایمان کا یہ مظاہرہ کیا۔ ابوسفیانؓ کہتا ہے کہ میں نے دنیا میں بڑے بڑے لوگ دیکھے لیکن جس طرح نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے محبت کی ہے ایسی محبت کرنے والے چشم فلک سے نہیں دیکھے۔

سیدنا معاویہؓ کی حکومت پر فرمانِ رسالت

میرے دوستو! حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیوی ہو کر نبی ﷺ کے پاس آئی۔ یہ حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی ہیں اور حضرت امیر معاویہؓ کی بہن ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے لیے پانی کا برتن لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے اس پانی سے وضو فرمایا۔ وضو کرنے کے بعد پیغمبر ﷺ نے پانی اپنی انگلیوں پر رکھا۔ پانی اپنے ہاتھوں میں لے کر وضو کے بعد کھڑے ہو کر پانی کے چھینٹے میرے چہرے پر مارے اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا...... یا معاویة ان ولیت الامر فاتق الله... اے معاویہ! جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈر کے رہنا۔

اگر امیر معاویہؓ کی حکومت غلط ہوتی، اگر امیر معاویہؓ کی سلطنت غلط ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا نبی ... ... اے معاویہ حکومت کو حاصل نہ کرنا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ جب میرے پیغمبر نے فرمایا۔ اے امیر معاویہؓ جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈر کے رہنا تو میں نے سمجھا کہ جس طرح باپ اپنے بیٹے کو وصیت کرتا ہے۔ اسی طرح میرے پیغمبر نے مجھے وصیت فرمائی اور جب حضور ﷺ نے مجھے بتایا اس وقت سے میں نے سوچ لیا کہ اے معاویہؓ اس وقت تک تیری موت نہیں آئے گی جب تک تجھے دنیا میں حکومت نہیں ملے گی۔

نصف دنیا کا فاتح

امیر معاویہؓ اتنا بڑا جرنیل ہے۔ اتنا بڑا سپہ سالار ہے۔ اتنا عظیم حکمران ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کی وفات کے بعد دو سال تین مہینے دس دن تک خلیفہ رہے اور گیارہ لاکھ مربع میل پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسلام کا پرچم لہرایا۔ حضرت عمر فاروقؓ تشریف لائے۔ انہوں نے دس سال چھ مہینے تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم فرمائی۔ عثمان غنیؓ تشریف لائے انہوں نے بارہ دن کم بارہ سال تک ۴۴ لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم فرمائی۔ حضرت علیؓ تشریف لائے انہوں نے پونے پانچ سال تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی حکومت قائم فرمائی۔ ان کے بعد جب ان کے بیٹے حضرت حسنؓ خلیفہ بنے۔ حضرت حسنؓ نے چھ مہینے تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی حکومت قائم کی۔ اور جب حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت حسنؓ نے بیعت فرمائی۔ اور اپنی خلافت میں ملک شام کے ایک شہر مقام سکن پر، نہر جدیل کے کنارے پر ملک شام میں حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت قیس ابن سعد ابن عبادہؓ کے اصرار پر ان دونوں بھائیوں نے جب حضرت امیر معاویہؓ کو اپنی خلافت سپرد کر دی۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ تو معاویہؓ نے تن تنہا ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل زمین پر ۱۹ سال تک حکومت قائم فرمائی۔ امیر معاویہؓ کی حکومت سب سے بڑی ہے۔ ان کی سلطنت سب سے بڑی ہے۔ ان پر تنقید ہو۔

اس کا یہ قصور تھا کہ وہ کاتب وحی تھا...... اس کا یہ قصور تھا اس نے روم کے علاقے فتح کیے...... اس کا یہ قصور تھا کہ اس نے کسریٰ کے کنگرے توڑ دیئے...... اس کا یہ قصور تھا اس

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے پرتگال کی سرحدوں پر اسلامی پرچم لہرادیا تھا...... امیر معاویہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں موجود ہے۔ امیر معاویہؓ وہ جلیل القدر انسان ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... اللھم علمہ علما ...... اے اللہ معاویہؓ کے سینے کو علم سے بھردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا...... احلم من امتی معاویۃ...... میری امت میں سب سے زیادہ بردبار امیر معاویہؓ ہے۔

امیر معاویہؓ کی زندگی کا ایمان افروز واقعہ:

میرے دوستو! حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہیں۔ ایک شہزادہ آ کر کہتا ہے یارسول اللہ! میں عیسائیوں کا شہزادہ ہوں۔ غستان کی ریاست سے آیا ہوں۔ میرا باپ بادشاہ ہے۔ میں نے تورات اور انجیل میں اپنے راہبوں اور پادریوں سے سنا ہے کہ آپ آخر الزمان نبی ہیں۔ میں اسی علاقے میں آیا تھا تو میں زیارت کے لیے آ گیا۔ وہ چلنے لگا تو کہنے لگا یارسول اللہ! میں اگر تحفہ اور ہدیہ آپ کو دوں تو آپ قبول کریں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ضرور میں تیرا تحفہ قبول کروں گا۔ اب وہ رخصت ہوتا ہے تو کہتا ہے میرا سامان چھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ پڑا ہے۔ آپ کسی خادم کو میرے ساتھ بھیج دیں جو ہدیہ لے آئے۔ حضور ﷺ کے خصوصی خدام میں حضرت انسؓ کا نام مشہور ہے یا حضرت زیدؓ کا نام مشہور ہے، لیکن اس وقت ان دونوں میں کوئی نہیں تھا۔ حضرت معاویہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے اور ان کی ۲۴ سال تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا معاویہ! جاؤ اس عیسائی کے ساتھ، شہزادے کے ساتھ جاؤ، جو چیز تمہیں دے لے آؤ۔ حضرت معاویہؓ اس شہزادے کے ساتھ چل پڑے۔ یہ واقعہ تطہیر الجنان میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ حضرت معاویہؓ جب چلے حضور ﷺ کا حکم تھا کہ چلو۔ وہ چل پڑے جوتا ان کا دوسری طرف پڑا تھا مسجد کے۔ جوتا نہیں پہنا کہ حضور ﷺ کا حکم ہے چلو اور یہ شہزادہ جا رہا ہے میں اس کے ساتھ چلوں۔ اب شہزادہ مسجد سے باہر نکلا۔ حضرت معاویہؓ بھی نکلے، عرب کی گرمی، دھوپ ہے، ریت ہے، صحرا ہے، جب باہر مدینہ سے نکلے۔ حضرت معاویہؓ کے پاؤں جلنے لگے تو حضرت معاویہؓ نے اس شہزادے سے کہا کہ اپنا جوتا مجھے دے دو یا اپنی سواری پر سوار کرلو۔ تو اس نے کہا کہ تو کمی ہے، تو نوکر ہے، تو غلام ہے۔ میں شہزادہ ہوں۔ میں کیوں کو اپنا جوتا کیسے دے دوں؟ تو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی اور نوکر ہے۔

دوستو! حضرت معاویہؓ تو مکے کے سردار ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے، لیکن آج تو حکم پیغمبر ﷺ کا تھا۔ حضرت معاویہؓ خاموش ہو گئے اور چھ میل تک اس گھوڑ سوار شہزادے کے ساتھ عرب کی دھوپ اور ریت میں امیر معاویہؓ بھاگتے رہے۔ چھ میل بعد اس کا پڑاؤ آیا۔ اس نے حضرت معاویہؓ کو سامان دیا۔ حضرت معاویہؓ سامان لے کر واپس آئے۔

حضور ﷺ نے پوچھا! معاویہ تم کیسے گئے اور کیسے آئے؟ حضرت معاویہؓ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ بڑے خوش ہوئے کہ بغیر جوتے کے اور دھوپ میں گیا۔ تو تجھے اس نے کی کہا تو تو واپس کیوں نہیں آیا؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا یارسول اللہ! حکم آپ کا تھا۔ میرے تو پاؤں جلتے ہیں میرا جسم بھی جل جاتا تو معاویہ کبھی واپس نہ آتا۔ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ...... احلم من امتی معاویہ ..... میری امت کا سب سے بڑے حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

اگر بات صرف اتنی ہوتی تو میں شاید اس کا ذکر نہ کرتا۔ لیکن اس واقعہ کے وقت حضرت معاویہؓ کی عمر ۲۴ سال تھی۔ پورے ۳۶ سال گزر جانے کے بعد جب حضرت معاویہؓ دمشق کے تخت پر خلیفہ بنے اور ساری دنیا کے نصف حصے سے زیادہ پر حضرت معاویہؓ کو حکومت ملی اور تن تنہا دنیا میں اتنا بڑا اسلامی حکمران بنا۔ حضرت معاویہؓ کی فوجیں ملک غسان کو فتح کرنے گئیں۔ تین مہینے کے بعد فوج واپس آئی تو مبارک باد پیش کی گئی کہ امیر المومنین! غسان فتح ہو گیا اور ہم چھ ہزار قیدی قید کر کے لائے ہیں۔ (سپہ سالار نے کہا)۔ حضرت معاویہؓ کے دربار میں جب وہ چھ ہزار قیدی پیش کیے گئے۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہؓ نے ان قیدیوں کو دیکھا تو سب سے آگے جو قیدی تھا وہی غسان کی ریاست کا شہزادہ تھا۔ غسان کی ریاست کا وہی شہزادہ کہ جس شہزادے نے حضرت معاویہؓ کو پہننے کے لئے جوتا نہیں دیا تھا اور حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ یہ تو وہی شہزادہ ہے۔ پہچان لیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا! شہزادے کو میرے مہمان خانے میں لے جاؤ۔ ایک مہینہ تک حضرت معاویہؓ اپنے مہمان خانے میں اس کی میزبانی کرتے رہے۔ اس نے نہیں پہچانا کہ یہ امیر المومنین ہے۔ یہ حضرت معاویہؓ وہی پیغمبر ﷺ کا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

غلام ہے جس کو میں نے کی کہا تھا۔ اس نے نہیں پہچانا۔ جب ایک مہینے بعد وہ جانے لگا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے تیری وجہ سے سارے قیدیوں کو رہا کر دیا اور تجھے بھی رہا کیا۔ اب وہ رخصت ہوتا ہے۔ دس ہزار درہم حضرت معاویہؓ نے اس کو ہدیہ کے طور پر دیئے۔ تو وہ لوگوں سے پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ابوسفیانؓ ہے۔ ابوسفیانؓ کا لڑکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے۔ اب اس کے ذہن میں آیا کہ یہ تو وہی نوجوان ہے جس کو میں نے پہننے کے لیے جوتا نہیں دیا تھا اور پیغمبر ﷺ کے پاس میں گیا تو میں نے اس کو کہا تھا کہ تو ''کی'' ہے۔ اب اس کی آنکھیں شرم سے جھک گئیں۔ حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہنے لگا امیر المومنین! کیا آپ وہی معاویہ ہیں جو میرے ساتھ پیدل گئے تھے؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے شہزادے! ہاں میں محمد ﷺ کا وہی کی ہوں، میں محمد ﷺ کا وہی نوکر ہوں۔ اس نے کہا میں شرمندہ ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا میں نے تجھے پہلی مرتبہ ہی پہچان لیا تھا اور سب کچھ پہچاننے کے بعد میں نے کیا۔ تیرا اخلاق یہ تھا کہ تو نے مجھے جوتا نہ دیا۔ شاید تیرے مذہب نے تجھے یہ اخلاق سکھایا ہو اور میرا اخلاق یہ تھا کہ تو نے میرے ساتھ جو سلوک کیا میں نے تو وہ تجھے بتلایا بھی نہیں۔ میں نے تو وہ تجھے پوچھا بھی نہیں۔ میں نے پہچان کر تیری رسیاں کھلوائیں۔ میں نے پہچان کر تیرے ہاتھ کھلوائے اور پہچان کر تجھے مہمان بنایا۔ پہچان کر تجھے دس ہزار درہم دیئے۔ وہ زاروقطار روتا رہا اور کہنے لگا! امیر المومنین! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے تیرے سے زیادہ کوئی حوصلے والا نہ دیکھا نہ کوئی اخلاق والا دیکھا۔ مجھے جلدی کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے۔

اسی بات کو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ...... **احلم من امتی معاویہ** ......میری امت کا سب سے بڑا حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے...... حضرت معاویہؓ کی حکومت چھوٹی سی حکومت تو نہ تھی۔

دور امیر معاویہ کے ترقیاتی امور اور فتوحات کا جائزہ:

۶۴ لاکھ مربع میل دنیا کے نصف سے زائد جغرافیہ کا حصہ ہے۔ دنیا ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل پر قائم ہے۔ لیکن امیر معاویہؓ ۶۴ لاکھ مربع میل زمین پر اسلام کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حکومت قائم کرتا ہے۔ اور آج کا سنی، آج کا مسلمان اس کے دور حکومت سے واقف نہیں۔ وہ کہتا ہے دیکھو جی! حضرت امیر معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا۔ میں مانتا ہوں حضرت امیر معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا اور وہ اختلاف قاتلان عثمانؓ سے بدلہ لینے کے لیے تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا تھا اے امیر المومنین علیؓ! آپ پہلے بدلہ لیں۔ میں پھر بیعت کروں گا۔ یہ اختلاف تھا۔ اجتہاد تھا۔ حضرت علیؓ کی رائے اپنی جگہ درست تھی۔ امیر معاویہؓ کی رائے اپنی جگہ درست تھی۔ تو ان آراء میں اختلاف پیدا ہوا۔ اختلاف کے بعد نقصان بھی ہوا۔ لیکن میں سوال کرتا ہوں کہ آپ اس اتنے سے اختلاف پر امیر معاویہؓ کی فتوحات پر پانی پھیر دیں گے؟ ۱۹ سال کے دور حکومت کو بھلا دیں گے؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے مسجدوں کے مینار سب سے پہلے بنائے؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے خانہ کعبہ پر ریشم کا غلاف چڑھایا؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے عدالتوں میں سپیشل برانچیں قائم کیں؟

امیر معاویہؓ نے رجسٹریشن کا محکمہ قائم کیا۔

امیر معاویہؓ نے بچوں کا نام کمیٹی میں درج کرانے کا محکمہ جاری کیا۔

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے بری اور بحری فوجوں کی تقسیم کی؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے بڑے بڑے بادشاہوں کو للکارا؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے سب سے بڑے شہر قیساریہ کو اپنے ہاتھوں سے فتح کیا......؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہؓ نے مکہ اور مدینہ کی ساڑھے سات لاکھ ایکڑ اراضی کو سرسبز و شاداب بنا دیا......؟ پانچ نہریں نکال کر پورے عرب کے پہاڑوں کو گلدستہ بنا کر اس سارے علاقے میں پوری زمین کو کاشت کے قابل بنا دیا......؟

میں یہ بتا سکتا ہوں، آپ کی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہوں کہ امیر معاویہؓ اتنا بڑا جرنیل تھا، اتنا بڑا حکمران تھا۔ جس نے اس وقت کے روس کے ۷۵ صوبوں پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ آج افغانستان میں جنگ روس نے برپا کی اور مجاہدین نے لڑی اور روس ذلیل ورسوا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہو کر افغانستان کے پہاڑوں سے چلا گیا۔ لیکن میں آج افغانستان کے مجاہدوں کو سلام پیش کر کے مبارکباد دیتا ہوں۔

سیدنا امیر معاویہؓ کی فوج نے مراکش سے چل کر مکران فتح کیا۔ سیدنا امیر معاویہؓ کی فوج نے شام سے چل کر روس فتح کیا۔ افغانستان کو اور پھر پشاور کو فتح کر کے برصغیر کے اور ایشیاء کے دروازے پر آ کر محمد ﷺ کا قرآن سنایا۔ آپ پیغمبر ﷺ کے بصیرت والے صحابی کو کیسے بھول جائیں گے؟

حضرت معاویہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت

حضرت معاویہؓ ہر سال مدینہ تشریف لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ جاتے اور کہتے اماں! رسول اللہ ﷺ کے کپڑے دکھاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے کپڑے لاتیں۔ حضرت معاویہؓ ان کو آنکھوں سے لگاتے۔ پانی میں بھگو کر پانی نچوڑ کر پانی اپنے پاس رکھ لیتے اور فرماتے۔ پیغمبر ﷺ کے کپڑوں کو دیکھنا نبی ﷺ کے کپڑوں کا نچڑا ہوا پانی معاویہؓ کی نجات کے لیے کافی ہے۔

حضرت معاویہؓ کو جب پتہ چلا کہ کعب ابن زہیر ایک صحابیؓ ہے۔ بصرہ میں رہتا ہے۔ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی چادر ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو چادر دی۔ حضرت معاویہؓ نے کعب ابن زہیر کو بلانے کے لیے قاصد بھیجے۔ کعبؓ آیا۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا اے کعبؓ! تیرے پاس رسول اللہ ﷺ کی چادر ہے۔ میں چاہتا ہوں مجھ سے بہت بڑی دولت لے لے اور نبی ﷺ کی چادر دے دے۔ حضرت کعب بن زہیرؓ نے فرمایا یہ چادر تو میں نے اپنے لیے رکھی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا میری سلطنت ایک طرف اور نبی ﷺ کی چادر ایک طرف۔ حضرت معاویہؓ کو کعب ابن زہیر نے وہ چادر ہدیہ میں دے دی اور فرمایا اے امیر المومنین! یہ چادر میں اپنی طرف سے آپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ میرے پاس یہ روئے زمین کی سب سے بڑی دولت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل صحابی کی تکریم

میرے بھائیو! یہ تاریخ کی وہ روشنی کہ جس کا ہمیں دور دور تک کوئی علم نہیں۔ ایک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شخص محمد ﷺ کی چادر سے اتنی محبت کرتا ہے۔ وہ نبی ﷺ سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔ کعب ابن ربیعہ ایک صحابی ہیں۔ حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ کعب ابن ربیعہؓ کی شکل رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے۔ پتہ چلا کہ کعب ابن ربیعہؓ آ رہا ہے۔ تو حضرت معاویہؓ تخت سے نیچے اتر آئے۔ شہر سے باہر نکل گئے ان کا استقبال کرنے گئے۔ جا کر اس کے قریب کہا تو ہے تو میرا سپاہی، لیکن کیونکہ تیرا چہرہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ اس لیے معاویہؓ تیرا استقبال کرنے کے لیے شہر سے باہر نکل آیا ہے۔ سبحان اللہ! ساری باتیں ٹھیک ہیں۔ صفین کی بات یاد ہے اور کوئی چیز یاد نہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کے کارنامے اور فتوحات

حضرت فاروق اعظمؓ نے ۳۶۰۰ علاقے فتح کیے، لیکن ان علاقوں کی فہرست دیکھو تو وہ چھوٹے ہیں...... لیکن امیر معاویہؓ نے تو اپنے علاقوں میں قیساریہ جیسا شہر بھی فتح کیا کہ جس شہر کے تین سو بازار تھے...... ایک لاکھ پولیس روزانہ جس شہر میں گشت کرتی تھی...... اس شہر کو معاویہ بن ابوسفیانؓ نے خود جا کر لشکر کی قیادت کر کے فتح کیا...... اور اس شہر کے چوک میں جو جامع مسجد تعمیر کی، وہ جامع مسجد لاہور کی بادشاہی مسجد سے چار گنا بڑی ہے۔ اور وہ امیر معاویہؓ نے تعمیر کی...... یہ تو ذکر آیا کہ جنگ صفین ہوئی اور اس میں یہ ہوا، وہ ہوا، قیساریہ کا نہیں پتہ؟

خانہ کعبہ پہ سب سے پہلا غلاف امیر معاویہؓ نے چڑھایا، اس کا کوئی پتہ نہیں؟ بچوں کا نام کمیٹیوں میں درج کرانے کا محکمہ معاویہ بن ابی سفیانؓ نے جاری کیا...... اس کا بھی کوئی پتہ نہیں؟

ساڑھے سات لاکھ ایکڑ عرب کی اراضی کو پانی دے کر سرسبز و شاداب کر دیا، اور محمد ﷺ کے مدینے کی بستیوں میں زراعت اور باغبانی کے ایسے جوہر دکھائے کہ جس کی مثال آج تک دنیا میں کوئی پیش نہ کر سکا...... اس کا ذکر ہی کوئی نہیں! یہ تو پتہ ہے کہ حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا، قاتلانِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے، یہ نہیں پتہ چلا کہ جس کی حکومت شام سے لے کر چین کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی ہے، اس وسعت اور جغرافیے میں رسول اللہ ﷺ کے دین کی کتنی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں حضرت معاویہؓ کے بارے میں جو ظلم ہوا...... چودہ سو سال کی تاریخ میں اس مظلوم انسان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی، وہ کبھی کسی کے ساتھ نہیں ہوئی...... آدمی مر جاتا ہے، اس کا گلہ کوئی نہیں کرتا، لوگ کہتے ہیں یار چلو! فوت ہو گیا...... چھوڑو! لیکن پیغمبر ﷺ کا سب سے بڑا حکمران صحابیؓ......

چودہ سو سال گزر گئے، بی اے کی کتاب کھولو...... تو معاویہؓ کو بھونک رہی ہے۔

ایم اے کی کتاب تاریخ کھولو...... تو معاویہؓ کو بھونک رہی ہے۔

کسی پروفیسر اور لیکچرار کی گفتگو سنو...... تو معاویہؓ کو بھونک رہا ہے۔

اور کالے کافر کو دیکھو، تو معاویہؓ کو بھونک رہا ہے۔

تمھیں صفین نظر آتی ہے...... تمہیں روڈس اور صقلیہ اور تمہیں افریقہ کے وہ جزیرے نظر نہیں آتے کہ جن جزیروں میں ہزاروں میل کے سمندر میں معاویہؓ کی فوجوں نے...... بحری بیڑوں نے ایک ایک جزیرے میں جا کر محمد ﷺ کا قرآن سنایا...... تمھیں وہ بات نہیں یاد آتی؟

چین کی وہ بستیاں آج بھی موجود ہیں جن بستیوں میں امیر معاویہؓ کی فوجیں گئیں!

لوگ کہتے ہیں...... آذر بائیجان فتح ہو گیا...... آذر بائیجان کو مکمل فتح کرنے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

افغانستان اور پشاور کا فاتح اوّل:

افغانستان کے پہاڑوں سے جا کر امیر معاویہؓ کی بات پوچھو!

صفین آپ کو یاد رہے تو اور کیا یاد ہو گا؟ ۴۵ ہجری میں امیر معاویہؓ نے سنان ابن مسلمہ ایک صحابی رسول کو ۱۲ ہزار کا لشکر دے کر افغانستان کو فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

یہ کابل امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا......

جلال آباد امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا......

سمرقند امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

غزنی کی بستیاں امیر معاویہؓ نے فتح کی تھیں......

اور پاکستان کے غیور لوگو! یہ پشاور کا شہر بھی معاویہؓ نے فتح کیا تھا۔

فتوح البلدان کھولو، علامہ بلاذری کہتا ہے، امیر معاویہؓ نے ۴۵ ہجری میں ۱۲ ہزار فوجوں سے بدھ مت کے حکمرانوں کو قتل کر کے اسلام کا پرچم پشاور پر لہرا دیا۔ اور اس پشاور کے شہر کو دیکھو جس کو سب سے پہلے بدھ مت کے مذہب سے فتح کرنے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔ اس کی فوجوں کا سپہ سالار ہے۔ آج چارسدہ کے قریب ''اصحاب بابا'' کے نام سے قبر بنی ہوئی ہے۔ یہ قبر اسی سپہ سالار سنان ابن مسلمہؓ کی ہے، جسے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے بھیجا تھا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں تحفے

میرے بھائیو! بلوچستان، جس کو تاریخ کی کتابوں میں بلوچستان نہیں کہتے، کسی پرانی تاریخ میں بلوچستان آپ کو نہیں ملے گا۔ بلوچستان کا ایک شہر ہے قلات، اور ایک خضدار ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں انہی کا ذکر ہے، یہاں ایک راجہ تھا، اس راجہ کو کسی نے خبر دی کہ آخر الزمان پیغمبر ﷺ دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ اس نے اپنے چند ساتھیوں کو کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ جاؤ، میرا اسلام کہو اور دیکھو کہ واقعی آخر الزمان پیغمبر ﷺ ہیں۔

اگر حضور ﷺ آ گئے ہوں تو پھر میں بھی جاؤں گا اور رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھوں گا۔ اس راجہ کا ایک وفد وہاں سے چلا قلات سے...... میں قربان ہو جاؤں اس راجہ کی سوچ پر! کہ وفد جب روانہ ہونے لگا تو اس نے کہا کہ اگر آخر الزمان پیغمبر ﷺ تمہیں مل جائیں تو ان کو میری طرف سے دو چیزیں تحفے میں دینا۔

علامہ بلاذری کہتا ہے کہ تحفے ہندوستان کے تھے اور وہ چیزیں عرب کے ملکوں میں نہیں تھیں۔

دو تحفے:

۱)...... ایک تحفہ دیا رسول اللہ ﷺ کے لیے ساگوان کی لکڑی کا، سب سے اچھی لکڑی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ساگوان کی ہے۔

۲)...... ایک پھل دیا۔ اس پھل کا نام ہے زنجبیل، عربی زبان میں اسے زنجبیل کہتے ہیں۔ اردو میں اسے ''ادرک'' کہا جاتا ہے۔ یہ پھل رلبہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا...... ایک کورا گھڑا لے کر اس میں پانی ڈالا، اور اس میں یہ پھل ڈال دیا۔ تا کہ تازہ رہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ تازہ پھل پہنچے۔ جب مدینہ منورہ میں یہ وفد پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ سواریوں سے وہ لکڑی اور گھڑا اتارا گیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں وہ پھل پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پھل کو تناول فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ ادرک کا جو پھل ہے، یہ بڑی بیماریوں کا علاج ہے۔ تو جتنے صحابہ رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے، وہ پھل سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بانٹا گیا۔ اور جو لکڑی آئی، حضور ﷺ نے فرمایا ابوایوب انصاریؓ! جاؤ جہاں میرا بستر پڑا ہے، یہ چٹائی ہے، اس جگہ پر اس ساگوان کی لکڑی کو لے جاؤ! ایک چارپائی بناؤ، اس لکڑی سے پائے بناؤ۔ رسول اللہ ﷺ کی جو چارپائی تھی، وہ چارپائی اسی ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی اور وہاں آپ ﷺ کی چٹائی بچھائی گئی۔

آقا ﷺ حضرات شیخین و معاویہ رضی اللہ عنہم کے جنازہ میں مطابقت:

رسول اللہ ﷺ اسی چارپائی پر آرام فرماتے رہے۔ جو ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی۔ اور جو لکڑی بلوچستان سے گئی تھی۔ حضور ﷺ کا جنازہ تھا، تو اسی چارپائی پہ اٹھا۔ اور صدیق اکبرؓ بعد میں تشریف لائے۔ ان کا جنازہ بھی اسی چارپائی سے اٹھا۔ فاروق اعظمؓ شہید ہوئے تو ان کو بھی شہید ہونے کے بعد اسی چارپائی پر رکھا گیا، اور حضرت عثمانؓ کے دور میں رسول اللہ کا سامان نیلام ہوا تو نیلامی میں حضرت معاویہؓ نے اس چارپائی کو چار ہزار درہم میں خرید لیا اور امیر معاویہؓ یہ چارپائی لے کر شام چلے گئے اور معاویہؓ کا جنازہ بھی اسی چارپائی سے اٹھا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطباتِ شعبان المعظم

①......تاریخ اہلِ حق

②......نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبندؒ

③......استقبال رمضان المبارک

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تاریخِ اہلِ حق

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰی کَآفَّۃٍ لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا.
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ.
صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
ہندوستاں کے سر پہ ہے احسانِ مصطفیٰ
تا حشر اس پہ رحمتِ پروردگار ہو
پیدا کئے ہیں جس نے فدایانِ مصطفیٰ ﷺ
گونجے گا چار کھونٹ نانوتوی کا نام
بانٹا ہے جس نے بادۂ عرفانِ مصطفیٰ ﷺ

میرے واجب الاحترام قابل صد احترام، علماء کرام صاحب صدر حضرت شیخ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

الحدیث صاحب اور حضرت مولانا احمد شفیع صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اور مرکزی عالمی اسلامیہ کے شرکاء عظام، خواجگان اور بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مسلمان دوستو! چاٹگام میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس میں آج میرا دوسرا بیان ہے اس سے قبل توحید و رسالت کے عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا آج انشاء اللہ تاریخ اسلام کی عبقری صفت جماعت ''حضرات اکابرین علماء دیوبند'' کی تاریخ، تاریخ اسلام کے حوالے سے ان کے کارناموں، ان کا تقدس اُن کی عظمت اور ان کی حیرت انگیز خدمات کا انشاء اللہ ذکر کروں گا۔

تاریخ کی عظمت

میرے بھائیو! تاریخ کے سینے پر تاریخ کے چہرے پر ایسے ایسے عبقری اور نادرہ روزگار لوگ گزرے ہیں کہ جن کی وجہ سے زمین و آسمان قائم رہے جن کی جرأتوں، صداقتوں، شجاعتوں، عظمتوں، رفعتوں بلندیوں کی تاب نہ آسمان لاسکتا ہے نہ ستارے لا سکتے ہیں ایسے لوگ اس مادر گیتی کی کوکھ سے پیدا ہوئے۔

اس زمین کے سینے پر ایسی ایسی اولوالعزم ہستیوں نے جنم لیا جن کی زندگیاں مصائب دہر کے تھپیڑوں کی پیداوار ہیں جن کی زندگیوں کا جہاز مشکلات کے بھنور میں اٹکیلیاں لیتا تھا۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا وہ لوگ تختہ دار پر چڑھ کر بھی مسکراتے رہے وہ لوگ زندانوں کی اوٹ میں بھی مسرت محسوس کرتے رہے وہ لوگ کالا پانی اور مالٹا کی جیلوں میں نغمہ حریت کے گیت گاتے رہے اور یہ سب کچھ انہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا تھا پیغمبر ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو، حضور ﷺ کے دوستوں کو، نبی ﷺ کے رفقاء کو، پیغمبر ﷺ کی جماعت سے انہیں یہ سب کچھ عطا ہوا تھا۔

حق و باطل کی آویزش

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، تاریخ کے چہرے سے پردہ ہٹائیں، تاریخ کے اوراق پلٹیں، آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر دور میں حق اور باطل کی ٹکر رہی ہے، ہر دور میں کفر اور اسلام کی ٹکر رہی ہے، ہر دور میں انصاف اور ظلم کا مقابلہ رہا ہے، ہر دور میں سچے اور جھوٹے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی لڑائی رہی ہے، ہر دور میں مجاہدوں اور ظالموں کا مقابلہ رہا ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب حق اور باطل کی ٹکر نہ رہی ہو، حق و باطل کا مقابلہ نہ ہوا ہو۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر اسلاف اکابر کی نشانیوں میں سے تھا اور اس کی مثال اس شعر کی مانند تھی کہ

اس وادیٔ گل کا ہر ذرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کی گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

حق وصداقت کی تاریخ

میرے بھائیو! میرے نوجوان ساتھیو! طالب علم بھائیو! علماء کرام!

حق وصداقت کی تاریخ، جرأتوں سے روشن ہے اور باطل کی تاریخ شکست و ریخت سے دوچار ہے، آدمی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ چند مجاہد بے سروسامانی کے عالم میں کفر سے ٹکرائیں...... ظلم سے ٹکرائیں...... جبر سے ٹکرائیں...... پھانسی کے تختوں کو چومیں...... مالٹا اور کالا پانی کی جیلوں کو آباد کریں...... آپ کی تاریخ روشن تاریخ ہے...... یہ مجاوروں والی تاریخ نہیں...... یہ قبر پرستی کی تاریخ نہیں...... یہ حلوے کی رکابی کی تاریخ نہیں...... یہ بزدلی کی تاریخ نہیں...... یہ جرم اور کاہلی کی تاریخ نہیں...... آپ کی تاریخ مجاہدانہ سرگرمیوں سے روشن ہے۔

تاریخی اوراق کی ورق گردانی

طالب علم بھائیو! اپنی تاریخ کو دیکھو، تاریخ کے چہرے کو پڑھو، تاریخ کی کتابوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کو دیکھو، بنگلہ کے مدارس عربیہ میں بیٹھ کر صرف درس نظامی تک محدود نہ رہو، بلکہ تم یہ سمجھو کہ تمہاری ہسٹری، تاریخ عالم سے عبارت ہے تم نے جنگیں لڑی ہیں، تم نے جہاد کیے ہیں، تم نے جرأتیں دکھائی ہیں، تم نے فتنہ تاتار کے مقابلے کیے ہیں۔ تم نے انگریز کو اس برصغیر سے بھگایا ہے، تم نے عیسائیت کو شکست دی ہے، تم نے قادیانیت کو للکارا ہے، تم میدان میں اترے ہو، تم نے جہاد کیا ہے، تم نے رنجیت سنگھ کو للکارا ہے، تم نے کالا پانی کو آباد کیا ہے، تم نے ریشمی رومال میں جہاد کیا ہے، تم نے انگریز کو پاش پاش کیا ہے، تمہاری تاریخ روشنیوں سے عبارت ہے۔ تم بدر وحنین کے وارث ہو، تم تبوک کے مجاہدین کے وارث ہو، تم رومیوں کا مقابلہ کرنے والے ہو، تمہاری تاریخ پیغمبر ﷺ کے دور نبوت سے لے کر ریشمی رومال کی تاریخوں تک ہر دور میں ظلم سے ٹکرا کر سورج کی طرح چمک رہی ہے۔

کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب آپ نے کسی کفر کا سر نہیں کچلا، اگر آج بنگلہ میں قادیانیت یا عیسائیت، یا صحابہ دشمنی پنپ رہی ہے کوئی بات نہیں تم اپنی تاریخ کو دیکھو، کفر ایک ایک کر کے شکست کھائے گا اور نانوتوی کے فرزند ہر محاذ پر کامیاب ہوں گے۔

حق وصداقت کی آواز

کوئی دور ایسا نہیں گزرا کہ جب حق وصداقت کی آواز ہر دریچے میں نہ پہنچی ہو، ہر بستی میں نہ آئی ہو، ہر شہر میں نہ اتری ہو، ہر گاؤں میں نہ پہنچی ہو، آپ تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیں آپ کو نظر آئے گا کہ باطل اگر کنعان کی شکل میں آیا تو حق نوح علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل نمرود کی شکل میں آیا تو حق ابراہیم علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل فرعون کی شکل میں آیا تو حق موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل بنی اسرائیل کے خون خواروں کی شکل میں آیا تو حق عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی شکل میں آیا۔

باطل قیصر وکسریٰ اور ابوجہل کی شکل میں آیا تو حق محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں آیا۔

باطل حجاج بن یوسف کی شکل میں آیا تو حق سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی شکل میں آیا۔

باطل منصور کی شکل میں آیا تو حق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

باطل معتصم باللہ کی شکل میں آیا تو حق احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل نظام الملک بادشاہ کی شکل میں آیا تو حق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل جلال الدین اکبر کی شکل میں آیا تو حق مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی شکل میں آیا۔
باطل فتنہ آمیز لیش کی شکل میں آیا تو حق شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل فتنہ تا تار کی شکل میں آیا تو حق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل راجہ رنجیت سنگھ کی شکل میں آیا تو حق سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل انگریز کی شکل میں آیا تو حق علماء دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل قادیانیت کی شکل میں آیا تو حق عطاء اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔
باطل خمینیت کی شکل میں آیا تو حق ،حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں آیا۔

کفر کی شکست

میرے بھائیو! دنیا کا جو کفر جس شکل میں آئے گا، شکست کھائے گا اور حق کامیاب ہوگا، تاریخ کے چہرے سے پردہ ہٹاؤ حق کامیاب ہوا ہے۔

باطل قیصر روم کی شکل میں آیا تو بتاؤ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے سر کچلا کہ نہیں؟ (کچلا) کسریٰ کے کنگن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں نے توڑے، یزدجرد کا سر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں نے کاٹا، خسرو کے ٹکڑے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے کیے، طرابلس، بخارا، افریقہ، کے جزیروں میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے بتوں کو پاش پاش کر کے محمد ﷺ کی نبوت کا پرچم پوری دنیا میں لہرایا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں۔

ہندوستان کا ایک راجہ تھا۔ ہندوستان کی سرزمین پر رہتا تھا۔ اس کا سر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے کچلا تھا۔ حضور پاک ﷺ تو صرف مکہ اور مدینہ میں رہے، مکہ سے آپ کو نکال دیا گیا تھا پھر آپ مدینہ میں آپہنچے، مدینہ منورہ جب آپ آئے تو مدینہ چھوٹی سی بستی تھی لیکن اسلام وہاں سے نکلا، کہاں تک پہنچا، کس دنیا میں پہنچا، کبھی غور کیا آپ نے، حضور ﷺ کے دور میں اسلام مکہ سے شروع ہوا ایک بستی سے شروع

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوا۔ وہ بستی جو چاٹگام شہر سے چوتھائی حصے سے بھی کم تھی اس بستی سے اسلام نکلا اور اس بستی سے جب اسلام نکلا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر کارزار میں اتر کر نبی ﷺ کا ساتھ دیا۔

فتوحات صحابہ

آپ دیکھیں! آپ کا یہ بنگلہ دیش ایک لاکھ مربع میل زمین پر بھی پورا نہیں ایک لاکھ مربع میل سے بھی کم ہے لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میدان میں اترے تو نو لاکھ میل پر مدینہ کی حکومت قائم ہوگئی۔

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے دو سال خلیفہ رہے دو سالوں میں گیارہ لاکھ مربع میل پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کا پرچم لہرایا۔

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے وہ ساڑھے دس سال خلیفہ رہے، ساڑھے دس سالوں میں ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کا پرچم لہرایا۔

پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے بارہ دن کم بارہ سال تک ساڑھے چوالیس لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ چھ مہینے خلیفہ رہے، چھ مہینوں میں پچیس لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تن تنہا انیس سال تک ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

یہ اتنی بڑی جگہ کیسے اسلام کے پاس آئی چودہ صدیوں میں دیکھو، مجاہدین حریت کو دیکھو، گھر بیٹھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ میدان میں نکلو...... انفروا خفافا وثقالا ...... میدان میں آؤ، افغانستان گھر بیٹھ کر فتح نہیں ہوا۔ پندرہ لاکھ جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ تب افغانستان فتح ہوا۔ اور آج کشمیر میں مجاہدین لڑ رہے ہیں تم دیکھو گے کہ انڈیا شکست کھا کر نکلے گا اور کشمیر میں بھی مجاہدوں کو فتح ملے گی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اسلام اور جہاد

اسلام کی ساری تاریخ جہاد سے روشن ہے قربانیوں سے روشن ہے اگر آپ یہ کہو کہ بغیر قربانیوں کے ہمیں سب کچھ مل جائے گا ایسا نہیں ہوسکتا دین کے لئے شریعت کے لئے، اسلام کے لئے، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے لئے، آپ کو قربانی دینی ہوگی۔ آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ اپنانا ہوگا۔ آپ کو میدان میں اترنا ہوگا۔ آپ کو ہتھکڑی پہننی ہوگی آپ کو جیل جانا ہوگا۔ آپ کو پھانسی کے تختے پر چڑھنا ہوگا۔ آپ کو سب کچھ لٹانا ہوگا۔ پھر کامیابیاں ہوں گی پھر فتح ہوگی۔ پھر سب کچھ ملے گا موت ایک دن آئے گی اور ضرور آئے گی۔ ایکسیڈنٹوں میں لوگ مرجاتے ہیں، ہسپتالوں میں لوگ مرجاتے ہیں، اور حادثات میں لوگ مرجاتے ہیں، اگر دین کے لئے انسان مرجائے، اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں۔

مجھے بتائیں...... اس دین کے لئے بلال رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر لٹایا گیا، سمیہ رضی اللہ عنہ کے ٹکڑے ہوئے، زنیرہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں نکالی گئیں، لبینہ رضی اللہ عنہا کی چمڑی ادھیڑی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے، اس دین کے لئے......

بدر کے میدان میں چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں تڑپیں، اُحد کے پہاڑوں پر ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں تڑپیں، حنین کے معرکے میں اس دین کے لئے تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں تڑپیں۔

رسول اللہ ﷺ کے دور نبوت میں ۲۵۶ صحابی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے خلافت راشدہ کے دور میں ۲۷ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

میرے بھائیو! اس دین کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے اٹھا، اس دین کے لئے سعید ابن جبیر کو حجاج کی عدالت میں ذبح کردیا گیا۔

اس دین کے لئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کاٹا گیا۔

اس دین کے لئے احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پشت پر روزانہ چالیس کوڑے لگائے گئے۔

اس دین کے لئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا منہ کالا کرکے مدینہ کی گلیوں میں پھیرا گیا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس دین کے لئے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کے صحن میں شہید کر دیا گیا۔
اس دین کیلئے امام غزالی رحمہ اللہ کو سات سال بغداد کے جنگلوں میں پھرنا پڑا۔
اس دین کے لئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو گھر سے نکالا گیا۔
اس دین کے لئے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جیل کاٹنا پڑی۔
اس دین کے لئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے انگوٹھے کاٹے گئے۔
اس دین کے لئے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا مارا گیا کہ وہ بے ہوش ہو گئے آخر عمر میں نابینا ہو گئے۔

اس دین کے لئے بالاکوٹ کے پہاڑوں پر سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی گردن کاٹ دی گئی۔ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ چار سو جوانوں کی لاشیں بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر بکھیر دی گئیں۔

اس دین کے لئے کالا پانی کے جزیروں میں علماء دیوبند نے نغمہ ہائے آزادی کے گیت گائے، ایک عالم ایسا نہ تھا کہ جس نے تختہ دار پر چڑھ کر بھی محمد ﷺ کے دین کو چھوڑا ہو۔

دین کے لیے قربانیاں:

اگر گھر بیٹھ کر سب کچھ مل جائے گا تسبیح کرتے سب کچھ مل جائے گا۔ اگر تسبیح کر کے سب کچھ ملتا تو تیرا اور میرا پیغمبر تلوار اٹھا کر بدر میں کبھی نہ آتا۔ آتے تلوار اٹھا کر؟ (نہیں) اگر تسبیح سے سب کچھ مل جاتا تو پھر بدر کے میدان میں صحابہ رضی اللہ عنہم آتے۔ اُحد کے پہاڑ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے بارہ ٹکڑے نہ ہوتے اور حنین کی جنگ میں صحابہ رضی اللہ عنہم ذبح کیے جاتے، بنی لحیان کے قبیلے میں ۶۷ صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشیں نہ تڑپتی، پیغمبر ﷺ کے چہرے کو زخمی نہ کیا جاتا اگر تسبیح سے ہی سب کچھ مل جاتا، اگر کتاب کے مطالعہ سے سب کچھ مل جاتا تو محمد ﷺ کا شہر مدینہ چھوڑ کر پوری دنیا میں جماعتِ صحابہ نہ پھیلتی، ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ہے لیکن ان میں سے صرف دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں مکے اور مدینے میں ہیں، باقی صحابہ کہاں گئے۔ ایک لاکھ ۲۴ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کہاں گئے۔ اللہ کے دین کے لئے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مدینہ چھوڑا...... شہر چھوڑا...... علاقہ چھوڑا...... گھر چھوڑے...... بیویاں چھوڑیں ...... بستیاں چھوڑیں...... بچے چھوڑے...... مدینہ چھوڑ کر...... نبی ﷺ کی محبت چھوڑ کر...... اللہ کا قرآن لے کر...... کوئی چین میں جا سویا...... کوئی افغانستان میں جا سویا...... کوئی افریقہ کے جزیروں میں جا سویا...... کوئی طرابلس کی بستیوں میں جا سویا...... کوئی اٹلی کے دروازے پر جا سویا...... کوئی روس کی وادیوں میں جا سویا!!

میرے بھائیو! صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں مصر کے صحراؤں میں بنیں...... صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں استنبول کے جزیروں میں بنیں...... صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں قسطنطنیہ کے کناروں پر بنیں...... صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں ہندوستان کے دروازے تک بنیں...... صحابہ رضی اللہ عنہم ہندوستان آئے...... صحابہ رضی اللہ عنہم سندھ میں آئے...... صحابہ رضی اللہ عنہم افغانستان میں آئے...... صحابہ رضی اللہ عنہم پوری دنیا کے ایک ایک خطے میں پہنچے، اس لئے نہیں کہ جہاد چھوڑ دو، اس لئے نہیں پہنچے کہ تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جا، اس لئے نہیں کہ تو گھر میں رہ، اس لئے نہیں کہ ایک ہاتھ قرآن ہو اور ایک ہاتھ میں تلوار ہو۔

انگریزوں کی ہندوستان میں آمد

میرے بھائیو! آپ کو معلوم ہے کہ انگریز اس برصغیر سے ۱۹۴۷ء کو گیا، اور دو سو سال سے زیادہ اس نے مسلمانوں پر حکومت کی انگریز آیا کب تھا؟ اگر مغل حکمران تاج محل کی بلڈنگ بنانے کی بجائے اس کی جگہ کوئی دین کا مدرسہ بنا دیتے یونیورسٹی بنا دیتے تو انگریز کے آنے پر لوگ ان کو خوش آمدید نہ کہتے بلکہ اپنے پڑھے لکھے لوگوں کو آگے لاتے ایک المیہ تھا۔

میرے بھائیو! ۱۶۰۱ء میں انگریز آیا، اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر تجارت کے نام پر ہندوستان میں آیا اس وقت کے حکمران احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے دیگر افراد نے اس کو خوش آمدید کہا اس کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس کو سلام کیا لیکن ۱۶۰۱ء میں جب انگریز آیا تو آپ نے دیکھا کہ اس انگریز نے آہستہ آہستہ ہندوستان کے بہت سارے علاقوں پر قبضہ کر لیا، ایک سو سال کے بعد سن ۱۷۰۳ء میں ایک لڑکا شیخ عبدالرحیم کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لڑکے کا نام شاہ ولی اللہ رکھا گیا اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ساٹھ سال کے بعد ۱۷۶۳ء میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شاہ ولی اللہ اور ان کے بیٹے:

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیٹے سن ۱۷۴۶ء میں پیدا ہوئے اور اسی بیٹے کا نام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رکھا گیا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے چاروں بیٹے حافظ قرآن تھے۔ چاروں بیٹے حدیث کے عالم تھے، یہ بات یاد رکھیں کہ آج میں اور آپ مسلمان ہیں، یہ خاندان ولی اللہ کی محنت کا نتیجہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور قرآن کی تفسیر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی جس کا نام ہے تفسیر عزیزی۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیٹے کا نام شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کا نام شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے ان دونوں نے قرآن کا ترجمہ فارسی زبان سے اُردو میں کیا۔ اور چوتھے بیٹے عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ وہ بیٹے ہیں۔ ان کے فرزند کا نام شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے گویا کہ شاہ اسماعیل شہید شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں جنہوں نے رسم و رواج اور بدعات کے خلاف سب سے مضبوط آواز بلند کی، جن کی کتاب تقویۃ الایمان کا مطالعہ کر کے ساڑھے تین لاکھ سکھوں نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا اتنی عظیم کتاب ہے۔

اسلام کا ہیرو

میرے بھائیو! یہ تھی بنیاد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ انگریز کے خلاف جہاد کی بنیاد تھا اس فتوے کے بعد سب سے پہلے اس فتوے پر عمل کرنے والا کون تھا؟ اس کا نام فتح علی تھا اور وہ حیدر علی کا بیٹا تھا۔ جس کو تاریخ کی زبان میں سلطان ٹیپو کہا جاتا ہے۔ سلطان ٹیپو نے سن ۱۷۹۶ء میں شاہ عبدالعزیز کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے اٹھارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ انگریز سے میسور کی چار جنگیں لڑیں۔ بالآخر سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کے سپہ سالار میر صادق کو نوسو مربع زمین کا لالچ دے کر انگریز نے خرید لیا۔

اور عین لڑائی میں سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کا اس نے ساتھ چھوڑ دیا۔ بالآخر سلطان ٹیپو شہید ہو گیا اور یہ کہتا ہوا شہید ہوا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے"

اور سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم انسان تھا کہ جس کی قبر پر مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۶ء میں جا کر کہا تھا!

ہند کو مہر اسرار وفا تو نے کیا
حق وفاداریٔ مشرق کا ادا تو نے کیا
ہند میں آج یہ جذبۂ بیداری ہے
یہ تیرے ہی شعلہ گفتار کی گل کاری ہے

اگر تیری جرأت نہ ہوتی تو آج مسلمان اس جذبے کے ساتھ کبھی میدان میں نہ آتا۔

مجھے افسوس ہے کہ سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تصویر اور فوٹو جو آج سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ یہ سلطان ٹیپو کا فوٹو نہیں، اس میں داڑھی نہیں ہے اور سلطان ٹیپو نے ساری زندگی داڑھی پر استرا نہیں پھیرا یا۔ یہ غلط تصویر ہے جو ہمارے ہاں عام کتابوں میں ملتی ہے۔

عظیم مجاہد:

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ سلطان ٹیپو نے پوری زندگی داڑھی نہیں منڈائی اور پوری زندگی اس نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی ایسا مجاہد آدمی تھا۔ اور سب سے پہلے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کی بنیاد پر تقاضا کرنے والا سلطان ٹیپو تھا۔

سراج الدولہ سے غداری

میرے بھائیو! اس جرأت کو دیکھو اس عظمت کو دیکھو اور آگے چلئے یہ ۱۷۵۷ء کی بات ہے پھر دوسری لڑائی جنگ پلاسی کی صورت میں بھی ہوئی۔ اس دوران اور وہ لڑائی نواب سراج الدولہ کی انگریز سے ہوئی اس کے سپہ سالار میر جعفر کو انگریز نے کوئی سو مربع زمین کا لالچ دے کر خرید لیا۔ سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نواب سراج الدولہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شہید ہو گئے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اسلام کے دو عظیم سپہ سالار:

میرے بھائیو! اس کے بعد ۱۸۲۱ء میں راجہ رنجیت سنگھ کی پنجاب میں حکومت قائم ہوگئی اس وقت یہ صوبہ سرحد پاکستان کا صوبہ یہ بھی پنجاب میں شامل تھا، اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی میں پتہ چلا کہ مسجدوں کو راجہ رنجیت سنگھ کے گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا انہوں نے سید احمد شہید سے کہا۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ ہزار مریدوں اور سپاہیوں کو ساتھ لے کر ۱۸۲۶ء میں راجہ رنجیت سنگھ کے خلاف اعلان جہاد کیا۔ ہندوستان کی تاریخ میں ایسا ولی نہیں ملا کہ جس کے ہاتھ پر تیس لاکھ انسانوں نے بیعت کی، چالیس ہزار انسان ڈاکے اور چوریوں سے توبہ کر کے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اللہ کے ولی بن گئے، لاکھوں انسانوں نے سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔

درہ خیبر سے ہوتے ہوئے یہ لوگ ۱۸۲۷ء میں پشاور پہنچے، پشاور پر حملہ کیا بہت سارے علاقے فتح کئے دو دو مہینے اور چھ چھ مہینے ایک ایک بستی میں گزارے، پشاور شہر فتح کیا، تین سال تک پشاور شہر پر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت رہی۔ امیر المومنین سید احمد شہید کا نام پورے علاقے میں ہر بستی میں عام تھا۔ اور راجہ رنجیت سنگھ سے سرحد کا علاقہ چھین لیا گیا، لیکن یہ فوج آگے بڑھی اور ۱۸۳۱ء میں یکم مئی کو شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ کی فوجیں ہزارہ میں پہنچیں، صوبہ سرحد کا پہاڑی علاقہ ہے وہاں پہنچیں، بالآخر وہاں رنجیت، سنگھ کی فوجوں سے جنگ ہوئی اس جنگ میں ۵ رمئی ۱۸۳۱ء کو سید احمد شہید کر دیئے گئے۔ ان کا سر علیحدہ کر دیا گیا اور دھڑ علیحدہ کر دیا گیا۔

جاؤ آج بالاکوٹ میں جا کر دیکھو دریائے کنہار کے کنارے پر ایک طرف سید احمد شہید رحمۃ اللہ کا سر دفن ہے اور دوسرے کنارے پر ان کا دھڑ دفن ہے۔ اور ۹ رمئی کو شاہ اسماعیل شہید کر دیئے گئے شورش کاشمیری نے بالاکوٹ جا کر کہا تھا۔

اے سر زمینِ بالاکوٹ اے مدفنِ شاہ شہید
تیری خاک میں خوابیدہ ہیں مرد شہید
آج تک کنہار کے نغموں میں ان کا سوز ہے
شمع ایماں وادیٔ کاغان میں افروز ہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہیدانِ بالاکوٹ کا دیرینہ ہم پر یہ قرض ہے
شرک کی عمارت کو ڈھانا ہمارا فرض ہے

تذکرہ مجاہدین

یہ وہ جذبہ جہاد تھا جس کا اظہار پوری امت کے علماء نے کیا، اس قافلہ کے کچھ مجاہدین بچ گئے، جن میں مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یعقوب علی رحمۃ اللہ علیہ، یہ سب اسی قافلے کے چشم و چراغ تھے۔ انہوں نے آگے جا کر ۱۸۵۶ء میں انگریز کے خلاف فوجیں تیار کیں لشکر تیار کئے انگریز سے جنگ لڑنے کے لئے، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی اس میٹنگ میں موجود تھے کسی نے کہا ہماری تعداد تھوڑی ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا ہماری تعداد غازیان بدر سے بھی کم ہے؟ جب یہ بات کہی تو لوگوں میں جذبہ پیدا ہوا چنانچہ جہاد کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مارچ کے مہینے میں لڑی گئی یہ جنگ آزادی پہلی جنگ آزادی تھی جو انگریز کے مقابلے میں لڑی گئی۔ اس جنگ آزادی کو سمجھے بغیر آپ کو نہیں پتہ چلے گا کہ دیوبند کا مدرسہ کیوں قائم ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کیوں بنایا گیا، اس کی بنیادیں کیوں کھڑی کی گئیں، اس مدرسے سے علماء، فارغ التحصیل ہو کر پوری دنیا میں کفر کے خلاف کیوں آئے اس کی کیا وجوہات ہیں۔

میرے بھائیو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دو محاذ تھے ایک محاذ شاملی کا تھا، ایک محاذ انبالہ کا تھا۔ انبالہ کے محاذ پر مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ولائیت علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز سے جنگ لڑی اور شاملی کے محاذ پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے بڑے علماء نے انگریز سے جنگ لڑی یہ جنگ کئی دن جاری رہی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

علماء کا قتل عام

میرے بھائیو! اس جنگ کے دوران عین جنگ میں چودہ سو علماء شہید ہوئے۔ اور اس جنگ کے بعد انگریز نے پورے برصغیر میں علماء کو گرفتار کیا اور اس کے بعد اس جنگ کے نتیجے میں جن علماء کو ذبح کیا گیا۔ ان کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے اور عام علماء تو دس ہزار تھے چھوٹے چھوٹے مدرسوں کے علماء، لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ کل ۲۷ ہزار آدمی شہید ہوا اس جنگ میں، انگریز نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ایک وفد بھیجا برطانیہ سے، وائسرائے برطانیہ نے وفد بھیجا کہ معلوم کرو کہ ہندوستان میں کس طرح انگریز کی حکومت مستحکم ہوسکتی ہے؟ تو اس نے دورہ کیا کب دورہ کیا ۱۸۶۰ء سے ۱۸۶۲ء تک دو سال دورہ کیا۔

مرزا قادیانی

اور اس وفد کے سربراہ ڈاکٹر ولیم میور تھے اور دورے کے بعد اس نے رپورٹ پیش کی وہ رپورٹ سید طفیل منگلوری نے اپنی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" میں لکھی ہے۔ اس رپورٹ میں ڈاکٹر ولیم میور نے لکھا ہے کہ "ہندوستان میں انگریز دو وجوہات کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

پہلی وجہ کہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کر دیا جائے۔

دوسری وجہ کہ قرآن کو ہندوستان سے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے جب تک قرآن باقی ہے اس وقت تک مسلمانوں کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اور جب تک جذبہ جہاد باقی ہے اس وقت تک بھی مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

تو اس پر بڑی آراء پیش ہوئیں کہ جذبہ جہاد کیسے ختم کیا جائے...... تو رپورٹ دی گئی کہ چونکہ پنجاب کی حکومت اور مسلمانوں کی بڑی تعداد رسم ورواج کی قائل ہے، پیروں فقیروں کو مانتی ہے تو کچھ پیر ایسے کھڑے کیے جائیں، کچھ ولی اور کچھ نبی بنا دیئے جائیں جو یہ کہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے کہ جہاد حرام ہوگیا۔ اس کے لئے کوئی آدمی خریدیں جو نبوت کا دعویٰ کرے۔

میرے بھائیو! یہ ہے اصل بات سمجھنے کی، اگر یہ بات سمجھ میں آجائے، تو آپ کو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مرزا قادیانی کی اصل حقیقت کا پتہ چل جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جو ہے یہ ۱۸۴۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۷۶ء میں مرزا قادیانی نے انگریز کے اشارے پر، انگریز سے پیسے لے کر یہ کہا:

چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین میں حرام ہے جنگ اور قتال

یہ شعر لکھا اپنے رسالہ میں جس رسالے کا نام الفضل تھا، قادیان سے نکلتا تھا۔ اس کے ٹائیٹل پر یہ شعر لکھا تو گویا کہ انگریز نے جس آدمی کو تلاش کیا وہ مل گیا مرزا قادیانی کی شکل میں۔ ۱۸۴۲ء میں مرزا قادیانی پیدا ہوا اور ۱۸۷۶ء میں اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں مہدی موعود ہوں۔

اور چھ سال کے بعد ۱۸۸۲ء میں اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا کہ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں اور ۱۸۸۸ء میں اس نے کہا کہ میں نبی ہوں اور میں محمد رسول اللہ سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتا ہوں۔ اس مرزا غلام احمد قادیانی نے، یہ سنہ آپ کو یاد رہیں گے؟ (جی) اگر یہ سن یاد رہیں گے تو مرزا قادیانی کی اصلیت کا آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کیسے کیسے کیا کیا بنتا رہا؟

قرآن ختم کرنے کی سازش:

میرے بھائیو! اس کے بعد دوسری شق یہ لکھی کہ قرآن کو ختم کرو، اگر قرآن ختم کر دو گے تو مسلمانوں میں ایمان ختم ہو جائے گا۔ ایمان ختم ہوگا تو انگریز برس ہا برس مسلمانوں پر حکومت کر سکتا ہے، چنانچہ ساڑھے تین لاکھ قرآن کے نسخے ایک جگہ جمع کئے گئے اور ان کو آگ لگا دی گئی۔ ۱۸۶۳ء میں قرآن پاک کے ساڑھے تین لاکھ نسخوں کو وائسرائے برطانیہ کے حکم ڈاکٹر ولیم میور سے پوچھا، وائسرائے نے کہ قرآن ختم نہیں ہوا۔ اس نے آٹھ سال کا بچہ وائسرائے برطانیہ کی عدالت میں پیش کیا اور کہا کہ قرآن کو تم نے جلا دیا، لیکن اس بچے کے سینے سے قرآن کون نکالے۔ کون قرآن کو ختم کرے۔ اس پر انگریز عاجز آ گیا۔

خونی انقلاب:

اس نے فیصلہ کیا کہ جتنے مولوی ہیں جو داڑھی والا ہے جو دین دار ہے ان تمام کو قتل کر دو، چنانچہ ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۶۶ء تک، تین سال میں علماء کا قتل عام ہوا ہندوستان میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چودہ ہزار علماء کو دہلی کے چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک الٹا لٹکایا گیا اوران کو شہید کر دیا گیا۔ سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تندوروں میں علماء کو ڈال دیا گیا۔

یہ لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندا بنایا اور ایک ایک دن میں سوسو علماء کو پھانسی دی جاتی تھی۔

لاہور کے قریب دریائے راوی میں جو لاہور کے اندر سے بہہ رہا ہے دریائے راوی، اس دریائے راوی میں بوریوں میں بند کر کے علماء کو ڈالا جاتا اور اوپر سے ان کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا۔

انگریز اتنا ظالم تھا۔ ایک گورا افسر دہلی میں مسٹر ٹامسن کہتا ہے کہ دہلی میں میں اپنے خیمے میں گیا، جہاں میری رہائش تھی، تو مجھے چربی کے پگھلنے کی بو آئی۔ خون جلتے ہوئے کی بو آئی۔ میں جب پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے پک رہے ہیں اور پھر ان انگاروں پر چالیس علماء کے کپڑے اتار کر ان کو انگاروں کے اوپر ڈالا گیا اور میرے سامنے چالیس اور علماء لائے گئے اور انگریز افسر نے کہا کہ تم صرف یہ کہو کہ ہم ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک نہیں تھے تمہیں ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ٹامسن کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے رب کی قسم ہے کہ پہلے چالیس علماء بھی آگ پر پک گئے اور دوسرے چالیس علماء بھی آگ میں جل گئے ایک بھی عالم نے انگریز کے سامنے معافی نہیں مانگی۔

ایک افسر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ایک میدان میں گیا اور بیوی سے کہتا ہے کہ میں تجھے تماشہ دکھاؤں۔ اس نے ایک توپ کے منہ کے آگے ایک بہت بڑے عالم کو اتنا بڑا عالم جس کی عمر اسی (۸۰) سال تھی سفید داڑھی تھی، مسٹر ٹامسن کہتا ہے کہ اس جید عالم کو توپ کے منہ کے آگے باندھا گیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ دیکھو میں تمہیں نظارہ دکھاتا ہوں توپ کا بٹن دبایا تو پورے میدان میں اس عالم دین کے ذرے ذرے بکھر گئے۔ پورے میدان میں بوٹیاں اُڑ گئیں۔

ہائے یہ حرف تمنا یہ زماں کی دوریاں
سختیاں دشواریاں پابندیاں مجبوریاں
یادِ ایامِ جفا آخر بھلائیں تو بھلائیں کس طرح

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دل فرنگی سے لگائیں تو لگائیں کس طرح

یہ جذبۂ جہاد تھا مولانا یحییٰ علی، مولانا جعفر تھانیسری، یہ انبالہ کے محاذ پر تھے ان کو وہاں سے انگریز نے گرفتار کر کے انبالہ کی جیل میں رکھا۔ مولانا یحییٰ علی کہتے ہیں کہ سارا سارا دن انگریز مارتا تھا۔ ہم نے روزے کی نیت کر لی۔ صبح کو درختوں کے پتوں سے روزہ رکھتے تھے۔ شام کو پتوں سے روزہ افطار کرتے تھے۔

اور اس کے بعد ہمارے پاؤں میں بیڑیاں، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر انبالہ جیل سے پیدل لاہور تک لے جایا گیا۔ ہمارے ہاتھوں سے لہو بہتا تھا، لیکن انگریز کو ترس نہیں آتا تھا۔ کوٹ لکھپت جیل میں ہم پہنچے، ہمارے لئے لوہے کے پنجرے بنائے۔ جن پنجروں کے پیچھے لوہے کی سلاخیں لگائیں۔ ہمیں پنجرے میں بند کر دیا۔ دس دن پنجرے میں بند کر دیا۔ اس کے بعد مال گاڑی کے ایک ڈبے میں ہمیں ڈالا اور کہا کہ ملتان کی ڈسٹرکٹ جیل میں تمہیں پھانسی دی جائے گی تو مال گاڑی لاہور سے ملتان تک تین مہینے میں پہنچی، کسی جگہ دس دن کھڑی رہی، کسی جگہ پندرہ دن کھڑی رہی، گرمیوں کا موسم تھا، ہم پنجروں میں بند تھے، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اور روٹی کچھ کچی ہوتی کچھ زیادہ جلی ہوئی ہوتی، روٹی میں مٹی ڈالی جاتی، ہمیں کوئی شخص پوچھنے والا نہیں تھا۔ ہم ملتان جب پہنچے، ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ہمیں جیل لے جایا گیا، جب ہم شام کو جیل پہنچے، تو پہنچتے ہی ہماری پٹیاں کھول دی گئیں۔ ہمیں پھانسی کے کالے وارنٹ دے دیئے گئے۔ ہم نے پھانسی کا وارنٹ دیکھا، ہم نے خوشی منائی، ساری رات کہ چلو دنیا کے غموں سے نجات مل جائے گی۔ انگریز نے کہا مولویو! کیوں خوشی کرتے ہو، ہم نے کہا کہ اس لئے خوشی کرتے ہیں کہ ادھر کل کو ہمیں پھانسی ہوگی، کل ہی ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔

مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ "تاریخ کالا پانی" میں لکھا، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خوشی منائی، ہماری خوشی کو دیکھ کر انگریز پریشان ہو گیا۔ انگریز نے پھانسی کا حکم روک دیا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی جس موت سے خوش ہوتے ہیں، ہم وہ موت ان کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے بعد کالا پانی کی سزا ملی۔ عمر قید کالا پانی۔ جب کالے پانی لے جایا جانے لگا تو مولانا جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ اب پتہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کتنے دکھ اور تکلیفیں دنیا میں باقی ہیں۔شہید ہو جاتے بات ختم ہو جاتی۔اس موقع پر تاریخ کالا پانی میں انہوں نے ایک شعر لکھا ہے:

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا

کیا کہوں ہائے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اگر پھانسی چڑھ جاتے، رہائی ہو جاتی، حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاتے، رہائی ہو جاتی، اب قید میں ہیں۔ہماری پھانسی سے رہائی ہوتی ہے۔

مسلمانو! مجھے بتاؤ کیا ایمان تھا! کیا جرأت تھی! کیا بسالت تھی! کیا ایمان تھا! کیا ان اکابر علماء کا جذبہ تھا کہ ایمان کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے اور جب کالا پانی بھیجنے لگے تو انگریز نے آرڈر کیا ان کی داڑھی مونڈھ دی جائے۔ان کی مونچھیں اور داڑھی ختم کر دو، سر کے بال مونڈھ دو، سر کے بال مونڈھ دیئے، مونچھیں مونڈھ دیں، داڑھی مونڈھنے لگے تو ہم چاروں آدمی رونے لگے کہ اللہ یہ داڑھیاں تیرے نبی کی سنت ہیں، لیکن انہوں نے ہاتھ باندھ کر پاؤں باندھ کر ہماری داڑھیوں کو کاٹا۔

تو مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھیوں کے بالوں کو ہاتھوں میں لیا اور رو کر کہا اے اللہ! ہماری شہادت کے بجائے ہماری داڑھی کو شہادت مل گئی ہے۔ہم چاہتے تھے کہ ان کی بجائے ہم شہید ہو جاتے، قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے فخر کرتے۔

کیا ایمان تھا!

کیا جذبہ تھا!......

جس دن ہمیں کالا پانی لے جایا جانے لگا اس سے دو دن پہلے ہمارے بچوں کو ملاقات کے لئے لایا گیا۔میری بیوی اور میرا ایک بچہ تھا جس کی عمر آٹھ سال تھی جب اس نے مجھے سلاخوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی اور پاؤں میں بیڑیاں دیکھیں تو بچہ رونے لگا۔بیوی رونے لگی۔میں نے کہا بیٹا گھبرانے کی ضرورت نہیں، اگر تیرے باپ کو اللہ نے زندگی بخشی تو میں ضرور واپس آؤں گا اور اگر زندگی نہ ہوئی تو حوض کوثر پر ملاقات کریں گے۔

بالآخر وہ کالا پانی پہنچے اور اس واقعہ سے تقریباً سولہ سال کے بعد ان کو کالا پانی سے رہائی ملی۔اس مدت میں کالا پانی میں کیا ہوا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔مولانا فضل حق

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ با وفا جب ہوں
تو پھر کیوں نہ باغ مصطفیٰ ﷺ میں بہار آئے

قابل صدر احترام اور علمائے کرام اور صاحب صدر میں آپ حضرات کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ دور دراز سے میری معروضات سننے کیلئے تشریف لائے ہیں آپ حضرات کے اس شہر میں تقریر کی غرض سے آنے کا اتفاق ہوا ہے اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میں آپ حضرات کے سامنے اسلامی تاریخ کی ان اولوالعزم جماعت اور تحریک آزادی ہند کی سب سے سرخیل جماعت علماء اہل سنت علمائے دیو بند کی تاریخ آپ کے سامنے بیان کروں۔

تو میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ آپ حضرات کے سامنے انتہائی مثبت انداز میں اپنے اسلاف کی تاریخ اور واقعات بیان کروں اور میں اُمید کروں گا کہ اگر آپ میری معروضات کو نہایت غور و فکر سے ملاحظہ فرمائیں گے تو ان شاء اللہ کئی نئی نئی باتیں آپ حضرات کے سامنے آئیں گی۔

میرے دوستو! اسلامی تاریخ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں اور اسلامی کتابوں کو جب کھنگال کر دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف طور پر نظر آتا ہے کہ حضور ﷺ سے لے کر آج تک اور حضور ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک جتنے بھی دور آئے ہر دور میں اور باطل کی آویزش اور ٹکر رہی یہ کوئی نظام ایسا ہے یہ قدرت کی کرشمہ سازی ہے کہ ہر دور میں حق اور باطل مقابلے میں آئے ہیں حق بے سر و سامانی کے عالم میں آیا ہے اور جبکہ باطل تکبر، غرور، سرکشی، دھوکہ، عنانیت، حشمت جاہ، استکبار شوکت اور طاقت لے کر نمودار ہوا ہے۔

لیکن جب ہم تاریخ کے اوراق دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بے سر و سامانی کے عالم میں نمایاں ہونے والے حق کو ہمیشہ اللہ نے فتح دی ہے حق اور باطل کی ٹکر روز اول سے جاری ہے اور تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تاریخ بھی یہ فیصلہ کر کے بتاتی ہے کہ اس دور کا حق کونسا ہے اور اس دور کا باطل کون سا ہے اگر ہم نظر غائب سے ان چیزوں کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ حق کس طرح آیا اور باطل کس طرح آیا۔

حق اور باطل دوبدو

آپ ذرا اپنے ذہنوں کو چودہ سو سال کی تاریخ سے پیچھے لے جائیں تو آپ کو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

معلوم ہوگا کہ

اگر باطل نمرود کے لباس میں آیا تو حق ابراہیمؑ کی بے سروسامانی کے عالم میں آیا،
اگر باطل فرعون کی شکل میں آیا تو حق موسیٰؑ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل بنی اسرائیل کے خون خواروں کی شکل میں آیا تو حق عیسیٰ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل قیصر وکسریٰ کی شکل میں آیا تو حق محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل حجاج ابن یوسف کی شکل میں آیا تو حق سعید ابن جبیرؒ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل خلیفہ معتصم باللہ کی شکل میں آیا تو حق امام ابوحنیفہؒ کی شکل میں آیا۔
اگر باطل خلیفہ منصور کی شکل میں تو حق امام احمد بن حنبلؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل نظام الملک بادشاہ کی شکل میں آیا تو حق امام ابن تیمیہؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل جلال الدین اکبر کی شکل میں آیا تو حق امام مجدد الف ثانیؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل فتنہ اموندیت کی شکل میں آیا تو حق امام شاہ ولی اللہ محدث دہلیؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل راجہ رنجیت سنگھ کی شکل میں آیا تو حق امام شاہ اسماعیل شہیدؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل انگریز کی شکل میں آیا تو حق امام شاہ عبدالعزیزؒ کی شکل میں آیا،
اگر باطل اور کسی فتنے کی شکل میں آیا تو حق علمائے دیوبند کی شکل میں آیا۔

میرے دوستو! ہر دور میں حق و باطل کی اور ٹکرائی ہے ہم نے بہت چیزیں دیکھیں بڑے حالات سنے لیکن تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حق والے لوگ کون ہیں اور کس طرح انہوں نے ہر دور میں اسلام کے لئے کام کیا ہے۔

میرے دوستو! ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ جس طرح سورج آسمانوں پر روزانہ روشن ہوتا ہے اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ صحیح معنوں میں اہل سنت والجماعت اور حق پر قائم آج جو دنیا میں جماعت ہے وہ علمائے دیوبند کی جماعت ہے۔

ہمیں کوئی شبہ نہیں بلکہ سورج کی روشنی سے زیادہ یقین ہے کہ علمائے دیوبند کی جماعت اس دور میں انبیاء کی وارث جماعت ہے اور اہل حق کی جماعت ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے عین مطابق پر باطل کا ہر طریقے سے مقابلہ کیا اگر انگریز آیا تو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس کا مقابلہ کیا، اگر قادیانی آیا تو اس کا مقابلہ کیا، اگر پرویزی آیا تو اس کا مقابلہ کیا اگر دشمنان صحابہؓ آئے تو ان کا مقابلہ کیا بلکہ باطل جس لباس میں آیا علمائے دیوبند کے فرزند نے اسی طرح اس کا مقابلہ کیا۔

دارالعلوم دیوبند کو شورش کاشمیریؒ کا خراج تحسین

اورا یسے ہی تو نہیں شورش کاشمیری نے کہا

اس میں نہیں کلام کہ دیوبند کا وجود
ہندوستاں کے سر پہ ہے احسان مصطفیٰ ﷺ
او تا حشر ان پہ رحمت پروردگار ہو
کہ پیدا کیے ہیں جس نے فدایان مصطفیٰ ﷺ
اور اس مدرسہ کے جزبہ عزت سرشت سے
پہنچا ہے خاص و عام کو فیضان مصطفیٰ ﷺ
اور گونجے کا چار کھوئے نانا توی کا نام
کم بانٹا ہے جس نے با اداء عرفان مصطفیٰ ﷺ

دارالعلوم دیوبند کو ظفر علی خان کا خراج تحسین

میرے دوستو! یہ ایک تاریخ ہے اور ریاست علی ظفر نے ایک بڑی عجیب بات کہی ہے وہ کیا ہے کہ تم ہمارے اکابرین کی تاریخ ہم سے پوچھتے ہو اور ہمارے اکابرین کی کیا تاریخ ہے، وہ کہتا ہے کہ

اس وادی گل کا ہر زرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے پیر مغاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کہ دیوانے ہر رات سے پہلے یزداں تک
ہوتے عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارہ ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
ہر اہل جنوں بتائیں گئے کہ کیا دیا ہے ہم نے عالم کو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور ہر خورشید دین احمد کا عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے یہ نور برابر چمکے گا

تاریخ ہندوستان

میرے دوستو! میں عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان کی تاریخ مختصر انداز میں سمجھ لینی چاہیے تا کہ اپنے اکابرین کی تاریخ کو سمجھنے میں مدد مل جائے۔

میرے دوستو! ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم نئی نسل کا تو ماشاء اللہ حافظہ ایسا ہیں اور نہ ہی معلومات ہیں ۱۹۴۷ء میں یہ برصغیر تقسیم ہوا پاکستان و ہندوستان اور بنگلا دیش اس کو برصغیر کہتے ہیں اور اس کی تقسیم ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔

اس کی تقسیم کیوں ہوئی اس لئے کہ اس برصغیر پہ انگریز نے ۳۰۰ سال سے زیادہ حکومت کی اسلئے ضرورت پیش آئی کہ انگریز کے خلاف علماء میدان میں نکلیں علماء نے جیلوں کو آباد کیا اور انگریز کے مظالم کے مقابلے میں علماء پھانسی کے تختہ پر چڑھے بالآخر انگریز کو یہاں سے جانا پڑا میں ابھی تھوڑی آگے چل کر تفصیل بتاؤں گا یہ پاکستان جو بنا ہے اس کی بنیادوں میں کس کا خون ہے آخری لقمے سے پیٹ نہیں بھرا کرتا پیٹ پوری روٹی سے بھرا کرتا ہے آخر میں ایک آدمی آ کر کہے کہ جناب عالی سارا کام میں نے کر دیا پچھلے دو سو سال کی ساری جدو جہد کو سبوتاژ کر دیا جائے یہ اس کے عقل کی خرابی ہے۔

میرے دوستو! بات سمجھنے کی ہے امید ہے کہ پڑھے لکھے حضرات میری معروضات کو انتہائی غور سے سن کر بات کو سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ ہم کتنے اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں ان کو آج تک یہ بتایا نہیں گیا کہ ہندوستان کی تاریخ کون سی ہے اور ہم نے ہندوستان کی تاریخ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

انگریز سرکار کا پہلا قدم

میرے دوستو! ۱۶۱۰ء میں ہندوستان میں انگریز آیا اور جب ہندوستان میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انگریز آیا تو اس وقت ہندوستان پر احمد شاہ ایرانی حکمران تھا مغلوں کا ستارہ ابدالی مغلوں کا آخری حکمران تھا اس وقت ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی تھی اور صرف دہلی کے شہر میں ایک ہزار دینی مدرسہ تھا۔

اور جب انگریز آیا ۱۶۰۱ء میں تو برطانیہ سے ایسٹ انڈیا کے نام سے ایک تجارتی وفد واسکوڈے گاما کے ذریعے بمبئی کے ساحل پر اترا اور اس نے حکومت وقت سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے ہم ہندوستان کی تجارت کو مستحکم کرنے کے لئے آئے ہیں ہم مال برطانیہ کی منڈی میں لے جائیں گے وہاں کے پیسوں کو ہندوستان میں لگائیں گے اس وقت کا مغل حکمران احمد شاہ ابدالی نا عاقبت اندیش تھا وہ انگریز کی شاطرانہ سیاست کو سمجھ نہ سکا اس نے انگریزی وفد کو بہت زیادہ سہولتیں دیں بڑے بڑے کارخانے لگانے کی اجازت دی کئی ریاستیں انگریز افسروں کے نام لکھوا دیں کئی علاقوں کے علاقے اس کو ہدیہ کر دیئے پانچ پانچ سو مربع زمینیں ایک ایک انگریز کو دے کر کہہ دیا کہ اس علاقے پر تیری حکومت ہے اس کے فیصلے تو کرے گا۔

۱۶۰۱ء میں تجارتی کمپنی آئی تقریباً ایک صدی بعد تقریباً ۱۷۰۱ء میں ہندوستان کے کئی چھوٹے چھوٹے علاقوں پر انگریزوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی انگریز نے ۱۷۱۷ء میں ہندوستان میں میسور کے ایک صوبے پر قبضہ کر لیا اور قبضہ کر کے اس کی گورنری ایک انگریز کے ہاتھ میں آگئی اور اس طرح ہندوستان کے چار بڑے بڑے صوبوں پر ۱۷۴۰ء سے پہلے پہلے انگریز حکمران ہو گیا تھا۔

تاریخ پیدائش شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

میرے دوستو! یہ ۱۷۴۰ء کی بات ہے کہ انگریز کئی صوبوں کا گورنر بنا اس کے ہاتھ میں حکومت آگئی اسی اثناء میں ۱۷۰۲ء میں ہندوستان میں دہلی میں ایک لڑکا شیخ عبدالرحیم کے گھر پیدا ہوتا ہے اس لڑکے نے آنکھیں کھولیں وہ کیا دیکھتا ہے کہ ہندوستان کے کئی صوبوں پر انگریزی حکومت قائم ہو رہی ہے وہ لڑکا کون تھا اس لڑکے کو شاہ ولی اللہؒ کی ذات کہتے ہیں ۱۷۰۲ء میں شاہ ولی اللہؒ پیدا ہوئے ۱۶۰۱ء میں انگریز آیا ۱۷۰۲ء میں شاہ ولی اللہؒ پیدا ہوئے اور ۱۷۴۰ء شاہ ولی اللہؒ دیکھتے ہیں کہ انگریز چار بڑے بڑے صوبوں پر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قابض ہوگیا ہے۔

بھارت میں درس حدیث کی ابتداء

میرے دوستو! شاہ ولی اللہؒ اپنی مسند پر بیٹھے ہیں شاہ ولی اللہ کا مختصر تعارف کرانا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں شاہ ولی اللہؒ سب سے پہلے انسان ہیں کہ جنہوں نے ہندوستان کی پوری تاریخ میں سب سے پہلے درس حدیث شروع کیا شاہ ولی اللہ سے پہلے حدیث کا درس کسی نہ نہیں دیا شاہ ولی اللہ مکہ مکرمہ کے ایک عالم شیخ ابو طاہر مدنی سے حدیث پڑھ کر ہندوستان آئے اور آکر انہوں نے سب سے پہلے درس حدیث شروع کیا جس کی وجہ سے آج پاکستان کے تمام مکاتب فکر دیو بندی، اہلحدیث، بریلوی، جتنے بھی مکاتب فکر ہیں ان کے سلسلہ نصب کو آپ دیکھیں، اگر ان میں سے کسی ایک کا بھی سلسلہ نصب ہے تو اس کا سلسلہ نصب شاہ ولی اللہؒ پر ہی جا کر ختم ہوگا شاہ ولی اللہؒ کے علاوہ اور کسی کا سلسلہ پہنچ نہیں سکتا اس لئے کہ ان سے ہی علم حدیث شروع ہوا ہے۔

پہلا ترجمہ قرآن فارسی میں

میرے دوستو! شاہ ولی اللہؒ نے یہ دیکھا کہ انگریز چاروں طرف اسی طرح قبضہ جما رہا ہے شاہ ولی اللہ نے سب سے پہلے قرآن کریم کو عربی زبان سے فارسی میں منتقل کیا اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شہ ولی اللہؒ سے پہلے پوری بارہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں قرآن کا ترجمہ عربی زبان سے کسی اور زبان میں کسی نے بھی نہیں کیا تھا چنانچہ شاہ ولی اللہؒ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے قرآن کو فارسی میں منتقل کیا۔

پہلی تفسیر قرآن فارسی میں

اور پھر اس کے بعد ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے فارسی میں قرآن کی تفسیر تفسیر عزیزی لکھی تھی۔

پہلا ترجمہ قرآن اردو میں

اور پھر اس کے بعد ان کے دسرے بیٹے شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادر محدثین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دہلیؒ نے قرآن کے فارسی سے اردو میں ترجمے کئے اور آج جتنے بھی برصغیر میں تراجم ہیں ان تمام کی بنیاد امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے انہی بیٹوں کا ترجمہ ہے۔

میرے دوستو! اور جو ترجمہ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمے سے ملے گا وہ ترجمہ صحیح ہوگا اور جو ترجمہ ان ترجموں سے نہیں ملتا تھا اس ترجمے کو آج بھی متحدہ عرب امارات کی حکومت نے ضبط کرلیا ہے اسلئے کہ ان کا ترجمہ شاہ ولی اللہؒ کے ترجمے سے نہیں ملتا تھا۔

شاہ ولی اللہؒ کی تصنیف وتحریک

میرے دوستو! یہ قرآن کے کام کی ابتداء ہندوستان میں سب سے پہلے شاہ ولی اللہؒ نے کی ہے اور قرآن کا ترجمہ شاہ ولی اللہؒ نے کیا اور حدیث کا علم شاہ ولی اللہؒ نے پھیلایا شاہ ولی اللہؒ نے کیوں پھیلایا اس لئے کہ شاہ ولی اللہؒ سمجھتے تھے کہ قرآن وحدیث کے علوم کو اگر پھیلایا نہ گیا تو انگریزی حکومت اسی طرح مستحکم ہوتی رہے گی شاہ ولی اللہؒ نے ایک کتاب لکھی حجۃ اللہ البالغہ۔

علماء جانتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں اتنی عظیم المرتبت کتاب شاہ اللہ محدث دہلویؒ سے پہلے کسی نے بھی نہیں لکھی تھی تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وہ انسان ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات کو لے کر اسلام کا معاشی نظام پیش کیا، اسلام کا اقتصادی نظام پیش کیا، اسلام کی نظام سیاست کو پیش کیا، اسلام میں رزق کے فلسفے کو پیش کیا

اور شہ ولی اللہؒ کی اس کتاب کو لینن اور مارکس نے پورے ستر سال بعد چرایا اور انہی اصولوں کو چرا کر قرآن اور اللہ کے نام کو ختم کر کے اس کو اشتراکیت کے نظام کے نام سے ترتیب دیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے اصولوں کو لینن اور مارکس نے چرایا ہمارے پاس اس کے شواہد موجود ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وہ واحد انسان ہے جس نے سب سے پہلے اسلام کا معاشی نظام پیش کیا۔

اوران کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اور تفہیمات الٰہیہ فیوض الحرمین اور بڑی بڑی دیگر کتابیں وہ تمام ان کے علوم کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میرے دوستو! شاہ ولی اللہؒ نے فتنہ اموزک کا مقابلہ کیا شاہ ولی اللہؒ نے کرامتی فتنے کا مقابلہ کیا شاہ ولی اللہؒ نے سکھوں کی رسموں کے خلاف جہاد کیا ہندوؤں کی رسموں کے خلاف جہاد کیا اسی اثناء میں ۱۷۶۲ء میں امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا انتقال ہو گیا۔

تاریخ پیدائش شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

اور شاہ ولی اللہؒ کے انتقال سے پہلے ۱۷۳۹ء میں شاہ ولی اللہؒ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا اسی بچے کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کہتے ہیں اور اسی بچے نے ۱۷۶۲ء میں اپنے باپ کی مسند پر بیٹھ کر حدیث رسول اللہ ﷺ کا درس دینا شروع کیا۔ اور ۱۷۷۲ء میں جب اس بچے نے دیکھا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علاقوں پر انگریزی حکومت کا تسلط ہو گیا ہے تو ۱۷۷۲ء میں سب سے پہلے ہندوستان کی تاریخ میں جس نے انگریز کے خلاف دشمنی کا بیج بویا وہ اسی شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی ذات تھی ۱۷۷۲ء میں سب سے پہلے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے انگریزی حکومت، انگریزی ذریت اور انگریز قوم کے خلاف جہاد کا فتوٰی جاری کیا۔

سلطان ٹیپوؒ میدان کارزار میں

میرے دوستو! شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اس فتوے کے بعد ایک آدمی جس کا نام حیدر علی تھا وہ حیدر علی تو انگریزی کی فوج میں شامل تھا لیکن اس حیدر علی کے ایک بچہ پیدا ہوا اس بچے نے جب سنا کہ علماء نے انگریز کے خلاف فتوٰی جہاد جاری کر دیا ہے تو وہ بچہ رضا کاروں کو تربیت دینے لگا اس نے اپنی قوم کو زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا اس نے اپنی قوم کو غلامی کی زنجیروں میں پایا تو اس بچے سے رہا نہ گیا اس نے ۳۵۰ رضا کاروں کا ایک دستہ تیار کیا جس دستے نے اس نوجوان کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی اس نوجوان کو تاریخ کی زبان میں جو حیدر علی کا بیٹا تھا اسی نوجوان کو فتح علی سلطان ٹیپوؒ کہتے ہیں۔

میرے دوستو! وہ فتح علی سلطان ٹیپو ۱۷۷۲ء میں عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے فتوے کی وجہ سے اس نے میدان جنگ قائم کیا اور ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو فوجوں کو لے کر سرنگاپٹم کے علاقے میں آیا اور اس نے انگریز کی فوجوں کے مقابلے میں ہم کلام ہونے کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دعوت دی اور چار میسور کی لڑائیاں لڑیں انگریز سے ٹکرا گیا تن تنہا لڑتا رہا تن تنہا ٹکراتا رہا لیکن انگریز بڑی شاطر قوم تھی اس نے سوچا کہ سلطان کے جذبات کو ہم اس طرح ختم نہیں کر سکتے اس نے سلطان کی فوج کے سپہ سالار میر صادق کو ۹ سو مربع زمین کا لالچ دے کر خرید لیا۔

سلطان ٹیپوؒ کی جعلی تصویر

میرے دوستو! آج کتنی ستم ظریفی ہے پاکستان کی اس بدقسمت قوم کی جس کے آج پاکستان کے نصاب تعلیم میں یونیورسٹی اور کالج کے نصاب تعلیم میں سلطان ٹیپوؒ کی تاریخ کو مکمل طور پر نہیں پڑھایا جاتا آج سلطان ٹیپوؒ کی وہ تصویر کتابوں میں آپ لوگوں کو دکھائی جاتی ہے جو کہ سلطان ٹیپوؒ کی تصویر اپنی نہیں ہے۔

حالانکہ سلطان ٹیپوؒ نے ساری زندگی داڑھی نہیں منڈوائی لیکن سلطان ٹیپوؒ کا وہ فوٹو کتابوں میں چھاپا گیا کہ جس میں اس کی داڑھی نہیں ہے جب کہ سلطان ٹیپو تو داڑھی کی سنت سے آراستہ تھا۔

سلطان ٹیپوؒ قطب وقت

شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ سلطان ٹیپوؒ اپنے دور کا قطب وقت تھا مولانا مدنیؒ کہتے ہیں کہ سلطان ٹیپوؒ تہجد گزار تھا سلطان ٹیپوؒ شب زندہ دار تھا سلطان ٹیپوؒ کے وہ خطوط اٹھا کر دیکھو جو اس نے سید احمد شہیدؒ کو لکھے اس نے کہا کہ میں انگریز کو ختم کر کے برصغیر پر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں اس برصغیر میں اسلامی حکومت کا فلسفہ سلطان ٹیپوؒ نے پیش کیا تھا۔

میرے بھائیو! سلطان ٹیپوؒ اتنا نیک آدمی تھا کہ اس نے میسور کی جامع مسجد تعمیر کروائی اس نے کہا کہ پہلی جماعت وہ عالم کروائے کہ جو صاحب ترتیب ہو۔

علماء جانتے ہیں کہ صاحب ترتیب اسے کہتے ہیں کہ جس کی پانچ نمازیں کبھی اکٹھی قضاء نہ ہوئی ہوں سلطان ٹیپو نے شرط لگائی جو صاحب ترتیب ہو وہ جماعت کروائے سارے علماء اپنی جگہ کھڑے رہے سلطان ٹیپوؒ دیکھتا رہا جب کوئی آگے نہ بڑھا تو خود سلطان ٹیپوؒ آگے آیا اور اس نے کہا کہ میں یہ بات کھولنا نہیں چاہتا تھا جب سے بالغ ہوا تھا آج تک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میری پانچ نمازیں کبھی اکٹھی قضا نہیں ہوئی ہیں اتنا بڑا درویش انسان تھا۔

ہم نے اس کا نام کتوں کے نام پر رکھا جو آج سلطان ٹیپوؒ کی مخالفت کرتا ہے جس نصاب تعلیم میں سلطان ٹیپوؒ کی مخالفت کی گئی ہے جن لوگوں نے سلطان ٹیپو کا نام کتوں کے نام پر رکھا یہ سلطان ٹیپو کے نام لیوا نہیں تھے۔

میرے بھائیو! آج یہ میر صادق کی منحوس اولاد ہے یہ انگریزوں کے خوشامدی تھے آج بھی اس ملک میں انگریزی ذریت کا ایک پودا موجود ہے کہ جو انگریزی کلچر کو انگریزی تسلط کو انگریزی تمدن کو انگریزی ذریت کو اچھا سمجھتا ہے اس انگریزی تمدن کو اچھا سمجھنے والے کو چاہئے کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر اپنے اس آباء کے پاس چلا جائے یہ ملک انگریزی مخالفوں کا ملک ہے اس ملک کی بنیادوں میں انگریز دشمنی رچی بسی ہے۔

تاریخ شہادت سلطان ٹیپوؒ

میرے دوستو میں آپ کے سامنے تاریخ کے اوراق کھول رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ان تاریخ کے اوراق کو آپ ازبر کریں گے اور اس سے استفادہ کریں گے۔

میرے دوستو! آؤ دیکھتے ہیں کہ ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپوؒ کو شہید کر دیا گیا اور تن تنہا وہ میسور کا مجاہد شہید ہو گیا وہ مجاہد جس نے کہا گیدڑ کی سولہ سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے وہ مجاہد میسو کے قلعے پر شہید ہو گیا اور میر صادق نے غداری کر کے ۹ سو میل مربع زمین الاٹ کرالی۔

میرے دوستو! اب یہاں سے دو رخ پیدا ہوتے ہیں اب میں اپنی معروضات کو سمجھنا چاہتا ہوں ایک رخ انگریز کی حمایت کرنے والا ہے وہ کون سا رخ ہے؟ میر صادق اور ایک انگریز سے ٹکرانے والا ہے وہ کون سا رخ ہے سلطان ٹیپوؒ کا اور اس رخ کی تائید میں فتوئی دینے والا کون تھا؟ وہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تھے۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتوئی بنیاد ہے ہندوستان کی جنگ آزادی کی اگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتوئی نہ ہوتا تو تحریک آزادی بھی نہ چلتی اگر شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتوئی نہ ہوتا تو ریشمی رومال کی تحریک نہ چلتی، ہندوستان چھوڑ دو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی تحریک نہ چلتی، تاریخ ترک موالات کی تحریک نہ چلتی تحریک خلافت کی تحریک نہ چلتی، بالا کوٹ کی تحریک نہ چلتی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے فتویٰ کی بنیاد پر انگریز کے خلاف مسلمان قوم کو متحد ہو کر لڑنے کا سبق ملا۔

میرے دوستو! ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو شہیدؒ ہو گیا اور انگریز نے سمجھا کہ ایک روڑہ جو میرے راستے میں تھا وہ سلطان ٹیپو شہیدؒ ہو گیا ہے اور میر صادق کو ۹ سو مربع میل زمین مل گئی۔

تاریخ شہادت نواب سراج الدولہؒ

اس کے بعد نواب سراج الدوالہؒ میدان میں آیا اس نے جنگ پلاسی لڑی یہ جنگ پلاسی کل ۲۲ گھنٹے جاری رہی انگریز نے نواب سراج الدولہؒ کے سپہ سالار میر جعفر اور ایمٹن کو خرید لیا اور نواب سراج الدولہؒ جو تھا وہ سلطان ٹیپوؒ کی طرح شہید ہو گیا اور میر جعفر اور ایمٹن نے میر صادق کی طرح غداری کی اس ہندوستان کی تاریخ میں، ایک غداری کا گروہ ہے، ایک وفاداروں کا گروہ ہے، ایک انگریز کے دشمنوں کا گروہ ہے، ایک انگریز کے حاشیہ نشینوں کا گروہ ہے اور اس دور میں حاشیہ نشینوں کا دور تھا آج بھی وہ حاشی نشین اس ملک میں موجود ہیں اس وقت جو انگریز کے دشمن تھے وہ گروہ بھی آج علماء دیوبند کی شکل میں موجود ہے۔

فرقہ واریت کا موجد کون؟

میرے دوستو! آپ حیران ہوں گے ہندوستان میں آ کر کیا ہوا فرقہ واریت کیسے پیدا ہوئی غلام احمد قادیانی کو کس نے پیدا کیا اور فتنے کیسے اٹھے جاگیردار طبقے نے کیا کچھ کیا نو نو سو مربع زمینیں کیسے الاٹ کرائی گئیں۔

امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو غدار کس نے کہا شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنیؒ پر کفر کے فتوے کس نے لگائے اور آج فتنوں کی بنیاد کون رکھا ہے کون خانہ کعبہ کے امام کو کافر کہتا ہے یہ ایک داستان ہے کہ جو شروع سے لے کر آخر تک سمجھنے کے قابل ہے اگر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آپ اس تمہید کو سمجھ لیں گے آپ کو پورے ہندوستان کے اختلافات سمجھ آ جائیں گے۔

میرے بھائیو! میں کسی پر کفر کے فتوے لگانے کا عادی نہیں ہوں میں کسی کو برا کہنے کا عادی نہیں ہوں آپ تاریخ کے اوراق کو دیکھتے جائیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ فرقہ واریت کہاں سے پیدا ہوئی اور غلط لوگ کہاں سے اٹھے میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا۔

راجہ رنجیت سنگھ کی ستم ظریفیاں

میرے دوستو! اس کے بعد دوزخ ہندوستان کی تاریخ کے ہیں ایک غداروں کا ایک تصویر کا پہلا رخ ایک دوسرا رخ نواب سراج الدولہؒ کے بعد کیا ہوا نواب سراج الدولہؒ کی شہادت کے بعد راجہ رنجیت سنگھ اس پنجاب پر حکمران تھا۔

اس پنجاب پر راجہ رنجیت سنگھ ۱۸۴۰ء میں حکمران بنا۔ پشاور اور صوبہ سرحد بھی اس وقت پنجاب میں شامل تھا راجہ رنجیت سنگھ نے حکومت سنبھالتے ہی مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا راجہ رنجیت سنگھ نے لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں اصطبل بنا دیا اور مسجد میں گھوڑوں کو کھڑا کرنے لگا اور مسلمان لڑکیوں کو بے آبرو کرنا شروع کر دیا اور اس راجہ رنجیت سنگھ کے مظالم کی داستان۔

میرے بھائیو! جب رائے بریلی میں پہنچی رائے بریلی میں ایک درویش خدا رہتا تھا اس درویش کا نام کیا ہے اس درویش کا نام سید احمد شہیدؒ ہے

شاہ ولی اللہؒ کی صالح اولاد

میرے بھائیو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے، پہلے بیٹے کا نام شاہ عبدالعزیزؒ، دوسرے بیٹے کا نام شاہ عبدالقادرؒ، تیسرے بیٹے کا نام شاہ رفیع الدینؒ، چوتھے بیٹے کا نام شاہ عبدالغنیؒ یہ چار بیٹے تھے چاروں مفسر قرآن تھے چاروں حدیث کے محدث تھے، چاروں اپنے دور کے قطب تھے۔

میرے دوستو! یہ چار بیٹے تھے پہلے بیٹے شاہ عبدالعزیزؒ کی تاریخ آپ کو معلوم ہو گئی جنہوں نے فتویٰ جہاد جاری کیا تھا اور شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ وہ ہیں جنہوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے قرآن کا ترجمہ سب سے پہلے ہندوستان میں کیا۔

اور چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنیؒ ہیں کہ جن کو یہی سب سے بڑا اعزاز حاصل ہے کہ انکے گھر میں ایک فرزند پیدا ہوا اس فرزند کو آج ہم شاہ اسماعیل شہیدؒ کہتے ہیں۔

میرے دوستو! شاہ اسماعیل شہیدؒ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حقیقی پوتے ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بھتیجے ہیں اور شاہ عبدالغنیؒ کے لڑکے ہیں راجہ رنجیت سنگھ پنجاب پر حکمران ہوا سید احمد شہیدؒ رائے بریلی سے چل کر اور دہلی میں آ کر انہوں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علم حاصل کیا علم حاصل کر کے واپس چلے گئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بھتیجے شاہ اسماعیل شہیدؒ سید احمد شہیدؒ کے مرید ہو گئے اور سید احمد شہیدؒ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مرید ہو گئے۔

سید احمد شہیدؒ کا اعلان جہاد

میرے دوستو! سید احمد شہیدؒ نے رائے بریلی میں ہندوستان میں دو شہر ہیں، ایک رائے بریلی ہے اور ایک الٹے بانس بریلی ہے۔

رائے بریلی سے سید احمد شہیدؒ پیدا ہوئے اور الٹے بانس بریلی کی تاریخ کا تو آپ کو پتہ ہوگا آج میں اس موضوع کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا۔

میرے دوستو! رائے بریلی سے سید احمدؒ بریلی پیدا ہوئے اور جب ان کو پتہ چلا کہ پنجاب میں راجہ رنجیت سنگھ مسلمانوں پر ظلم و تشدد کر رہا ہے تو سید احمد شہیدؒ نے اعلان کر دیا جہادی دستی میں بھرتی ہونے کا اور اپنے مریدوں کو کہا کہ انگریز کے خلاف جہاد فرض ہو چکا ہے چنانچہ ۷۵۰ مجاہدوں کو لے کر اور دس ہزار مریدوں کو لے کر سید احمد شہید رائے بریلی سے ۱۸۲۶ء میں چلتے ہیں۔

اور اس چلنے سے پہلے سید احمد شہیدؒ نے اپنے شاگرد شاہ اسماعیلؒ کو پنجاب بھی بھیجا تھا جنہوں نے واپس جا کر رپورٹ دی تھی کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے مسجدوں کو اصطبل بنا دیا گیا ہے۔

میرے دوستو! شاہ اسماعیل شہید واپس گئے تو جاتے ہی سید احمد شہیدؒ نے اعلان

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جہاد کردیا یہ قافلہ رائے بریلی سے چلا درہ خیبر سے ہوتا ہوا اور درہ بولان سے ہوتا ہوا ۱۸۲۷ء میں پشاور پر آ کر حملہ کیا اور آپ حیران ہوں گے کہ پشاور کو پہلے حملے میں فتح کرلیا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کا روحانی فرزند مفتی محمودؒ

اور فتح کرنے کے بعد جب صبح کو شاہ اسماعیلؒ نے پشاور کے چوک میں کھڑے ہوکر اعلان جہاد کیا کہ آج کے بعد پشاور پر امیر المومنین سید احمد شہیدؒ کی حکومت ہے اور آج کے بعد پشاور میں جوا بازی بند ہے آج کے بعد پشاور میں اغواء ڈکیتی بند ہے، آج کے بعد پشاور میں چوری ڈاکہ بند ہے، آج کے بعد پشاور میں سٹہ بازی بند ہے، آج کے بعد پشاور میں افیون و چرس بند ہے اور آج کے بعد پشاور میں شراب خوری بند ہے۔

میرے بھائیو! جب یہ اعلان سید احمد شہیدؒ کے شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ۱۸۲۷ء میں پشاور میں کیا جس دن شاہ اسماعیل شہیدؒ نے شراب کی بندش کا اعلان کیا وہ یکم مئی اتوار کا دن تھا۔

میرے بھائیو! میں جب تاریخ کے اوراق کھولتا ہوں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسی شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ایک سو سال کے بعد جب شاہ اسماعیلؒ کا ایک روحانی فرزند مفکر اسلام مفتی محمودؒ اسی پشاور میں برسر اقتدار آتا ہے تو جس دن مفتی محمودؒ نے حلف اٹھایا اور شراب کی بندش کا اعلان کیا وہ دن بھی یکم مئی ۱۹۷۲ء اتوار کا تھا۔

۱۸۲۷ء یکم مئی کو شاہ اسماعیل شہید اسی پشاور میں شراب کی بندش کا اعلان کرتا ہے اور یکم مئی ۱۹۷۲ء اتوار کے بعد اسی پشاور میں مفتی محمودؒ شراب کی بندش کا اعلان کرتا ہے یہ ایک تاریخ کا اتفاق ہے میرے اکابر کی داستان ایک زندہ جاوید داستان ہے۔

مجاہد کی اذان اور ملاں کی اذان اور

میرے دوستو! ۱۸۲۷ء میں یہ قافلہ وہاں پہنچا اس نے پشاور فتح کرلیا اور اس کے بعد شنکیاری فتح کیا، اتمان دہی فتح کیا، چارسدہ فتح کیا، اکوڑہ خٹک فتح کیا۔

اکوڑہ فتح کر کے جب لوگ آگے بڑھے تو سید احمد شہیدؒ کے پاس راجہ رنجیت سنگھ کا ایک قاصد آیا اور اس نے آ کر کہا کہ شاہ صاحب جتنا علاقہ آپ نے فتح کرلیا ہے اس پر آپ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی حکومت ہے اب آپ آگے نہ بڑھیں اور پیش قدمی روک دیں تو سید احمد شہیدؒ نے کہا کہ اے رنجیت سنگھ میں ملک گیری اور صدارت کی ہوس کے لئے نہیں آیا میں تیرے بہیمانہ ظلم و ستم سے مسلمان قوم کو نجات دلانے آیا ہوں جب تک تیرا ظلم باقی رہے گا سید احمد کٹ تو سکتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے اور ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا سید احمد شہیدؒ کا یہ نعرہ تھا۔

چھبیس لاکھ سکھوں نے کلمہ پڑھ لیا

میرے دوستو! سید احمدؒ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا ہندوستان کی پوری تاریخ کا آپ مطالعہ کریں میں دعوی سے کہتا ہوں کہ جہاں تک میرا مطالعہ ہے ہندوستان میں آج تک شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بعد اتنا بڑا پیر اور ولی پیدا نہیں ہوا کہ جس کے چالیس لاکھ مرید بنے ہوں اتنا بڑا پیر پیدا نہیں ہوا کہ جس کے ہاتھ پر ۲۶ لاکھ سکھوں نے کلمہ پڑھا ہو۔

اتنا بڑا آدمی پیدا نہیں ہوا جس کے شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ایک کتاب تقویت الایمان کو پڑھ کر ساڑھے تین لاکھ کافروں نے نبی کا کلمہ پڑھ لیا ہو ایسا آدمی کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا۔

سید احمد شہیدؒ کے بارے میں آتا ہے کہ جس جگہ کھڑے ہوتے تھے چاہے دس لاکھ آدمی سامنے ہوتا تھا سید احمدؒ کا چہرہ دیکھ کر توجہ کر لیتا تھا اور سید احمد کے ساتھ چلتا تھا کافر کلمہ پڑھتے تھے اور زانی اور شرابی توبہ کرتے تھے لوگ سید کے چہرے کو دیکھ کر ایمان لے آتے تھے، وہ اتنا درویش انسان تھا، وہ اتنا ولی اللہ انسان تھا، وہ اتنا قطب وقت انسان تھا۔

اور جب شاہ عبدالعزیزؒ کی شاگردی کا دور تھا اور سید احمد شہیدؒ کتابیں پڑھا کرتے تھے ایک دن کتاب کھولی تو حروف نظر نہیں آئے سید احمد شہید نے کہا استاد جی میری کتاب کے حروف نظر نہیں آتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کتابوں کے علم سے بے نیاز کر کے عرش سے اپنی طرف سے تجھ علم عطا کرے گا اور تجھے کتابوں کے علم سے بے نیاز کر دے گا اور اسے علم لادنی کہا جاتا ہے جو سید احمد شہید کو اللہ نے عطا فرمایا تھا۔

بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر

میرے دوستو! یہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا سید احمد شہید نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور پھر اس کے بعد یہ قافلہ آگے بڑھتا رہا چنانچہ کئی سال گزر گئے کسی علاقے میں چھ ماہ قیام ہونا کسی بستی میں ایک ماہ قیام ہوتا۔

اسی طرح گزرتے گزرتے یہ قافلہ ۱۸۳۱ء یکم مئی کو یہ قافلہ بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر پہنچا بالاکوٹ پاکستان میں ہے ہندوستان میں نہیں ہے اور آپ بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں یہی وہ پہاڑیاں ہیں جن پہاڑیوں سے آج سے کئی سو سال پہلے بدر واحد کی یاد تازہ ہوئی تھی اور ان پہاڑیوں پر شہداء کا خون گرا تھا۔

آج پاکستان میں ایک طبقہ ایسا ہے کہ جو اتنا اتنا نامراد طبقہ ہے میں حیران ہوتا ہوں اس ملک کی بدقسمتی دیکھئے یہاں ایسے لوگ بھی بستے ہیں کہ جو سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور ان کو گستاخ کہتے ہیں اور ان کو سکھوں کا ایجنٹ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آدمی بات کرتا ہوا سوچ تو لیتا ہے لیکن یہاں تو سوچ کا مادہ ہی ختم ہو گیا ہے سید احمد شہید سکھوں سے لڑائی کر رہے ہیں اور لڑائی کرتے کرتے بچ کر واپس نہیں آ گئے کوئی مربع الاٹ کرا کر واپس نہیں ہٹے بلکہ لڑتے لڑتے وہیں شہید ہو گئے ان کی گردن تو کٹ گئی مگر میدان نہیں چھوڑا ان کا مزار آج بھی بالاکوٹ کے بازار میں بنا ہوا ہے۔

ان کے شاگرد شاہ اسماعیل شہیدؒ کا مزار اسی بالاکوٹ کے بازار سے ایک میل کے فاصلے پر پہاڑی کے اوپر اور نیچے سے دریا بہتا ہے اور ادھر شاہ اسماعیل شہیدؒ کی گردن دفن ہے، کہیں دھڑ دفن ہے، کہیں ایک ٹکرا دفن ہے، کہیں دوسرا ٹکڑا دفن ہے۔

جبکہ غدار ٹکڑے نہیں کرایا کرتے ایجنٹ جو ہوتے ہیں وہ تو بچ کر آ جاتے ہیں وہ تو جاگیریں لے لیتے ہیں اور وہ اپنے ٹکڑے پہاڑوں پر نہیں بکھیرا کرتے۔

سید احمد شہیدؒ کوئی معمولی آدمی تھا بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر یہ لوگ یکم مئی ۱۸۳۱ء کو پہنچے رات کو پڑاؤ ڈالا اور اس علاقے کی ایک قوم نے غداری کی اور رنجیت سنگھ کی فوجوں کو مخبری کی اور انہوں نے پہاڑ کے عقب میں شب خون مارا۔

اور پانچ مئی کے دن سید احمد شہیدؒ اپنی عبادت گاہ مین سجدے میں موجود تھے اور تہجد کے وقت سجدے کی حالت میں سید احمدؒ کی گردن کاٹ دی گئی اور اسی دن شاہ اسماعیل

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہیدؒ میدان میں نکلے چار دن تک شاہ اسماعیل شہیدؒ لڑائی کرتے رہے۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی عجیب کرامت

اور اس شاہ اسماعیل شہیدؒ کو گستاخ رسول ﷺ کہنے والو عقل کے ناخن لو اتنا بڑا عاشق رسول ﷺ کوئی پیدا ہوا ہوگا اس کے سامنے ایک سکھ نے حضور ﷺ کو گالی دی۔

میرے بھائیو! شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس سکھ سے کہا خدا کی قسم اس وقت نہیں مروں گا جب تک تیری گردن نہ اڑا دوں شاہ اسماعیل شہیدؒ نے قسم کھالی اور حدیث میں آتا ہے اذا اشترف اکفر مدفوع با ابواب لا اقسم بالله یسراء حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے درویش انسان میری امت میں ہوں گے کہ اللہ کی اگر وہ قسم کھالیں اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے اگر وہ کہہ دیتے ہیں کہ صبح بارش ہوگی خدا ان کی قسم کو پورا کرنے کے لئے بارش ڈال دیتے ہیں۔

میرے دوستو! یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ وہی درویش خدا تھا کہ جس نے قسم کھائی کہ میں نہیں مروں گا جب تک تیرے ٹکڑے نہ کرلوں یہ بات کہی ہے تو پیچھے سے ایک دشمن رسول ﷺ نے شاہ اسماعیل کی گردن پر تلوار ماری ہے شاہ اسماعیلؒ کی گردن کٹ کر زمین پر گر پڑی اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ہاتھوں میں تلوار ہے۔

چونکہ قسم کھا چکے ہیں کہ میں بعد میں گروں گا پہلے تجھے گراؤں گا گردن کٹنے کے باوجود شاہ اسماعیل کی کرامت ہے کہ اس دشمن رسول ﷺ کے پیچھے بھاگتے ہیں ایک فرلانگ کے فاصلے پر شاہ اسماعیل شہید نے اس دشمن کے جسم اور گردن پر وہ خنجر پیوست کر دیا اور میرے شاہ اسماعیل شہید خود گر گئے۔

میرے دوستو! دشمن رسول ﷺ کو قتل کر کے شاہ اسماعیل شہیدؒ او پر گر گئے اتنا بڑا عاشق رسول ﷺ کون ہوگا؟

شاہ اسماعیلؒ کی کتابیں اٹھا کر دیکھو منصب امامت پڑھو شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان کا مطالعہ کرو آپ کے ایمان کو تازگی ملے گی بدعات سے نفرت پیدا ہو گی شرک سے دوری ہوگی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شاہ اسماعیل شہیدؒ کو گستاخ رسول کہنے والوان کے نعتیہ کلام مسلک نور کا مطالعہ کرو خدا کی قسم ایک ایک شعر ایسا ہے کہ انسان سر دھنتا ہے اوران کے عشق رسول ﷺ پر وجد آتا ہے۔

میرے بھائیو! وہ بڑے لوگ تھے چنانچہ بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر سید احمد شہیدؒ پانچ مئی کو شہید ہوئے اور شاہ اسماعیل شہیدؒ ۹ مئی کو شہید ہوئے انہی بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر ۴۵۰ شاہ اسماعیلؒ کے فوجی شہید ہوئے اور تقریباً ۱۰۰ کے قریب باقی لوگ جو بچ گئے تھے وہ واپس آ گئے اوران بچے ہوئے لوگوں میں مولانا یحییٰ علیؒ تھے، مولانا مملوک علیؒ تھے، مولانا ولایت علیؒ تھے، مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ تھے۔

۱۸۳۱ء، یکم مئی سے لے کر ۱۰ مئی تک بالاکوٹ کی پہاڑیوں پر یہ واقعہ پیش آیا اور آج بھی ان پہاڑیوں کو اگر غور سے دیکھا جائے اور تصور کیا جائے تو ان پہاڑوں سے شہداء بالاکوٹ کو ابلتا ہوا خون نظر آتا ہے اور بالاکوٹ کی اس تحریک کو تحریک بالاکوٹ کہتے ہیں اور انہی مجاہدوں کو شہداء بالاکوٹ کہا جاتا ہے۔

کیا ہم غازیان بدر سے کم ہیں

میرے دوستو! پھر اس کے بعد ۱۸۳۱ء یکم مئی سے لے کر دس مئی تک پہاڑوں پر یہ مجاہدوں کا قافلہ شہید ہو گیا اور اس کے بعد ۱۸۳۱ء دس مئی کے بعد یہ لوگ بچ کر واپس آ گئے ۱۸۳۱ء کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت مستحکم ہو رہی تھی چنانچہ علماء نے کئی میٹنگیں کیں علماء نے کئی علاقے کے لوگوں کو اکٹھا کیا کہ انگریز کے خلاف فیصلہ کن لڑائی لڑی جائے یہ کرتے کرتے کئی سالوں کا عرصہ گزر گیا آخر ۱۹۵۶ء میں دہلی کے جید مقامی علماء کی میٹنگ ہوئی اس میٹنگ میں مولانا ولایت علیؒ، حافظ محمود حسن شہیدؒ، مولانا جعفر تھانیسریؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی، یہ سارے لوگ اس میٹنگ میں شریک ہوئے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ نہیں ہے انگریز ہمارے سر پر کھڑا ہے انگریز نے پورے ہندوستان میں اپنی حکومت کا جال بچھا دیا ہے لہٰذا تم فیصلہ کن لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ یا تو کٹ جائیں گے یا پھر انگریز کا مقابلہ کریں گے اور انگریز کو یہاں رہنے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں دیں گے۔

مولانا نانوتویؒ نے یہ بات فرمائی تو ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ حضرت ہماری تعداد تو بہت تھوڑی ہے اور ہمارے وسائل بھی بہت تھوڑے ہیں تو حضرت نانوتویؒ نے تاریخی بات فرمائی فرمایا کہ کیا ہماری تعداد غازیان بدر سے بھی کم ہے، یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ لوگوں میں جذبہ پیدا ہو گیا اور مولانا نانوتویؒ کی اس بات پر جنگ یا آزادی کا فیصلہ کر لیا گیا۔

جنگ آزادی کی ابتداء

میرے دوستو! اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہندوستان کی تاریخ میں سب سے بڑی دو لڑائیاں ہیں ایک ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور ایک تحریک ریشمی رومال تحریک ریشمی رومال کی بنیاد بھی مولانا نانوتویؒ کے شاگرد مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ نے رکھی اور جنگ آزادی کی بنیاد بھی حاجی امداد اللہؒ کے شاگرد مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے رکھی۔

میرے دوستو! یہ انگریز کے خلاف فیصلہ کن لڑائی لڑی گئی جس کے بعد ۴ ہزار علماء کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا گیا جن کی تاریخ ابھی میں آپ کے سامنے بیان کرنے لگا ہوں۔

میرے دوستو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو آج پاکستان کا ایک طبقہ جس کو انگریزی ذریت کا ساتھ ہر وقت ساتھ رہتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نہیں تھی یہ غدر تھا ہماری کئی کتابوں میں غدر کا نام دیا جاتا ہے غدر وہ لوگ نام دیتے ہیں آج بھی جو انگریزوں کی ذہنیت رکھتے ہیں علماء اپنی آزادی کے لئے لڑائی کریں تو یہ غدر کیسے ہو سکتا ہے یہ تو تحریک آزادی تھی جس کے سرخیل حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے۔

جنگ آزادی کے دو جرنیل

میرے دوستو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہوئی تو دو محاذ بنائے گئے ایک محاذ انبالہ پر جس کی قیادت مولانا جعفر تھانیسری کے پاس تھی اور ایک قافلہ شاملی کے محاذ پر تھا اس قافلہ کی قیادت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کیؒ کے پاس تھی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میرے دوستو! آپ حیران ہوں گے کہ علماء نے لڑائی لڑی تکنیک استعمال ہوئی اس جنگ میں سامان کی کمی کی وجہ سے اور چند لوگوں کی غداری کی وجہ سے یہ واضح بات ہے کہ ۱۸۵۷ء کی عالمگیر اس جنگ آزادی میں علماء کو فتح نہیں ہوسکی وہ نتائج برآمد نہیں ہوئے اگر نتائج برآمد نہیں ہوئے اور فتح بھی تو نہیں ہوئی لیکن آزادی کا جذبہ جو اندر ہی اندر مچل رہا تھا آزادی کی چنگاڑی جو سلگ رہی تھی وہ سلگتی رہی اور جذبہ بیدار رہا اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ختم ہوگئی۔

جذبہ جہاد کو ختم کردو

انگریز نے وائسرائے برطانیہ نے ہندوستان کے اپنے وزراء سے اور مشیروں سے رپورٹ طلب کی کہ بتاؤ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد تمہاری حکومت ہندوستان میں کیسے قائم رہ سکتی ہے جس کا نام سب سے بڑا ڈاکٹر تھا ڈاکٹر ولیم حیدر ہندوستان کا ایک بہت بڑا سیاست دان اسے کہا جاتا تھا اس نے وائسرائے برطانیہ کو جو رپورٹ بھیجی اس رپورٹ کے الفاظ آپ کو بتاتا ہوں اس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے لوگ جس میں مسلمان بہت زیادہ بیدار ہیں اور جنگ آزادی صرف مسلمانوں نے لڑی ہے اور مسلمانوں کے دلوں میں جب تک جذبہ جہاد موجود ہے اس وقت تک ہم مسلمانوں پر حکومت نہیں کر سکتے اس لئے جذبہ جہاد کو ختم کرنا ضروری ہے اور جذبہ جہاد سے پہلے ایک اور چیز کو ختم کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان سے علماء کو ختم کردیا جائے اور قرآن کو ختم کردیا جائے۔

چنانچہ ۱۸۶۱ء میں ہندوستان میں ساڑھے تین لاکھ قرآن کریم کے نسخے انگریز نے جلائے اور پھر اس کے بعد علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

انگریز کی کہانی مورخ انگریز کی زبانی

چنانچہ انگریز مورخ مسٹر ڈامسن اپنی یاداشات میں لکھتا ہے کہ ۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۸۶۷ء تک انگریز نے علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ تین سال ہندوستان کی تاریخ کے بڑے المناک سال ہیں ان تین سالوں میں ۱۶ ہزار علماء کو انگریز نے پھانسی کے تختے لٹکایا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ٹامسن کہتا ہے کہ دہلی سے چاندنی چوک سے لیکر خیبر تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جن درختوں پر علماء کی گردنیں نہ لٹکتی ہوں۔

ٹامسن کہتا ہے علماء کو سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تندوروں میں ڈالا گیا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ علماء کے جسموں کو تانبے سے داغا گیا ٹامسن کہتا ہے کہ علماء کو ہاتھوں پر کھڑا کر کے درختوں پر باندھ کر ہاتھوں کو نیچے سے جلا دیا گیا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ اس لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا بندھا بنایا تھا اور ایک ایک دن میں ۸۰،۸۰ علماء کو پھانسی دی جاتی تھی۔

ٹامسن کہتا ہے کہ لاہور کے دریائے راوی میں ۸۰،۸۰ علماء کو بوریوں میں بند کر کے ڈالا جاتا تھا اور اوپر سے گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ میں اپنے خیمے میں دہلی میں گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ مجھے محسوس ہوا کہ مردار کی بدبو ہے اور میں اپنے خیمے سے پیچھے چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے بچھ (بھکھ) رہے ہیں اور ان انگاروں کے اوپر چالیس ۴۰ علماء کو کپڑے اتار کر ان انگاروں پر ڈالا گیا ہے۔

ٹامسن کہتا ہے کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے ۴۰ اور علماء کو لایا گیا اور میرے سامنے ان علماء کے کپڑے اتارے گئے اور انگریز نے کہا کہ او مولویو جس طرح ان چالیس ۴۰ علماء کو آگ پر لگایا گیا تمہیں بھی پکا دیا جائے گا۔

لہٰذا تم صرف یہ کہہ دو کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہم شریک نہیں تھے تو ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔

ٹامسن کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے میں نے دیکھا کہ کئی عالم پہلے بھی آگ پر پک گئے اور یہ دوسرے چالیس ۴۰ علماء بھی آگ پر پک گئے لیکن ایک بھی عالم ایسا نہ تھا جس نے انگریز کے سامنے گردن جھکائی ہو۔

آج پاکستان کا کوئی ٹھیکیدار بنتا ہے کہ فلاں کی کوشش سے پاکستان بن گیا میں سمجھتا ہوں کہ کوششیں موجود ہیں ان کوششوں کو ہم جانتے ہیں لیکن میں لوگوں سے پوچھتا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جن کو آج اپنے اسلاف کی تاریخ کا پتہ نہیں ہے۔

میرے بھائیو! بتاؤ پاکستان بنانے میں اگر ان لوگوں کا ذکر آتا ہے جن کا تم ذکر کرتے ہو تو یہ جو ۱۶ ہزار علماء پھانسی کے تختے پر چڑھے ان کی قربانیاں کہاں چلی جائیں گی یہ کس لئے شہید ہوئے ہیں انہوں نے گردنیں کس لئے کٹائیں ہیں۔

فرمان رسول ﷺ پر موت بھی قبول ہے

کیا پاکستان بنانے میں ان علماء کی قربانیوں کا کوئی دخل نہیں؟ کیا احمد اللہ شاہ مدارسی کی کوئی تاریخ نہیں ہے کہ جس کو ہتھکڑیاں پہنا کر ایک گورے کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ گورا اٹھ کر رونے لگا اور اس نے کہا شاہ صاحب آپ تو میرے استاد ہیں۔

میں نے تو مدارس میں آپ سے عربی کی کتاب پڑھی ہے جبکہ آپ کو گولی کا حکم ہے آپ کے وارنٹ ہیں اگر آپ ایک دفعہ کہہ دیں کہ میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں نہیں تھا تو آپ کو ابھی چھوڑ دیتا ہوں۔

مولانا احمد اللہ شاہؒ نے بڑا عجیب جواب دیا او میرے شاگرد انگریز میں ج ان کو بچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔

میرے بھائیو! یہ بڑے لوگ تھے تب ہی تو کسی نے کہا ہے کہ

یہ حرف تمنا ہے یہ زبان کی دوریاں
سختیاں، دشواریاں، پابندیاں، مجبوریاں
یاد ہے ایام جفا آخر بھلائیں تو بھلائیں کس طرح
دل فرنگی سے لگائیں تو لگائیں کس طرح

یعنی

کس طرح ان کے ذہن اپنائیں، کس طرح ان کی ذریت کو اپنائیں، کس طرح ان لوگوں سے دل لگائیں، کس طرح ان کی باتوں کو تسلیم کیا جائے۔

کوٹ لکھپت جیل کے قیدی

میرے دوستو! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا جعفر تھانیسری کو پھانسی کا حکم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوا اور مولانا یحییٰ علی کی داڑھی کے بال کاٹے گئے۔ جب پھانسی کا حکم ہوا تو ان کو انبالہ کی جیل سے لاہور لایا گیا اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں کس حال میں لایا گیا۔ مولانا جعفر تھانیسری تاریخ کالا پانی میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں، ہمارے پاؤں میں بیڑیاں، ہمارے جسم پر جو گیانہ لباس اور ہماری کمر پر لوہے کی سلاخیں۔

جب انبالہ سے لاہور کوٹ لکھپت جیل تک پیدل لایا گیا تو کوٹ لکھپت جیل میں داخل ہوتے ہی جیل کا سپرنٹنڈنٹ کہنے لگا کہ یہ ملاں اس طرح باز نہیں آئیں گے بلکہ ان کو لوہے کے پنجروں میں ڈال دیا جائے۔

مولانا تھانیسری کہتے ہیں کہ ہم تینوں علماء کے لئے انگریز نے لوہے کے الگ الگ پنجرے بنائے جبکہ ہمارے ہاتھوں سے لہو بہتا تھا، ہمارے پاؤں سے لہو بہتا تھا اور ہمیں لوہے کے پنجروں میں ڈالا گیا اور ان پنجروں کے اندر لوہے کی چونچ دار سلاخیں لگائی گئیں ہم آسرا نہیں لگا سکتے تھے ہم بیٹھ نہیں سکتے تھے اور ان پنجریوں کو تہہ خانے میں رکھا گیا اور پھر انہیں پنجریوں کو مال گاڑی کے ڈبوں میں ڈال دیا گیا اور کہا کہ ملتان کی ڈسٹرکٹ جیل میں ان علماء کو پھانسی دی جائے گی۔

مولانا تھانیسری فرماتے ہیں کہ ہمیں مال گاڑی کے ڈبے میں ڈال دیا گیا اور وہ ڈبہ ملتان بھیجا گیا اور تین مہینے میں وہ ڈبہ لاہور سے ملتان پہنچا کہیں مہینہ ٹھہرتا ہے کہیں دس دن ٹھہرتا ہے سخت دھوپ کا موسم تھا سخت گرمی کا سماں تھا جبکہ ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ملتان کے اسٹیشن سے ہمیں ڈسٹرکٹ جیل لایا گیا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

مولانا تھانیسری کہتے ہیں کہ ہمیں شام کو بتایا گیا کہ صبح کو تمہیں پھانسی ہو جائے گی ہم نے رات بڑی خوشی منائی صبح کا وقت ہوا گورا ہمارے کمرے میں آیا اور اس نے کہا کہ او مولویو تمہیں کیا ہو گیا جبکہ تمہیں تو پھانسی کا حکم ہو گیا اور تم خوشیاں منا رہے ہو مولانا تھانیسری نے بڑی عجیب بات کہی فرمایا ہم اس لئے خوشی مناتے ہیں کہ ہم بڑے گناہ گار لوگ ہیں ہم سمجھتے تھے کہ اگر بستر پر موت آئی تو شاید ہمارے گناہوں کی بخشش نہ ہو سکے اب تو شہادت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی موت ہوگی ادھر تم پھانسی دو گے ادھر ہم رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔

انگریز گورے نے کہا مولویو جس موت سے تم خوش ہوتے ہو تمہیں وہ موت بھی نہیں دی جاسکتی اس نے کہا کہ تمہیں ۱۶،۱۶ سال کی کالے پانی کی سزا دی جاتی ہے۔

مولانا تھانیسری نے اس موقع پر کالا پانی میں بڑا عجیب شعر لکھا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ جب میرا پھانسی کا حکم بدل گیا تو بے ساختہ میری زبان پر آیا کہ

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اگر پھانسی ہو جاتی تو رہائی ہو جاتی انہوں نے پھانسی کی موت کو رہائی سے تعبیر کیا۔

کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

وہ لوگ بڑے عجیب تھے۔

اب ملاقات حوض کوثر پر ہوگی

مولانا تھانیسری کو جب کالا پانی سے لے جایا جانے لگا تو ان کے بچوں کو آخری ملاقات کے لئے بلایا گیا مولانا فرماتے ہیں کہ میرا آٹھ سال کا چھوٹا سا بچہ جیل کی سلاخوں میں جب میرے سامنے آیا اور میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں دیکھ کر میرا بچہ زار و قطار رونے لگا میری بیوی بھی رونے لگی، میرے بھائیو! مولانا تھانیسری نے اس موقع پر بڑی عجیب بات کہی میں نے کہا کہ بچے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اگر تیرے باپ کی زندگی خدا نے بچالی تو واپس آئے گا اگر نہ بچائی تو حوض کوثر پر ملاقات کرلوں گا۔

ایک ہزار مدارس ویران اور دارالعلوم کا قیام

میرے دوستو! یہ لوگ بڑے عجیب تھے ان لوگوں کی بڑی قربانیاں تھیں ۱۸۶۷ء تک ان علماء نے قربانیاں دیں ۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۸۶۷ء تک پورے ہندوستان میں علماء کو انگریز نے ختم کر دیا واقعۃ علماء ہندوستان میں موجود نہیں تھے ہندوستان میں ۱۸۶۷ء میں کوئی دینی مدرسہ نہیں تھا آپ حیران ہوں گے ۱۶۰۱ء میں جب انگریز آیا تھا تو ایک ہزار

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مدرسہ دہلی کے شہر میں تھا۔ لیکن ۱۸۶۷ء میں ایک مدرسہ بھی پورے ہندوستان میں باقی نہیں تھا، انگریز نے مدرسہ رحیمیہ شاہ ولی اللہ کے مدرسے پر بلڈوزر پھیرا دیئے شاہ ولی اللہ کے مدرسے کو ختم کر دیا بڑے بڑے مکاتب کو ختم کر دیا تو جب ۱۸۶۷ء میں کوئی مدرسہ باقی نہ رہا علماء ختم ہونے لگے تو حضور ﷺ نے خواب میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو فرمایا کہ دین کو باقی رکھنے کیلئے ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھو۔

مولانا نانوتویؒ نے حضور ﷺ کی بشارت پر یعنی ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء مطابق ۱۵ محرم الحرام کو حضور ﷺ کی بشارت پر دیوبند کی بستی میں انار کے درخت کے نیچے ایک دینی مدرسے کی بنیاد رکھی اسی مدرسے کو دارالعلوم دیوبند کہتے ہیں اسی سے پڑھنے والوں کو علماء دیوبند کہتے ہیں۔

میرے دوستو! اس مدرسے کی بنیاد کیوں رکھی، تا کہ انگریز کا مقابلہ کیا جائے اس مدرسے کی بنیاد کیوں رکھی تا کہ انگریزی تمدن کو ختم کیا جائے اس مدرسے کی بنیاد کیوں رکھی تا کہ مسلمان قوم اپنی تہذیبی ورثہ سے ہمکنار ہو سکے۔

دارالعلوم دیوبند ایک تحریک ایک کردار

میرے دوستو! مولانا مملوک علیؒ کے دو شاگرد تھے ایک مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور سرسید احمد خانؒ یہ دونوں مولانا مملوک علیؒ کے شاگرد تھے مولانا مملوک علیؒ کے شاگرد مولانا محمد قاسم نے دارالعلوم دیوبند بنایا اور مولانا مملوک علیؒ کے دوسرے شاگرد سرسید نے علی گڑھ کی یونیورسٹی بنائی۔

لیکن جب ہم تاریخ کی روشنی میں دیکھتے ہیں ہم مطالعہ کرتے ہیں کہ ہندوستان میں یہ دو تحریکیں تھیں ایک تحریک دیوبند تھی اور علی گڑھ یونیورسٹی کی تحریک تھی جب میں پورے ۱۵۰ سال کی تاریخ کا تجزیہ کرتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ دیوبند ایک ایسی اسلام کی یونیورسٹی بن گئی ہے کہ جس نے مفکر پیدا کئے، مجاہد پیدا کئے، امام پیدا کئے، مجتہد پیدا کئے اور جس نے الیاس دہلویؒ جیسا مبلغ پیدا کیا، جس نے مفکر پیدا کر کے دنیا کو حیران کر دیا، جس نے انور شاہ کشمیریؒ جیسا محدث پیدا کیا، جس نے انگریز سے ٹکرانے والے مجاہد پیدا کئے، جس نے انگریزی سامراج کے مخالف پیدا کئے جس نے حضرت تھانویؒ جیسا حکیم الامت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پیدا کیا، جس نے مفتی کفایت اللہ جیسا مفتی اعظم ہند پیدا کیا۔

اور مولانا محمد علی جوہرؒ جیسے بڑے بڑے علماء کو دارالعلوم دیوبند کے مدرسے نے پیدا کر کے پورے برصغیر میں کہیں مدارس پھیلا دیئے، کہیں مساجد پھیلا دیں، کہیں تفاسیر پھیلا دیں، کہیں احادیث پھیلا دیں، کہیں شروحات پھیلا دیں اور کہیں تفسیر کی کتب پھیلا دیں، کہیں حدیث کی کتب پھیلا دیں، کہیں تاریخ کی کتب پھیلا دیں۔

پوری دنیا میں دارالعلوم دیوبند نے اسلام کی تہذیب وتمدن کو عام کر دیا اور جب مقابلے میں ہم علی گڑھ کو دیکھتے ہیں تو علی گڑھ نے مفکر کون سا پیدا کیا، علی گڑھ نے تو سر پیدا کئے، علی گڑھ نے تو کلرک پیدا کئے، علی گڑھ نے انگریز کی سلامتی والے پیدا کئے۔ اور علی گڑھ نے تو شمس العلماء کے لقب لینے والے پیدا کئے۔

چنانچہ علی گڑھ کا رخ بدلنے کے لئے پھر شیخ الہند محمود حسنؒ کو ۱۹۲۰ء میں جا کر خطبہ دینا پڑا جب شیخ الہند نے علی گڑھ یونیورسٹی میں یونیورسٹی کے طلباء کو خطبہ دیا

اور یونیورسٹی کے مسلم نوجوانو! تم کدھر چلے گئے ہو تم انگریز کے حاشیہ نشین بنتے جا رہے ہو میں تو تمہارے دروازے پر آیا ہوں آؤ مل کر محمد بن قاسمؒ کا جذبہ پیدا کریں اور انگریز سے ٹکرا جائیں اس تقریر کو سن کر پھر وہاں سے پھر شبلیؒ پیدا ہوا، شوکت علیؒ پیدا ہوا، حسرت موہانیؒ پیدا ہوا، مولانا محمد علی جوہرؒ پیدا ہوا، پھر بڑے بڑے امام پیدا ہوئے۔

میرے دوستو! دیوبند کا مدرسہ ایسا مدرسہ ہے کہ جس نے برصغیر کے مسلمانوں کے مذہب اور اسلام، آبرو اور عزت کو، عفت اور عصمت کو، تہذیب اور تمدن کو، صحافت اور تہذب کو، دیانت اور امانت کو، سیاست اور قیامت کو، خطابت اور امامت کو، عبادت اور ریاضت کو، صداقت اور شرافت کو اور معیشت کو باقی رکھنے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا ہے۔

شورش کشمیریؒ کی بات

میرے دوستو! یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے آپ ذرا تاریخ کے تجزیئے میں دیکھئے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اللہ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میرے بھائیو! وہ مولانا محمد قاسمؒ جس کے بارے میں شورش کہہ گیا ہے کہ

شافع کون و مکاں کی راہ دکھلاتا رہا
ثمرہان شرک کو توحید سکھلاتا رہا
پرچم اسلام ابر درخشاں کے روپ میں
بت کدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا
اس زمین میں عصر حاضر کا فقیہہ بے مثال
سنت خیر الوریٰ کے زمزمے گاتا رہا

یہ لوگ تھے ہمارے اکابر یہ ہے ہماری زندہ جاوید داستان اور ہمیں اس داستان پر فخر ہے۔

دیوبند سے گنبد خضریٰ تک

میرے دوستو! آج لوگ کہتے ہیں کہ یہ دیوبند کا مدرسہ تو کل بنا ہے ہم تو شروع سے آئے ہیں لیکن آپ کو میں نے بتادیا کہ دیوبند کا مدرسہ کیوں بنا یہ تو مدرسے کی بات ہے جبکہ مدرسے سے نصب نہیں چلا کرتا نسب تو محمد رسول اللہ ﷺ سے چلتا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہمارا روحانی تعلق نبی ﷺ کے ساتھ ہے اور ہمارا علمی تعلق بھی نبی ﷺ کے ساتھ ہے چنانچہ ہمارے شیخ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے علم حاصل کیا ہے، شاہ عبدالغنیؒ نے

شاہ عبدالغنی سے، شاہ اسحاقؒ سے،
شاہ اسحاقؒ نے، شاہ عبدالعزیز سے،
شاہ عبدالعزیز نے شاہ ولی اللہؒ سے،
شاہ ولی اللہ نے شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے،
شیخ ابوطاہر مدنیؒ نے علامہ محمد احمدؒ مجمع البھار سے،
علامہ محمد احمدؒ مجمع ابھار نے شیخ حسام الدینؒ صاحب کنز العمال سے،
شیخ حسام الدینؒ نے شیخ ربعی الدینؒ سبعی سے،
شیخ ربعی الدین سبعی نے امام عیسیٰؒ ترمزی سے،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

امام عیسیٰ ترمذی نے امام بخاریؒ سے،

امام بخاریؒ نے حضرت حمادؒ سے،

حضرت حماد نے عبداللہ ابن مبارکؒ سے،

عبداللہ ابن مبارکؒ نے امام اعظم امام ابوحنیفہؒ سے،

امام ابوحنیفہؒ نے سیدنا انس ابن مالکؒ سے،

سیدنا انس ابن مالکؒ نے سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ سے،

سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ نے سیدنا محمد رسول ﷺ سے۔

میرے بھائیو! ہمارا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ تک پہنچا ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے یہ تو علم کی بات ہے۔

پیر امداد اللہؒ سے پیر اسد اللہؒ تک

رشید احمد گنگوہیؒ نے ولایت سیکھی،

امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے، امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ولایت سیکھی میاں جی نور محمدؒ سے،

میاں جی نور محمدؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالباریؒ سے،

شیخ عبدالباریؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالرحیمؒ سے،

شیخ عبدالرحیمؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالھادیؒ سے،

شیخ عبدالھادیؒ نے ولایت سیکھی شیخ مظہر الدینؒ سے،

شیخ مظہر الدینؒ نے ولایت سیکھی، شیخ عبدالقدوس سے،

شیخ عبدالقدوسؒ نے ولایت سیکھی شیخ عبدالحقؒ سے،

شیخ عبدالحقؒ نے ولایت سیکھی جلال الدین تھانیسریؒ سے،

شیخ جلال الدینؒ نے ولایت سیکھی علاؤ الدینؒ صابر کلیریؒ سے،

علاؤ الدینؒ صابر کلیری نے ولایت سیکھی فرید الدین گنج شکرؒ سے،

فرید الدین گنج شکرؒ نے ولایت سیکھی خواجہ علی ہجویریؒ سے،

خواجہ علی ہجویریؒ نے ولایت سیکھی خواجہ مودود چشتیؒ سے،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خواجہ مودود چشتیؒ نے ولایت سیکھی معین الدین اجمیری سے،
معین الدین اجمیریؒ نے ولایت سیکھی سلطان جبیرا بہریؒ سے،
جبیرا بہریؒ نے ولایت سیکھی، خواجہ عیال ابن عیاضؒ سے،
عیال ابن عیاضؒ نے ولایت سیکھی حسن بصریؒ سے،
حسن بصریؒ نے ولایت سیکھی، علی المرتضیٰؓ سے
اور علی المرتضیٰؓ نے ولایت سیکھی محمد رسول اللہ ﷺ سے۔

میرے بھائیو! ہمیں فخر ہے کہ ہمارا تعلق علمی اور روحانی یعنی دونوں لحاظ سے سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

دارالعلوم کے اساتذہ وتلامذہ

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ۱۸۶۷ء میں تیس مئی کو دارالعلوم دیوبند بنایا اور پھر اس مدرسے میں سب سے پہلے ایک استاذ مقرر کیا اس استاد کا نام ہے ملا محمود حسنؒ اور ملا محمودؒ کے پاس ایک شاگرد آیا اس شاگرد کا نام بھی محمود حسنؒ ہے اور اس شاگرد نے اپنے استاد ملاں محمودؒ سے علم سیکھا مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے علم سیکھا اور وہی محمود حسنؒ جو شاگرد بن کر آیا تھا وہ ہندوستان کی تحریک آزادی کا سب سے بڑا لیڈر بنا۔

اسی محمود حسنؒ کو شیخ الہند محمود حسنؒ کہتے ہیں اسی محمود حسنؒ کو ہندوستان کی سب سے بڑی عالمی تحریک جو انگریزوں کے خلاف چلی تھی ریشمی رومال کی تحریک کا بانی کہتے ہیں وہ شیخ الہند محمود حسنؒ جس کے شاگردوں میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ پیدا ہوا جس نے اٹھائیس سو کتابیں لکھیں۔

اس شیخ الہند کے شاگردوں میں امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ پیدا ہوا جس کو ۲۵ سال کے لئے انگریز نے جلاوطن کیا جب اس کو جلاوطن کیا تو داڑھی کے بال پھوٹ رہے تھے اور جب وہ ۲۵ سال کے بعد واپس آیا تو داڑھی سفید ہو چکی تھی۔

اور اس شیخ الہند کے شاگردوں میں مفتی کفایت اللہ دہلوی جس کے ایک فتویٰ کو دیکھ کر مصر کے علماء نے کہا تھا کہ مارایت ھذا عالم ایسا عالم روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور اس شیخ الہند کے شاگردوں میں انور شاہ کشمیریؒ پیدا ہوا جس نے صحیح بخاری شریف کی شرح لکھی اور آج وہ بخاری کی شرح سعودی حکومت شائع کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ ایسی شرح عربی میں آج تک کسی نے نہیں لکھی۔

اور اس شیخ الہند کے شاگردوں میں مولانا محمد الیاسؒ تبلیغی جماعت کا بانی پیدا ہوا جو چھوٹے قد اور پتلے دبلے جسم اور انتہائی انکساری والا آدمی تھا وہ جماعت کے پہلے پیغام کو لے کر پانی پت کی ایک بستی میں گیا لوگوں نے اس کو تھپڑ مارے وہ گر گیا جب ہوش آیا تو آکر کہنے لگا بزرگو ایک دفعہ مسجد میں جانا ہوگا اللہ کے نبی ﷺ کی بات سننا ہوگی اس نے تھپڑ کھائے اس نے ماریں کھائیں۔

لیکن یہ ماریں کیوں کھائیں اس لئے ماریں نہیں کھائیں کہ وہ بہت کمزور ہو گیا تھا نہیں ماریں اس لئے کھائیں تھیں کہ کملی والے نے طائف میں ماریں کھائیں تھیں مکے کی گلیوں میں کملی والے نے ماریں کھائی تھیں اگر مکے کی گلیوں میں رسول اللہ ماریں نہ کھاتے تو خدا کی قسم الیاس دہلویؒ کبھی ماریں نہ کھاتا وہ تو پیغمبر ﷺ کی سنت پر چلتا تھا ہمارے اکابر تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے عاشق تھے۔

اور مولانا شیخ الہند محمود الحسن کا جب جنازہ اٹھایا گیا ۱۹۲۱ء میں شیخ الہند کا انتقال ہوا حکیم اجمل خان جو جو بڑا مشہور حکیم ہے یہ شیخ الہند محمود حسن کا مرید تھا اور دہلی میں انہی کی کوٹھی پر انتقال ہوا جب انتقال ہو گیا اور ان کے جنازے کو دیو بند لایا گیا اور غسل کرانے کے لئے شیخ الہند کو تختے پر لٹایا گیا جب کرسے کپڑا ہٹایا گیا تو ہڈیوں کے سوا کوئی چیز نہیں تھی۔

سید حسین احمد مدنیؒ جب اس وقت دار العلوم کلکتہ میں حدیث پڑھایا کرتے تھے وہ آئے تو لوگوں نے کہا کہ حضرت شیخ الہند کے جسم پر ہڈیاں ہی ہڈیاں تھیں گوشت وغیرہ نہیں تھا حضرت رو پڑے اور فرمایا کہ شیخ الہند نے مجھے منع فرمایا تھا کہ یہ راز فاش نہ کرنا۔

اب شیخ الہند چلے گئے مالٹا کی جیل میں انگریز میرے استاد شیخ الہند کو ایک تہہ خانے میں لے جاتا تھا اور لوہے کی گرم سلاخیں شیخ الہند کی کمر پر لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ محمود حسنؒ انگریز کے حق میں فتویٰ دے دو محمود حسنؒ کو جب ہوش آتی تھی تو یہی کہتے تھے انگریز میرا جسم پگھل سکتا ہے میں بلالؓ کا وارث ہوں میں صحابہؓ کا سپاہی ہوں میری چمڑی تو ادھڑ سکتی ہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مگر اس انگریز کے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا۔

یہ عشق رسول ﷺ تھا وہ شیخ الہند محمود حسنؒ جس کے شاگردوں میں مولانا الیاس تبلیغی جماعت کا بانی پیدا ہوا جس کی تبلیغی جماعت آج ۱۶۵ ملکوں میں پہنچ چکی ہے کوئی روک سکتا ہے اس کے تبلیغی پروگرام کو ۱۶۵ ملکوں۔

بڑے لوگوں نے نقلیں اتارنے کی کوشش کی بڑے لوگوں نے چاہا کہ اس جماعت کو ختم کر دیا جائے بڑے لوگوں نے مقابلے میں تبلیغی جماعتیں بنائیں اور وہ جماعتیں کراچی سے چلیں اور حیدر آباد سے واپس بھی چلی گئی بہر حال یہ لمبی داستان ہے ایسے ہوتا رہا لیکن اہل حق کے پیغام کو کوئی روک نہیں سکتا۔

شیخ الاسلامؒ اور تحریک پاکستان

اور پھر اسی شیخ الہند محمود حسنؒ کے شاگردوں میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ پیدا ہوا وہ شبیر احمد عثمانیؒ بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند نے پاکستان کی مخالفت کی تھی وہ بات میں بعد میں کرتا ہوں لیکن تمہیں مخالفت تو نظر آتی ہے تمہیں معافقت نظر نہیں آتی؟ تمہیں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نظر نہیں آتا کہ وہ اگر قائداعظم کی حمایت نہ کرتا تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔

میرے بھائیو! شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اگر سرحد کے ریفرنڈم میں کامیاب نہ ہوتے اور اگر سرحد میں جا کر تقریریں نہ کرتے اور اگر قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ مل کر پورے برصغیر میں دورہ نہ کرتے تو کبھی پاکستان نہ بنتا۔

میرے دوستو! مولانا اشرف علی تھانویؒ جو دیوبند کے سرپرست تھے وہ پاکستان کے حامی تھے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جو دیوبند کے شیخ الحدیث رہے ہیں وہ پاکستان کے حامی تھے۔

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب جو دیوبند کے مفتی تھے وہ پاکستان کے حامی تھے۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جو دیوبند کے شیخ التفسیر تھے وہ پاکستان کے حامی تھے۔

پاکستان کا پرچم کس نے لہرایا

میرے بھائیو! جب پاکستان بنا تو پاکستان کا سب سے پہلا پرچم شیخ الاسلام

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے لاہور میں لہرایا اور ڈھاکہ میں پاکستان کا سب سے پہلا پرچم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے لہرایا اور پھر اس کے بعد پاکستان کی سب سے پہلی جو قانون ساز اسمبلی بنی تو اس کے سربراہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ بنے اور اس کے بعد قائد اعظم کا انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ بھی شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھائی۔

میرے دوستو! یہ ساری چیزیں تمہیں نظر نہیں آتیں صرف مخالفت ہی نظر آتی ہے میں سمجھتا ہوں اگر علماء دیوبند پاکستان بنانے میں قائد اعظم کی حمایت نہ کرتے تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔

نظریہ پاکستان اور علمائے دیوبند

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک بات بڑے ادب اور بڑے غور کی دعوت دے کر عرض کرتا ہوں پاکستان بنانے سے پہلے ہمارے علماء کی ایک طبقے نے پاکستان کی تقسیم کی مخالفت کی تھی ہمیں اس بات پر کوئی پشیمانی نہیں ہے کوئی پریشانی نہیں ہے رائے کا اختلاف کیا تھا کہ پاکستان اس طرح نہ بناؤ بلکہ اس طرح بناؤ رائے کا اختلاف کرنا کوئی غداری نہیں ہے۔

اگر میں غداری بتانا چاہتا کہ غداری کسے کہتے ہیں تو اس کے لئے بہت لمبا وقت چاہئے ایک آدمی تقسیم کے طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے کہ پاکستان اس طرح نہ بناؤ اس طرح بناؤ۔ ابوالکلامؒ بھی طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے سید حسین احمد مدنیؒ بھی طریقہ کار سے اختلاف کرتا ہے کہ پاکستان اس طرح نہ بناؤ اس طرح بناؤ اس کی قیادت پر دین دار لوگوں کو لایا جائے تاکہ اس ملک میں کلمے کا نفاذ عمل میں آسکے یہ طریقہ کار ہوتا ہے طریقہ کار سے اختلاف کرنے والا غدار نہیں ہوتا غدار اس ملک کا سب سے بڑا وہ طبقہ ہے۔

غدار پاکستان کون تھا؟

میرے دوستو! جس نے آج سے ۵۵ سال پہلے جب پاکستان بنایا تھا پاکستان بن جانے کے بعد پاکستان بنانے سے پہلے جو نعرہ لگایا تھا کہ اس ملک میں اسلام لائیں گے ۳۶ سال گزر گئے قائد اعظم کی وفات کے بعد اس کلمہ طیبہ کی دھجیاں جس طبقے نے اڑائی ہیں اور جس طبقے نے ختم نبوت کا مذاق اڑایا ہے اور جس طبقے نے اس ملک میں ختم نبوت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے ڈاکوؤں کو پلنے دیا، وہ جاگیردار طبقہ، وہ سرمایہ دار طبقہ، وہ نونو سو مربع زمین انگریز سے الاٹ کرانے والے اور انگریز کی خوشامد کرنے والے، وہ دولتانے، وہ ٹوانے، وہ قریشی، وہ گیلانی، وہ گردیزی، وہ انگریز کے جاگیردار۔

جو ۵۵ سال سے اس ملک کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں وہ اس ملک کے سب سے بڑے غدار ہیں رائے سے اختلاف کرنا غداری نہیں ہے نظریئے سے اختلاف کرنا سب سے بڑی غداری ہے۔

علماء نے رائے سے اختلاف کیا تھا تم نے نظریئے سے غداری کی ہے تم نے جس نظریئے کا نعرہ لگایا تھا اس نظریے کو ۵۵ سال ہو گئے آج تک اس ملک پر نافذ نہیں کیا تم سب سے بڑے غدار ہو جو نظریہ قائم نہیں کرسکتا وہ قوم کو دھوکہ دیتا ہے قوم کو دھوکہ دینے والا سب سے بڑا غدار ہوتا ہے۔

افسوس ناک بات

اس ملک کی یہ بھی بڑی بدقسمتی ہے کہ یہاں پاکستان بن جانے کے بعد تحریک آزادی پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں تاریخ پاکستان پر بڑی بڑی کتابیں آئیں، فلاں نے یہ کیا، فلاں نے وہ کیا، فلاں یوں کرتا تھا، فلاں سر کا لقب لے گیا، فلاں بہادر کا لقب لے گیا، فلاں میٹنگوں میں شریک ہوتا تھا، فلاں قائداعظم کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔

قائداعظم تو دنیا سے رخصت ہو گئے وہ اس ملک کو اسلامی سٹیٹ بنانا چاہتے تھے ہمارے پاس اس کے مکمل شواہد موجود ہیں لیکن میرے دوستو! یہ بات سمجھنے کی ہے کہ قائداعظم کی وفات کے بعد ان لوگوں نے اس ملک کی عزت وناموس سے کھیلا اس قوم کو تباہ و برباد کردیا۔ علماء نے پہلے بھی پاکستان بنانے کے لئے قربانیاں دیں انگریز کو نکالنے کے لئے قربانیاں دیں ۵۵ سال ہو گئے علماء اسمبلیوں میں گئے چنانچہ سب سے پہلے اس ملک کے نظریئے کو اپنانے کے لئے ۱۹۷۲ء کی اسمبلی میں مفتی محمودؒ نے قرآن کا قانون پیش کیا۔

میرے بھائیو! علماء پاکستان کے نظریئے میں بھی مخلص ہیں مسلمان قوم کے علماء پہلے بھی مخلص تھے اور علماء آج بھی مخلص ہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شیخ العرب والعجمؒ اور تحریک پاکستان

مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے ایک بات کا اختلاف ہے کہ پاکستان کے مخالف تھے تم پاکستان کے بڑے ٹھیکیدار ہو تم نے بتاؤ ۵۵ سال میں کیا کیا تم سید حسین احمد مدنیؒ کی قربانیوں کو کیا جانتے ہو تم تو اس کے جوتے کی خاک کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو پیغمبر ﷺ کے روضے پر ۱۸ سال حدیث پڑھائے ۱۶۷ خلفاء کو پیدا کرے اور ۴۰ ہزار علماء جس کے شاگرد ہوں۔ اور وہ سید حسین احمدؒ مدنی جو کراچی کے خالد دینہ حال میں انگریز جج کے سامنے کھڑا ہو کر انگریز جج نے کہا سید حسین احمد تو نے فتویٰ دیا ہے کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے ۱۹۲۶ء کی بات ہے سید حسین احمدؒ نے کہا کہ فتویٰ دیا ہے کیا ہوتا ہے میرا آج بھی یہی فتویٰ ہے کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے جب یہ فتویٰ دہرایا۔

محمد علی جوہرؒ اللہ اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے یہ محمد علی کبھی جوہر نہ بنتا اگر اس کو شیخ الہند کی صحبت نصیب نہ ہوتی خدا کی قسم یہ محمد علی جوہر شیخ الہند کا جذبہ لے کر برطانیہ گیا تھا اور ۱۶،۱۶ گھنٹے انگریزی میں تقریر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس ملک میں نہیں جاؤں گا جو ملک غلام ہے اگر میں مر جاؤں تو غلام ملک میں مجھے دفن نہ کرنا چنانچہ برطانیہ میں ان کا انتقال ہوا ان کی قبر بیت المقدس میں بنائی۔

میرے دوستو! وہ محمد علی جوہر اس خالد دینہ حال میں موجود ہے سید حسین احمد مدنیؒ نے جب کہا کہ انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے تو محمد علی جوہرؒ نے حسین احمد مدنیؒ کے قدم پکڑ لئے اور کہا حسین احمد خدا کیلئے بیان بدل لو حسین احمد مدنے کہا کہ او محمد علی اگر آج میں نے بیان بدلا تو خدا کی قسم ایمان بدل جائے گا آج بیان نہیں بدلا جا سکتا حسینؒ احمد مدنی آئے باہر۔

اے شیخ مدنیؒ تیری جرأت کو سلام

میرے دوستو! ایک وقت ایسا آیا کہ انگریز نے گولی کا حکم دے دیا اور وہ لوگ کہتے تھے کہ حسین احمدؒ اسٹیج پر نہیں آئے گا کراچی کی خلافت کانفرنس ہے تحریک خلافت چلی ہوئی ہے کراچی کی خلافت کانفرنس میں ۹ لاکھ کا اجتماع ہے سید حسین احمدؒ مدنی کفن بغل میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لے کر اسٹیج پر آ گیا چاروں طرف انگریز کی توپیں لگی ہوئی ہیں حسین احمد مدنیؒ کو گولی کا حکم ہے جبکہ سید حسین احمد مدنیؒ اسٹیج پر آتے ہیں اور انگریز کو خطاب کر کے کہتے ہیں اور اس کی توپوں کو بلبل سے تشبیح دے کر کہتے ہیں اور اس کی توپوں کے گولوں کو گلوں سے تشبیہ دے کر کہتے ہیں۔

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل

تصویر کا دوسرا رخ دیکھو، کتاب اٹھا کر، جب لوگوں نے یہ سنا تو آدھا گھنٹہ تک لوگ جوش میں نعرے لگاتے رہے سید حسین احمد مدنیؒ نے کہا او انگریز

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے؟

میرے بھائیو! شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ نے انگریز کو خطاب کر کے کہا کہ

کھلونا سمجھ کر نہ برباد کرنا
ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں
فرنگی کی فوجوں میں حرمت کے فتوے
سردار چڑھ بھی گائے ہوئے ہیں
شجر آزادی خون دے کر سجا
پھل اس کے پکنے کو آئے ہوئے ہیں

اے شیخ مدنیؒ تیری استقامت کو سلام

میرے بھائیو! یہ بڑے لوگ تھے انہوں نے انگریز کا مقابلہ کیا اس حسین احمد مدنیؒ نے چار سال تک مالٹا کی جیل کاٹی ہے اور جب گھر کے ۱۱۹ افراد کا انتقال ہو گیا میں تو بڑا حیران ہوتا ہوں کیا مستقل مزاج لوگ تھے۔

میرے بھائیو! جب گھر کے ۱۱۹ افراد فوت ہو گئے اور چار سال کے اندر جب آخری خط ان کو ملا تو گھر کے ۱۱۹ افراد کا نام پڑھ رہے ہیں، اور رونے کی بجائے کچھ لکھنے لگے جب ساتھیوں نے دیکھا کیا لکھتے ہیں؟ ایک شعر پہلے اپنے والد صاحب کو لکھا وہ شعر کیا تھا؟ سید حسین احمد مدنیؒ نے کہا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مسائل میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

میرے بھائیو! سید حسین احمد مدنیؒ نے ایک بڑا عجیب شعر لکھا جب دوسری دفعہ خط گیا کہ گھر میں کوئی فرد بشر زندہ نہیں ہے اور تم ابھی ابھی اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہو تو سید حسین احمدؒ نے اللہ کی تقدیر پر راضی ہو کر کہا

تیرے عشق میں کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

حسین احمد مدنیؒ کو برا کہنے والو مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے تھے کہ احمد علی کے دماغ میں وہ بات نہیں جو حسین احمد مدنیؒ کی جوتیوں میں ملتی ہے۔

اے شیخ مدنیؒ تیری فراست کو سلام

میرے دوستو! پروفیسر یوسف سلیم چشتی آج بھی لاہور میں موجود ہے وہ کہتا ہے کہ میں ساری زندگی سید حسین احمد مدنیؒ کو گالیاں دیتا رہا لیکن جب مشرق پاکستان کا واقعہ پیش آیا تو میرے سامنے سید حسین احمد مدنیؒ کی ایک بات آئی۔

وہ کہتے تھے کہ پاکستان دو نہ بناؤ ایک بناؤ تو وہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی حسین احمد کی قبر پر دیوبند میں گیا اور رو کر کہنے لگا حسین احمد مدنیؒ تیری فراست سچی تھی اور پھر اس کے بعد مولانا احمد علی لاہوری کے صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کی خدمت میں گیا اور کہنے لگا کہ حضرت کوئی ایسا حل بتاؤ کہ سید حسین احمدؒ کو جو میں نے برا کہا ہے وہ گناہ معاف ہو جائے۔

میرے دوستو! وہ لوگ بڑے اونچے تھے یہ ہمارے بعض حضرات حسین احمد مدنیؒ کو کالج کی چاردیواری اور یونیورسٹی کی چاردیواری سے آنے تک ان کا حدود اربع نہیں ہے جنہوں نے تاریخ کی غواصی کی ہے جس نے تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا ہے وہ حسین احمدؒ کو برا کہتے ہیں۔ چند کتابیں پڑھ کر اور چند ناؤنوں کی باتیں سن کر اور انہیں پتہ ہے کہ اتنا عظیم انسان اور انگریز سے ٹکرانے والا مجاہد اپنے علم و عمل کا بادشاہ، اپنے عزم کا مضبوط انسان،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے علوم و معارف کا مہر منیر۔

برصغیر کی پوری تاریخ میں کوئی نہیں گزرا اور مسلم قوم کو اس مجاہد تحریک آزادی پر فخر کرنا چاہئے۔

اے ابوالکلام آزادؒ تیری غیرت کو سلام

میرے بھائیو! ابوالکلام آزادؒ کو بعض لوگ برا کہتے ہیں ان کو بھی اپنی غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے ابوالکلام آزادؒ ایک پاکستان کی تقسیم کی رائے سے اختلاف کرنے والے کو تم غدار کہتے ہو تم ان کو غدار کیوں نہیں کہتے، جنہوں نے انگریزوں سے نقدی لئے، جنہوں نے انگریزوں کے جوتے چاٹے، جنہوں نے انگریزوں کے گھوڑوں کے خرخرے ملے، جنہوں نے انگریزوں سے نونو سو مربے الاٹ کروائے وہ تو غدار نہیں ہیں اور وہ ابوالکلام آزادؒ جو ایک رائے سے اختلاف کرنے والا اس پر الزامات اور اس کی تفسیر کو بھلا دیا جاتا ہے۔

خدا کی قسم! ابوالکلام آزاد کے الہلال نے ہندوستان میں آزادی کی وہ روح بخشی تھی جس کی مثال نہیں ملتی۔

ابوالکلام آزادؒ وہ ابوالکلام آزاد ہے جس کو کراچی کی جیل میں انگریز نے ڈال دیا تھا اور تین سال کے بعد اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو انگریز نے پیرول کی رہائی کا نامہ بھیجا کہ تین دن کے لئے رہا کیا جاتا ہے۔

ابوالکلام آزادؒ نے اس کے نامہ کہ پشت پر لکھ دیا تھا کہ او انگریز میں تیرے رعایت نامے کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں کل قیامت کے دن اپنی بیوی سے ملاقات کرلوں گا۔

ابوالکلام آزادؒ کو ایک آدمی نے دس ہزار روپیہ بطور انعام بھیجا کہ تو نے الہلال میں انگریز کا خوب مقابلہ کیا ہے۔

تو ابوالکلام آزادؒ نے وہ دس ہزار واپس کر دیا اور فرمایا کہ تجھے سمجھ نہیں آئی کہ تو میرے قلم کو خریدنا چاہتا ہے ابوالکلام آزادل کے قلم کو دنیا کی کوئی طاقت خرید نہیں سکتی ہے۔

میرے دوستو! یہ ابوالکلام آزادؒ جس کی وفات پر آج پاکستان کے کئی اخبار نویس کئی بے ضمیر ایڈیٹر جن کو ابوالکلام آزادؒ کے قلم سے سوارنا آیا ہے تو ان کو سوچنا چاہئے کہ وہ ابو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

الکلام آزادؒ جس کی قبر پر شورش کاشمیری گیا

میرے دوستو! شورش جس کے مزار پر گیا اور جا کر شورس کاشمیری نے بڑی عجیب بات کہی وفات کے بعد قبر پر گیا اور جا کر ابوالکلام کو خطاب کیا اور کہا

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستین نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے افک پر مہر مبین نہیں ہے
تیری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزین نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے زباں کا زور بیاں گیا ہے
اتر گئے کئی منزلوں کے چہرے میر کیا کارواں گیا ہے
مگر تیری مرگ نہ گہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
یہ کون اٹھا کہ دہر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے عوام پہنچے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

زمین کی رونق

میرے بھائیو! جب یہ شعر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو سنائے تو شاہ جی نے ایک گرہ ساتھ لگادی کہ

تو میرے خوابیدہ آنسو کو اے مرنے والے جگا چکا ہے
زمین کے تاروں سے ایک تارہ فلک کے تارں میں جا چکا ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
تیری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزین نہیں ہے

اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

استقبال رمضان المبارک

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

قابل صد احترام بزرگو اور دوستو! رمضان المبارک کا مہینہ ایک دو دن میں شروع ہو رہا ہے اور یہ بڑا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے، اور آپ کو معلوم ہے کہ اس مہینے کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے اور حضور ﷺ نے حدیث میں بھی بیان فرمائی ہے۔

اور بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو رمضان المبارک کا مہینہ ملتا ہے، اور اس مہینے میں وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں، یہ خوش نصیبی کی بات ہے، ورنہ کوئی علم نہیں پچھلے سال کتنے لوگ اس وقت یہاں تھے اور آج ان کا نام و نشان نہیں ہے، بات ہی ختم ہو گئی اور آئندہ سال پتہ نہیں ہم میں کون ہوگا یا نہیں۔

رمضان سے قبل حضور ﷺ کا خطبہ

حضور ﷺ نے شعبان کے آخری ایام میں خطبہ دیا، میں چاہتا ہوں کہ آج وہ حضور ﷺ کا خطبہ آپ کو سناؤں کہ آج شعبان کے آخری ایام ہیں اور جو خطبہ حضور ﷺ نے امت کو، دیا میں وہ خطبہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، حضور ﷺ ن ے فرمایا یہا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

الناس اے لوگو قد اظلکم شھر عظیم تمہارے اوپر ایک رحمتوں والا مہینہ سایہ کررہا ہے اور اس مہینے میں نفل فرضوں کے برابر ہو جائیں گے اور ایک فرض کا درجہ ستر فرضوں کے برابر ہو جائے گا۔

وھو شھر الصبر یہ صبر کا مہینہ ہے، یہ بدلہ کا مہینہ ہے، یہ رحمت کا مہینہ ہے، یہ برکت کا مہینہ ہے، یہ عظمت کا مہینہ ہے۔ (رواہ بیہقی فی شعب الایمان)

اولوگو اس مہینے کی تیار کرو، اس مہینے کی تیاری کیا ہے کہ اپنے اوقات کو بدلو، اپنے وقت کو بدلو، اس مہینے میں ایک نیکی کا ثواب ستر نیکیوں کے برابر ہوگا۔

روزے کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود دیں گے

اے دنیا کے لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا بدلہ میں نے مقرر کر دیا ہے، فرشتوں کو کہہ دیا ہے کہ تم فلاں نیکی کا بدلہ دو گے، لیکن یہ ایسا برکتوں والا مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خدا خود اس کا بدلہ عطا کروں گا۔ (ترمذی، کتاب الصوم باب ماجاء فی فضل الصوم حدیث نمبر ۷۶۴)

یہ بڑی عظمت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں روزہ کا بدلہ خود دوں گا اور ہر چیز میں دکھلاوا ہو سکتا ہے۔ نماز میں دکھلاوا، حج میں دکھلاوا، زکوٰۃ میں دکھلاوا، روزہ میں دکھلاوا...... لیکن روزے میں کیا دکھلاوا ہے کہ آدمی بھوکا ہے، اگر اس نے نہ کھایا ہے، نہ پیا ہے تو اس میں دکھلاوا کیا ہوگا؟ اس کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانی

رمضان المبارک میں جنگ بدر ہوئی، سخت گرمی کا موسم تھا، لیکن صحابہ کرامؓ روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ لڑتے تھے، روزہ رکھ کر تلواریں چلاتے تھے، روزہ رکھ کر دن کے وقت لڑتے اور رات کا وقت عبادت میں گزارتے تھے۔

افطاری کا اجر وثواب

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اس مہینے میں جو آدمی کسی کی افطاری

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کرائے گا، اس کو اس روزے دار کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے روزہ رکھا اس کے ثواب میں سے بھی کچھ کم نہیں کیا جائے گا، جتنا ثواب اس کا ہے اتنا ہی اس کا ہے۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس تو اتنی گنجائش نہیں کہ ہم لوگوں کو افطاریاں کرائیں، غریب لوگ ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ افطاری کرانے کیلئے ضروری نہیں کہ آپ کھانا کھلائیں، اے اللہ کے نبی ﷺ کیا کھلائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک لسی کا گھونٹ پلا دے تو اس روزے کے برابر ثواب، یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے، ایک لسی کا گھونٹ پلا دے، آسانی فرما دی، یا کھجور کا ایک دانہ دے کر افطاری کراؤ گے تو جتنا ثواب روزہ رکھنے والے کو ملے گا، اتنا ہی ثواب تمہیں ملے گا، رحمت کتنی ہے؟

رمضان کے تین عشرے

حضور ﷺ فرماتے ہیں، لوگو، رمضان کے مہینہ کے تین حصے ہیں، پہلا عشرہ رحمت کا عشرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت کو عام کر رہے ہیں اور دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اور تیسرا عشرہ نجات کا ہے، نجات ہی نجات ہے۔ اس مہینے میں شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں، اس میں شیاطین کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔

جنت کے دروازے گناہگار امت کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، یہ میرے نبی کا خطبہ ہے جو آپ ﷺ نے شعبان کے آخر میں صحابہ کرامؓ کو دیا۔ تو اس مہینے میں مجھے اور آپ کو کیا کرنا ہے؟ چپ کر جانا ہے، خاموشی اختیار کرنی ہے، یا اس کیلئے ہم نے کوئی تیاری کرنی ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

رمضان کے دو اعمال

رمضان المبارک میں دو چیزیں ہیں، ایک ہے روزہ رکھنا اور ایک ہے تراویح پڑھنی، کئی لوگ ایسے ہیں کہ جو روزہ رکھتے ہیں اور تراویح نہیں پڑھتے، کئی ہیں کہ جو نماز نہیں پڑھتے، روزہ رکھتے ہیں، یہ بڑی بری بات ہے، یہ بھی کوئی بات ہے کہ ایک آدمی کو میں کہوں کہ یہ ایک بوری ہے تو یہاں بیچے گا تو دس روپے نفع ہوگا، اگر یہی بوری فیصل آباد بیچے گا تو بیس روپے نفع ہوگا، تو وہ بوری اٹھا کر فیصل آباد لے جائے گا، بس پر رکھے گا اور خرچہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

برداشت کرے گا، دس روپے کے بدلہ میں سارا دن لگائے گا مجھے دس روپے نفع زیادہ مل جائے گا۔

ثواب ستر گنا بڑھ گیا

تو حضور ﷺ نے فرماتے ہیں کہ رمضان سے پہلے تو نفل پڑھے گا، تو ایک نفل کا ثواب، رمضان میں نفل پڑھے گا تو ستر کا ثواب، رمضان سے پہلے ایک روزہ رکھے گا تو ایک کا ثواب، لیکن رمضان کے ایک روزے کا ثواب ستر کے برابر نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ رمضان کا روزہ رکھنا اتنا بڑا ثواب رکھتا ہے کہ ساری زندگی روزے رکھو تو رمضان کے ایک روزے کا ثواب نہیں مل سکتا، کتنی بڑی برکت ہے اور ہم لوگ غفلت میں پڑے ہیں، روزے کا کوئی پتہ نہیں، رمضان کا کوئی پتہ نہیں، تراویح کا کوئی پتہ نہیں، کوئی احساس نہیں۔

میں بیمار ہوں، جب دوکان پر بیٹھا ہے تو اس وقت بیماری یاد نہیں آتی، پیسے کماتا ہے تو بیماری یاد نہیں آتی، بازار میں پھرتا ہے تو بیماری یاد نہیں آتی، روزے کی بات آئے تو کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ مجھے شوگر ہے، تجھے شوگر ہو گئی ہے، تجھے پیسے بٹورنے کیلئے شوگر نہیں ہے، تجھے سونا چاندی جمع کرنے کیلئے شوگر کوئی نہیں، تجھے پیسے لوٹنے کیلئے شوگر کوئی نہیں، بازار میں پھرنے کیلئے شوگر کوئی نہیں اور تم سے کوئی کہے کہ تم اتنا منافع لے لو، تم نے میرے پاس آنا ہے، دھوپ میں چل کر گاؤں میں تو جائے گا منافع کیلئے، اس وقت شوگر نہیں ہوتی، لیکن روزے کے وقت تجھے شوگر آئی ہے، کچھ خیال تو کر، اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

ابن فیصل کی افطاری

حضور ﷺ نے فرمایا، یہ رحمت کا مہینہ ہے اور اس مہینے میں خیرات کا ثواب بڑا ملتا ہے، سخاوت کا ثواب بڑا ملتا ہے۔ میں کئی سال پہلے مدینہ منورہ گیا تو میں نے مکہ مکرمہ میں ایک شہزادہ ہے شاہ فیصل کا لڑکا، امیر عبداللہ فیصل، اب تو بوڑھا ہو گیا ہے، اس کے دستر خوان پر بیٹھا، رمضان کا مہینہ ہے، تو جب افطاری کا وقت آیا، تو اس کا جو دستر خوان تھا، اس پر تقریباً دو تین سو آدمی تھے۔ دستر خوان پر بیٹھے افطاری کیلئے اس نے کسی چیز کا انتظام نہیں کیا۔ زمزم کا پانی اور ایک ایک کھجور دی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں نے سمجھا کہ یہ شہزادہ تو بڑا کنجوس ہے، لیکن ہم جس وقت نماز پڑھ کر واپس آئے تو سارا دستر خوان کھانے سے بھرا ہوا تھا، میں کھانے کے بعد اس کے قریب ہوا، میں نے اس سے کہا کہ میں اس کام سے آیا ہوں، کام کیا تھا کہ شاہ فیصل پر میں کتاب لکھ رہا تھا، اس کیلئے مجھے کچھ معلومات چاہئے تھی اور بعد میں وہ کتاب چھپی چھ سو صفحات کی کتاب ہے، تو ان دنوں میں وہ کتاب لکھ رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ کتاب کا کام ہے۔

ابن فیصل اور رمضان کا معمول

تو اس شہزادے نے ایک بڑی عجیب بات کہی، اس نے کہا کہ میں رمضان المبارک میں کسی اور بات کا جواب نہیں دیتا، رمضان میں بات صرف رمضان کی کرو، روزے کی بات کریں، تراویح کی بات کریں، اور اس کے بعد میں نے صبح کو دیکھا کہ لوگ چار پانچ بوریاں ریالوں کی لائے، باہر قطار لگی ہوئی ہے اور ہر ہر آدمی کو دس دس پانچ پانچ نوٹ مل رہے ہیں، روپے مل رہے ہیں اور رات کو تراویح میں اس طرح اور افطاری میں اس طرح اور سحری میں اس طرح اور سارا دن پیسے لٹا رہے ہیں۔

• وہ کہنے لگا کہ رمضان المبارک میں سعودی جو ہیں، سعودی عرب کا رہنے والا بدو باشندہ وہ حج کرنے کم جاتا ہے، لیکن رمضان المبارک میں خانہ کعبہ ضرور جاتا ہے۔

ایک عربی کا معمول

میں جدہ سے ایک گاڑی میں بیٹھا بس تھی ائیر کنڈیشنڈ، تو میرے ساتھ ایک آدمی سعودی تھا، میں نے اس سے عربی میں کہا کہ تم کہاں سے ہو، اس نے کہا کہ میں ریاض سے ہوں۔ ریاض مکہ سے تقریباً بارہ تیرہ سو کلو میٹر ہے، بہت دور ہے تو کہنے لگا کہ میں وہاں سے آیا ہوں، تو میں نے کہا کہ یہ تو بڑا سامان ہے، کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میں وہاں بہت بڑا کاروباری آدمی ہوں، میری دکان ہے، بہت بڑی دکان ہے اور روزانہ ایک لاکھ پاکستانی میں سیل کرتا ہوں، لیکن رمضان المبارک میں میں نے کبھی دکان نہیں کھولی۔

رمضان کی یکم کو میں خانہ کعبہ آجاتا ہوں اور عید پڑھ کر میں اپنے گھر جاتا ہوں، ایک لاکھ روپیہ میں روزانہ سیل کرتا ہوں، لیکن رمضان میں میں کہتا ہوں کہ فروخت کو چھوڑو،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ کو یاد کرو، اللہ کو راضی کرو۔

کہتا ہے کہ خانہ کعبہ کے اردگرد جتنے بھی رمضان گزرتے ہیں، ان میں کوئی شہزادہ ہوتا ہے، کوئی عالم ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ سارا سال جو مرضی کرو، لیکن رمضان میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرلو، بس یہ مہینہ ہے۔

گیارہ مہینے کاٹنے کے ایک بونے کا

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات مجھے بڑی پسند آئی، انہوں نے لکھا کہ رمضان کا مہینہ یہ بونے کا مہینہ ہے اور گیارہ مہینے کاٹنے کے مہینے ہیں، رمضان میں عبادت زیادہ کرو گے، تو گیارہ مہینے میں زیادہ عبادت کی توفیق ملے گی۔ رمضان میں عبادت نہیں کرو گے تو سارا سال عبادت کی توفیق نہیں ملے گی، رمضان میں جتنی نیکی کرو گے، اللہ اتنی سارا سال نیکی کا موقع عطا کرے گا۔

اور ہمارے ہاں نہ روزے کا پتہ، نہ تراویح کا پتہ، اور ہوں میں مسلمان، ماشاء اللہ نبی ﷺ کے امتی ہیں، پیغمبر ﷺ کے ماننے والے ہیں، عاشق رسول ہیں، نبی ﷺ سے محبت ہے، محبت سنبھالی نہیں جاتی، پیغمبر ﷺ نے روزہ رکھا، ہم نے نہیں رکھا، نبی ﷺ نے تراویح پڑھی، ہم نے نہیں پڑھی۔

صوم کا معنی

الصوم روزے کا کیا معنی ہے؟ روزے کا معنی سمجھیں، صوم عربی کا لفظ ہے، ص، و! ورم، یہ لفظ ہیں۔ صوم اور صوم کس کو کہتے ہیں، صوم عربی زبان میں کہتے ہیں، صوم کا معنی ہے، رکنا یا روکنا اور جب آدمی کہتا ہے کہ تو نے روزہ رکھا، اس کا مطلب ہے کہ تو رک گیا ہے، کس چیز سے؟ کھانے سے، پینے سے، جماع سے، اس کو مباشرت بھی کہتے ہیں، میاں بیوی کے جو تعلقات ہوتے ہیں جماع، اس سے رکنے کو صوم کہتے ہیں، ان تین چیزوں سے رکنا، منہ کو کھانے سے روکنا اور پینے سے روکنا اور اپنے آپ کو جماع سے روکنا، اس کا معنی ہے روزہ۔

روزے کی فلاسفی

اب یہ تو ہو گیا منہ کا روزہ، لیکن حدیث میں آتا ہے کہ روزہ ہر چیز کا ہو گا، روزہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہاتھ کا بھی ہوتا ہے، روزہ پاؤں کا بھی ہوتا ہے اور روزہ آنکھوں کا بھی ہوتا ہے، روزہ کانوں کا بھی ہوتا ہے، روزے کی فلاسفی کیا ہے؟

روزے کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی ہر چیز کو روک دے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا، تو آنکھوں کو غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے روکے، زبان کو چغلی سے روکے، کانوں کو گانے بجانے اور غلط باتوں سے روکے، پاؤں کو برائی کی طرف جانے سے روکے، ہاتھوں کو بری چیز پکڑنے سے روکے، منہ کو کھانے پینے سے روکے، شرم گاہ کو جماع سے روکے۔

اب دیکھو کہ ان ساری چیزوں کو جو آدمی روک دیتا ہے، ہاتھ کا روزہ، پاؤں کا روزہ، آنکھوں کا روزہ، جب ساری چیزیں رک جاتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے میرے لئے ہر چیز کو روکا، اب میں نے تیرے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا فرمایا یایھا الذین امنو اکتب علیکم الصیام اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کر دیئے گئے، کیسے؟ فرمایا کما کتب علی الذین من قبلکم جس طرح تم سے پہلے امتوں پر روزے فرض کئے گئے۔ اسی طرح امت محمدیہ پر بھی روزے فرض کر دیئے گئے۔

روزہ کوئی مشکل چیز نہیں، ناشتے کے وقت تو روٹی کھاتا ہے اور پھر شام کو روٹی کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ناشتے سے ذرا پہلے، یعنی نماز سے پہلے کھانا کھالیا کر اور ادھر مغرب کے بعد کی بجائے غروب آفتاب کے وقت کھانا کھالیا کر، اور اتنے درمیانی وقت میں تو اپنے آپ کو پینے سے روک لیا کر، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بہت بڑا انعام عطا فرمائے گا۔

روزہ علاج ہے بیماریوں کا

ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ بہت ساری ایسی بیماری ہیں کہ جن کا علاج ہی روزہ ہے، دل کی صفائی کر، روزہ رکھ، روزہ رکھنا انسان کی صحت کیلئے بھی مفید ہے اور روزہ رکھنا نفسانی خواہشات کیلئے بھی مفید ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا، کہنے لگا کہ مجھے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہوت آتی ہے، مجھے برے خیالات بہت آتے ہیں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو روزہ رکھا کر۔ وہ روزہ رکھتا رہا، اس کی دل کی ساری برائی ختم ہوگئی۔ جس وقت آپ کا پیٹ کچھ وقت کیلئے خالی رہے گا آپ کو بھوکوں کا احساس ہوگا کہ بھوکے کس طرح رہتے ہیں، پیاسوں کا احساس ہوگا، اسلام میں روزہ کے ذریعہ سے تکلیف پہنچانا مقصود نہیں ہے، بلکہ اسلام مشقت سکھاتا ہے، اسلام تکلیف اٹھانے میں صبر سکھاتا ہے، اسلام کہتا ہے کہ اگر تو بہت زیادہ امیر ہے تو تجھے غریب کا احساس ہونا چاہئے اور اگر تو پہلے سے غریب ہے تو پھر تجھے کفایت شعاری ملے گی اور پھر تجھے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا مقع ملے گا۔ جب بھوکا رہ کر تو خدا کو یاد کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے، ویسے ہی کوئی چیز کسی کو دے دے، خیرات کر دے، عطیہ کر دے تو یہ ثواب ہے۔

سنت پر عمل کرنا ثواب اور حصول جنت

بلکہ اسلام تو ایسا مذہب ہے کہ جس میں اپنے بچوں کو کھلانے کا بھی ثواب ہے، غیر کسی کو دینا کہ آپ خیرات کریں، آگے خیرات کریں، زکوٰۃ ادا کریں، یہ ثواب ہے ہی، یہ تو ثواب کی باتیں ہیں، لیکن یہ بھی ثواب ہے کہ آپ اپنی اولاد کی تربیت کریں، اولاد کو کھلائیں، اسلام تو ایسا مذہب ہے کہ جس میں پیشاب کرنا اور قضائے حاجت سے فارغ ہونا بھی ثواب ہے، اگر ہم قضائے حاجت سے فارغ حضور ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوں۔

حضور ﷺ کا حکم ہے کہ دائیں پاؤں سے اندر جاؤ، بائیں پاؤں سے باہر نکلو، جانے سے پہلے یہ دُعا پڑھو اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اور آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو رہے ہیں، آپ کی انسانی اور بشری ضرورت ہے تو بشری ضرورت کو پورا نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا، نبی ﷺ بھی راضی ہوگا، کام اپنا کر رہے ہیں اور خدا کو راضی کر رہے ہیں۔

روزے کا مقصد

یا یھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم اے ایمان والو، رمضان کے روزے تم پر فرض کر دیے گئے، صرف تم پر یہ روزے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فرض نہیں کئے گئے، بلکہ پہلی تمام امتوں پر روزے فرض کئے گئے۔

اے اللہ! یہ روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ فرمایا لعلکم تتقون تا کہ تمہارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے، روزہ اللہ تعالیٰ کے خوف کے لئے، اللہ تعالیٰ کے ڈر کیلئے، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے رکھا جاتا ہے، روزہ رکھنا نہ کوئی نمائش ہوتی ہے، نہ کوئی عیش ہوتی ہے، نہ کوئی مجبوری ہوتی ہے کہ جس کو پورا کرنے کیلئے آدمی یہ سمجھتا ہے کہ چلو میں روزہ رکھوں۔

یہ ہے خوف خدا

میرے دوست! خدا نے فرمایا کہ روزہ رکھ کر تجھے بھوک کا احساس ہوگا، تجھے پیاسے کا احساس ہوگا، تیرے دل میں نور پیدا ہوگا، تیری صحت درست ہوگی، تو اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بن جائے گا، تو غسل خانے میں داخل ہو گیا، وہاں تجھے دیکھنے والا کوئی نہیں، ٹھنڈے پانی کا فوارہ موجود ہے، ٹھنڈے پانی کی ٹونٹی موجود ہے، لیکن اس وقت تجھے کوئی بھی دیکھنے والا نہیں، پیاس اور دھوپ سے نڈھال ہو کر غسل خانے میں آتا ہے اور ایسے موقع پر کہ کسی کے نہ دیکھنے کے باوجود تو نہیں پیتا ہے، کیوں؟

قرآن کہتا ہے یا یھا الذین امنو کتب علیکم الصیام اے ایمان والو تمہارے اوپر روزے فرض کر دیئے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف اور اللہ تعالیٰ کے ڈر کا پتہ تو اس وقت چلتا ہے کہ سارا دن آدمی دھوپ میں پھرتا ہے، بازار میں پھرتا ہے، دوپہر کا وقت آتا ہے، غسل خانے میں داخل ہو جاتا ہے، کوئی دیکھنے والا پاس نہیں اور وہاں جس وقت یہ غسل کرتا ہے، اس کا دل تو کہتا ہے کہ میں پانی کا ایک گھونٹ پیوں، اس کے باوجود اس کے دل میں آتا ہے کہ میرا خدا دیکھ رہا ہے، جس وقت اس کے دل میں یہ بات آئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی یہ ادا اتنی پسند ہے کہ میں عرش پر اس سے راضی ہو جاتا ہوں' اپنے پیٹ کیلئے اس نے مجھے یاد رکھا کہ ٹھنڈا پانی اس نے چھوڑ دیا۔

مسئلے کی بات

کئی آدمی غلطی سے پی لیتے ہیں، غلطی سے ہو جائے تو اور بات ہے، اندر داخل ہوئے اور غلطی سے پی لیا، بعد میں سوچا کہ پتہ نہیں اللہ کو پتہ چلا کہ نہیں، یہ خیال کرنا یہ کفر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، وہ خدا کہ جو تیری ہرادا سے واقف ہے، تیری نیت سے واقف ہے اس خدا کو تیرے غسل خانے میں داخلے کا نہیں پتہ؟

اور اسلام انسانیت کی کس طرح مدد کرتا ہے، ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی اور بہت پیاس بھی، کمزور تھا، وہ پانی پینے لگا تو میں نے اس کو کہا کہ تیرا روزہ نہیں، اس نے کہا کہ مجھے یاد نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تجھے اس کو روکنا نہیں چاہئے، اگر وہ بھول کر پی لیتا تو اس کا روزہ ٹوٹتا نہیں تھا، اس کا کمزور ہونا تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی، دیکھو کتنی بڑی غنیمت ہے، لیکن بات نیت کی ہے، یہ نہیں ہے کہ تم گھر والوں سے کہو کہ میں روزہ توڑ رہا ہوں، مجھے کوئی نہ روکے، آپ گھر میں داخل ہوں تو کسی کو پتہ نہ چلے، یہ تو اتفاقی بات ہے بھول کر ایک آدمی روزہ توڑ لیتا ہے، یا بھول کر پانی پی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بخاری ومسلم)

اور بعض آدمی کلی کرتے کرتے، او ہو مولوی صاحب یہ کلی کرتے کرتے غلطی سے اندر پانی چلا گیا، جان بوجھ کر پتہ تو تھا کہ روزہ ہے۔ تو روزہ عظمت کی بات ہے، اس کی تیاری کرو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے شعبان میں خطبہ دیا کہ لوگو تیار ہو جاؤ، رحمت کا مہینہ تم پر آرہا ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ قرآن کی دولت ملی

میرے بھائیو! آؤ اکابرین کی بات بتاؤں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مکتبہ فکر سے وابستہ کیا ہے کہ جس میں ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ دوران قید انگریز، شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ میں حافظ چاہتا ہوں تراویح کیلئے، تو مولانا حسین احمد مدنیؒ قرآن کے حافظ نہیں تھے۔ عالم تھے، انہوں نے کہا کہ میں قرآن یاد کرتا ہوں، آپ دُعا کریں وہ روزانہ ایک پارہ حفظ کرتے تھے۔ رات کو تراویح میں سناتے تھی، ایک مہینے میں قرآن حفظ کیا ہے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک مہینے میں قرآن حفظ کیا ہے، کتنا اونچا مقام ہے ایک مہینے میں قرآن حفظ ہو رہا ہے، پورا سمندر سینے میں جا رہا ہے، رمضان کا مہینہ ویسے ہی رحمتوں کا مہینہ ہے، اس مہینے میں ہر انسان کو چاہئے کہ وہ خدا سے مانگے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث منبر

حضورﷺ کی ایک حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہؓ اس کے راوی ہیں۔ حضورﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت مسجد میں موجود ہے، جمعے کا وقت آچکا ہے، خطبے کا وقت آچکا ہے، حضورﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے، آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ فرمایا آمین، دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو حضورﷺ نے فرمایا آمین، تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو حضورﷺ نے فرمایا آمین!

حضورﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، نماز جمعہ کے بعد صحابہ جمع ہو گئے، فرمایا یا رسول اللہﷺ! آج مسجد میں تمام صحابہ کرامؓ نے یہ منظر دیکھا کہ آپ نے تینوں سیڑھیوں پر قدم رکھ کر فرمایا آمین! اے اللہ کے رسولﷺ کیا ماجرہ ہے؟

حضورﷺ نے فرمایا کہ جس وقت میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور جبرائیل امین علیہ السلام نے آ کر فرمایا، اے اللہ! کے رسول اس آدمی کو اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کرے کہ جس نے اپنی زندگی میں اپنے والدین کو پایا اور والدین کی خدمت کر کے اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی نہ کر لیا۔ حضورﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا آمین!

اور جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل امین علیہ السلام نے دُعا کی اے اللہ کے نبیﷺ جو آپ کا نام محمدﷺ سنتا ہے اور پھر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتا۔ اس کو اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا۔ آمین!

جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا کہ وہ آدمی جو رمضان کا مہینہ پاتا ہے اور خدا کے سامنے رو کر، خدا کے سامنے معافی مانگ کر اس رحمتوں کے مہینے میں، خدا کی رحمت کے دروازے سے حصہ وصول کر کے جنت نہیں لے لیتا۔ اس پر لعنت برستی رہے، وہ تباہ و برباد ہو جائے، حضورﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا، آمین! (ترمذی شریف)

میرے دوستو! جس دعا پر پیغمبرﷺ آمین کہے اور بدعا جبرائیل امین کرے اور مسجد نبوی میں بدعاء کرے، بتاؤ اس بدعاء کی قبولیت میں کیا شک ہے کہ جو آدمی ماں باپ کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >>   https://t.me/pasbanehaq1

خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، جو آدمی رمضان کا مہینہ پائے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے رب کو راضی نہ کر لے، حضور ﷺ نے اس پر بھی لعنت فرمائی اور جس نے نبی ﷺ کا نام سن کر درود نہیں پڑھا، اس پر بھی اللہ تعالیٰ لعنت ہے۔

رحمت کا سیزن

میرے دوست! بدعا، جبرائیل کرے اور آمین پیغمبر ﷺ کہے۔ اس بدعاء کی قبولیت میں کوئی شک نہیں، جتنا مرضی تیرا کاروبار ہے، تو کاروبار کرتا ہے، دکان کرتا ہے، ملازمت کرتا ہے، آفیسر ہے، چوہدری ہے، لیکن یاد رکھ رحمت کا مہینہ آج تیرے دروازے پر آچکا ہے، ایک دودن میں رحمت کا دروازہ کھل رہا ہے، اک دودن میں شیاطین قید کر دیئے جائیں گے، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے، رحمت کو عام کر دیا جائے گا، ساری دنیا کی چیزوں کو چھوڑ دے۔ رمضان کا مہینہ دوبارہ میسر آئے گا کہ نہیں، پتہ نہیں زندگی باقی ہوگی کہ نہیں، ایکسیڈنٹ میں دنیا مرجاتی ہے، بیماریوں میں لوگ مرجاتے ہیں، پتہ نہیں یہ مہینہ دوبارہ زندگی میں آتا ہے کہ نہیں، دکان بن جائے گی، کاروبار بن جائے گا، پیسہ بن جائے گا، دنیا کی دولت بن جائے گی۔

لیکن جس نے قبر میں کام دینا ہے، حشر میں جس دولت نے کام دینا ہے وہ دولت تو تجھے نہیں مل سکتی، سب کچھ چھوڑ دے، کاروبار میں تبدیلی پیدا کرو، جو آدمی دکان پر دس گھنٹے دیتا تھا، رمضان میں کم از کم اللہ تعالیٰ کی عبادت پر چار گھنٹے صرف کرے، چھ سات گھنٹے تبدیلی ضرور آنی چاہئے، اگر تبدیلی نہیں آئے گی تو کیا فائدہ ہے رمضان کا، پھر تو وہ لعنت اور پھٹکار والی بات ہے، کہ رمضان میں خدا کو یاد کر کے راضی نہیں کرتا، اگر مسجد میں آپ پانچ دفعہ آتے ہیں تو آپ کو سات مرتبہ آنا چاہئے، تہجد میں بھی آنا چاہئے، تراویح میں بھی آنا چاہئے، اس کے علاوہ بھی تلاوت کیلئے آنا چاہئے۔

اگر آپ صرف جمعہ میں آتے ہیں، تو اب آپ کو پانچ نمازوں میں بھی آنا چاہئے، آج عہد کرو کہ ہم نے اس رمضان میں قرآن کی تلاوت بھی کرنی ہے، تراویح بھی نہیں چھوڑنی، جماعت کی نماز بھی نہیں چھوڑنی، روزہ بھی نہیں چھوڑنا، سب عہد کریں،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رحمت کا مہینہ آرہا ہے، اپنے پروگرام میں تبدیلی پیدا کریں۔

اور اللہ تعالیٰ کسی کی دعا رائیگاں نہیں جانے دیتے، رمضان میں ہر چیز مانگو، جودُعائیں تمہاری اٹکی ہوئی ہیں وہ ضرور مانگو، دُعا مانگو تو سہی، اللہ تعالیٰ کے آگے رووُ اور گڑ گڑاوُ تو سہی، گناہوں کی معافی تو مانگو، اولاد کو مسجد میں لاوٗ، اولاد کو اللہ تعالیٰ کے دین پر لگاوٗ، اولاد کو قرآن پڑھنے پر لگاوٗ، بہت بڑا اجر ہے، ثواب ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی دُعا سنتا ہے، ہر وقت سنتا ہے۔

قبولیت دُعا کا واقعہ

میرے دوستو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ یاد آیا۔ قبولیت دُعا اللہ تعالیٰ کی پکار کا، قارون خزانے کا وزیر تھا، فرعون کا وزیر قارون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ میں چچازاد بھائی تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ غریب لوگوں پر پیسہ خرچ کیا کرو، زکوٰۃ دو، نماز پڑھو، اس دور میں تین نمازیں فرض تھیں، زکوٰۃ بھی فرض تھی، تو قارون لوگوں سے یہ کہتا تھا کہ دیکھو پہلے کہتے تھے پڑھو، اب ہم سے زکوٰۃ بھی مانگتا ہے اور زکوٰۃ لیکر اس نے پتہ نہیں کھا جانی ہے یہ جو لفظ ہیں، یہ نہیں حدیث میں، تو اس نے کہا کہ پتہ نہیں یہ ہم سے کس لئے زکوٰۃ مانگتا ہے کہ اس کو کھائے گا۔

تو قارون کے باشندوں نے کہا کہ کوئی ایسا کام ضرور کرو جس سے نعوذ باللہ موسیٰ علیہ السلام کی بدنامی ہو اور آئندہ موسیٰ علیہ السلام لوگوں کے سامنے بات نہ کر سکے۔ یہ جو کہتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا، کوئی ایسا چکر تو چلاوٗ جس سے اس کو اس معاشرے میں بدنام کیا جائے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کیلئے قارون نے ایک نیا ہتھکنڈہ استعمال کیا۔ ایک فاحشہ لڑکی سے کہا کہ تم موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگاوٗ کہ اس موسیٰ نے میرے ساتھ زنا کیا ہے؟ نعوذ باللہ اس لڑکی سے کہا ہم تمہیں اتنا انعام دیں گے۔ اس دور میں بہت ساری رقم انعام کی مقرر کر لی، عورت کہنے لگی کہ ٹھیک ہے اس سے کہا کہ بھرے مجمع میں تجھے اعلان کرنا ہے، عورت نے کہا کہ مجھے تو پیسہ چاہئے میرا تو پیشہ ہے، میں تو اس طرح

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کروں گی، تو قارون نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم ساری قوم آپکی دعوت قبول کرنے کیلئے تیار ہیں، آج حویلی میں، ہمارے گاؤں میں، ہمارے علاقے میں ہم دنیا کو جمع کرتے ہیں، آپ وہاں نصیحت کریں اور پیغام پہنچائیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو گئے، سینکڑوں، ہزاروں کا مجمع ہے، اس مجمع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تقریر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں، حاجت روا نہیں، نیکی کرو، نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکوۃ ادا کرو، برائی نہ کرو، بے ایمانی نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، زنا نہ کرو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شراب پیئے گا اس کو اسی کوڑے کی سزا ہے، جو زنا کرے گا اس کو اسی کوڑوں کی سزا ہے، جب یہ کہا کہ اسی کوڑوں کی سزا، تو ایک آدمی مجمع سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس نے کہا کہ زنا کی سزا کتنی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی کوڑے، تو اس نے کہا کہ آپ اگر زناء کریں تو آپ نے فرمایا کہ میری بھی اسی کوڑے سزا۔

تو اس نے کہا کہ آپ نے تو زنا کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، اس نے کہا کہ بالکل کیا ہے، ہمارے پاس گواہ موجود ہے اور جس سے زنا کیا ہے وہ عورت موجود ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ لاؤ، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس عورت کو لایا گیا، سینکڑوں آدمیوں کا اجتماع، مجمع لگا ہوا ہے، اللہ کا پیغمبر علیہ السلام کھڑا ہے اور انہوں نے عورت کو کھڑا کیا اور اس عورت کو کھڑا کر کے کہا کہ بتا اس موسیٰ علیہ السلام نے تجھ سے زنا کیا یا نہیں کیا، عورت کھڑی ہو گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے عورت تجھے اس خدا کی قسم ہے جسنے تجھے پیدا کیا ہے، سچی بات بتا، تھی وہ کافرہ عورت، لیکن جب اس کو خدا کی قسم دی گئی تو کہنے لگی کہ اے موسیٰ قسم کے بغیر پوچھتے تو میں وہی کہتی، جو انہوں نے کہا ہے، لیکن آپ نے قسم دے دی ہے، اب سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے مجھے اتنے پیسوں کا لالچ دیا ہے اور کہا ہے کہو کہہ دے کہ موسیٰ علیہ السلام نے زنا کیا ہے، میں بھرے مجمع میں کہتی ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے بھی پاک تھا، موسیٰ علیہ السلام آج بھی پاک ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بات ختم ہو گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اس قوم نے تیرے ساتھ زیادتی کی ہے، اب تو اس زمین کو حکم دے، اس قوم کے ساتھ جو سلوک تو کرانا چاہتا ہے یہ زمین وہ سلوک کرے گی، موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا اور اختیار اللہ نے دیا۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ اے زمین اس ساری قوم کو اسی جگہ پر نگل جا، اب دیکھو جب موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ نگل جا تو زمین پھٹنے لگی اور وہ قوم زمین میں دھنسنے لگی، ان کی ایڑھیاں زمین میں دھنس گئیں تو قوم چیخنے لگی اور ان کے ٹخنے اور ان کی پنڈلیاں ان کی ٹانگیں، پیٹ تک جب وہ دھنس گئے۔

تو موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہمیں بچا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے زمین جب تک میرا حکم نہ آئے بچانا نہیں، اے زمین دھنسا دے موسیٰ علیہ السلام بڑے غصے والے تھے، جاٹ قوم سے تعلق رکھتے تھے، کتابوں میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے بڑے تھے۔

تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں کوئی معافی نہیں، اب وہ قوم ساری کندھوں تک زمین میں آ گئی، تو پھر زمین کھڑی ہو گئی کیا حکم ہے؟ قوم رو رہی ہے، سینکڑوں دنیا رو رہی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں، ان کیلئے کوئی معافی نہیں، اب زمین پھٹ گئی، ساری قوم زمین میں دھنس گئی اور اوپر سے زمین بند ہو گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے نبوت کی عصمت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی اور ان کو سزا مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ قوم اتنی روئی اور تجھے ترس نہیں آیا۔

اے موسیٰ مجھے اپنی کبریائی کی قسم ہے کہ اگر ایک مرتبہ بھی مجھے پکار لیتی تو میں ضرور بچا لیتا۔ تو نے نہیں بچایا، تیرے سامنے روئی ہے، چلائی ہے، لیکن اے موسیٰ اس قوم پر تجھے ترس نہیں آیا، تو اس واقعہ نے ہمیں یہ بتایا کہ انسان رحم دل نہیں ہے، رحم دل خدا ہے، خدا اتنا رحم دل ہے کہ اس کو پکارنے کی ضرورت ہے، اس کو بلانے کی ضرورت ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے سامنے رونے کی ضرورت ہے، رو کر تو دیکھو۔

حضور ﷺ کی دُعا کی برکت سے

میرے بھائیو! ایک آدمی حضور ﷺ کو خدمت میں آیا اور آ کر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے دُعا کریں کہ میرا کاروبار اچھا ہو جائے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ کاروبار کے اچھا ہونے کی دُعا کوئی اچھی دُعا نہیں ہے تو دُعا یہ کرا کہ میرا خدا مجھ سے راضی ہو جائے، میری قبر اچھی ہو جائے۔

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قبر اور آخرت کی دُعا میں بعد میں کراؤں گا، میں بڑا مسکین ہوں، غریب ہوں، اور میرے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے، آپ میرے لئے دُعا مانگیں تو نبوت والے رحمت کے ہاتھ اٹھے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ اس آدمی کے کاروبار میں برکت کر دے۔

اب وہ گھر گیا، دُعا حضور ﷺ نے فرمائی، دُعا قبول ہوگئی، وہ کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ بکریاں تھیں، وہ میں نے رکھی ہوئی تھیں، چند دنوں کے بعد ان بکریوں نے بچے دیئے، پھر ان کے بچے ہوئے اور ڈیڑھ دو سال میں میری ساری حویلی بکریوں سے بھر گئی۔

عرب میں رواج ہوتا تھا کہ جس کے بکریاں اور ریوڑ ہوتا تھا وہی امیر شمار ہوتا تھا، آج کل تو امیر وہ ہوتا ہے جس کے پلاٹ زیادہ ہوں، کاروبار ہو، کارخانے ہوں، جس کا بینک بیلنس ہو، اور جس کا کاروبار چمکا ہوا ہو۔

تو عرب میں رواج یہ تھا کہ اس آدمی کو امیر سمجھتے تھے جس کی بکریاں زیادہ ہوں، بھیڑ زیادہ ہوں، بڑا کاروبار ہے تو ایک دو سال میں اتنی بکریاں ہوگئیں کہ حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ اسکے پاس اتنی بکریاں ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ جاؤ ثعلبہ سے جو صدقہ بنتا ہے وہ لے آؤ، بکریوں کا صدقہ نکالے، حضور ﷺ کا قاصد ثعلبہ کے پاس گیا، تو ثعلبہ درمیان میں بیٹھا ہے، اردگرد بکریاں ہیں، اونٹ ہیں، اور کاروباری لوگ کھڑے ہیں کسی سے بکریاں لے رہا ہے کسی کو دے رہا ہے، حضور ﷺ کا قاصد گیا۔ جا کر کہنے لگا ثعلبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بکریوں کا صدقہ دو، اس نے کہا کہ ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے تم کل کو آنا، جب دوسرے دن گئے تو کہنے لگا کہ وقت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آج بھی نہیں ہے، تیسرے دن صحابی گئے تو کہنے لگا کہ ابھی وقت نہیں ہے، حضور ﷺ کو میرا پیغام دو کہ جب میرے پاس وقت ہوگا تو میں خود صدقہ نکالوں گا۔

جس وقت حضور ﷺ کو تیسری مرتبہ صحابی نے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کرنے کیلئے صدقہ دینے کیلئے، میرے پاس وقت کوئی نہیں، تو حضور ﷺ نے اس بھری مجلس میں فرمایا ویح ثعلبہ، یاویح ثعلبہ، یا ویح ثعلبہ فرمایا ثعلبہ پر افسوس ہے، ثعلبہ پر افسوس ہے، ثعلبہ پر افسوس ہے۔

حضور ﷺ کی یہ بدعا ثعلبہ کو پہنچی، ثعلبہ روتا ہوا حضور ﷺ کے پاس آیا، کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ مجھے معاف کردیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے قاصد کو تو نے واپس کیا ہے یہ قابل معافی جرم نہیں ہے، مجھ سے دعا کراتا تھا اور میں نے کہا کہ صرف دنیا کیدعا نہ کرا تو نے کہا کہ میں دنیا کی دُعا کراتا ہوں، اب اللہ تعالیٰ کا فرض تیرے اوپر پڑا ہے اور تو کہتا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں، اتنی بات کہی، تو ثعلبہ کہتا ہے کہ میں پھر آؤں، یہ کہا اور چلا گیا، دوسرے دن نہیں، تیسرے دن نہیں آیا، اگر دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ آجاتا، معافی مل جاتی لیکن وہ تیسری مرتبہ نہ آیا۔

جس کا صدقہ نبی ﷺ نے نہ لیا

چند دنوں کے بعد حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے، حضور ﷺ کا جنازہ اٹھا، صدیق اکبرؓ کا دور خلافت آیا اور وہ ثعلبہ مدینے کا سب سے امیر آدمی بن چکا تھا، تو ثعلبہ ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ان کے دربار میں آیا اور آکر کہتا ہے امیر المومنین یہ صدقہ ہے، اس میں اتنے سو بکریاں ہیں، اتنے ہزار بھیریں ہیں، تو صدیقؓ نے فرمایا جس آدمی کا صدقہ رسول اللہ ﷺ نے واپس کردیا ہو، ابوبکرؓ وہ نہیں لے سکتا۔

حضرت عمر فاروقؓ کا دور آیا، ثعلبہ فاروق اعظمؓ کے دس سالہ دور میں ہر سال عمرؓ کے دربار میں آتا رہا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس کا صدقہ کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور ابوبکرؓ نے رد کردیا ہو، عمرؓ وہ نہیں لے سکتا، فاروق اعظمؓ کے دور کے آخری سال میں ثعلبہ جنگل میں روتا رہا، ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر دنیا سے چلا گیا، لیکن اس کا صدقہ وصول نہیں ہوا۔ جب مرا تو اس کی شکل تبدیل ہوگئی، لوگوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا قرض تھا اس کو ادا نہ کرنے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے جرم میں، اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوا، آمنہ کا لعل بھی ناراض ہوا، صدیقؓ بھی ناراض ہوا، عمرؓ بھی ناراض ہوا۔ (معارف القرآن جلد ۴، صفحہ ۳۳۵، اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۴)

فریضہ زکوٰۃ

میرے دوستو! یہ کتنا بڑا قرض ہے اس مجمع میں کتنے لوگ ہیں کہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ اپنے مال کی نکالی، آپ کو احساس ہوا، کہ ہم اپنے مال کی زکوٰۃ نکالیں، حضور ﷺ کی تین حدیثیں سناتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ، اپنے پیسے میں استعمال کرتا ہے، اس کا تمام مال حرام مال بن جاتا ہے۔

دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا، زکوۃ ادا کرو، یہ زکوٰۃ تمہیں آفات سے محفوظ کرے گی اور ایک حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے دن یہ زکوٰۃ کا مال جو اس نے جمع کر رکھا ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں زکوٰۃ نہ دی ہوگی، یہ سارا مال، ایک اژدھا سانپ بن کر اس کے سینے پر بیٹھ جائے گا اور اس کو ڈنگ مار کر کہے گا انا کنزک انا مالک میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا مال ہوں۔

اور قرآن کی اس آیت پر غور کرو، قرآن کہتا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ وہ لوگ جنہوں نے سونے اور چاندی کو تہہ بہ تہہ کر کے رکھ لیا و لا ینفقونھا فی سبیل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں انہوں نے زکوٰۃ نہیں نکالی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات نہیں کی۔

قرآن کہتا ہے فبشرھم بعذاب الیم ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو، اور ان کو یہ کہہ دو یوم یحمی علیھا فی نار جھنم قیامت کا دن ہوگا اور ان کے ماتھے پر مال لگا کر اس ماتھے پر ان کو داغا جائے گا فتکویٰ بھا جباھھم ان کی پیشانیوں کو داغا جائے گا وجنوبھم ان کی کمروں کو داغا جائے گا وظھورھم اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا۔

فرمایا ھذا ما کنزتم لا نفسکم آواز آئے گی یہی ہے تمہارا خزانہ فذوقوا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ما کنتم تکنزون یہ وہ خزانہ ہے، اس کا مزہ چکھو، پیسہ تو خدا نے دیا تھا، عقل تو خدا نے دی تھی، موقع تو خدا نے دیا تھا، کاروبار تو خدا نے دیا تھا، صحت تو خدا نے دی تھی، اگر تجھے خدا صحت نہ دیتا، کاروبار کیسے کرتا، اگر تجھے خدا جوانی نہ دیتا تو کاروبار کیسے کرتا، اگر تیرے کاروبار میں برکت نہ ہوتی، تو پیسے کو کیسے حاصل کرتا، اگر تجھے خدا پیسہ نہ دیتا تو کوٹھیاں کیسے بناتا، مال کیسے بناتا، دولت کیسے اکٹھی کرتا، عیش کیسے کرتا۔

آج ایک سال کے بعد اسی خدا کا حکم ہے کہ اس مال سے اڑھائی فیصد پیسے میرے راستے میں دے دے، میرے غریبوں کو دے دے، میرے یتیموں کو دے دے، میرے مدرسے کے طالب علموں کو دے دے، میرے محلے کی بیوہ عورتوں کو دے دے، لیکن تو اس دولت پر سانپ بن کر بیٹھ گیا، جو خدا نے تجھے دے رکھی ہے اور تجھے معلوم نہیں کہ تیرے محلے میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں کہ جن کو ایک وقت کا کھانا نہیں ملتا، جن کا کاروبار اچھا نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے اتنا پیسہ دیا ہے کہ تو عزت سے زندگی گزارتا ہے اور تیرے دماغ پر ایسا فتور سوار ہو گیا کہ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرض کو ادا کرنے کیلئے تیار نہیں۔

نہ تو خدا سے مانگے، رمضان کا مہینہ ہے اور نہ تو زکوٰۃ ادا کرے، کتنے پیسوں کی زکوٰۃ نکالی ہے آپ نے، زیورات کا حساب کرلیا ہے، چاندی کا حساب کرلیا ہے، پیسے کا حساب کرلیا ہے، کاروباری سامان کا حساب کرلیا ہے، کوٹھیوں کے حساب ہو گئے ہیں، دولت کا حساب جمع ہو گیا ہے، کاروبار تو آپ نے اکٹھا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرض کتنا بنتا ہے۔

زکوٰۃ کے معنی و مفہوم

زکوٰۃ عربی لفظ ہے، اس کے دو معنی ہیں، زکوٰۃ کا معنی ہے مال مفت دینا، اور زکوٰۃ کا دوسرا معنی ہے کہ مال کا بڑھنا، آپ زکوٰۃ دیتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ آپ کا مال بڑھ رہا ہے۔ آپ زکوٰۃ دیتے ہیں کہ گویا کہ مال مفت دیتے ہیں، یعنی آپ کسی کو زکوٰۃ دے کر یہ نہیں چاہتے کہ میری شہرت ہو، مجھے لوگ اچھا کہیں، اگر آپ نے یہ کہا کہ میری شہرت ہو اس پیسے کے بدلہ میں، تو آپ نے وہ مال مفت کیسے دیا، آپ نے تو شہرت کے بدلہ میں مال دیا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تو مال مفت دینے کو زکوٰۃ کہتے ہیں اور زکوٰۃ ایسے ادا کریں کہ محلے کو بھی پتہ نہیں چلے اور کسی کو بھی پتہ نہ چلے اور زکوٰۃ دینے کیلئے ضروری ہے کہ جب آپ زکوٰۃ دے رہے ہیں تو آپ کی نیت ہو کہ یہ زکوٰۃ ہے، اس کیلئے آگے بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، لیکن اگر آپ مدرسے کو زکوٰۃ دیں تو مدرسے والوں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے، کہیں وہ پیسہ مسجد کو نہ لگالیں، لیکن اگر کسی غریب کو، کسی بیوہ عورت کو، یتیم بچے کو آپ زکوٰۃ دے رہے ہیں تو ان کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ زکوٰۃ ہے، آپ کی اپنی نیت ہونی چاہئے کہ یہ زکوٰۃ ہے، ساڑھے سات تولے سونا، یا باون تولے چاندی آپ کی ملکیت میں ہو، یا آپ کے پاس چار تولے سونا ہو یا چاندی اتنی ہو کہ یہ دونوں ملا کر ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر بن جاتا ہے، تو اس کو کہتے ہیں کہ اصل نصاب، اصل زر، تو یہ جو ساڑھے سات تولے سونے کی ملکیت ہے اس پر زکوٰۃ ہے، تو ساڑھے باون تولے چاندی کی ملکیت کے پیسے ہوں تو اس پر آپ کی ملکیت پر ایک سال گزر جائے اور ایک سال آپ اتنی مالیت کے مالک رہے تو آپ پر زکوٰۃ فرض ہے، کپڑے پر زکوٰۃ نہیں، مکانوں پر زکوٰۃ نہیں، آپ نے کاروبار کیلئے مکان رکھے ہوں، کاروبار کیلئے دکانیں رکھی ہوئی ہوں، کاروبار کے لئے مشینری رکھی ہوئی ہو، تو اس پر زکوٰۃ آئے گی، لیکن اگر آپ نے اپنے استعمال کیلئے دس مکان بھی بنالئے تو اس پر زکوٰۃ نہیں، اپنے استعمال کیلئے دس لاکھ کا کپڑا بھی رکھ لیا تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔

لیکن اگر آپ نے کپڑا استعمال کیلئے نہیں، کاروبار کیلئے رکھا ہے، جانور کاروبار کیلئے رکھے ہیں اور پیسہ کاروبار کیلئے رکھا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اور اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اگر آپ کے پاس سو روپیہ ہے تو اڑھائی روپے، اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو ۲۵ روپے، یہ فرض ہے۔ اگر ایک لاکھ روپیہ ملتے تھے تو اور کاروباری مال ایک لاکھ کا ہے تو آپ اس پر اڑھائی ہزار فرض ادا کریں گے، تو اس فرض کی آپ نے کوتاہی نہیں کرنی۔

رمضان کے تین کام

تین کام آپ نے رمضان میں کرنے ہیں۔ ایک روزے رکھنے ہیں، تراویح

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھنی ہے اور نماز ادا کرنی ہے، تیسرے نمبر پر ایک ایک پائی آپ نے زکوٰۃ کی ادا کرنی ہے، یہ آپ پر ذمہ داری ہے، آپ پر فرض ہے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کرنا اور غریب لوگوں کو دینا، یتیموں کو دینا، بیواؤں کو دینا، غریب عورتوں کو دینا یہ بہت بڑا اجر ہے، آپ کے گلی محلے میں کوئی بیوہ عورت رہتی ہے، آپ کو پتہ ہے کہ اس کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہے، تو آپ پر فرض ہے کہ آپ اس کو جا کر زکوٰۃ کا حصہ دیں، آپ کے محلے میں کچھ یتیم رہتے ہیں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ ان کو زکوٰۃ ادا کریں، لیکن یہ بات نہیں کہ رمضان کا مہینہ آگیا تو آپ کہیں کہ میں نے روزے رکھ لئے اور زکوٰۃ اسی میں ادا ہو گئی اور سب کچھ اسی میں ہو گیا۔ ہر فرض علیحدہ علیحدہ ہے۔ ہر فرض کو علیحدہ علیحدہ ادا کرنا ضروری ہے۔

اللہ روزے، تراویح اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطباتِ رمضان المبارک

① ......رمضان کس طرح گزاریں؟

② ......قرآن اور صاحبِ قرآن

③ ......اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

④ ......سیرت و کردار سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ

⑤ ......جمعۃ الوداع

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رمضان کس طرح گزاریں؟

(از: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلله فلا هادى له، ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا محمد عبده ورسوله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اٰله واصحابه وبارك وسلم تسليما كثيرا.

امابعد! فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. شهر رمضان الذى انزل فيه القراٰن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه. (سورۃ البقرۃ:۱۸۵)

اٰمنت بالله صدق الله مولانا العظيم، وصدق رسوله النبى الكريم، ونحن على ذلك من الشاهدين والشاكرين، والحمد لله رب العلمين.

رمضان، ایک عظیم نعمت

بزرگان محترم و برادران عزیز! یہ رمضان المبارک کا مہینہ اللہ جل شانہ کی بڑی عظیم نعمت ہے۔ ہم اور آپ اس مبارک مہینے کی حقیقت اور اس کی قدر کیسے جان سکتے ہیں، کیونکہ ہم لوگ دن رات اپنے دنیاوی کاروبار میں الجھے ہوئے ہیں اور صبح سے شام تک دنیا ہی کی دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے ہیں اور مادیت کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم کیا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جانیں کہ رمضان کیا چیز ہے؟ اللہ جل شانہ جن کو اپنے فضل سے نوازتے ہیں اور اس مبارک مہینے میں اللہ جل شانہ کی طرف سے انوار و برکات کا جو سیلاب آتا ہے اس کو پہچانتے ہیں۔ ایسے حضرات کو اس مہینے کی قدر ہوتی ہے۔ آپ نے یہ حدیث سنی ہوگی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رجب کا چاند دیکھتے تو دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

﴿اللّٰھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان﴾

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

اے اللہ، ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا دیجئے۔ یعنی ہماری عمر اتنی دراز کر دیجئے کہ ہمیں اپنی عمر میں رمضان کا مہینہ نصیب ہو جائے۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ رمضان آنے سے دو ماہ پہلے رمضان کا انتظار اور اشتیاق شروع ہو گیا اور اس کے حاصل ہو جانے کی دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ مہینہ نصیب فرما دے۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس کو رمضان المبارک کی صحیح قدر و قیمت معلوم ہو۔

عمر میں اضافے کی دعا

اس حدیث سے یہ پتہ چلا کہ اگر کوئی شخص اس نیت سے اپنی عمر میں اضافے کی دعا کرے کہ میری عمر میں اضافہ ہو جائے تاکہ اس عمر کو میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق صحیح استعمال کر سکوں اور پھر وہ آخرت میں کام آئے، تو عمر کے اضافے کی یہ دعا کرنا اس حدیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا یہ دعا مانگنی چاہئے کہ یا اللہ! میری عمر میں اتنا اضافہ فرما دیں کہ میں اس میں آپ کی رضا کے مطابق کام کر سکوں اور جس وقت میں آپ کی بارگاہ میں پہنچوں تو اس وقت آپ کی رضا کا مستوجب بن جاؤں لیکن جو لوگ اس قسم کی دعا مانگتے کہ "یا اللہ اب تو اس دنیا سے اٹھا ہی لے" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعا کرنے سے منع فرمایا ہے اور موت کی تمنا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ارے تم تو یہ سوچ کر موت کی دعا کر رہے ہو کہ یہاں (دنیا میں) حالات خراب ہیں جب وہاں چلے جائیں گے تو وہاں اللہ میاں کے پاس سکون مل جائے گا۔ ارے یہ تو جائزہ لو کہ تم نے وہاں کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ کیا معلوم کہ اگر اس وقت موت آجائے تو خدا جانے کیا حالات پیش آئیں۔ اس لئے ہمیشہ یہ دعا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ عافیت عطا فرمائے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے عمر مقرر کر رکھی ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زندگی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی دعا

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

﴿اللھم احیینی ما کانت الحیاۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی﴾

اے اللہ! جب تک میرے حق میں زندگی فائدہ مند ہے، اس وقت تک مجھے زندگی عطا فرما اور جب میرے حق میں موت فائدہ مند ہو جائے اے اللہ! مجھے موت عطا فرما۔

لہٰذا یہ دعا کرنا کہ یا اللہ! میری عمر میں اتنا اضافہ کر دیجئے کہ آپ کی رضا کے مطابق اس میں کام کرنے کی توفیق ہو جائے، یہ دعا کرنا درست ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اس دعا سے مستفاد ہوتی ہے کہ اے اللہ! ہمیں رمضان تک پہنچا دیجئے۔

رمضان کا انتظار کیوں؟

اب سوال یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشتیاق اور انتظار کیوں ہو رہا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ آجائے اور ہمیں مل جائے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کا اپنا مہینہ بنایا ہے، ہم لوگ چونکہ ظاہر بین قسم کے لوگ ہیں، اس لئے ظاہری طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان المبارک کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ روزوں کا مہینہ ہے، اس میں روزے رکھے جائیں گے اور تراویح پڑھی جائیگی اور بس۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ روزے ہوں یا تراویح یا رمضان المبارک کی کوئی اور عبادت ہو، یہ سب عبادات ایک اور بڑی چیز کی علامت ہیں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو اپنا مہینہ بنایا ہے تاکہ وہ لوگ جو گیارہ مہینے تک مال کی دوڑ دھوپ میں لگے رہے اور ہم سے دور رہے اور اپنے دنیوی کاروبار میں الجھے رہے اور خواب غفلت میں مبتلا رہے، ہم ان لوگوں کو ایک مہینہ اپنے قرب کا عطا فرماتے ہیں، ان سے کہتے ہیں کہ تم ہم سے بہت دور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چلے گئے تھے اور دنیا کے کام دھندوں میں الجھ گئے تھے، تمہاری سوچ، تمہاری فکر، تمہارا خیال، تمہارے اعمال، تمہارے افعال، یہ سب دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے تھے، اب ہم تمہیں ایک مہینہ عطا کرتے ہیں، اس مہینے میں تم ہمارے پاس آجاؤ اور اس کو ٹھیک ٹھیک گزار لو، تو تمہیں ہمارا قرب حاصل ہو جائے گا، کیونکہ یہ ہمارے قرب کا مہینہ ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد

دیکھئے! انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر ارشاد فرمایا:

﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون﴾ (الذاریات:٥٦)

یعنی میں نے جنات اور انسان کو صرف ایک کام کے لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ انسان کا اصل مقصد زندگی اور اس کے دنیا میں آنے اور دنیا میں رہنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ جل شانہ کی عبادت کرے۔

کیا فرشتے عبادت کے لئے کافی نہیں تھے؟

اب اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس مقصد کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پہلے ہی پیدا فرما دیا تھا، اب اس مقصد کے لئے دوسری مخلوق یعنی انسان کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتے اگرچہ عبادت کے لئے پیدا کئے گئے تھے، لیکن وہ اس طرح پیدا کئے گئے تھے کہ خلقتاً عبادت کرنے پر مجبور تھے، اس لئے کہ ان کی فطرت میں صرف عبادت کا مادہ رکھا گیا تھا، عبادت کے علاوہ گناہ اور معصیت اور نافرمانی کا مادہ رکھا ہی نہیں گیا تھا۔ لیکن حضرت انسان اس طرح پیدا کئے گئے کہ ان کے اندر نافرمانی کا مادہ بھی رکھا گیا، گناہ کا مادہ بھی رکھا گیا، اور پھر حکم دیا گیا کہ عبادت کرو۔ اس لئے فرشتوں کے لئے عبادت کرنا آسان تھا لیکن انسان کے اندر خواہشات ہیں، جذبات ہیں، محرکات ہیں، اور ضروریات ہیں، اور گناہوں کے دواعی ہیں، اور پھر حکم یہ دیا گیا کہ گناہوں کے ان دواعی سے بچتے ہوئے اور ان جذبات کو کنٹرول کرتے ہوئے اور گناہوں کی خواہشات کو کچلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عبادت کی دو قسمیں

یہاں ایک بات اور سمجھ لینی چاہئے جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض اوقات گمراہیاں پیدا ہو جاتی ہیں، وہ یہ کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ مؤمن کا ہر کام عبادت ہے، یعنی اگر مؤمن کی نیت صحیح ہے اور اس کا طریقہ صحیح ہے اور وہ سنت کے مطابق زندگی گزار رہا ہے تو پھر اس کا کھانا بھی عبادت ہے، اس کا سونا بھی عبادت ہے۔ اس کا ملنا جلنا بھی عبادت ہے، اس کا کاروبار کرنا بھی عبادت ہے، اس کا بیوی بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا بھی عبادت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح ایک مؤمن کے یہ سب کام عبادت ہیں، اسی طرح نماز بھی عبادت ہے، تو پھر ان دونوں عبادتوں میں کیا فرق ہے؟ ان دونوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور اس فرق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پہلی قسم: براہِ راست عبادت

ان دونوں عبادتوں میں فرق یہ ہے وہ ایک قسم کے اعمال وہ ہیں جو براہِ راست عبادت ہیں، اور جن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہیں ہے اور وہ اعمال صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے ہی وضع کئے گئے ہیں جیسے نماز ہے، اس نماز کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کے آگے سر نیاز جھکانا، اس نماز کا کوئی اور مقصد اور مصرف نہیں ہے، لہٰذا یہ نماز اصلی عبادت اور براہِ راست عبادت ہے۔ اسی طرح روزہ، زکوٰۃ، ذکر، تلاوت، صدقات حج، عمرہ، یہ سب اعمال ایسے ہیں کہ ان کو صرف عبادت ہی کے لئے وضع کیا گیا ہے ان کا کوئی اور مقصد اور مصرف نہیں ہے، یہ براہِ راست عبادتیں ہیں۔

دوسری قسم: بالواسطہ عبادت

ان کے مقابلے میں کچھ اعمال وہ ہیں جن کا اصل مقصد تو کچھ اور تھا، مثلاً اپنی دنیاوی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤمن سے کہہ دیا کہ اگر تم اپنے دنیاوی کاموں کو بھی نیک نیتی سے، ہماری مقرر کردہ حدود کے اندر اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انجام دو گے تو ہم تمہیں ان کاموں پر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بھی ویسا ہی ثواب دیں گے جیسے ہم پہلی قسم کی عبادات پر دیتے ہیں۔ لہٰذا یہ عبادات براہِ راست نہیں ہیں بلکہ بالواسطہ عبادت ہیں اور یہ عبادات کی دوسری قسم ہے۔

''حلال کمانا'' بالواسطہ عبادت ہے

مثلاً یہ کہہ دیا کہ اگر تم بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے جائز حدود کے اندر رہ کر کماؤ گے اور اس نیت کے ساتھ رزق حلال کماؤ گے کہ میرے ذمے میری بیوی کے حقوق ہیں، میرے ذمے میرے بچوں کے حقوق ہیں، میرے ذمے میرے نفس کے حقوق ہیں، ان حقوق کو ادا کرنے کے لئے میں کما رہا ہوں، تو اس کمائی کرنے کو بھی اللہ تعالیٰ عبادت بنا دیتے ہیں۔ لیکن اصلاً یہ کمائی کرنا عبادت کے لئے نہیں بنایا گیا، اس لئے یہ کمائی کرنا براہِ راست عبادت نہیں بلکہ بالواسطہ عبادت ہے۔

براہِ راست عبادت افضل ہے

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو عبادت براہِ راست عبادت ہے، وہ ظاہر ہے کہ اس عبادت سے افضل ہوگی جو بالواسطہ عبادت ہے اور اس کا درجہ زیادہ ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ ''میں نے جنات اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں'' اس سے مراد عبادت کی پہلی قسم ہے جو براہِ راست عبادت ہیں۔ عبادت کی دوسری قسم مراد نہیں جو بالواسطہ عبادت ہیں۔

ایک ڈاکٹر صاحب کا واقعہ

چند روز پہلے ایک خاتون نے مجھ سے پوچھا کہ میرے شوہر ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے اپنا کلینک کھول رکھا ہے مریضوں کو دیکھتے ہیں، اور جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ وقت پر نماز نہیں پڑھتے، اور رات کو جب کلینک بند کرکے گھر واپس آتے ہیں تو تینوں نمازیں ایک ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ گھر آکر ساری نمازیں اکٹھی کیوں پڑھتے ہیں۔ وہیں کلینک میں وقت پر نماز ادا کرلیا کریں تاکہ قضا نہ ہوں۔ جواب میں شوہر نے کہا کہ میں مریضوں کا جو علاج کرتا ہوں یہ خدمتِ خلق کا کام ہے اور خدمتِ خلق بہت بڑی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عبادت ہے اور اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اس لئے میں اس کو ترجیح دیتا ہوں، اور نماز پڑھنا چونکہ میرا ذاتی معاملہ ہے، اس لئے میں گھر آکر ساری نمازیں پڑھ لیتا ہوں۔ تو وہ خاتون مجھ سے پوچھ رہی تھیں کہ میں اپنے شوہر کو اس دلیل کا کیا جواب دوں؟

نماز کسی حال معاف نہیں

حقیقت میں ان کے شوہر کو یہاں سے غلط فہمی پیدا ہوئی کہ ان دونوں قسم کی عبادتوں کے مرتبے میں جو فرق ہے اس فرق کو نہیں سمجھے۔ وہ فرق یہ ہے کہ نماز کی عبادت براہِ راست ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم جنگ کے میدان میں بھی ہو اور دشمن سامنے موجود ہو تب بھی نماز پڑھو، اگرچہ اس وقت نماز کے طریقے میں آسانی پیدا فرمادی، لیکن نماز کی فرضیت اس وقت بھی ساقط نہیں فرمائی۔ چنانچہ نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا.

(النساء:۱۰۳)

"بے شک نماز اپنے مقررہ وقت پر مومنین پر فرض ہے"۔

اب بتائیے کہ جہاد سے بڑھ کر اور کیا عمل ہوگا، لیکن حکم یہ دیا کہ جہاد میں بھی وقت پر نماز پڑھو۔

خدمت خلق دوسرے درجے کی عبادت ہے

حتیٰ کہ اگر ایک انسان بیمار پڑا ہوا ہے اور اتنا بیمار ہے کہ وہ کوئی کام انجام نہیں دے سکتا، اس حالت میں بھی یہ حکم ہے کہ نماز مت چھوڑو، نماز تو ضرور پڑھو، لیکن ہم تمہارے لئے یہ آسانی کردیتے ہیں کہ کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لو، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لو اور اشارہ سے پڑھ لو، وضو نہیں کرسکتے تو تیمم کرلو، لیکن پڑھو ضرور، یہ نماز کسی حال میں بھی معاف نہیں فرمائی، اس لئے کہ نماز براہِ راست اور مقصود بالذات عبادت ہے اور پہلے درجے کی عبادت ہے، اور ڈاکٹر صاحب جو مریضوں کا علاج کرتے ہیں یہ خدمت خلق ہے، یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے، لیکن یہ دوسرے درجے کی عبادت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے، براہ راست عبادت نہیں۔ لہٰذا اگر ان دونوں قسموں کی عبادتوں میں تعارض اور تقابل ہو جائے تو اس صورت میں اس عبادت کو ترجیح ہوگی جو براہ راست عبادت ہے۔ چونکہ ان ڈاکٹر صاحب ان دونوں قسم کی عبادتوں کے درمیان فرق تو نہیں سمجھا، اس کے نتیجے میں اس غلطی کے اندر مبتلا ہو گئے۔

دوسری ضروریات کے مقابلے میں نماز زیادہ اہم ہے

دیکھئے! جس وقت آپ مطب میں خدمت خلق کے لئے بیٹھتے ہیں، اس دوران آپ کو دوسری ضروریات کے لئے بھی تو اٹھنا پڑتا ہے، مثلاً اگر بیت الخلاء جانے کی یا غسل خانے میں جانے کی ضرورت پیش آجائے تو آخر اس وقت بھی تو آپ مریضوں کو چھوڑ کر جائیں گے، اسی طرح اگر اس وقت بھوک لگی ہوئی ہے اور کھانے کا وقت آگیا ہے، اس وقت آپ کھانے کے لئے وقفہ کریں گے یا نہیں؟ جب آپ ان کاموں کے لئے اٹھ کر جاسکتے ہیں، تو اگر نماز کا وقت آنے پر نماز کے لئے اٹھ جائیں گے تو اس وقت کیا دشواری پیش آجائے گی؟ اور خدمت خلق میں کون سی رکاوٹ پیدا ہو جائیگی؟ جب دوسری ضروریات کے مقابلہ میں نماز زیادہ اہم ہے۔ دراصل دونوں عبادتوں میں فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی۔ یوں تو دوسری قسم کی عبادت کے لحاظ سے ایک مؤمن کا ہر کام عبادت بن سکتا ہے اگر ایک مؤمن نیک نیتی سے سنت کے طریقے پر کام کرے تو اس کی ساری زندگی عبادت ہے، لیکن وہ دوسرے درجے کی عبادت ہے۔ پہلے درجے کی عبادت نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، اللہ کا ذکر وغیرہ، یہ براہ راست اللہ کی عبادتیں ہیں اور اصل میں انسان کو اسی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

انسان کا امتحان لینا ہے

انسان کو اس عبادت کے لئے اس لئے پیدا فرمایا تا کہ یہ دیکھیں کہ یہ انسان جس کے اندر ہم نے مختلف قسم کے داعیے اور خواہشات رکھی ہیں، ہم نے اس کے اندر گناہوں کے جذبات اور ان کا شوق رکھا ہے، ان تمام چیزوں کے باوجود یہ انسان ہماری طرف آتا ہے اور ہمیں یاد کرتا ہے یا یہ گناہوں کے داعیے کی طرف جاتا ہے اور ان جذبات کو اپنے اوپر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

غالب کرلیتا ہے۔ اس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا۔

یہ حکم بھی ظلم نہ ہوتا

جب یہ بات سامنے آگئی کہ انسان کا مقصود زندگی عبادت ہے، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو یہ حکم دیتے کہ چونکہ تم دنیا کے اندر عبادت کے لئے آئے ہو اور تمہاری زندگی کا مقصد بھی عبادت ہے، تو اب صبح سے شام تک تمہارا اور کوئی کام نہیں، بس ایک ہی کام ہے، اور وہ یہ کہ تم ہمارے سامنے ہر وقت سجدے میں پڑے رہو اور ہمارا ذکر کرتے رہو، اور جہاں تک ضروریات زندگی کا تعلق ہے تو چلو ہم تمہیں اتنی مہلت دیتے کہ درمیان میں اتنا وقفہ کرنے کی اجازت ہے کہ تم درمیان میں دو پہر کا کھانا اور شام کا کھانا کھالیا کرو تا کہ تم زندہ رہ سکو، لیکن باقی سارا وقت ہمارے سامنے سجدہ میں رہتے ہوئے گزار دو۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ حکم جاری کر دیتے تو کیا ہم پر کوئی ظلم ہوتا؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں پیدا ہی اسی کام کے لئے کیا گیا ہے۔

ہم اور آپ بکے ہوئے مال ہیں

لہٰذا ایک طرف تو عبادت کے مقصد سے پیدا فرمایا دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُم بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

(التوبه: ۱۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری جانیں اور تمہارا مال خرید لیا ہے اور اس کی قیمت جنت لگادی ہے۔ لہٰذا ہم اور آپ تو بکے ہوئے مال ہیں، ہماری جان بھی بکی ہوئی ہے اور ہمارا مال بھی بکا ہوا ہے۔ اب اگر ان کو خریدنے والا جس نے ان کی اتنی بڑی قیمت لگائی ہے یعنی جنت، جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے، وہ خریدار اگر یہ کہہ دے کہ تمہیں صرف اپنی جان بچانے کی حد تک کھانے پینے کی اجازت ہے اور کسی کام کی اجازت نہیں ہے، بس ہمارے سامنے سجدے میں پڑے رہو، تو اسے یہ حکم دینے کا حق تھا، ہم پر کوئی ظلم نہ ہوتا، لیکن یہ عجیب خریدار ہے جس نے ہماری جان اور مال کو خرید لیا اور اس کی اتنی بڑی قیمت بھی لگادی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے تمہاری جان بھی خرید لی اور اب تمہیں واپس کر دیتے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں، تم ہی اپنی جان سے فائدہ اٹھاؤ اور ساری زندگی اس سے کام لیتے رہو۔ کھاؤ، کماؤ، تجارت کرو، ملازمت کرو اور دنیا کی دوسری جائز خواہشات پوری کرو سب کی تمہیں اجازت ہے بس اتنی بات ہے کہ پانچ وقت ہمارے دربار میں آجایا کرو، اور تھوڑی سی پابندی لگاتے ہیں کہ یہ کام اس طرح کرو اس طرح نہ کرو۔ بس ان کاموں کی پابندی کرلو۔ باقی تمہیں کھلی چھوٹ ہے۔

انسان اپنا مقصد زندگی بھول گیا

اب جب اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو اس کی جان اور اس کا مال واپس دے دیا اور یہ کہہ دیا کہ تمہارے لئے تجارت بھی جائز، ملازمت بھی جائز، زراعت بھی جائز۔ جب سب چیزیں جائز کردیں تو اب اس کے بعد جب یہ حضرت انسان تجارت کے لئے اور ملازمت کرنے کے لئے، زراعت کرنے اور کھانے کمانے کے لئے نکلے تو وہ یہ بھول گئے کہ ہم اس دنیا میں کیوں بھیجے گئے تھے؟ اور ہمارا مقصد زندگی کیا تھا؟ کس نے ہمیں خریدا تھا؟ اور اس خریداری کا کیا مقصد تھا؟ اس نے ہم پر کیا پابندیاں لگائی تھیں؟ اور کیا احکام ہمیں دیئے تھے؟ یہ سب باتیں تو بھول گئے، اور اب خوب تجارت ہو رہی ہے، خوب پیسہ کمایا جارہا ہے اور آگے بڑھنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور اسی کی فکر ہے اور اسی میں دن رات لگا ہوا ہے۔ اور اگر کسی کو نماز کی فکر ہوئی بھی تو حواس باختہ حالت میں مسجد میں حاضر ہو گیا، اب دل کہیں ہے، دماغ کہیں ہے اور جلدی جلدی جیسی تیسی نماز ادا کی اور پھر واپس جا کر تجارت میں لگ گیا۔ اور کبھی مسجد میں بھی آنے کی توفیق نہیں ہوئی تو گھر میں پڑھ لی، اور کبھی نماز ہی نہ پڑھی اور قضا کردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ دنیاوی اور تجارتی سرگرمیاں انسان پر غالب آتی چلی گئیں۔

عبادت کی خاصیت

عبادت کا خاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جوڑتی ہے، اس کے ساتھ ایک تعلق قائم کرتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رحمت کا خاص مہینہ

تو چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو انسان کے خالق ہیں وہ جانتے تھے کہ یہ حضرت انسان جب دنیا کے کام دھندے میں لگے گا تو ہمیں بھول جائے گا، اور پھر ہماری عبادات کی طرف اس کا اتنا انہماک نہیں ہوگا جتنا دنیاوی کاموں کے اندر اس کو انہماک ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے اس انسان سے فرمایا کہ ہم تمہیں ایک موقع اور دیتے ہیں اور ہر سال تمہیں ایک مہینہ دیتے ہیں، تا کہ جب تمہارے گیارہ مہینے ان دنیاوی کام دھندوں میں گزر جائیں اور مادے کے اور روپے پیسے کے چکر میں الجھے ہوئے گزر جائیں تو اب ہم تمہیں رحمت کا ایک خاص مہینہ عطا کرتے ہیں، اس ایک مہینہ کے اندر تم ہمارے پاس آجاؤ تا کہ گیارہ مہینوں کے دوران تمہاری روحانیت میں جو کمی واقع ہوگئی ہے اور ہمارے ساتھ تعلق اور قرب میں جو کمی واقع ہوگئی ہے، اس مبارک مہینہ میں تم اس کمی کو دور کرلو۔ اور اس مقصد کے لئے بھی ہم تمہیں یہ ہدایت کا مہینہ عطا کرتے ہیں کہ تمہارے دلوں پر جو زنگ لگ گیا ہے اس کو دور کر لو، اور ہم سے جو دور چلے گئے ہو اب قریب آجاؤ، اور جو غفلت تمہارے اندر پیدا ہوگئی ہے اس کو دور کر کے اپنے دلوں کو ذکر سے آباد کرلو۔ اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ عطا فرمایا۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب پیدا کرنے کے لئے روزہ اہم ترین عنصر ہے، روزہ کے علاوہ اور جو عبادات اس ماہ مبارک میں مشروع کی گئی ہیں وہ بھی سب اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے اہم عناصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ دور بھاگے ہوئے انسان کو اس مہینے کے ذریعہ اپنا قرب عطا فرمادیں۔

اب قرب حاصل کرلو

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ گیارہ مہینوں تک تم جن کاموں میں مبتلا رہے ہو۔ ان کاموں نے تمہارے تقویٰ کی خاصیت کو کمزور کردیا، اب روزے کے ذریعہ اس

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تقویٰ کی خاصیت کو دوبارہ طاقت ور بنالو۔ لہٰذا بات صرف اس حد تک ختم نہیں ہوتی کہ روزہ رکھ لیا اور تراویح پڑھ لی، بلکہ پورے رمضان کو اس کام کے لئے خاص کرنا ہے کہ گیارہ مہینے ہم لوگ اپنی اصل مقصد زندگی سے اور عبادت سے دور چلے گئے تھے، اس دوری کو ختم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ رمضان کے مہینے کو پہلے ہی سے زیادہ عبادات کے لئے فارغ کیا جائے اس لئے کہ دوسرے کام دھندے تو گیارہ مہینے تک چلتے رہیں گے، لیکن اس مہینے کے اندر ان کاموں کو جتنا مختصر سے مختصر کر سکتے ہو کرلو اور اس مہینے کو خالص عبادات کے کاموں میں صرف کرلو۔

رمضان کا استقبال

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کا استقبال اور اس کی تیاری یہ ہے کہ انسان پہلے سے یہ سوچے کہ میں اپنے روزمرہ کے کاموں میں سے مثلاً تجارت، ملازمت، زراعت وغیرہ کے کاموں میں سے کن کن کاموں کو مؤخر کر سکتا ہوں، ان کو مؤخر کردے، اور پھر ان کاموں سے جو وقت فارغ ہو اس کو عبادت میں صرف کرے۔

رمضان میں سالانہ چھٹیاں کیوں؟

ہمارے دینی مدارس میں عرصہ دراز سے یہ رواج اور طریق چلا آرہا ہے کہ سالانہ چھٹیاں اور تعطیلات ہمیشہ رمضان المبارک کے مہینے میں کی جاتی ہیں۔ ۱۵ شعبان کو تعلیمی سال ختم ہو جاتا ہے اور ۱۵ شعبان سے لے کر ۱۵ شوال تک دو ماہ کی سالانہ چھٹیاں ہو جاتی ہیں۔ شوال سے نیا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے۔ یہ ہمارے بزرگوں کا جاری کیا ہوا طریقہ ہے۔ اس طریقہ پر لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو! یہ مولوی صاحبان رمضان میں لوگوں کو اس بات کا سبق دیتے ہیں کہ آدمی رمضان کے مہینے میں بیکار ہو کر بیٹھ جائے، حالانکہ صحابہ کرام نے تو رمضان المبارک میں جہاد کیا اور دوسرے کام کئے خوب سمجھ لیں کہ اگر جہاد کا موقع آجائے تو بیشک آدمی جہاد بھی کرے، چنانچہ غزوہ بدر اور فتح مکہ رمضان المبارک میں ہوئے۔ لیکن جب سال کے کسی مہینے میں چھٹی کرنی ہی ہے تو اس کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لئے رمضان کے مہینے کا انتخاب اس لئے کیا تا کہ اس مہینے کو زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی براہ راست عبادت کے لئے فارغ کر سکیں۔

اگر چہ ان دینی مدارس میں پورے سال جو کام ہوتے ہیں وہ بھی سب کے سب عبادت ہیں، مثلاً قرآن کریم کی تعلیم، حدیث کی تعلیم، فقہ کی تعلیم وغیرہ، مگر یہ سب بالواسطہ عبادات ہیں۔ لیکن رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اس مہینے کو میری براہ راست عبادات کے لئے فارغ کرلو۔ اس لئے ہمارے بزرگوں نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ جب چھٹی کرنے ہی ہے تو بجائے گرمیوں میں چھٹی کرنے کے رمضان میں چھٹی کرو تا کہ رمضان کا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی براہ راست، عبادات میں صرف کیا جاسکے۔ لہٰذا رمضان المبارک میں چھٹی کرنے کا اصل منشا یہ ہے۔

بہر حال، رمضان المبارک میں چھٹی کرنا جن کے اختیار میں ہو وہ حضرات تو چھٹی کرلیں اور جن حضرات کے اختیار میں نہ ہو وہ کم از کم اپنے اوقات کو اس طرح مرتب کریں کہ اس کا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی براہ راست عبادت میں گزر جائے۔ اور حقیقت میں رمضان کا مقصود بھی یہی ہے۔

حضور ﷺ کو عبادات مقصود کا حکم

میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ دیکھو قرآن کریم کو سورۃ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ. وَ إِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾

(سورۃ الم نشرح)

یعنی جب آپ (دوسرے کاموں سے جن میں آپ مشغول ہیں) فارغ ہوجائیں تو (اللہ تعالیٰ کی عبادت میں) تھکئے۔ کس کام کے کرنے میں تھکئے؟ نماز پڑھنے میں، اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے میں، اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنے میں تھکئے اور اپنے رب کی طرف رغبت کا اظہار کیجئے۔ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم ذرا سوچو تو سہی کہ یہ خطاب کس ذات سے ہورہا ہے؟ یہ خطاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سے ہو رہا ہے، اور آپ سے یہ کہا جا رہا ہے کہ جب آپ فارغ ہو جائیں، یہ تو دیکھو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کن کاموں میں لگے ہوئے تھے جن سے فراغت کے بعد تھکنے کا حکم دیا جا رہا ہے؟ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی کاموں میں لگے ہوئے تھے؟ نہیں بلکہ آپ کا تو ایک ایک کام عبادت ہی تھا، یا تو آپ کا تعلیم دینا تھا یا تبلیغ کرنا تھا یا جہاد کرنا تھا یا تربیت اور تزکیہ تھا، تو آپ کا تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا لیکن اس کے باوجود آپ سے کہا جا رہا ہے کہ جب آپ ان کاموں سے فارغ ہو جائیں یعنی تعلیم کے کام سے اور تبلیغ کے کام سے اور جہاد کے کام سے فارغ ہو جائیں تو اب آپ ہمارے سامنے کھڑے ہو کر تھکئے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات نماز کے اندر اس طرح کھڑے ہوتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کاموں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مشغول تھے وہ بالواسطہ عبادت تھی اور جس عبادت کی طرف اس آیت میں آپ کو بلایا جا رہا تھا وہ براہِ راست عبادت تھی۔

مولوی کا شیطان بھی مولوی

ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مولوی کا شیطان بھی مولوی ہوتا ہے، یعنی شیطان مولویوں کو علمی انداز سے دھوکے دیتا ہے۔ چنانچہ مولوی کا شیطان مولوی صاحب سے کہتا ہے کہ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ تم گیارہ مہینے تک دنیاوی کاموں میں لگے رہے، یہ ان لوگوں سے کہا جا رہا ہے جو تجارت اور کاروبار میں لگے رہے اور معیشت کے کاموں میں اور دنیاوی دھندوں اور ملازمتوں میں لگے رہے، لیکن تم تو گیارہ مہینے تک دین کی خدمت میں لگے رہے، تم تو تعلیم دیتے رہے، تبلیغ کرتے رہے، وعظ کرتے، تصنیف اور فتویٰ کے کاموں میں لگے رہے اور یہ سب دین کے کام ہیں۔ حقیقت میں یہ شیطان کا دھوکا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ گیارہ مہینے تک تم جن عبادات میں مشغول تھے وہ عبادت بالواسطہ تھی اور اب رمضان المبارک براہِ راست عبادت کا مہینہ ہے، یعنی وہ عبادت کرنی ہے جو براہِ راست عبادت کے کام ہیں۔ اس عبادت کے لئے یہ مہینہ آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینہ کو اس عبادت میں استعمال کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چالیس مقاماتِ قرب حاصل کرلیں

اب آپ اپنا ایک نظام الاوقات اور ٹائم ٹیبل بنائیں کہ کس طرح یہ مہینہ گزارنا ہے، چنانچہ جتنے کاموں کو مؤخر کرسکتے ہیں ان کو مؤخر کردو۔ اور روزہ تو رکھنا ہی ہے اور تراویح بھی انشاء اللہ ادا کرنی ہی ہے، ان تراویح کے بارے میں حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ بڑے مزے کی بات فرمایا کرتے تھے کہ یہ تراویح بڑی عجیب چیز ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو روزانہ عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ مقاماتِ قرب عطا فرمائے ہیں، اس لئے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں جن میں چالیس سجدے کئے جاتے ہیں اور ہر سجدہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا اعلیٰ ترین مقام ہے کہ اس سے زیادہ اعلیٰ مقام کوئی اور نہیں ہوسکتا، جب انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور اپنی معزز پیشانی پر ٹیکتا ہے اور زبان پر ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کے الفاظ ہوتے ہیں تو یہ قرب خداوندی کا وہ اعلیٰ ترین مقام ہوتا ہے جو کسی اور صورت میں نصیب نہیں ہوسکتا۔

ایک مؤمن کی معراج

یہی مقام قرب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے موقع پر لائے تھے، جب معراج کے موقع پر آپ کو اتنا اونچا مقام بخشا گیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ میں اپنی امت کے لئے کیا تحفہ لے کر جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امت کے لئے یہ ''سجدے'' لے جاؤ، ان میں سے ہر سجدہ مؤمن کی معراج ہے۔ فرمایا ''الصلوٰۃ معراج المؤمنین'' یعنی جس وقت کوئی مؤمن بندہ اپنی پیشانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زمین پر رکھ دے گا تو اس کو معراج حاصل ہوجائیگی۔ لہٰذا یہ سجدہ مقام قرب ہے۔

سجدہ میں قرب خداوندی

سورۃ اقراء میں اللہ تعالیٰ نے کتنا پیارا جملہ ارشاد فرمایا یہ آیت سجدہ ہے لہٰذا تمام حضرات سجدہ بھی کرلیں۔ فرمایا کہ:

﴿واسجد واقترب﴾ (سورۃ علق:۱۹)

سجدہ کرو اور ہمارے پاس آجاؤ۔ معلوم ہوا کہ ہر سجدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب کا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ایک خاص مرتبہ رکھتا ہے، اور رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں چالیس سجدے اور عطا فرمادیئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس مقاماتِ قرب ہر بندے کو روزانہ عطا کئے جارہے ہیں۔ یہ اس لئے دیئے کہ گیارہ مہینے تک تم جن کاموں میں لگے رہے، اس دوری کو ختم کرنے کے لئے روزانہ چالیس مقاماتِ قرب دے کر ہم تمہیں قریب کر رہے ہیں، اور وہ ہے "تراویح" لہٰذا اس تراویح کو معمولی مت سمجھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو آٹھ رکعت تراویح پڑھیں گے، بیس نہیں پڑھیں گے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمارہے ہیں کہ ہم تمہیں چالیس مقاماتِ قرب عطا فرماتے ہیں، لیکن یہ حضرات کہتے ہیں کہ نہیں صاحب، ہمیں تو صرف سولہ ہی کافی ہیں، چالیس کی ضرورت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے ان مقاماتِ قرب کی قدر نہیں پہچانی، تبھی تو اسی باتیں کر رہے ہیں۔

تلاوت قرآن کریم کی کثرت کریں

بہر حال، تو روزہ تو رکھنا ہے اور تراویح تو پڑھنی ہی ہے، اس کے علاوہ بھی جتنا وقت ہوسکے عبادات میں صرف کرو۔ مثلاً تلاوت قرآن کریم کا خاص اہتمام کرو، کیونکہ اس رمضان کے مہینے کو قرآن کریم سے خاص مناسبت ہے، اس لئے اس میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرو۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں روزانہ ایک قرآن کریم دن میں ختم کیا کرتے تھے اور ایک قرآن کریم رات میں ختم کیا کرتے تھے اور ایک قرآن کریم تراویح میں ختم فرماتے تھے، اس طرح پورے رمضان میں اکسٹھ قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے دن اور رات میں ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے بزرگوں کے معمولات میں تلاوت قرآن کریم داخل رہی ہے۔ لہٰذا ہم بھی رمضان المبارک میں عام دنوں کی مقدار کے مقابلے میں تلاوت کی مقدار کو زیادہ کریں۔

نوافل کی کثرت کریں

دوسرے ایام میں جن نوافل کو پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، ان کو رمضان المبارک میں پڑھنے کی کوشش کریں۔ مثلاً تہجد کی نماز پڑھنے کی عام دنوں میں توفیق نہیں ہوتی، لیکن رمضان المبارک میں رات کے آخری حصے میں سحری کھانے کے لئے تو اٹھنا ہوتا ہی ہے،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تھوڑی دیر پہلے اٹھ جائیں اور اسی وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں اس کے علاوہ اشراق کی نوافل، چاشت کی نوافل، اوّابین کی نوافل، عام ایام میں اگر نہیں پڑھی جاتیں تو کم از کم رمضان المبارک میں تو پڑھ لیں۔

صدقات کی کثرت کریں

رمضان المبارک میں زکوۃ کے علاوہ نفلی صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کریں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا دریا ویسے تو سارے ہی موجزن رہتا تھا، لیکن رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکیں مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں، جو آپ کے پاس آیا اس کو نواز دیا۔ لہٰذا ہم بھی رمضان المبارک میں صدقات کی کثرت کریں۔

ذکر اللہ کی کثرت کریں

اس کے علاوہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں۔ ہاتھوں سے کام کرتے رہیں اور زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر. سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم. لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ ان کے علاوہ درود شریف اور استغفار کی کثرت کریں، اور ان کے علاوہ جو ذکر بھی زبان پر آجائے بس چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں

اور رمضان المبارک میں خاص طور پر گناہوں سے اجتناب کریں اور اس سے بچنے کی فکر کریں۔ یہ طے کرلیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں یہ آنکھ غلط جگہ پر نہیں اٹھے گی۔ انشاء اللہ۔ یہ طے کرلیں کہ رمضان المبارک میں اس زبان سے غلط بات نہیں نکلے گی۔ انشاء اللہ۔ یہ جھوٹ غیبت، یا کسی کی دل آزادی کا کوئی کلمہ نہیں نکلے گا۔ رمضان المبارک کے مہینے میں اس زبان پر تالا ڈال لو۔ یہ کیا بات ہوئی کہ روزہ رکھ کر حلال چیزوں کے کھانے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سے تو پرہیز کرلیا، لیکن رمضان میں مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ اس لیے کہ غیبت کرنے کو قرآن کریم نے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے۔ لہٰذا غیبت سے بچنے کا اہتمام کریں جھوٹ سے بچنے کا اہتمام کریں۔ اور فضول کاموں سے، فضول مجلسوں سے اور فضول باتوں سے بچنے کا اہتمام کریں۔ اس طرح یہ رمضان کا مہینہ گزارا جائے۔

دعا کی کثرت کریں

اس کے علاوہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی خوب کثرت کریں۔ رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر برس رہی ہیں۔ مغفرت کے بہانے ڈھونڈنے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز دی جا رہی ہے کہ کوئی مجھ سے مانگنے والا جس کی دعا میں قبول کروں۔ لہٰذا صبح کا وقت ہو یا شام کا وقت ہو یا رات کا وقت ہو، ہر وقت مانگو۔ وہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ افطار کے وقت مانگ لو، ہم قبول کرلیں گے۔ رات کو مانگ لو، ہم قبول کرلیں گے۔ روزہ کی حالت میں مانگ لو، ہم قبول کرلیں گے۔ آخر رات میں مانگ لو، ہم قبول کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے کہ ہر وقت تمہاری دعائیں قبول کرنے کے لئے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اس لئے خوب مانگو۔ ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مانگنے کا مہینہ ہے اس لئے ان کا معمول یہ تھا کہ رمضان المبارک میں عصر کی نماز کے بعد مغرب تک مسجد ہی میں بیٹھ جاتے تھے اور اس وقت کچھ تلاوت کرلی۔ کچھ تسبیحات اور مناجات مقبول پڑھ لی، اور اس کے بعد باقی سارا وقت افطار تک دعا میں گزارتے تھے، اور خوب دعائیں کیا کرتے تھے۔ اس لئے جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں کرنے کا اہتمام کرو۔ اپنے لئے، اپنے اعزہ اور احباب کیلئے، اپنے متعلقین کے لئے، اپنے ملک وملت کے لئے، عالم اسلام کے لئے دعائیں مانگو۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس رمضان کے قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اوقات کو صحیح طور پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن اور صاحبِ قرآن

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا. قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ایک اک آیتِ قرآں کی تلاوت کرنا
جان پر کھیل کر اظہار صداقت کرنا
جھنگ والے نے بتایا بزبانِ جرأت
زندگی کیا ہے؟ تمنائے شہادت کرنا
اس نے جو لفظ سرِ سینۂ صحراء لکھا
مٹ سکے گا نہ ہواؤں سے کچھ ایسا لکھا
اس نے ایماں سے چمکتی ہوئی پیشانی پر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خون سے اپنے ، صحابہؓ کا قصیدہ لکھا

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام علمائے کرام! جامع مسجد قطب الدین جھنگ صدر کے غیور نو جوانو اور دوستو! آج یہاں ۲۶ رمضان المبارک، ختم قرآن کے موقع پر یہ عظیم الشان تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ میں اس پروگرام میں زیادہ لمبی چوڑی گفتگو آپ کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہتا، ختم قرآن کا موقع ہے تو مجھے یہ چاہئے کہ اسی عنوان پر آپ کے سامنے گفتگو کروں، کیونکہ قرآن ایک سمندر ہے، اور اس سمندر سے میں کچھ موتیوں کو چنوں اور آپ کی جھولی میں ڈال دوں...... قرآن ایک سمندر ہے، اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس سمندر میں میں غوطہ لگاؤں اور وہاں سے کچھ موتی نکال کر آپ کی جھولی میں ڈال دوں۔ یہ ختم قرآن کا موقع ہے۔

قرآن اور صاحب قرآن میں فرق

قرآن اور صاحب قرآن...... یہ دو علیحدہ علیحدہ موضوع ہیں، اگر میں یہ کہوں کہ دونوں ایک ہیں، تو اس میں کلام نہیں ہے کہ قرآن بھی وہی ہے اور صاحب قرآن بھی وہی ہے، فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ......

قرآن علم ہے، نبی عمل ہے......

قرآن متن ہے، نبی تشریح ہے......

قرآن اجمال ہے، نبی تفصیل ہے......

قرآن کتاب میں اللہ کا کلام ہے...... محمدؐ چلتا پھرتا اللہ کا کلام ہے......

قرآن بے مثال ہے، کیوں......؟ اس لئے کہ جس پیغمبر پر اترا وہ پیغمبر بھی بے مثال ہے......

قرآن لازوال ہے، جس نبیؐ پر اترا وہ نبی بھی لازوال ہے......

قرآن کو پڑھ کر کوئی تھکتا نہیں ہے، محمد کو دیکھ کر کوئی تھکتا نہیں ہے۔

قرآن کو ایک مرتبہ پڑھے یا چالیس مرتبہ پڑھے مزہ وہی!

قرآن پڑھتے جاؤ دنیا میں جتنی کتابیں پڑھتے ہو، ایم۔اے کی کتاب، بے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اے کی کتاب، اوراس طرح پرائمری نصاب ہے، ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ تیسری جماعت کی کتاب میں نے پڑھی ہوئی ہے، ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں حضور کی سیرت کی کتاب پڑھو، دوسرا کہتا ہے نہیں جغرافیہ کی کتاب پڑھو، تیسرا کہتا ہے کہ نہیں تاریخ اسلام پڑھتا ہوں، چوتھا کہتا ہے کہ نہیں، میں نے تو یہ کتاب پڑھ رکھی ہے، ایک کتاب کوتو پڑھتا ہے، دوسری مرتبہ تیرا جی نہیں چاہتا، دو مرتبہ پڑھتا ہے تیسری دفعہ اسے لائبریری میں بند کر دیتا ہے۔ تو لائبریری میں جاتا ہے، کرایہ خرچ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے ایک کتاب چاہیے، جب تو پڑھ لیتا ہے اس کو واپس کر دیتا ہے، وہ کتاب دوبارہ نہیں پڑھتا، تیرا جی نہیں چاہتا، دنیا کی کوئی کتاب دوبارہ تو نہیں پڑھتا، سہ بارہ نہیں پڑھتا...... لیکن ایک ہی ایسی کتاب ہے......

جس کا پہلی مرتبہ بھی وہی مزا ہے......

اور چالیس مرتبہ پڑھے پھر بھی وہی مزہ ہے......

ایک رات میں پڑھ لے مزہ وہی ہے......

ساری رات پڑھے مزہ وہی ہے......

اور سارا دن پڑھے مزہ وہی ہے......

تراویح میں سنے تو مزہ وہی ہے......

نفلوں میں سنے تو مزہ وہی ہے......

منبر پر سنے تو مزہ وہی ہے......

اور تسبیح میں سنے تو مزہ وہی ہے......

قاری پڑھے تو مزہ وہی ہے حافظ پڑھے تو مزہ وہی ہے......

قرآن پڑھتا جا مزے میں کوئی تبدیلی نہیں......

چالیس مرتبہ بھی پڑھے گا تو عرش سے خدا بولے گا، کہ دنیا کی کسی کتاب پر اتنا ثواب نہیں ملتا...... جتنا ثواب اس کتاب پہ ہے...... ایک پوری کتاب پڑھے...... کوئی ثواب نہیں! قرآن کا ایک لفظ پڑھے...... دس نیکیاں ملیں گی...... دس گناہ معاف ہوں گے...... دس درجے بلند ہوں گے......

یہ تو پڑھنے والے کی بات ہے، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تو قرآن نہیں پڑھتا ہے، قرآن سنتا ہے تو تجھے تب بھی ثواب ہے......

قرآن دیکھتا ہے، تجھے تب بھی ثواب ہے......

جو بچہ قرآن پڑھتا ہے تو اس بچے کو سینے لگائے گا، تجھے تب بھی ثواب ہے......

اس بچے سے محبت کرے گا، تجھے تب بھی ثواب ہے......

تو بچے کو بھی چھوڑ دے جس تپائی پر قرآن رکھا ہے تپائی بنا کر تو بچے کو دے دے گا تجھے تب بھی ثواب ہے......

تو غلاف بنائے گا، تب بھی ثواب ہے......

ارے! قرآن مسجد میں پڑھا جاتا ہے، تو مسجد میں قرآن سننے کے لئے گلی میں کھڑا ہو جاتا ہے تب بھی ثواب ہے......

قرآن پڑھنا بھی ثواب ہے، دیکھنا بھی ثواب ہے!

قرآن لاریب کتاب ہے

قرآن بے مثال ہے اور ایک اور بات کہتا ہوں قرآن لاریب ہے، اور یہ لاریب میں نے نہیں کہا، خود قرآن نے کہا ہے..... کہ میں لاریب ہوں، قرآن کھولو، قرآن نے سب سے پہلے یہ کہا کہ لوگو! مجھے پڑھتے ہو میں بتاؤں میں کون ہوں......؟ میرا تعارف پوچھنے سے پہلے...... پوچھو کہ میری حیثیت کیا ہے......؟ یہ قرآن کہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ پورا قرآن پڑھ جاؤ، بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو بدل دیا گیا تھا...... بعد میں پتہ چلے کہ اسے تو شرابیوں نے لکھا تھا...... بعد میں پتہ چلے کہ اس کا تو سارا حصہ بدل دیا گیا...... بعد میں پتہ چلے کہ اس کے تو کئی حصے نکال دیے گئے...... اس لئے ایک سو چودہ سورتوں میں جو پہلی سورت ہے، پہلا لفظ...... الٓمٓ...... پڑھنے کے بعد قرآن اپنی حیثیت کو متعین کرتا ہے، تا کہ پہلے میری حیثیت کو پڑھ کر، پھر آگے چل تا کہ شک کوئی باقی نہ رہے، قرآن نے کیا کہا ہے......؟

الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ......

اور الٓمٓ کیا ہے الف کیا ہے......؟ لام کیا ہے......؟ میم کیا ہے......؟ اس پر تم غور نہیں کرتے ہو......

الف سے اللہ ہے، اللہ نے فرمایا میں بھیج رہا ہوں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لام سے جبرئیل ہے، جبرئیل نے کہا میں لا رہا ہوں۔

میم سے محمدؐ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں میرے سینے پہ اترا ہے۔

میں اور بھی بری باتیں کرسکتا ہوں، لیکن ختم قرآن کی رات ہے، میں اور آپ مل کر آج قرآن کی باتیں کریں، کیونکہ قرآن سے بڑی کوئی بات نہیں۔

الف......اللہ! لام......جبرئیل! میم......محمدؐ!......الٓـــمٓ Code Word ہے۔ Short Short Happend شارٹ شارٹ ہیپنڈ ہے۔ خدا نے کوڈ ورڈ اپنی کتاب کے پہلے صفحہ پر لکھا ہے...... کیوں لکھا......؟ تاکہ راوی کا ذکر بھی پتہ چل جائے۔ بھیجنے والے کا بھی پتہ چل جائے جس کے پاس بھیجا گیا......اس کا بھی پتہ چل جائے۔ اور کیا کہا؟

الف۔ لام۔ میم

اگر شک کتاب میں کرنا ہے تو الف میں کر......

اگر شک کتاب میں کرنا ہے......تو لام میں کر......

اگر شک کتاب میں کرنا ہے......تو میم پر شک کر......

الف پہ شک کرتے گا......دھریہ بن جائے گا،

لام پہ شک کرے گا......کافر بن جائے گا۔

میم پہ شک کرے گا......محمدؐ کا منکر بن جائے گا۔

تو تین شکوک سے گزر کر شک آگے بڑھے گا......؟

قرآن جیسی بے مثال کتاب کوئی نہیں

جب شک آگے نہیں بڑھے گا تو پھر قرآن جیسی بے مثال کتاب کوئی نہیں...... الٓـــمٓ...... یہ ایک لفظ ہے، اس لفظ پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس پر بڑی تحقیق کی گئی ہے۔ صرف الف...... لام پر ہی میں الحمد للہ بڑی تقریر کرسکتا ہوں، ساری رات گزار سکتا ہوں۔ آپ کو بتا سکتا ہوں راوی کو دیکھو، ایک آدمی کہتا ہے، یہ جو بند ہے، خدانخواستہ دریا کا پانی نوٹ گیا، بند کے پاس آ گیا ہے، بند ٹوٹنے والا ہے، یہ آدمی چوک میں کھڑا ہو کر کہتا ہے، لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ آدمی سچا ہے، یہ آدمی جھوٹا ہے، لوگ کسیاں اٹھاتے ہیں، بند کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

طرف رنگ جاتے ہیں، کیونکہ ایک آدمی نے کہا...... بند ٹوٹ گیا ہے۔ پانی شہر کی طرف آ رہا ہے لیکن عام آدمی کے کہنے پر یقین کرتا ہے اور الف...... لام...... میم...... پہ یقین نہیں کرتے۔ طبری نے کہا یہ واقعہ ہوا ابن ہشام نے کہا یہ واقعہ ہوا شاہ ولی اللہ کا واقعہ کتاب میں ہے شک نہیں کرتا......

فلاں پیر کا واقعہ کتاب میں ہے شک نہیں کرتا......

فلاں پیر کا ذکر حدیث میں نہیں، تاریخ نے بتایا ہے اس میں شک نہیں کرتا......

خواجہ علی ہجویری کا ذکر تاریخ میں ہے، قرآن میں نہیں اس میں کوئی شک نہیں......

بابا فرید الدین گنج شکر کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، صرف تاریخ میں ہے اس میں کوئی شک نہیں......

پیر کا ذکر تاریخ میں ہو شک کوئی نہیں......

اولیاء کا ذکر تاریخ میں ہو شک کوئی نہیں......

بزرگوں کا ذکر تاریخ میں ہو شک کوئی نہیں......

جس تاریخ کو تو نے لکھا ہے اس میں کوئی شک نہیں......؟

جس الف کو خدا نے بھیجا ہے، میں شک کرتا ہے......؟

الف ہے...... لام ہے...... میم ہے...... مجھے کہنے دے کہ اللہ نے محمد اور اپنے درمیان واسطہ جبرائیل کا کیوں رکھا......؟ اس لئے ہے کہ جبرائیل فرشتوں کا سردار ہے اور قرآن نے خود کہا ہے......

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ.

جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے، وہ محمد تیرا بھی دشمن ہے۔ میرا بھی دشمن ہے......

اللہ نے کتنی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے......

الٓمّٓ. ذٰلِكَ الْكِتٰبُ.

اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔

اور بھی بڑی کتابیں آئیں، کسی کتاب کا آغاز اس بات سے نہیں ہوا کہ اس میں کوئی شک نہیں، جتنی بڑی کتابیں آئیں، میٹرک کا نصاب ہے، بی۔ اے کا نصاب ہے،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ایم۔اے کا نصاب ہے۔ دنیا کی کتابیں ہیں، کوئی کتاب دکھاؤ، جس کا آغاز اس بات سے ہوا ہو کہ اس میں کوئی شک نہیں......؟ کیونکہ شک پوری کتاب پڑھ کر آدمی کو پڑ سکتا ہے۔ لیکن خدا نے پوری کتاب کا نچوڑ تین لفظوں میں لکھا ہے۔ الف میں۔ لام میں۔ میم میں۔...... کہہ دیا راوی اللہ ہے، راوی جبرئیل ہے، راوی محمدؐ ہے......

اللہ سے سچا کوئی نہیں......

جبرائیل سے سچا کوئی نہیں......

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا کوئی نہیں......

بھیجنے والا تیرا خالق ہو، لانے والا فرشتوں کا سردار ہو، اور جس پر اترے وہ نبیوں کا سردار ہو، اب جھوٹا کس کو کہے گا...... خدا کو کہے گا، یا جبرئیل کو کہے گا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے گا۔ جب خدا سچا، جبرائیل سچا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا تو پھر مجھے کہنے دے جو کتاب خداتعالیٰ نے بھیجی، جبرائیل کے ہاتھ سے بھیجی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر اتاری...... وہ بھی ہے، لاشک ہے، اس لئے قرآن نے کہا......

الم ذالک الکتاب لاریب فیہ

اس میں کوئی شک نہیں۔

یہ آغاز کیوں کیا......؟ خدا کو پتہ تھا کہ پورا قرآن صحابہ کی شان میں ہے، اس کو جھٹلایا جائے گا۔ اس کو جھوٹا کہا جائے گا۔ اس کو برا کہا جائے گا اس کو شرابیوں کی کتاب کہا جائے گا۔ اس کو زیر و زبر میں تبدیلی کے لئے کہا جائے گا، میں آج عرش پہ فیصلہ کر کے دنیا میں اتاروں کہ اے لوگو!

الم ذالک الکتاب لاریب فیہ

جس طرح مجھ میں کوئی شک نہیں...... جبرائیل میں شک نہیں...... محمدؐ میں شک نہیں...... اس طرح اس کتاب میں شک نہیں۔

قرآن مخزن علوم ہے

قرآن میں کیا ہے......؟ قرآن میں اٹھارہ ہزار علوم ہیں، سائنس قرآن میں ہے، جغرافیہ قرآن میں ہے، آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں جغرافیہ کہاں ہے، آؤ میں تمہیں بتاتا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں سائنس کہاں ہے؟

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ...... یہ سائنس ہے

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ...... یہ جغرافیہ ہے۔

لاؤ تو سہی! جغرافیہ قرآن میں ہے سائنس قرآن میں ہے۔

عیسائی کو چیلنج

میں نے برطانیہ میں گلاسکو کے ایک شہر میں، ایک عیسائی مارٹن سے گفتگو کی، مارٹن عیسائی تھا۔ میں نے اسے چیلنج کیا، میں نے کہا اسلام سائنس کا بانی ہے۔ اس نے کہا نہیں مولویو! تم پیچھے رہ گئے ہو سائنس آگے نکل گئی ہے۔

مولویو! تم پیچھے رہ گئے ہو...... سائنس چاند پر پہنچ گئی ہے۔ ستاروں پہ پہنچ گئی ہے...... تم پیچھے رہ گئے ہو۔

کہاں اسلام! اسلام کو کیا پتہ......؟ اسلام کون سا مذہب ہے......؟

میں نے اس کے سامنے ایک بات کہی، پڑھے لکھے لوگوں کی توجہ کیلئے کہتا ہوں میں نے اسے کہا کہ سائنس کا بانی اسلام ہے۔ میں نے کہا کہ پتہ ہے سائنس کہتے کس کو ہیں؟

سائنس اور سیاست کی تعریف

سائنس...... یہ عربی زبان کا لفظ ہے، انگریزی کا لفظ نہیں ہے۔ سائنس اصل میں سائس ہے، سائس کا معنی توڑنا...... Research ریسرچ کرنا، ٹھیک کرنا، سائس کا معنی چھان پھٹک کرنا، اسی سے سیاست ہے، سائنس اور سیاست کا مادہ...... ایک ہے۔ سیاست کا معنی انتظام کرنا اور لغوی معنی ہے بھیڑوں کی رکھوالی کرنا...... یہ سیاست کا معنیٰ ہے اور سائنس کا معنی توڑنا، پھوڑنا اور توڑ پھوڑ کر اندر دیکھنا...... اسے سائنس کہتے ہیں۔ میں نے کہا اس کا بانی اسلام ہے، اور اسلام بھی قرآن ہے......

اس نے کہا یہ کیسے......؟

میں نے کہا میں چیلنج کرتا ہوں مجھے بتاؤ! محمدؐ کے آنے سے پہلے تم نے جہاز کیوں نہیں بنائے......؟ عیسائیت تو حضور سے پہلے بھی تھی......!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضورؐ کے آنے سے پہلے ٹیکنالوجی کیوں نہیں تھی......؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے مشینری کیوں نہیں تھی......؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے وائرلیس کیوں نہ تھی......؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے......ریڈیو، ٹیلی ویژن کیوں نہیں تھا......؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے لوہے کو مسخر کیوں نہیں کیا گیا...... ؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے بحری، وہوائی جہاز کیوں نہیں بنائے گئے......؟

جواب دو بتاؤ! وہ خاموش ہے، مارٹن عیسائی...... نامور پادری......گلاسکو کا اس کے ساتھ ایک یہودی بیٹھا تھا جیمس (Jamus) مجھے اس نے کہا آپ اگر بتائیں ہماری معلومات میں اضافہ ہوگا۔ میں نے کہا اسلام اور قرآن سائنس کا بانی ہے۔ وہ کہتا ہے وہ کیسے......؟ میں نے کہا سائنس کا معنی توڑنا ہے۔ چھان پھٹک کرنا ہے۔ Research کرنا، یہ سائنس کا معنی ہے۔ اور جن چیزوں کو تم توڑتے ہو، پھوڑتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے لوگ ان کو خدا کہتے تھے، پتھر کو توڑنا یہ سائنس ہے۔ پتھر کو تو خدا کہتے تھے توڑا کیسے جائے......؟ درخت کو خدا کہتے تھے......توڑا کیسے جائے......؟ چاند کو سجدہ ہوتا تھا......Research کیسے کی جائے؟

سورج کو سجدہ کیا جاتا تھا ریسرچ کیسے کی جائے......؟ تاروں کو سجدہ کیا جاتا تھا ریسرچ کیسے کی جائے؟

ریسرچ کا معنی توڑنا، چھان پھٹک کرنا......اور جن سے تم نے سائنس بنائی ہے ان کو تو لوگ سجدہ کرتے تھے، ان کو توڑا کیسے جائے۔ ان کو پھوڑا کیسے جائے......؟ سب سے پہلے قرآن اترا قرآن نے آکر کہا......

درخت خدا نہیں ہے......ستارہ خدا نہیں ہے......سورج خدا نہیں ہے......اور ستارے یہ خدا نہیں ہیں......پتھر خدا نہیں ہے......اسلام نے آکر، قرآن نے آکر، ان کی خدائی کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا۔ ان کی خدائی ختم ہوگئی اب ان کو توڑنا بھی تم نے شروع کیا، پھوڑنا بھی تم نے شروع کیا۔

اگر یہ خدا رہتے......ریسرچ نہ ہوتی......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اگر یہ خدار ہتے...... ان پر تحقیق نہ ہوتی......

اگر یہ خدا رہتے ان کو توڑا نہ جاتا......

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر بتایا کہ سجدے کے لئے سورج نہیں ہے، ستارہ نہیں ہے، چاند نہیں ہے۔ چاند بھی تیرا نوکر ہے، سورج بھی تیرا نوکر ہے، درخت بھی تیرا نوکر ہے، پتھر بھی تیرا نوکر ہے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری چیزوں کو تیرا نوکر بنایا اب تو نے ریسرچ شروع کی...... اور سائنس کا آغاز ہوا......

میں نے کہا قرآن کہتا ہے......

الم ذالک الکتاب لاریب فیہ.

اس میں کوئی شک نہیں، میں نہیں کہتا...... خدا کہتا ہے۔

قرآن ناطق ہے

اور یہ قرآن ناطق ہے، ناطق کا معنی بولنے والا ہے۔ قرآن بولتا ہے، قرآن سے پوچھو اے قرآن! تو کون ہے......؟ اے قرآن تو کس پر اترا......؟ تو قرآن کہتا ہے......

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ...... میں محمد پر اترا!

قرآن تو بتا تجھے لایا کون ہے......؟ قرآن کہتا ہے......

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ...... مجھے روح الامین لایا!

اے قرآن تو بتا تیری حفاظت کا ذمہ کس نے لیا......؟ قرآن نے کہا......

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ.

قرآن کی طرف سے کفار کو تین چیلنج

اور جھنگ کے لوگو! ایک بات کہتا ہوں...... دنیا میں ایک اللہ کا قرآن ہے، جس نے پوری کائنات کے غیر مسلموں کو تین چیلنج کیے، قرآن نے کیا کہا......؟ قرآن نے کہا...... جب مکے کے مشرکوں نے کہا یہ اپنی بنائی ہوئی کتاب ہے، تو قرآن نے چیلنج کر دیا......

قرآن نے کہا

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن نے یہ کہا...... تین چیلنج کیے، پہلا چیلنج کہ قرآن جیسی کتاب لاؤ، امراء القیس جیسا شاعر، عربی کا فصیح وبلیغ شاعر تم میں موجود ہے، اگر تم کہتے ہو یہ انسان کا کلام ہے...... تو لاؤ، اس قرآن جیسی کتاب لاؤ، جب یہ نہ لاسکو تو قرآن نے چیلنج کیا......

فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ......

سارا قرآن نہ لاؤ، دس سورتیں لے آؤ، جب دس بھی نہ لے آئے...... تو آخری چیلنج قرآن نے کیا......

فاتوا بسورة من مثله......

ایک سورۃ لے آؤ! انا اعطینک الکوثر جیسی...... اور یہ چیلنج محمد مصطفیٰ نے لکھا، سورۃ کوثر لکھ کر، کعبے کی دیوار پر لگادی، اور یہ سورۃ کئی مہینے تک لٹکی رہی، لیکن کوئی قرآن کے چیلنج کا جواب نہ دے سکا اور میں نے عیسائیوں سے کہا کہ عیسائیو تم نے ستارے مسخر کیے، چاند پر پہنچے...... میں نے کہا عیسائیو! بتاؤ...... تم نے جہاز بنائے، تم نے ٹیلی ویژن بنایا تم نے وائرلیس بنائی، ٹھیک ہے، کارخانے بنائے...... ٹھیک ہے۔

قرآن کے علاوہ کسی کتاب کا حافظ نہیں مل سکتا

تم نے کتنی ریسرچ کی ہے...... بڑی ریسرچ کی ہے، لیکن پوری دنیائے عیسائیت جس کی آبادی ایک ارب ہے، ساری دنیا کو مسخر کیا، لیکن ایک انجیل کا حافظ نہ بنا سکے، میں نے ان کو چیلنج کیا، میں نے کہا یہودیو! تم نے کتنی ترقی کی......؟ لیکن دنیا پوری میں جاؤ ایک تورات کا حافظ نہیں ہے۔

عیسائیو! پوری دنیا پھر وایک زبور کا حافظ نہیں ہے۔ لیکن تم میرے ساتھ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، تمہارے ملک میں...... میں ان کو برطانیہ میں کہا، تمہارے ملک تمہارے محلے میں، میرے قرآن کے حافظ ہیں، اس نے کہا کہاں ہیں......؟ میں نے کہا...... یہ مسجد ہے، جاؤ اس مسجد کے اندر پوچھو کہ حافظ قرآن کتنے ہیں، وہ میرے ساتھ گیا تو پتہ چلا وہاں سترہ قرآن حافظ موجود ہیں، برطانیہ کی ایک مسجد میں سترہ قرآن کے قاری اور ان سترہ قاریوں میں ایک بچہ چھ سال کا بھی تھا۔ لاؤ تو سہی ہے کوئی تم میں سے......؟ میں نے کہا انجیل بدل دی گئی، زبور بدل دی گئی تورات بدل دی گئی، قرآن نہیں بدلا...... کیونکہ......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ذالک الکتاب لاریب فیہ

نہیں بدلا، میں نے کہا چلو میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ چیلنج کے الفاظ پر غور کریں، میں نے انہیں کہا، بائبل انجیل کا خلاصہ۔ تم نے بائبل کے نام پہ چھاپا۔

جو بائبل امریکہ میں چھپی، وہ لندن میں نہیں......

جو لندن میں ہے، وہ گلاسکو میں نہیں......

جو گلاسکو میں ہے، وہ پیرس میں نہیں......

جو پیرس میں ہے وہ ہالینڈ میں نہیں......

جو ہالینڈ میں ہے، وہ پولینڈ میں نہیں...... تمہاری بائبل تمہاری کتاب اور میرے ساتھ افغانستان کے پہاڑوں پہ جو قرآن ہے، وہ بھی لاؤ، اور انڈیا کے دریاؤں میں جو قرآن ہے، وہ بھی لاؤ۔ افریقہ کے جزیروں میں جو قرآن ہے...... وہ بھی لاؤ

امریکہ کی بستیوں میں جو قرآن ہے...... وہ بھی لاؤ،

گلاسکو میں جو قرآن ہے...... وہ بھی لاؤ۔

آؤ! الٓمّٓ سے قرآن شروع ہوگا والناس پہ ختم ہوگا۔

یہی قرآن برطانیہ میں......

یہی امریکہ میں...... یہی افریقہ میں...... یہی انڈیا میں...... یہی پاکستان میں ف یہی چالیس عرب ملکوں میں......

پوری دنیا میں...... میں نے کہا یہ تو قرآن لکھا ہوا ہے۔ چلو اس کو بھی چھوڑو، افغانستان میں آٹھ سال کا بچہ قرآن کا حافظ ہے۔ اسے ایک جگہ کھڑا کرو، برطانیہ میں آٹھ سال کا بچہ...... اسے ایک جگہ کھڑا کرو، انڈیا میں آٹھ سال کا بچہ پوری دنیا میں انٹرنیشنل حافظوں کو جمع کرو پوری دنیا کے ایک سو اسی ملکوں کے ایک سو اسی قرآن کے قاری جمع کرو، ان کو کھڑا کرو علیحدہ، علیحدہ کر کے سنو!

ایک بچے کو اس کمرے میں کھڑا کرو، دوسرے کو اس کمرے میں کھڑا کر دو...... ہر بچہ الٓمّٓ سے شروع کرے گا، والناس تک پڑھتا چلا جائے گا۔ اگر کسی ایک رکوع میں تبدیلی ہوگی تو میں مذہب بدل لوں گا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ایک سورۃ میں تبدیلی ہوگی...... تو میں مذہب بدل لوں گا۔

میں نے تو یہ چیلنج عیسائیت اور یہودیت کی دنیا کو کیا تھا، لیکن رافضیت نے محمد کا قرآن بدل ڈالا۔ رافضیت نے محمد کا قرآن بدل ڈالا، رافضیت نے پیغمبر کے دین کو بدل ڈالا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عیسائیت میری چیلنج کا جواب نہ دے سکی، یہودیت نہ دے سکی، لیکن......

ذالک الکتاب لاریب فیه

کہ اصلی قرآن کی آیتیں سترہ ہزار ہیں، لیکن قرآن کی آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں، اس لئے جو لفظ میرے قائد حق نواز نے کہا تھا کہ شیعہ یہودیوں سے عیسائیوں سے، صابئیوں سے بڑا کافر ہے۔ اسی دلیل سے ہے کہ عیسائی تو قرآن کو لازوال کہتا ہے۔ شیعہ تبدیل شدہ کہتا ہے اور قرآن لاریب کتاب ہے۔ شیعہ سے بڑا کائنات میں کافر کوئی نہیں!

قرآن اور صاحبِ قرآن کا اعزاز

جھنگ کے لوگو! ایک بات کہتا ہوں، توجہ ہے......؟ اس لفظ پہ غور نہیں کرتے دیکھئے یہ قرآن ہے، اترنے کو تو انجیل بھی اتری، زبور بھی اتری، تورات بھی اتری ایک سو ستائیس صحیفے آسمانوں سے اترے بڑی کتابیں چار اتریں، کیسے اتریں؟ قرآن کیسے اترا؟

تورات اترنے لگی، تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ! طور پہ جاؤ، وہاں تمہیں تورات ملے گی، موسیٰ چل کر تورات لینے گئے۔

اور زبور کا وقت آیا تو داؤد علیہ السلام سے کہا اس عبادت خانے میں بیٹھ جاؤ یہاں زبور ملے گی۔

انجیل کا وقت آیا تو عیسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اپنے عبادت خانے سے باہر نہیں جانا...... میں انجیل اتار رہا ہوں۔

تورات اتری...... موسیٰ علیہ السلام لینے گئے۔

انجیل اتری...... عیسیٰ علیہ السلام لینے گئے......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

زبور اتری...... داؤد علیہ السلام لینے گئے، لیکن دیکھو تو سہی......!!

ذالک الکتاب جب اتری یہ کتاب جب اتری تو کون لینے گیا......؟ اس کے دینے کو تو دیکھو، کہ اس کو لینے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں گئے۔ بلکہ......

پیغمبر کے میں تھا قرآن کے میں بھیج دیا......

نبی مدینے میں تھا قرآن مدینے میں بھیج دیا......

نبی بدر میں، قرآن بدر میں......

نبی اُحد میں قرآن اُحد میں......

نبی خندق میں قرآن خندق میں......

نبی غزوۂ تبوک میں قرآن غزوہ تبوک میں......

حتیٰ کہ نبی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر......

ہمیں دین قرآن نے سکھایا

اور رمضان کا مہینہ قرآن نے بتایا...... غریبوں سے اچھا سلوک قرآن نے بتایا...... ہمسائے کا حق قرآن نے بتایا...... اور مسکرانا قرآن نے سکھایا...... سلام قرآن نے سکھایا...... عظمت قرآن نے سکھائی...... اب اسی قرآن سے پوچھتے ہیں کہ اے قرآن! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف پیش کر تو قرآن کہتا ہے۔

الم یجدک یتیما فاوی

پیغمبر کی رحمت کا ذکر کر کے قرآن کہتا ہے۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

جب پیغمبر کی زلفوں کا ذکر آیا...... تو قرآن واللیل کہتا ہے۔

نبی کے چہرے کا ذکر آیا...... تو قرآن والضحیٰ کہتا ہے۔

پیغمبر کے ہونٹوں کا ذکر آیا...... تو قرآن **لا تحرک به لسانک لتعجل به** کہتا ہے۔

نبی کے دانتوں کا ذکر آیا...... تو قرآن یٰسٓ کہتا ہے۔

پیغمبر کی آنکھوں کا ذکر آیا...... تو قرآن **مازاغ البصر وما طغی** کہتا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پیغمبر کی سنت کا ذکر آتا ہے..... قرآن مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کہتا ہے۔

نبی کے زمانے کا ذکر آیا، قرآن والعصر کہتا ہے۔

پیغمبر کے شہر کا ذکر آیا قرآن لا اقسم بھذا لبلد کہتا ہے......

پیغمبر کی صفتوں کا ذکر آیا، قرآن انا ارسلنک شاھدا کہتا ہے مبشرا کہتا ہے نذیرا کہتا ہے داعیا الی اللہ کہتا ہے، باذنہ وسراجا منیرا کہتا ہے......

نبی کی ختم نبوت کا ذکر آیا قرآن ما کان محمدٌ اَبَا اَحَدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین کہتا ہے......

نبی کی بیویوں کا ذکر آیا..... قرآن یا ایھا النبی قل لّازواجک وبناتک ونسآء المومنین کہتا ہے......

پیغمبر کے صحابہؓ کا ذکر آیا قرآن اولئک ھم المفلحون کہتا ہے۔

اولئک ھم الفائزون کہتا ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان کہتا ہے

الذی جآء بالصدق وصدق به کہتا ہے۔

یبشرھم ربھم برحمة منه کہتا ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس کہتا ہے۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنه کہتا ہے۔

اور خالدا فیھا ابدا کہتا ہے۔

قرآن صحابہ کی تعریف کرتا ہے......

نبی چلتا ہے..... قرآن بولتا ہے۔

نبی مسکراتا ہے..... قرآن بولتا ہے۔

نبی اشارہ کرتا ہے..... قرآن بولتا ہے۔

نبیؐ مکے میں آیا..... قرآن بولا!

نبیؐ مدینے میں آیا..... قرآن بولا!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نبیؐ مسکرایا...... قرآن بولا!

نبیؐ نے گفتگو کی...... قرآن بولا!

صدیقؓ قدموں میں آیا...... قرآن بولا!

عمرؓ قدموں میں آیا...... قرآن بولا!

عثمانؓ نے تلاوت کی...... قرآن بولا!

دحیہ کلبی کا حسن چمکا...... قرآن بولا!

نبی نے ستارہ توڑ دیا...... قرآن بولا!

نبیؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے...... قرآن بولا!

پیغمبر مسکرائے...... تو قرآن بولا!۔

نبیؐ ہاتھ اٹھائے...... تو قرآن بولے

نبیؐ سجدہ کرے...... تو قرآن بولے!

نبیؐ اٹھ کر کھڑا ہو...... تو قرآن بولے!

حتیٰ کہ نماز کے دوران دل میں خیال آئے کہ اے اللہ! کعبہ بیت المقدس کی بجائے، اگر خانہ کعبہ بنا دیا جائے تو اے اللہ مجھے خوشی ہوگی...... یہ سوچنے کی دیر تھی، کہ عرش سے قرآن بولا فلنولینک قبلۃ ترضھا...... یہ قرآن بولتا ہے، یہ قرآن کی شان ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور یہودی پادری کا ایک واقعہ

قرآن لاریب ہے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے بڑے عالم گذرے ہیں۔ اتنے بڑے عالم! توجہ کیجئے کتب خانے میں بیٹھے ہیں۔ ایک آدمی بھاگا ہوا آیا۔ اس نے کہا شاہ جی! اسلام کے ناک کٹ گئی۔ کیسے کٹ گئی......؟ انہوں نے کہا فنڈر پادری دلی کے چوک میں کھڑا ہے وہ کہتا ہے کہ مسلمانو! آؤ اگر تم سچے ہو تو میرا مقابلہ کرو۔ میرے ہاتھ میں بائبل ہے، انجیل ہے میں اس کی جلتی ہوئی آگ میں پھینکتا ہوں اگر تم سچے ہو تو لاؤ اپنا قرآن آگ میں ڈالو! میں اپنی بائبل ڈالتا ہوں تم اپنا قرآن ڈالو!

وہ آدمی کہنے لگا شاہ جی چوک میں دنیا کا اجتماع ہے۔ لوگ بڑے جمع ہیں اسلام کی ناک کٹ گئی ہزاروں کا اجتماع ہے۔ چوک میں اجتماع ہے۔ اس نے کہا کہ آگ جل

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رہی ہے۔سچ جل رہا ہے۔آسمانوں سے شعلے باتیں کررہے ہیں۔میں اپنی بائبل یعنی انجیل اس آگ میں ڈالتا ہوں۔تم قرآن ڈالو! شاہ جی اٹھ کر چل پڑے اس نے کہا قرآن تو اپنے ہاتھوں میں لے لو! شاہ عبدالعزیزؒ نے کہا...... بغیر قرآن کے بات بن جائے گی۔شاہ عبدالعزیزؒ وہاں پہنچے شاہ صاحب نے فرمایا......تو کیا کہتا ہے۔اس پادری نے کہا چیلنج کرتا ہوں آگ جل رہی ہے۔آگ میں قرآن ڈالو میں انجیل ڈالتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ قرآن اپنے ہاتھوں سے آگ میں ڈالوں میں......؟ میں کوئی شیعہ ہوں......؟ اس نے کہا پھر آپ جھوٹے ہیں۔پھر آپ جھوٹے ہیں۔آگ میں قرآن ڈالو، ابھی فیصلہ ہوگا، جو سچا ہوگا...... بچ جائے گا۔جھوٹا ہوگا جل جائے گا۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا میں فیصلہ کرتا ہوں تم اس طرح کرو کہ اس انجیل کو سینے سے لگاؤ۔میں قرآن کو سینے سے لگاتا ہوں۔تم بھی چھلانگ لگاؤ میں بھی چھلانگ لگاتا ہوں۔تمہاری کتاب سچی ہوگی تجھے بچالے گی۔میری کتاب سچی ہوگی مجھے بچالے گی! قرآن بے مثال ہے۔

جب شاہ عبدالعزیزؒ نے یہ بات کہی تو عیسائی لاجواب ہوگیا۔بھاگنے لگا لوگوں نے پکڑ لیا۔کہاں جاتا ہے......؟ کہنے لگا بائبل پر تو میں نے مسالہ لگایا ہوا تھا۔اپنے جسم پر تو کوئی مسالہ نہیں تھا......

میرے بھائیو! جب تک امتوں نے قرآن کو سینے سے لگایا......اس وقت تک خود قرآن کہتا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ......

یہ قرآن قوموں کو اونچا کرتا ہے۔یہ سربلند کرتا یہ انسانوں کو اونچا کرتا ہے۔

مدارس عربیہ اور خدمت قرآن

میرا دعویٰ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں سب سے زیادہ قرآن کے قاری دارالعلوم دیوبند نے پیدا کیے۔ہمیں اس بات پر فخر ہے، علمائے بریلوی نے بڑا دین کا کام کیا ہوگا۔علمائے اہلحدیث نے بڑا دین کا کام کیا ہوگا۔اس میں کوئی شک نہیں۔لیکن آپ مدارس عربیہ کی تعداد دیکھیں، مدارس عربیہ کی تعداد کا میں معائنہ کرانا چاہتا ہوں۔اس وقت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہندوستان میں اٹھارہ ہزار دینی مدارس ہیں علمائے دیوبند کے، جن اٹھارہ ہزار دینی مدارس میں ساڑھے۳۲ لاکھ بچے قرآن حفظ کر رہے ہیں۔

یہ قرآن کا اعجاز ہے، پاکستان میں گیارہ ہزار دینی مدارس ہیں۔ بریلوی علماء کے مدارس، اہلحدیث علماء کے مدارس اس کے علاوہ ہیں۔ گیارہ ہزار قرآن کے مدارس ہیں۔ قرآن پڑھا جارہا ہے۔ قرآن دیکھا جارہا ہے۔ قرآن سنا جارہا ہے۔

ایسی بھی کوئی سورۃ ہے، سورۃ دخان ہے، جو شخص دس آٹھ دنوں میں ایک مرتبہ سورۃ دخان پڑھتا ہے۔ ستر ہزار فرشتے پورا ہفتہ اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ لاؤ کوئی ایسی کتاب، یہ قرآن ہے......

قرآن بے مثال ہے......

تلاوت بے مثال ہے...... قرأت بے مثال ہے...... مفہوم بے مثال ہے۔

ابوحنیفہؒ نے قرآن کو کیسا پایا

ابوحنیفہؒ سے پوچھا...... ابوحنیفہؒ تو نے قرآن کو کیسے پایا؟ ابوحنیفہؒ نے کہا قرآن پاک سے میں نے نوے ہزار مسائل نکالے ہیں۔ احمد بن حنبلؒ سے پوچھا...... انہوں نے کہا کہ ہزاروں مسائل پر چار جلدیں مکمل ہو چکی ہیں۔ لیکن قرآن کا معنی مکمل نہیں ہوا۔

امام غزالیؒ نے قرآن کو کیسا پایا؟

امام غزالیؒ سے پوچھا گیا کہ قرآن کے بارے میں بتاؤ قرآن کیا ہے۔ تو امام غزالیؒ نے ایک بڑی عجیب بات کہی۔ امام غزالیؒ نے کہا لوگو! قرآن اتنا آسان ہے کہ آٹھ سال کے بچے کے سینے میں اتر جاتا ہے۔ مشکل اتنا ہے کہ چودہ سو سال سے علماء اس میں غوطے لگا رہے ہیں۔ موتیوں کو پا نہیں سکے۔

احمد بن حنبلؒ کو خواب میں خدا کی زیارت

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا...... امام بتاؤ قرآن کے بارے میں کوئی بات بتاؤ! تو امام کہتا ہے، کیا بتاؤں......؟ ایک دن خواب میں اللہ کا دیدار ہوا...... میں نے اللہ سے پوچھا اے اللہ! تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے۔ تو اللہ نے جواب میں فرمایا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن! احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اے اللہ! قرآن کے بارے میں کیا حکم ہے......؟
سمجھ کر پڑھوں تب تجھے پسند ہے یا بے سوچے سمجھے پڑھوں تب تجھے پسند ہے۔ تو
جواب میں اللہ نے فرمایا......

فَهُمًا اَوْ كَانَ بِلَا فَهْمٍ ......

احمد سمجھ کر پڑھے تب بھی مجھے پسند ہے۔ بغیر سمجھ کر پڑھے تب بھی مجھے پسند ہے۔
پڑھو تو سہی!

منشی رحمت علی کا واقعہ

منشی رحمت علی ایک بڑے بزرگ تھے۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا، منشی رحمت علی نانوتہ کی بستی سے روانہ ہو کے دیوبند کی بستی میں آئے۔ راستے میں ایک گاؤں آیا ہے صبح کا وقت ہے۔ دس بجے کا وقت ہے، گاؤں میں لوگ جمع ہیں۔ لوگ جمع ہیں۔ منشی رحمت علی کھڑے ہو گئے، انہوں نے کہا منشی صاحب آپ جنازہ پڑھائیں۔ منشی صاحب نے کہا میں تو نہیں پڑھاتا۔ تو گھر سے پیغام آیا کہ منشی رحمت علی کو بلاؤ، جنازہ وہ پڑھائیں۔

لوگوں نے اس آدمی کی بیوی سے پوچھا کہ منشی رحمت علی کا نام تم نے کیوں لیا......؟ تو وہ عورت کہتی ہے یہ جو آدمی فوت ہوا، اس آدمی نے فوت ہونے سے پہلے کہا تھا میں مر جاؤں تو میرا جنازہ منشی رحمت علی پڑھائے۔

لوگوں نے کہا آج وہ اتفاق سے آئے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہماری بات پوری ہو گئی۔ منشی رحمت علی نے جنازہ پڑھایا، وہ ملازمت پر روزانہ دفتر میں جاتے تھے۔ ملازم تھے، اللہ کے ولی تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ کچھ وقت اس بزرگ کے پاس گزاروں، بڑا نیک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ جنازہ پڑھایا، قبر میں اتارنے کا وقت آیا۔ منشی رحمت علی نے اپنے ہاتھوں سے اس میت کو قبر میں اتارا دفن کر دیا۔ چلے گئے دفتر میں پہنچے بڑی عجیب بات ہے۔ جیب میں دیکھا جو ملازمت کا کارڈ تھا غائب تھا۔

خیال آیا کہ جب میں نے اس بزرگ کو قبر میں اتارا......تو وہ کارڈ قبر میں اتر گیا، میری زندگی کا سوال ہے، ملازمت کا مسئلہ ہے۔ اسی وقت واپس آئے لوگوں کو جمع کیا اور جمع کر کے کہا۔ کہ ابھی ان کو دفن کیا ہے۔ گھنٹہ نہیں گذرا ہوگا۔ میری زندگی کا مسئلہ ہے۔ تھوڑا سا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قبر کو ہٹاؤ۔ مٹی کو ہٹاؤ، مٹی کو ہٹانے کے بعد وہ میرا کارڈ یہاں موجود ہے۔ سب لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے منشی رحمت علی ولی اللہ ہے، کوئی بات نہیں، ابھی دفن کیا ہے۔ مٹی کو ہٹایا جب اس کے کفن کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں...... اس کی ساری قبر گلاب کے پھولوں سے بھری پڑی ہے۔

منشی رحمت علی کو اپنی ملازمت بھول گئی، سیدھے اس عورت کے گھر گئے، اور جا کر کہا کہ اماں بتاؤ! یہ جو بزرگ تھا اس کا عمل کیا تھا۔ ساری زندگی یہ کیا کرتا تھا۔ تو بوڑھی عورت نے جواب میں بڑی عجیب بات کہی اس نے کہا یہ تو ان پڑھ تھا، زبانی اس نے چند سورتیں یاد کر رکھی تھیں، لیکن لکھنا نہ آتا تھا، نہ پڑھنا آتا تھا، بھائی قرآن نہیں پڑھتا تھا، تو بوڑھی عورت کیا کہتی ہے...... اس نے کہا قرآن بھی نہیں آتا تھا، تو پھر عمل کیا تھا......؟

تو اس عورت نے کہا...... پچاس سال ہو گئے مجھے اس کے نکاح میں آئے ہوئے ایک کام یہ روزانہ کرتا تھا۔ ایک ناغہ میں نے اس کا پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا، کام کیا تھا کہ جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتا...... تو قرآن سامنے رکھ لیتا اور قرآن سامنے رکھ کر قرآن کی سطروں کے اوپر انگلی رکھ کر کہتا اے اللہ تو نے یہ بھی سچ کہا تو نے یہ بھی سچ کہا، تو نے یہ بھی سچ کہا تو نے یہ بھی سچ کہا......!!

میرے بھائیو! آؤ تو سہی قرآن کے طرف، قرآن نے کہا......

ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم

یہ قرآن وہ کتاب ہے جو گری ہوئی انسانیت کو بلند کرتی ہے۔ کرتی ہے یا نہیں کرتی......؟ (کرتی ہے) اللہ پاک ہم سب کو قرآن پاک کی عظمت اور قرآن پاک کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلله فلا هادی له، ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد أن سيدنا وسندنا ونبينا ومولانا محمد عبده ورسوله. صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اله واصحابه وبارک وسلم تسليما كثيرا.

امابعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ اُولٰئِکَ مُبَرَّءُ وْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ. (سورۃ نور)

امنت بالله صدق الله مولانا العظيم.

محترم و مکرم حاضرین! تاریخ اسلام میں رمضان المبارک کے دوران پیش آمدہ واقعات میں بہت اہم واقعہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی وفات حسرت آیات کا آتا ہے۔ آپ بہت ہی اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائز ہیں۔ ازواجِ مطہرات میں آپ کو کئی لحاظ سے خصوصیتیں حاصل ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نام عائشہ اور القاب صدیقہ، ام المومنین، اور حمیرا ہیں۔ آنحضرت ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کو بنت الصدیق سے بھی یاد فرماتے تھے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں، جنابِ اُم رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب کے بطن سے جنم لیا، آپ والد ماجد کی طرف سے قریشیہ تیمیہ اور ماں کی طرف سے کنانیہ تھیں۔ آٹھویں پشت میں آپ کا نسب آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتا ہے۔

آپ کی والدہ حضرت اُم رومان کا پہلا نکاح عبداللہ یزدی سے ہوا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کے دو بچے عبدالرحمٰن اور حضرت عائشہؓ پیدا ہوئے۔ کسی بھی مستند تاریخ میں حضرت عائشہ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں ملتا۔ تاہم امام محمد بن سعد نے اپنی طبقات میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت نبوت کے چوتھے سال کی ابتدا میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ وائل کے بھائی افلح حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا کے طور پر کبھی کبھی آپؓ سے ملنے آیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی اجازت سے آپؓ اُن کے سامنے آتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی ذہانت

حضرت عائشہ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اور عمدہ ذکاوت کی مالک تھیں۔ لڑکپن میں آپ کھیل کود کی بہت شوقین تھیں۔ محلہ کی لڑکیاں ہر وقت ان کے پاس جمع رہتیں وہ اکثر ان کے ساتھ کھیلا کرتیں لیکن اس لڑکپن میں بھی آنحضرت ﷺ کا ادب ہر لحاظ سے ملحوظ رہتا۔ ایک مرتبہ عائشہ گڑیا گڑیا کھیل رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے۔ گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے دائیں بائیں دو پَر بھی لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا گھوڑوں کے تو پَر نہیں ہوتے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں؟ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پَر تھے، آپ اس بے ساختہ پن پر مسکرا دیئے۔ (مشکوٰۃ)

اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فطری ذہانت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ رقمطراز ہیں:

”عموماً ہر زمانہ کے بچوں کا وہی حال ہوتا ہے جو آج کل کے بچوں کا ہے کہ سات

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آٹھ برس تک تو انہیں کسی بات کا مطلق ہوش تک نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی کی بات کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں۔لیکن حضرت عائشہؓ لڑکپن کی ایک ایک بات یاد رکھتی تھیں۔ان کی روایت کرتی تھیں،ان سے احکام مستنبط کرتی تھیں۔لڑکپن کے کھیل کود میں کوئی آیت کانوں میں پڑ جاتی تو اسے بھی یاد رکھتی تھیں۔ہجرت کے وقت ان کا سنِ عمر آٹھ برس تھا لیکن اس کم سنی اور کم عمری میں ہوش مندی اور قوتِ حافظہ کا یہ حال تھا کہ ہجرتِ نبوی کے تمام واقعات بلکہ تمام جزوی باتیں ان کو یاد تھیں۔ان سے بڑھ کر کسی صحابی نے ہجرت کے واقعات کو اسی تفصیل کے ساتھ نقل نہیں کیا ہے۔

حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زوجیت کا شرف

آنحضرت ﷺ کی سب سے پہلی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے ہوئی۔اس وقت آپ کی عمر پچیس برس اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے تین سال قبل ۶۵ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قربانیوں اور پریشان کن حالات میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کی سعادت کا جو حصہ وافر آپ کے پاس تھا،اس کی مثال نہیں۔ہر دکھ اور پریشانی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے غمگسار مونس کا کام دیتی رہیں۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ کی طبیعت پر ان کی جدائی کا بہت بڑا صدمہ تھا۔آپ پریشان رہتے تھے کہ ایک روز عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور عرض کی،یارسول اللہ آپ دوسرا نکاح کر لیں۔آپؐ نے فرمایا کس سے؟ خولہ نے کہا کہ بیوہ اور کنواری دونوں لڑکیاں موجود ہیں،بس آپ پسند کریں۔فرمایا وہ کون ہیں؟ خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری ابوبکرؓ کی لڑکی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ارشاد ہوا تم ان کی نسبت گفتگو کرو۔انہی دنوں آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی چیز آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔پوچھا کیا ہے؟ جواب دیا آپ کی بیوی ہے۔آپؐ نے کھول کر دیکھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ سے نکاح ارادۂ مشیت الٰہی میں مقدر ہو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چکا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ سے نکاح ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶ برس تھی۔ تاہم رخصتی ۹ برس کی عمر میں ہوئی۔ عرب کی گرم آب و ہوا میں نو دس سال کی لڑکیاں جوان ہو جاتی تھیں۔ اتنی کمسنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ کے گھر آنا گہری حکمتوں اور دینی فوائد سے خالی نہیں۔ بقول حضرت سید سلیمان ندویؒ، کم سنی کی اس شادی کا منشا نبوت اور خلافت کے درمیان تعلقات کی مضبوطی بھی تھی۔ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ اس سادگی سے بیان کرتی ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی نانی آئی ان کو لے گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آ کر نکاح پڑھایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی کہ میرا نکاح ہو گیا ہے۔ جب میری والدہ نے باہر نکلنے سے روک دیا اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد تین برس تک اپنے والدین کے گھر رہیں۔ دو برس تین ماہ مکہ میں اور مدینہ میں سات مہینے ہجرت کے بعد اپنے گھر میں رہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کاشانۂ نبوت میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں سات ماہ گزارے، اسی اثنا میں آپ بیمار ہو گئیں۔ بیماری کی شدت کی وجہ سے سر کے بال گر گئے۔ صحت بحال ہوتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا، یا رسول اللہ! آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر کیوں نہیں بلا لیتے۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کی رقم نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ میری دولت قبول ہو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے بارہ اوقیہ قرض لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیئے۔ اس کے بعد مدینہ کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔ حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا نے بیٹی کو آواز دی وہ جھولا جھول رہی تھیں۔ ماں نے منہ دھلایا، بال سنوارے، تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ کی ضیافت دودھ سے کی گئی۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک سہیلی کہتی ہیں اس وقت میں اس شادی میں موجود تھی۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا دودھ پی کر باقی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بڑھایا، وہ شرمانے لگیں۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا عطیہ واپس نہ کرو۔ انہوں نے شرماتے شرماتے لے لیا اور تھوڑا سا دودھ پی لیا۔ اس کے بعد آپ کی رخصتی عمل میں آئی۔ یہ شوال ۱ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کی آنحضرت ﷺ کے ساتھ شادی کے اس واقعہ میں سادگی کا یہ تاریخ ساز واقعہ پوری امت کے لیے عظیم اسوۂ حسنہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی بھی شوال میں ہوئی اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔

آپؓ کی تعلیم وتربیت اور گھریلو زندگی

آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل مردوں میں بھی تعلیم وتعلم کا رواج نہ تھا، عورتوں میں کیسے ہوتا۔ اسلام کے آغاز کے وقت قریش کے سارے قبیلہ میں صرف سترہ آدمی پڑھے لکھے تھے، ان میں شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا صرف ایک عورت تھی۔ اسلام کی اشاعت میں انسانوں پر دوسرے احسانات کے ساتھ یہ احسان بھی ہوا کہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا عام رواج پڑ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کی تربیت میں اس قدر سخت تھے کہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اس جرم پر کہ انہوں نے مہمان کو جلد کھانا کیوں نہیں کھلایا، مارنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شادی کے بعد بھی لغزشوں کے باعث اپنے والد گرامی سے بہت ڈرتی تھیں۔ کئی موقعوں پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو سخت تنبیہ کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا اصلی زمانہ رخصتی کے بعد شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے اسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا سیکھا۔ قرآن ناظرہ اسی زمانہ میں آپ ﷺ سے پڑھا۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کا غلام ذکوان قرآن لکھتا تھا۔ آپ نے تاریخ وادب کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔ طب کا فن وفودِ عرب سے سیکھا تھا۔ اطبائے عرب جو نسخے آنحضرت ﷺ کو بتاتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو یاد کر لیتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی اور کالج اور یونیورسٹی میں داخلہ کی ضرورت نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا گھر دنیا کے سب سے بڑے معلم شریعت ﷺ سے آراستہ تھا یہی درسگاہ اور تعلیم گاہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم وفضل کا سب سے بڑا ذریعہ تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں دلہن بن کر آئی تھیں وہ کسی عالیشان بلڈنگ یا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اعلیٰ درجے کی بلند و بالا عمارت پر مشتمل نہ تھا۔ مسجد نبویؐ کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے ان ہی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا۔ یہ حجرہ مسجد کی شرقی جانب تھا۔ اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا۔ گویا حجرہ کا صحن ہی مسجد نبوی کا صحن تھا۔ (آج کل اسی حجرہ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آرام فرما ہیں) آنحضرت ﷺ اسی دروازے سے ہو کر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ جب آپ مسجد میں اعتکاف کرتے تو سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی جگہ بالوں کو کنگھا کر دیتی تھیں۔

حجرہ کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ دیواریں مٹی کی تھیں، چھت کو کھجوروں کی ٹہنیوں سے ڈھانک کر اوپر سے کمبل ڈال دیا گیا تھا کہ بارش کی زد سے محفوظ رہے۔ بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو ہاتھ چھت کو لگ جاتا۔ گھر کی کل کائنات ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ (جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی)، آٹا اور کھجوریں رکھنے کے لئے دو برتن تھے، پانی کے لئے ایک بڑا برتن اور پانی پینے کیلئے ایک پیالہ تھا۔ کبھی کبھی راتوں کو چراغ جلانا بھی استطاعت سے باہر تھا۔ چالیس چالیس راتیں گزر جاتیں اور گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ایک عظیم ابتلاء

جب منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا بہتان والزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے شانِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ آیتیں نازل فرمائیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا ذکر فرمایا:

ان الذین جآء و بالا فک عصبۃ منکم.

”یعنی ایک دو آدمیوں نے نہیں بلکہ ایک پوری جماعت نے اس تہمت میں حصہ لیا“

اس عمل میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول پیش پیش تھا، کیونکہ سارا پروپیگنڈہ اسی کا کیا ہوا تھا کہ بعض مسلمانوں کے ذہن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے بھی ایسی باتیں کہنا شروع کر دیں اور دوسرے لوگ بھی اس کو ممکن قرار دینے لگے،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تقریباً ایک مہینے تک یہی صورت حال رہی، پھر قرآن کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

واقعہ کی حقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی

صحیح احادیث میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے۔ امام احمدؒ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ تہمت بازوں نے ان کو جو کچھ کہنا تھا کہا پھر اللہ تعالیٰ نے برأت نازل فرمادی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے متعلق فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازوج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے تو جس کے حصہ میں قرعہ نکلتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سفر میں اپنے ہمراہ لے جاتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں جانا چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ اندازی فرمائی تو وہ قرعہ میرے حصہ میں نکل آیا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں چل پڑی اور اس وقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا، میں اپنے محمل میں بیٹھی رہتی اور جب قافلہ کہیں پڑاؤ ڈالتا تو میرا محمل اتار لیا جاتا، حتیٰ کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہو گئے اور واپس لوٹے، مدینہ منورہ کے قریب آئے تو رات کے وقت کوچ کا اعلان کیا گیا، میں قضائے حاجت کے لئے نکلی اور لشکر سے دور جا کر قضائے حاجت کر کے واپس لوٹی لشکر کے مقام کے قریب آ کر میں نے اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو ہار گم تھا، میں واپس اس کی تلاش میں نکلی، ادھر یہ ہوا کہ لشکر روانہ ہو گیا، جو لوگ میرا محمل اٹھاتے تھے انہوں نے یہ سمجھا کہ میں اس کے اندر ہی ہوں، اس لئے محمل اٹھا کر اوپر رکھ دیا اور چل پڑے۔ ان دنوں عورتیں بھاری بدن کی نہ تھیں اور نہ ہی کچھ زیادہ کھاتی پیتی تھیں، اس لئے میرا محمل اٹھانے والوں کو میرا بالکل علم نہ ہوا، اور میں اس وقت نو عمر ہی تو تھی۔ چنانچہ وہ لشکر روانہ ہو گیا، الغرض تھوڑی دیر کے بعد میرا ہار مجھے مل گیا، جو میں یہاں پہنچی تو کسی آدمی کا نام ونشان تک نہ تھا، نہ کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا نظر آیا۔ میں اسی جگہ میں پہنچی جہاں ہمارا اونٹ بٹھایا گیا تھا، اور یہ خیال کرنے لگی کہ آگے چل کر ان کو میری گمشدگی کا پتہ چلے گا تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہیں آئیں گے، مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اتفاق سے حضرت صفوان بن المعطل السلمی الزکوانی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے رہتے تھے اور پچھلی رات کو چلے تھے صبح کے وقت یہاں پہنچ گئے، چنانچہ انہوں نے ایک سوتے ہوئے انسان کا سواد دیکھا، غور کیا تو فوراً پہچان گئے، کیونکہ پردہ کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ ان کی زبان سے اناللہ نکلا، ان کی آواز کو سنتے ہی میں بیدار ہوگئی اور چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا، خدا کی قسم! انہوں نے کوئی بات نہیں کہی، اور اناللہ پڑھنے کے سوا میں نے ان سے کوئی کلمہ نہیں سنا، بہر حال انہوں نے فوراً اونٹ بٹھایا اور اس اونٹ کی ٹانگ پر پاؤں رکھا، میں اٹھی اور اونٹ پر سوار ہوگئی، پھر وہ اونٹ کو ہانکتے ہوئے چلے، دوپہر کے قریب ہم اپنے قافلہ سے مل گئے۔

بس اتنی سی بات کا ہلاک ہونے والوں نے بتنگڑ بنا دیا، ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ مدینہ منورہ آتے ہی میں بیمار ہوگئی، اور مہینہ بھر بیمار رہی۔ لوگوں کا حال یہ تھا کہ وہ چہ میگوئیاں کر رہے تھے، اور میں اس سے محض بے خبر تھی، البتہ میرے دل میں یہ خیال بسا اوقات گزرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم میں کمی کی کیا وجہ ہے؟ بیماری میں شفقت و ہمدردی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ساتھ ہوتی تھی، وہ اس دفعہ نہ پائی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ اور کوئی بات نہ فرماتے، اس سے مجھے صدمہ ہوتا، میں اس بہتان سے بالکل بے خبر تھی۔

ام المومنین کو سازش کا علم اور رنج واَلم

اس وقت تک گھروں میں بیت الخلائیں بنی ہوئی نہ تھیں، عرب کی عادت کے مطابق ہم لوگ میدان میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے، عورتیں عموماً رات کو جایا کرتی تھیں، گھروں میں بیت الخلاء بنانے میں عام طور پر نفرت کی جاتی تھی۔ بہر حال، حسب عادت میں ام مسطح بنت ابی رھم بن المطلب بن عبدالمطلب بن عبد مناف کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے نکلی، اس وقت میں بہت کمزور ہو رہی تھی، یہ ام مسطح میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں، ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی تھیں۔ ان

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے بیٹے کا نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا، جب ہم فارغ ہو کر واپس آرہے تھے کہ ام مسطح کا پاؤں چادر کے دامن میں الجھا اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا، مسطح غارت ہو، مجھے یہ بات بہت بری لگی، میں نے کہا، تم نے بہت برا کلمہ کہا، کیا تم ایسے شخص کو برا بھلا کہتی ہو جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکا ہے؟ اس وقت ام مسطح نے کہا، ارے بھولی! تجھے کیا معلوم، اس نے کیا کہا؟ میں نے کہا، کیا بات ہے؟ پھر ام مسطح نے بہتان بازوں اور تہمت لگانے والوں کا بتایا تو اس صدمہ سے میری بیماری بڑھ گئی۔

جب گھر پہنچی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، سلام کیا اور پوچھا، کیا حال ہے؟ میں نے کہا، آپ اجازت دیں تو میں اپنے والدین کے ہاں ہو آؤں؟ مجھے ان سے واقعہ کی تحقیق کرنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ میں والدین کے ہاں آئی تو میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ اماں جان! لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا، بیٹی! اپنے دل کو مضبوط رکھ، کسی شخص کی اچھی بیوی ہو جو اس کو محبوب بھی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو وہاں ایسی باتیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ میں نے کہا، سبحان اللہ! کیا واقعی لوگ ایسی باتیں کر رہے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ میں نے پھر اس رات جو رونا شروع کیا تو واللہ صبح تک ایک لمحہ کے لئے بھی میرے آنسو نہیں تھمے، ساری رات روتی رہی یہاں تک کہ اسی حال میں صبح ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مشورہ کے لئے بلایا، وحی میں تاخیر ہو رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے مشورہ کیا کہ مجھے الگ کر دیں یا نہیں؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی اہلیہ میں کوئی برائی نہیں جانتے، ہمارے دلوں میں تو ان کی محبت موجود ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بالکل بے گناہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرمانے لگے یارسول اللہ! اللہ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی، عورتیں ان کے علاوہ بہت ہیں۔ اگر آپ گھر کی خادمہ سے پوچھیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح واقعہ بتا سکتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، اور اس سے فرمایا، اے بریرہ! اگر تم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی بات شک وشبہ والی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھی ہو تو بتاؤ؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے میں نے ان میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی، ہاں البتہ یہ بات ہے کہ کم عمری کی وجہ سے کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ گوندھا ہوا آٹا کبھی یونہی رکھا رہتا ہے اور آپ سو جاتی ہیں تو بکری آ کر کھا جاتی ہے، چنانچہ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں عذر خواہی کی (کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سزا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بجانب سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جائے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! مجھے اس شخص کی ایذاء سے کون بچائے گا جس نے مجھے ایذائیں پہنچاتے پہنچاتے اب میری گھر والی کی وجہ سے بھی مجھے ایذائیں پہنچانا شروع کر دیں؟ واللہ! جہاں تک میں جانتا ہوں مجھے اپنی گھر والی میں خیر و بھلائی کے سواء کچھ معلوم نہیں، اور جس آدمی کا لوگ نام لے رہے ہیں۔ میرے علم میں تو اس کے متعلق بھی بھلائی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ وہ میرے ساتھ ہی میرے گھر آیا کرتا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذ الانصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، اور فرمانے لگے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، اگر وہ قبیلہ اوس کا آدمی ہے تو ابھی ہم اس کی گردن اڑا دیتے ہیں، اور اگر وہ ہمارے خزرج بھائیوں میں سے ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں ہم تعمیل کریں گے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے کھڑے ہو گئے، یہ بڑے نیک و صالح تھے، مگر اس وقت ان کی قومی حمیت (غیرت) آ گئی، اور قوم کی طرف داری کرتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، تو نے جھوٹ کہا، خدا کی قسم! نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ ہی اسے قتل کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اگر وہ تیرے قبیلہ کا ہوتا تو تو اس کا قتل کیا جانا پسند نہ کرتا۔

یہ سن کر حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد تھے، وہ کہنے لگے اے سعد بن عبادہ! تم جھوٹ کہتے ہو، ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے، آپ منافق ہیں، منافقوں کی طرف داری کر رہے ہیں۔ اب دونوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قبیلے ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اور قریب تھا کہ اوس وخزرج کے یہ دونوں قبیلے آپس میں لڑ پڑیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منبر سے ہی سمجھانا اور چپ کرانا شروع کیا، حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ یہ تو وہاں کا حال تھا، میرا حال یہ تھا کہ یہ سارا دن بھی رونے دھونے میں گزرا، رونے کی وجہ سے میرے آنسو نہیں تھم رہے تھے، اور میں سو بھی نہیں سکتی تھی اور میرے والدین یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ میرا یہ رونا میرا کلیجہ پھاڑ دے گا۔

دونوں حیرت زدہ مغموم بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت آئی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگ گئی، ہم یونہی بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، سلام کیا اور بیٹھ گئے، خدا کی قسم! جب سے یہ بہتان بازی شروع ہوئی آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کبھی نہ بیٹھے تھے، مہینہ گزر چکا تھا کہ میرے متعلق کوئی وحی نہیں آئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھتے ہی تشہد پڑھا پھر امابعد کے بعد فرمایا، اے عائشہ! تیری نسبت مجھے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، اگر تو واقعی پاک دامن ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاک دامنی ضرور ظاہر کر دیں گے اور اگر تو واقعی کسی گناہ میں آلودہ ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو اور توبہ کر لو، کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات ارشاد فرما کر خاموش ہو گئے تو سنتے ہی میرا رونا دھونا سب جاتا رہا، حتیٰ کہ میں نے آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کیا۔ میں نے اول تو اپنے والد سے کہا، آپ رضی اللہ عنہ ہی میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے، لیکن انہوں نے کہا، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں؟ پھر میں نے والدہ سے کہا، آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے، لیکن انہوں نے بھی یہی کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا جواب دوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، آخر میں نے ہی جواب دینا شروع

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کیا، میری عمر کچھ زیادہ نہ تھی اور میں قرآن بھی زیادہ نہیں پڑھتی تھی، میں نے کہا، آپ سب نے ایک بات سنی اور اسے دل میں بیٹھا لیا، گویا اس کو سچ سمجھ لیا، اب اگر میں کہوں گی کہ میں اس سے بالکل بری ہوں اور خدا خوب جانتا ہے کہ میں واقعتاً اس سے بری ہوں، لیکن تم لوگ نہیں مانو گے۔ ہاں اگر میں کسی امر کا اعتراف کرلوں حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں اس کام سے بری ہوں، تو تم ضرور مان لو گے۔ میری اور تمہاری مثال بالکل حضرت یوسف علیہ السلام کے اس قول جیسی ہے:

"فصبرٌ جمیل واللّٰہ المستعان علٰی ماتصفون"

"یعنی پس صبر ہی اچھا ہے جس میں کوئی شکوہ نہ ہو اور تم جو باتیں بناتے ہو ان میں اللہ ہی میری مدد کرے۔"

اللہ نے خود صفائی پیش کردی

بس یہ کہہ کر میں نے کروٹ پھیر لی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ خدا کی قسم! مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بری اور بے گناہ قرار دے گا، لیکن یہ تو میرے خیال وگمان میں بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن کی آیتیں نازل ہوں گی، میں اپنے آپ کو اس سے بہت کمتر جانتی تھی کہ میرے بارے میں خدا تعالیٰ کی آیتیں اتریں، ہاں مجھے زیادہ سے زیادہ یہ خیال ہوتا تھا کہ خواب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری برات دکھادے۔ خدا کی قسم! ابھی نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے ہٹے تھے اور نہ گھر کا کوئی فرد گھر سے باہر نکلا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی اور چہرے پر وہی نشان ظاہر ہوئے جو وحی کے وقت ظاہر ہوتے تھے، اور پیشانی مبارک سے موتیوں جیسے پسینے کے قطرے ٹپکنے لگے، سردی کے موسم میں بھی وحی کے ثقل کی وجہ سے یہی کیفیت ہوا کرتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب وحی نازل ہوچکی تو ہم نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ شگفتہ ہونے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی بات یہ فرمائی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا! خوش خبری ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمادی، اس وقت میری والدہ نے مجھ سے کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے سامنے کھڑے ہو جاؤ، میں نے کہا، خدا کی قسم! نہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑی ہوں گی اور نہ خدا کے سوا کسی کی تعریف کروں گی۔ اسی نے تو میری برأت نازل فرمائی، چنانچہ "ان الذین جاءُ وا بالافک" سے لے کر دس آیتیں نازل فرمائیں۔

جب میری برأت پر آیتیں نازل ہو گئیں تو چونکہ اس واقعہ میں حضرت مسطح بن اثاثہ بھی شریک تھے اور انہیں میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی محتاجی اور قرابت داری کی وجہ سے کچھ دیتے رہتے تھے، اب انہوں نے فرمایا:

جب اس نے میری بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں حصہ لیا تو اب میں اس پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا اور اس کو کچھ نہیں دوں گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

"ولا یاتل اولوا الفضل "الخ

"یعنی تم میں سے جو لوگ وسعت والے ہیں انہیں نہیں چاہئے کہ قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ کے مہاجروں سے حسن سلوک نہ کرنے کی قسم کھائیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمائے، اللہ تعالیٰ تو بخشنے والے اور مہربان ہیں۔" (النور:۲۲)

اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" خدا کی قسم! میں تو خدا کی بخشش کا خواہاں ہوں، چنانچہ اسی وقت حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کا وظیفہ جاری کر دیا جو وہ پہلے ان کو دیا کرتے تھے، اور فرمادیا: خدا کی قسم! اب میں اس سے کبھی بھی اس کو نہیں چھینوں گا۔

سیدہ عائشہؓ کی عظمت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صفائی میں قرآنی آیات کا اترنا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اسلامی تاریخ کا حصہ بن گئی۔ اسی طرح غزوۃ الرقاع کے موقع پر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تیمم کا قرآنی حکم نازل ہوا۔

"اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا حاجت ضروری سے فارغ ہوئے ہو یا عورت سے مقاربت کی ہے اور تم پانی نہیں پاتے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے کچھ منہ اور ہاتھ پر پھیر لو۔ اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔"

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس طرح حضرت ابو بکر ﷺ اور ان کے خاندان کے احسان سے اُمت محمد یہ قیامت تک سبکدوش نہیں ہو گی۔

حضرت عروہ بن زبیر ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصۂ افک کے علاوہ دوسرے فضائل نہ ہوتے تب بھی قصۂ افک ان کی فضیلت اور بزرگی کے مرتبہ کے لئے کافی ہوتا۔ اس لئے کہ اس کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے جو قیامت تک تلاوت ہوتا رہے گا۔

سیدہ زینب ؓ کا موقف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے اس مسئلہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ سے بھی دریافت فرمایا تھا کہ اے زینب رضی اللہ عنہا! تم کیا جانتی ہو؟ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے کانوں کو اور اپنی نگاہ کو محفوظ رکھتی ہوں، میں خدا کی قسم! اس کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نیکی اور پرہیزگاری میں میرے مقابلہ کی تھیں، اور ان کی بہن حضرت حمنہ بنتِ جحش نے انہیں بہت کچھ بہلاوے بھی دیئے بلکہ ان سے لڑیں بھی لیکن انہوں نے میری برائی میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ ہاں ان کی بہن نے تو زبان کھولی اور ہلاک شدگان میں شامل ہو گئی۔

رئیس المنافقین کے لئے عذاب

ارشاد الٰہی ہے:

"والذی تولی کبرہٗ منھم لہٗ عذابٌ عظیم"

"یعنی جس نے اس کے بہت بڑے حصہ کو سرانجام دیا اس کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہے۔"

بعض کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے اس بات کی ابتداء کی تھی۔ بعض کہتے ہیں، جو شخص اس بات کو ادھر ادھر پھیلاتا تھا اور لگائی بجھائی کرتا تھا۔ اس سے مراد

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عبداللہ بن ابی بن سلول ملعون ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لولا إذ سمعتموهُ ظن المومنون والمومنٰت بانفسهم خيرًا.

(النور:۱۲۔۱۳)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ادب کی تعلیم دے رہے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں جو الفاظ اپنی زبان سے نکالے وہ ان کی شایانِ شان نہیں تھے۔ بلکہ انہیں چاہئے تھا کہ ایسی بات سنتے ہی کم از کم ایسے خیال کرتے جو وہ اپنے بارے میں کرتے ہیں، جب وہ خود اپنے آپ کو ایسے کام کے لائق نہیں سمجھتے تو ام المومنین رضی اللہ عنہ کی شان کو اس سے بہت بلند بالا جانتے۔ الغرض مومنوں کو پاک باطن رہنا چاہئے تھا، بلکہ زبان سے بھی اس کی تردید اور تکذیب کرنی چاہئے تھی۔ اس لئے کہ جو واقعہ ہوا اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش بھی نہ تھی، ام المومنین رضی اللہ عنہا کھلے بندوں سواری پر سوار ہو کر دن دوپہر کو بھرے لشکر میں پہنچیں، خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود ہیں، اگر کوئی شبہ کی بات ہوتی تو اس طرح کھلم کھلا عام مجمع میں نہ آتے، بلکہ خفیہ طور پر شامل ہو جاتے۔ پس معلوم ہوا کہ بہتان بازوں نے جو بہتان بازی کی وہ محض جھوٹ اور افتراء تھا جس سے انہوں نے بڑے گھاٹے کا سودا کیا اور اپنے ایمان اور عزت سب کو تباہ کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ولو لا فضل الله عليكم ورحمتهُ في الدنيا والاخرة"

(النور:۱۴۔۱۵)

مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! جنہوں نے شان عائشہ رضی اللہ عنہا میں اپنی زبان کو حرکت دی اگر خدا تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا کہ اس نے دنیا میں تمہاری توبہ قبول فرمالی اور تمہیں تمہارے ایمان کی وجہ سے معاف کر دیا تو تمہیں بڑا بھاری عذاب ہوتا۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جن کے دلوں میں ایمان تھا جس کے سبب اللہ نے توبہ قبول فرمائی جیسے حضرت مسطح، حسان، زینب بنت جحش کی ہمشیرہ حمنہ بنتِ جحش رضی اللہ عنہا۔ لیکن جن کے دل ایمان سے خالی تھے اور جو اس طوفان کو برپا کرنے والے تھے جیسے عبداللہ بن ابی بن

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سلول وغیرہ منافقین، یہ لوگ اس آیت میں مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس نہ ایمان تھا اور نہ ہی اعمالِ صالحہ جو اس کے معادل یا معارض ہو سکتے۔

اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

وتحسبونہ ھیّنا وھو عند اللہ عظیم.

مطلب یہ ہے کہ تم اس امر کو معمولی بات سمجھتے رہے۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔ یعنی جب کسی عام عورت کی نسبت ایسی تہمت عظیم جرم ہے تو سید المرسلین اور خاتم النبیین کی زوجہ مطہرہ کی نسبت ایسی تہمت کس قدر عظیم جرم اور گناہ ہو گی۔ اسی لئے رب تعالیٰ کی غیرت اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جوش میں آئی اور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کی پاکیزگی ظاہر فرمائی۔ جب ہر پیغمبر کی زوجہ کو اللہ تعالیٰ نے اس برائی سے دور رکھا، تو یہ کیسے ممکن تھا کہ تمام نبیوں کی بیویوں سے افضل اور ان کی سردار اور تمام اولادِ آدم کے دنیا و آخرت میں مطلقاً سردار یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اس کی مرتکب ہو؟ ایسے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تم اس بات کو گو بے وقعت خیال کرو، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ صحیحین میں ہے "انسان بعض اوقات خدا کی ناراضگی کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے جس کی اس کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی، لیکن اس کی وجہ سے وہ دوزخ کے اتنے نیچے طبقے میں پہنچ جاتا ہے کہ جتنا بُعد زمین و آسمان میں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ نیچے جاتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

ولو لآ اذ سمعتموہُ قلتم ما یکونُ لنا ان نتکلم بھذا.

(النور:۱۶۔۱۴)

اس سے پہلے نیک گمانی کا ادب سکھایا، اب یہاں سے ایک اور ادب سکھایا جا رہا ہے کہ نیک لوگوں کے متعلق بلا تحقیق نہیں کرنی چاہئے، برے خیالات اور شیطانی وساوس سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہئے، کبھی بھی ایسی باتیں زبان پر نہیں لانی چائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے: "اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات کو درگزر فرما دیا ہے جب تک کہ وہ ان کو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا یاتل اولوا الفضل منکم وَالسَّعۃِ اَنْ یُّوْتُوْآ اولی القربٰی والمساکین والمھاجرین...... (النور: ۲۲)

مطلب یہ ہے کہ تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں، انہیں اس بات کی قسم نہیں کھانی چاہئے کہ وہ اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور مہاجروں کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے، پھر انہیں انتہائی ملاطفت اور نرمی کے انداز میں فرمایا: "ولیعفوا ولیصفحوا" یعنی اگر ان کی طرف سے کوئی کوتاہی بھی سرزد ہو جائے تو ان کو معاف کر دینا چاہئے اور اس سے درگزر کر دینا چاہئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ حلم و کرم اور لطف و رحم ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو حسن سلوک کا ہی حکم دیتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر بہتان طرازی کفر ہے

یہ آیت مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی قسم کا نیک سلوک کرنے سے قسم کھالی تھی۔ کیونکہ وہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت میں شریک تھے، جب اللہ تعالیٰ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ظاہر فرمادی اور مسلمانوں کے دل خوش ہو گئے، مسلمانوں کی توبہ قبول ہو گئی اور بعضوں کو تہمت لگانے پر شرعی حد لگ چکی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ فرمایا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد تھے، اور مسکین آدمی تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ان کے اخراجات اٹھاتے تھے اور یہ مہاجر بھی تھے، مگر ان سے لغزش ہو گئی تھی اور ان پر تہمت کی حد بھی لگائی جا چکی تھی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سخاوت مشہور تھی، کیا اپنے اور کیا غیر آپ سب کے ساتھ عام سلوک کرتے تھے، آیت ہذا کے جب یہ الفاظ ان کے کان میں پڑے:

"الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم" (الآیۃ)

"یعنی کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرما دے؟"

تو آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلا "بلی واللّٰہ انا نحب" یعنی کیوں نہیں خدا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی قسم! اے ہمارے رب! ہم تو یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہماری بخشش فرمادیں، پھر اسی وقت مسطح رضی اللہ عنہ کو جو کچھ دیا کرتے تھے دینا شروع کر دیا۔ اور اب کی بار عہد کر لیا کہ واللہ! میں اس سے کبھی بھی اس کا مقرر وظیفہ نہ روکوں گا۔ واقعی صدیق ؓ، صدیق ہی تھے۔

سات ہلاک کر دینے والی چیزیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ......" (النور: ۲۳)

جب عام مسلمان عورتوں پر بہتان باندھنے والوں کی یہ سزا ہے تو امہات المومنین پر بہتان لگانے والوں کی سزا کیا ہوگی؟ پھر خصوصا اس خاتون پر جو ان آیات کے نزول کا سبب ہیں یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ آیات برأت کے نزول کے بعد اب جو شخص بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام تراشی کرے وہ کافر ہے، کیونکہ وہ قرآن کا مخالف و منکر ہے، دیگر ازواج مطہرات کے متعلق دو قول ہیں، لیکن صحیح ترین قول یہ ہی کہ وہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مثل ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے اجتناب کرو، دریافت کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ سات مہلک امور کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، اس شخص کو قتل کرنا جس کے قتل کرنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان دار عورتوں پر تہمت لگانا۔

(تفسیر ابن کثیر، مظہری، معارف القرآن، قصص القرآن)

حضرت عائشہؓ کی نو خصوصیات

مفسر قرآن امام بغویؒ، صاحب تفسیر مظہریؒ، مفسر قرطبیؒ اور بعض دیگر نے یہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

روایت بیان کی ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے نو خصوصیات عطا فرمائی ہیں۔ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے میری تصویر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے نکاح سے پہلے دکھادی تھی، چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ عائشہ تیری تصویر مجھے جبرئیل علیہ السلام نے ریشم کے ٹکڑے پر خواب میں دکھائی تو میں نے اس خواب کی یہی تعبیر نکالی کہ ایسا ہو کر رہے گا، چنانچہ ہجرت سے پہلے آپ کا نکاح حضرت صدیقہؓ سے ہو گیا جب کہ اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سات سال تھی، البتہ رخصتی تین سال بعد مدینہ منورہ میں جا کر ہوئی، نکاح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود کیا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری دوسری خصوصیت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات میں سے صرف میں دوشیزہ ہوں، باقی سب پہلے سے ایک یا دو دفعہ شادی شدہ ہیں، فرمایا میری تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول کا اس دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو اس وقت آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا، یہ پھر انتہائی قرب کی علامت ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ بیان کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بھی میرے گھر میں بنی، اس گھر میں فرشتوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہے، آپکی زندگی میں بھی اور اس کے بعد بھی، پھر فرمایا کہ پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ بسا اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی حالت میں وحی نازل ہوتی کہ میں آپ کے ساتھ ایک ہی لحاف میں ہوتی، یہ خصوصیت بھی کسی دوسری بیوی کو حاصل نہیں ہوئی۔ چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے خلیفہ اول اور آپ کے صدیق کی بیٹی ہوں۔ فرمایا ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ میری برأت میں اللہ نے پورے دو رکوع کی سولہ آیات نازل فرمائیں۔ آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے مجھے پاک پیدا کیا ہے اور پاک ہستی کے پاس ہی رکھا ہے، اُمہات المومنین کے متعلق قرآن کی عمومی شہادت بھی یہی ہے ﴿انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرًا﴾ اللہ نے نبی کی تمام بیویوں کو ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک رکھا ہے، اور آخر میں نویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ نے مجھے اس اتہام سے بری فرما کر مغفرت اور عزت والی روزی کا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

وعدہ فرمایا ﴿لهم مغفرة ورزق كريم﴾۔

(معالم العرفان جلد ۱۳۔ص ۷۴۳۔۷۴۲)

آیتِ تیمم کا نزول...... سیدہ عائشہؓ کی خصوصی برکت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکات میں سے ایک آیت تیمم کا نزول بھی ہے جو انہی کے سبب مسلمانوں کی آسانی کے لئے نازل ہوا۔ امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے جب ہم ''بیداء مقام'' یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈھونڈنے کے لئے قافلہ روک لیا، سب لوگ رک گئے، وہاں پانی بھی نہیں تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس تھا۔ تو لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ: ''آپ دیکھ رہے ہیں کہ عائشہؓ نے کیا کیا ہے؟ اس نے نبی کریم ﷺ سمیت سب لوگوں کو رکوا لیا ہے اور نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ میری ران پر سر رکھے سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے خوب ڈانٹا اور کہا: ''خوب! کیا کہنے تمہارے'' اور انہوں نے مجھے پہلو میں کونچیں بھی ماریں مگر رسول اللہ ﷺ کے آرام فرمانے کی وجہ سے میں ہلنے سے باز رہی۔ پھر آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے صبح ہوگئی اور پانی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری ج ۶ ص ۶۲ مزید دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۱۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۷۰۔ الفتح الربانی ج ۲۲ ص ۱۲۳)

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے رخصت نازل فرمائی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوئے:

''خدا کی قسم میری بیٹی تو بہت مبارک ہے۔''

تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس روکنے کی برکت سے مسلمانوں کو کیا برکت اور آسانی میسر فرمائی ہے۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر تاریخی کلمات ادا کئے، فرمانے لگے:

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے تم میں برکت عطا فرمائی ہے اے آل ابی بکر! تم لوگ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مسلمانوں کے لئے برکت ہی برکت ہو۔"

اور جب آیت تخییر (جس میں اُمہات المومنین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا یا رسول اللہ ﷺ میں سے کسی ایک کو چننے کا اختیار دیا تھا) نازل ہوئی تو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار برکت، قناعت اور پاک دامنی کو ظاہر کرنے والا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی سے پوچھنے کی ابتدا کی (یہ ان کے مرتبہ اور بزرگی کی وجہ سے تھا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات کہنے لگا ہوں تم اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبی اپنی ازواج سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دے کر رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے بھلائی کرنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔" (الاحزاب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ میں کس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر فرماتی ہیں کہ باقی ازواج نے بھی یہ کیا جو میں نے کیا تھا۔

محبوب کی جدائی

برکت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے تمام ادوار میں موجود رہی خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری ہوئی زندگی میں انہیں عظیم شرف حاصل ہوا اور وہ شرف آنحضرت ﷺ کی خدمت اور آخری مرض میں ان کے حجرے میں ہونا، جو تمام دوسری ازواج مطہرات کی اجازت کے ساتھ تھا، انہوں نے اجازت دے دی تاکہ آپ جہاں پسند فرمائیں وہاں مقیم رہیں۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات بھی انہی کے حجرے ہی میں ہوئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وفات نبی کو روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور شرف میں سے مجھے ایک یہ شرف نصیب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ میرے حجرے میں میرے دن میں میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے فوت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوئے۔ اور اللہ تعالٰی نے ان کی وفات کے وقت ان کے اور میرے تھوک کو جمع فرما دیا، وہ یوں کہ میرے ہاں عبدالرحمٰن (حضرت عائشہؓ کے بھائی) آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور آپ ﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کی جانب دیکھ رہے ہیں تو میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا میں مسواک لوں؟ تو آنحضرت ﷺ نے اشارے سے ہاں کہی، میں نے مسواک لی تو وہ آپ ﷺ کو سخت محسوس ہوئی۔ میں نے پوچھا اسے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے اشارے سے "ہاں" فرمایا تو میں نے انہیں نرم کر کے دی اور میرے سامنے ایک پانی سے بھرا کٹورا تھا، آپ اس میں بار بار ہاتھ ڈال کر گیلے ہاتھ کو چہرے پر لگاتے، فرماتے: **لا الٰہ الا اللّٰہ انّ للموتِ سکرات** ......کہ موت کے اثرات ہوتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ہاتھ اونچا فرمایا اور ارشاد فرمایا "**فی الرّفیق الاعلیٰ**"......حتیٰ کہ روح قبض ہوگئی اور ہاتھ نیچے ہو گیا۔

یہ حدیث بخاری شریف میں ہے اور دیکھئے البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۴۰۔ دلائل النبوۃ بیہقی ج ۷ ص ۲۰۷

نبی کریم ﷺ کی وفات ایسا سانحہ تھا جس نے عقلوں کو بیکار کر دیا اور دل پھٹنے لگا اور نفوس اپنی حالت کھو بیٹھے اور لوگ ان کی حالت کے بارے میں متحیر ہو گئے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ثابت القلب اور ہوش میں رہیں، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ثابت القلب اور ہوش مندر ہے اور ان دونوں صدیقین کا کردار نا قابل فراموش ہے۔

نبی کریم ﷺ "بیتِ صدیقہ" میں مدفون ہوئے تو انہیں دونوں جہانوں کا شرف حاصل ہو گیا اور ان کا حجرہ قیامت تک کے لئے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے آنے والوں کے لئے قبلہ بن گیا۔

ان فضائل میں سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت تھے یہ ہے کہ آپ نے خواب دیکھا کہ تین چاند ٹوٹ کر ان کے حجرے میں آن گرے ہیں۔ تو اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرا خواب سچا ہوا تو تیرے گھر میں اہل زمین میں سے سب سے افضل لوگ دفن ہوں گے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (دفن کے بعد) انہیں فرمایا کہ "یہ ان چاندوں میں سے ایک ہے اور سب سے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

افضل ہے۔" (انساب الاشراف ص ۵۷۲)

پھر اس کے بعد خود حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس میں دفن ہوئے، یوں تین چاند پورے ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہونے والی برکات میں ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر اور حجرے کو پسند فرماتے تھے۔ اسی بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "ہر نبی کی اپنی محبوب ترین جگہ پر وفات ہوتی ہے۔" اور یہی ہوا۔

حضرت عائشہؓ اور حدیثِ رسول اللہ ﷺ

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اتنے فضائل ہیں جن کا شمار نہیں، یہ ان سات افراد میں شامل ہیں جن سے حدیثِ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ تعداد میں مروی ہیں۔ انہوں نے براہِ راست آنحضرت ﷺ سے حدیث حاصل کی اور آنحضرت ﷺ کی فعلی نقل کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہے اور اسی طرح ان کی تعلیم میں۔

اسی طرح ان کا حجرہ دنیا میں حدیث شریف کی تعلیم کا پہلا مدرسہ شمار کیا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود نبی کریم ﷺ سے برکتوں والا پاکیزہ علم حاصل کیا اور اسی طرح حضرت ابوبکر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت سعد ؓ، حضرت حمزہ ؓ بن عمرو الاسلمی اور جدامہ بنت وہب سے ان علوم کو حاصل کیا اور خود ان سے ایک کثیر مخلوق نے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا علم کی خوشہ چینی کی۔ امام ذہبیؒ نے ان روایات کی تعداد ذکر کی ہے جو صحابہ، تابعین، اہل بیت اور خدام بیتِ نبوی پر مشتمل ہے اور وہ تقریباً سو تک جا پہنچتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ بخاری و مسلم نے ان کی ایک سو پچھتر روایات پر اتفاق کیا ہے اور صرف بخاریؒ چون (۵۴) احادیث میں منفرد ہیں اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اُنہتر روایات اکیلے ذکر کی ہیں۔

اور آنحضرت ﷺ سے کثرت سے روایات نقل کرنے والے صحابہ کا ذکر فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ یہ وہ ہیں جن کی روایات ہزاروں میں ہیں:

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ...... ان سے پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث مروی ہیں۔

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ...... ان سے دو ہزار چھ سو تیس احادیث مروی ہیں۔

۳۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ...... ان سے دو ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔

۴۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا...... ان سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں۔

۵۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ...... ان سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث مروی ہیں۔

۶۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ...... ان سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مروی ہیں۔

۷۔ سیدنا سعد بن مالک یعنی حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ...... ان سے بھی ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث مروی ہیں۔

حضرت عائشہ کا تفقہ اور علم

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ امتِ مسلمہ کی خواتین میں علی الاعلان سب سے زیادہ فقیہ تھیں۔

اور یہ بات حقیقت پر ہی مبنی ہے کیونکہ ان کی نشو ونما سچائی کے گھر میں ہوئی اور زندگی نبوت کے گھر میں گزری اور یہ نبوت کے صاف اور خالص چشمے سے سیراب ہوئیں۔ اسبابِ نزولِ قرآن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا حجرہ میں وحی اُترنے کی جگہ تھی۔ تو اس میں کوئی تعجب نہیں کہ وہ امت کی خواتین میں سب سے زیادہ فقیہ ہوں۔ اسی وجہ سے ان کا علم پھیلا اور ان کا فضل شہروں میں پھیلا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرائض (وراثت) سنن اور فقہ کی معرفت میں سب سے فوقیت لے گئیں۔

امام مسروق رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عائشہ فرائض (وراثت) کے مسائل بخوبی جانتی تھیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جان ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے مشائخ کو ان سے وراثت کے مسائل پوچھتے دیکھا ہے۔

اور حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے) کے بارے میں حضرت قبیصہ بن ذویب ؒ نے رشک کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہونے میں ہم پر غلبہ رکھتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں سب سے بڑی عالمہ تھیں۔

ان کا زہد اور کرم

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زہد کے اعلیٰ درجات پر دنیا سے اعراض اور عبادات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے فائز ہو چکی تھیں اور وہ ایسی ہی تھیں جیسا کہ ابونعیم اصبہانی نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ وہ دنیا سے بیزار اور اس کی رنگینیوں سے بے خبر اور اپنی محبوب چیز یعنی اعمال کے کھونے پر رونے والی تھیں۔

وہ زہد میں ضرب المثل تھیں جس طرح سخاوت میں ضرب المثل تھیں۔ دیکھا کہ ان کی پیشانی عرق آلود ہے اور ان کے پسینے سے نور پھوٹ رہا ہے۔ تو انہوں نے ابوکبیر الہذلی شاعر کے کلام سے اس کی مثال دی:

واذا نظرتُ الی اسرّۃ وجھہٖ
برقت بروق العارض المتھلل

''اور جب میں اس کے چہرے کے خدوخال پر نظر ڈالتا ہوں تو وہ چمکتے بادل کی روشنی ہوتا ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے معلوم ہو سکتا ہے، اور یہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے انعامات میں سے شمار کیا جا سکتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود ان نعمتوں کے بارے میں فرماتی ہیں کہ:

''اللہ نے مجھے بہت ساری خصوصیات دیں، ان میں سے ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ کی وفات میرے حجرے میں میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے ہوئی۔''
(یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے)

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت سی خصوصیات ہیں اور انہی خصوصیات کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا اور اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہی فضیلت بتلاتے ہوئے فرمایا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ (مسلم شریف)

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بنی قریظہ میں تھیں، وہاں جبریل علیہ السلام نے انہیں سلام پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اے عائشہ! یہ جبریل ہیں اور یہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔''

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ یا رسول اللہ! آپ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل محدود نہیں ہیں اور ان کے لئے یہ فضیلت کافی ہے کہ قرآن خاص طور سے انہی کی وجہ سے بھی نازل ہوتا رہا، اس سے بڑی فضیلت ہو ہی نہیں سکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور یہ تمام صحابہ کرامؓ کو معلوم تھا۔ چنانچہ لوگ قصداً زیادہ ہدیئے اور تحفے بھیجتے تھے جس روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپؐ کے قیام کی باری ہوتی تو ازواج مطہرات کو اس کا ملال ہوتا لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہ کرتی۔ آخر سب نے مل کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو راضی کیا۔ وہ پیام لے کر گئیں کہ آپؐ دوسری بیویوں کے مقابلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، لختِ جگر جس کو میں زیادہ چاہتا ہوں کیا تم اس کو نہیں چاہو گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اس قدر ہی کافی تھا۔ وہ واپس چلی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آئیں۔ ایک مرتبہ یہی بات حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہی تو آپؐ نے فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مجھے دق نہ کرو کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آئی۔

حضرت عائشہؓ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار میں

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ان کے شایانِ شان مرتبہ حاصل تھا اور فقہی، تشریعی معاملات میں ان سے رجوع کیا جاتا تھا، اسی طرح مسلمانوں کی زندگی میں مختلف طبقہ ہائے زندگی کے مسائل میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرجع و مرکز تھیں اور آپ مسلمانوں میں پیش آنے والے واقعات سے اپنی کم و بیش ستر سالہ زندگی میں دور نہیں رہیں اس بارے میں ان کے اہم کردار و واقعات بہت مشہور ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پیش آنے والے سیاسی اور اجتماعی حالات میں آپ کا کردار معروف و اہم ہے۔

اور تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ہیں جن میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حالات کی بہترین تصویر اور واضح جھلک چھوڑی ہے۔

وفات حسرت آیات

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا اخیر زمانہ ہے۔ اس وقت ان کی عمر سڑسٹھ برس کی تھی۔ ۵۸ھ میں رمضان کے مہینہ میں بیمار ہوئیں۔ چند روز تک علیل رہیں، کوئی خیریت پوچھتا تو فرماتیں اچھی ہوں۔ جو لوگ عیادت کو آتے بشارت دیتے، فرماتیں اے کاش! میں پتھر ہوتی، اے کاش میں جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی۔ مرض الموت میں وصیت کی کہ اس حجرہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مجھے دفن نہ کرنا۔ مجھے دیگر ازواج مطہراتؓ کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کرنا، اور رات ہی کو دفن کر دی جاؤں صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔

۵۸ھ تھا اور رمضان کی سترہ تاریخ بمطابق ۱۳ ر جون ۶۷۸ء تھی کہ نماز وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی۔ جنازہ میں اتنا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا۔ بعض روایتوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں ہے کہ عورتوں کا اژدحام دیکھ کر روزِ عید کے ہجوم کا دھوکا ہوتا تھا۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نوحہ سن کر بولیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جنت واجب ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری بیوی تھیں۔ یہ حاکم کی روایت ہے، مسند طیالسی میں ہے کہ انہوں نے کہا خدا ان پر رحمت بھیجے کہ وہ آپ کو سب سے محبوب تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ کے قائم مقام حاکم تھے انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ قاسم بن محمد ابی بکرؓ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن عتیق عروہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا۔ اور حسب وصیت جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بعد کچھ متروکات چھوڑے جن میں ایک جنگل بھی تھا۔ یہ اُن کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا، جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تقریباً اس کو ایک لاکھ درہم میں خریدا۔ اس کثیر رقم کو حضرت اسماءؓ نے عزیزوں میں تقسیم کر دیا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سیرت و کردار سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ

(از: حضرت مولانا ابو ریحان فاروقی رحمہ اللہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا.

(پارہ ۲۹ سورۃ الدھر آیت: ۸)

وقال فی موضع اخر...... وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط

(پ ۲۶ فتح: ۲۹)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... اَمَا تَرْضٰى يَا عَلِيُّ اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم...... اَلْفَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذَاھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ...... او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم......
صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

میرے بھائیو! حضرت علیؓ کی شخصیت اسلام کے حوالہ سے تاریخی شخصیت ہے۔ حضرت علیؓ کا مرتبہ آپ کے ساتھ اور آپ کا کردار، بہادری، جرأت، فصاحت، بلاغت، تاریخی اہمیت کے واقعات ہیں۔

حضرت علیؓ جیسا فصیح و بلیغ، حضرت علیؓ جیسا شستہ بیان کرنے والا، حضرت علیؓ جیسا فیصل، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی نہیں ہے، ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات ہیں، لیکن حضرت علیؓ کی خصوصیات ہیں وہ کسی اور میں نہیں اور جو حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کی خصوصیات ہیں وہ اور کسی میں نہیں، جو عثمان غنیؓ کو مرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔

تو حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت اور فضیلت پر آج کے اس مختصر سے خطبے میں بیان ہوگا۔

لفظ علی کا معنی اور سیدنا علیؓ سے مطابقت

حضرت علیؓ کا نام ہی نرالا ہے، علیؓ کا معنی ہے بلند اور علیؓ واقعی بلند تھے۔ کردار میں بھی بلند تھے، گفتار میں بھی بلند تھے اور فیصلوں میں بھی بلند تھے، قرآن پاک میں جتنی آیات صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں ہیں ان میں حضرت علیؓ بھی شامل ہیں۔

خاندانِ نبوت کی سخاوت

حضرت علیؓ کے پاس کھانے پینے کو کچھ بھی نہ تھا۔ ایک دودھ کا پیالہ آیا۔ ایک روٹی کہیں سے آئی اور گھر میں کسی نے کھانا نہیں کھایا اور وہ روٹی بھی فقیر کو دے دی۔ جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اے آل رسول، اے خاندان نبوت، میں نے کچھ کھایا پیا نہیں تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سارا سامان اسے دے دیا اور اس پر یہ آیت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

یہ درست نہیں ہے۔ ابوطالب نبی ﷺ کے سرپرست تھے اور پرورش کنندہ تھے۔ حضرت ابوطالب غریب آدمی تھے۔ ان کے اپنے بچے دوسروں کے گھروں میں تھے۔ علی کو حضور ﷺ کے گھر بھیجا اور عقیل کو حضرت عباس ؓ کے گھر بھیجا اور حضرت جعفر ؓ کو کسی اور کے گھر بھیجا اور ان کے اپنے بچے دوسروں کے گھروں میں تھے، لیکن بچپن سے سہارا اور سرپرستی ابوطالب کرتے تھے، اس میں کوئی شک نہیں ہے اور ابوطالب کا ہی قول علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ شعر ہے ابوطالب کا، بہت بڑے شاعر تھے:

ان دین محمد خیر ادیان البریۃ

''میرے بھتیجے محمد ﷺ کا دین ساری دنیا کے دینوں کا سردار ہے''

یہ کہا، لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ چچا تمہاری وفات کا وقت قریب ہے میرا کلمہ پڑھو میں قیامت کے دن حجت پوری کر دوں گا کہ آج اگر تم میرا کلمہ پڑھ لو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرالوں گا، تمہارا آخری وقت ہے کلمہ پڑھو۔

تو ابوطالب نے کہا تھا کہ بھتیجے میں تیرا کلمہ نہیں پڑھ سکتا...... اخترت النار علی العار ...... میں آگ کو پسند کر سکتا ہوں، عار کو پسند نہیں کر سکتا، اس پر قرآن کی یہ آیت اتری...... اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ...... اے میرے محمد مصطفیٰ ﷺ ہدایت کی کنجیاں تیرے پاس نہیں میرے پاس ہیں۔ ہدایت کے خزانے میرے پاس ہیں تو اگر عطا کرتا ہوں تو حبشہ کے بلال کو تیرے قدموں میں بٹھا دیتا ہوں، غلام بنا دیتا ہوں اور اگر نہیں دیتا تو تیرے گھر میں رہتے ہوئے تیرے چچا کو تیرے کلمے سے محروم کرتا ہوں...... انک لا تهدی ...... تو ہدایت نہیں دے سکتا...... من احببت ...... جس کو تو پسند کرتا ہے کہ اسے ہدایت آجائے اور اللہ چاہے کہ نہ آئے تو تو اسے ہدایت نہیں دے سکتا تو مختار کل کہاں گئے؟

لوگ کہتے ہیں کہ نبی مختار کل ہوتا ہے، ہر چیز کا اختیار ہوتا ہے ہر چیز کا اختیار ہے تو یہاں اختیار کہاں گیا؟

میں نے کہا کہ بتاؤ نبی ﷺ چچا کو کلمہ دل سے پڑھانا چاہتے تھے یا اوپر اوپر سے؟ (دل سے) ایک چیز پیغمبر دل سے چاہتا ہے نہیں ہوتی، کیوں نہیں ہوا؟ کیونکہ اختیارات

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے سارے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور کسی کے پاس نہیں، عقیدے کی اصلاح ضروری ہے۔

آپ نمازیں پڑھو...... روزے رکھو...... حج کرو...... زکوٰۃ ادا کرو...... جو مرضی کرو، لیکن آپ کا اگر عقیدہ ہی درست نہ ہوا، آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ کے سوا بھی کوئی...... حاجت روا ہے...... مشکل کشاء ہے...... مختار کل ہے...... کوئی اور بگڑی بنا سکتا ہے...... آپ کی نماز نماز نہیں، آپ کا روزہ روزہ نہیں، توحید کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھو کہ خدا خدا ہوتا ہے نبی نبی ہوتا ہے۔

”پنجتن پاک“ کی حقیقت

حضرت علی المرتضیٰؓ ان کی عظمت اور رفعت شان سننے سے پہلے ایک بات یاد رکھیں کہ شرک پیدا ہوتا ہے نیک آدمیوں کا نام لے کر ہمیشہ اور بدعت پیدا ہوتی ہے نیکی کا نام لے کر۔

اس پر غور کریں یہ آدمی بڑا اچھا ہے اس کی قبر پر سجدے میں کوئی حرج نہیں، نیک آدمی کا نام لیا، اس کا نام لے کر شرک کیا۔

اور آپ حیران ہوں گے کہ مسلمان یہ شرک کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ ہیں۔ حضرت حسنؓ ہیں، حضرت حسینؓ ہیں، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نام اس لئے لیتا کہ یہ پنجتن پاک ہیں اور پنجتن پاک کا نام لے کر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کو رد کیا جائے یہ روافض کی اصطلاح ہے، پنجتن پاک، اس لئے کہ ان کے نزدیک ایک لاکھ چوالیس ہزار سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور خاندان میں صرف پانچ تن پاک تھے باقی ناپاک تھے۔ یہ ان کا نقطہ نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ اور پانچ تن پاک، لفظ شیعہ کا ہے، اب آیا سنیوں میں، یہ پانچ تن پاک ہیں یا سارے تن پاک ہیں؟ (سارے تن پاک ہیں) حضرت محمد، فاطمہؓ، علیؓ، حسن، حسینؓ، پاک ہیں تو ابو بکرؓ و عمرؓ کیا ہیں؟ یہ پاک ہو گئے اور باقی سارے صحابہؓ؟ پانچ تن پاک کا لفظ تو شیعہ کا ہے اس کا استعمال سنیوں نے کیا اور اگر رد کو تو کہتے ہیں کہ یہ ولیوں کو نہیں مانتے، یہ نہ ماننے کی بات ہے، پانچ تن پاک اور باقی؟ باقی کہاں گئے؟ ابو بکرؓ و عمرؓ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہاں گئے؟ سارا خاندان نبوت کہاں گیا؟ یہ کوئی بات ہے۔ سوچو، غلط الفاظ استعمال کرتے سے رکو، اور باطل اور گمراہ فرقوں کی بنائی ہوئی اصطلاحات سے رکنا مسلمان کا فرض ہے۔

من گھڑت رسمیں...... من گھڑت باتیں...... من گھڑت اصطلاحات...... ان چیزوں نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا......

سیدنا علیؓ اور مسلمانوں کا عقیدہ:

حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا کے نام پر کتنے لوگوں نے شرک کے دروازے کھولے، ایک آدمی ہے، حضرت علی المرتضیٰؓ کون ہیں؟ عظمتوں والے، رفعتوں والے، ابھی ان کی عظمت میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، کتنا اونچا مرتبہ اور کتنا اونچا مقام، لیکن ان کا نام لے کر شرک پیدا ہوا، یا علی مدد، اے علی تو مدد کر، مدد حضرت علیؓ سے مانگی گئی، اور خود حضرت علی المرتضیٰؓ سے پوچھو کہ شیر خدا جب تجھ پر مشکل آئی تھی تو تو نے مدد کس سے مانگی؟ اے علی آپ بتاؤ؟ قاتل مسجد میں تمہارے پیچھے ہے اور اس قاتل کا پتہ نہیں ہے اور اگر غیب کا علم آئمہ کو ہوتا جیسا کہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ امام کو ذرے ذرے کا علم ہوتا ہے تو اگر یہ بات صحیح ہے تو پیچھے قاتل کھڑا ہے اور اس کے پاس خنجر ہے اور اس کا کیوں نہیں پتہ چلا؟

تم خدا کا مقابلہ کرتے ہو کچھ تو انسان کو اس کا خیال کرنا چاہئے۔ نماز پڑھتے ہو، روزہ رکھتے ہو، حج کرتے ہو، زکوٰۃ ادا کرتے ہو اور بات شرک کی کرتے ہو، قرآن کہتا ہے...... وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ...... کہ اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں دے سکتا، جیسا کہ گزشتہ جمعہ میں نے بتایا...... اور جس وقت حضرت علیؓ خیبر کے میدان میں گئے اور انہوں نے اللہ کا نام لیا، اللہ کا نام بلند کر کے آگے آئے اور علی المرتضیٰؓ کی مدد تو اللہ کرے اور جب کربلا کی وادی میں نواسہ رسول گئے اور حضرت حسینؓ کربلا میں شہید کر دیئے گئے تو وہاں نجف اشرف قریب تھا جہاں حضرت علیؓ دفن تھے، نجف اشرف سے حضرت علیؓ اپنے بیٹے کی مدد کرنے کے لئے نہیں آئے۔ بیٹے شہید ہو گئے، بچے شہید ہو گئے، بچیاں شہید ہو گئیں، بہتر تن قربان ہو گئے نواسے شہید ہو گئے، حضرت علیؓ اپنے بچوں کی مدد کرنے کے لئے تو نہیں گئے، جناب پاکستان میں تیری مدد کرنے ضرور آئیں گے۔ یا علی مدد کتاب میں لکھا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

امام کبھڑے میں لکھا ہے، گاڑیوں پر لکھا ہے کچھ تو حیاء کرنا چاہئے کہ مدد اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا، جب خدا مدد کرتا ہے جب قرآن کا فیصلہ ہے...... وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ...... کہ اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کرتا، لیکن تو روافض کے دھوکے میں آ کر علی سے مدد مانگتا ہے، علی کو تو مدد خود اللہ نے دی ہے، ولیوں کو مدد اللہ نے دی ہے اور تم علی کا نام لے کر مدد کے لئے پکارتے ہو، تیری نمازوں کا کیا بنے گا، تیرے روزنے کا کیا بنے گا، جب تک تیرا عقیدہ درست نہیں، تیرا ایمان کامل نہیں، تو جب تک خدا کو مشکل کشا نہیں مانتا تیری عبادت کیسی، تیری ریاضت کیسی نمازوں کا کیا ہوگا، عبادات کا کیا ہوگا؟

مجھے بتاؤ حضرت حسینؓ کربلا میں شہید ہوئے یا نہیں ہوئے؟ (ہوئے) ظلماً مارے گئے کہ نہیں؟ (مارے گئے) ان کے ساتھ زیادتی ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ (ہوئی) اس دن مدد کا مستحق کون تھا؟ کہ جن کو پیاسے ذبح کر دیا گیا، چھریوں سے جن کے تنوں کو بقول مؤرخین کے کاٹ دیا گیا، وہاں تو حضرت علی نہیں پہنچے اور یہاں تیرے پاس آئیں گے ضرور، کچھ انسان کو سوچنا چاہئے، خدا کا مقابلہ تو نہ کرو، اللہ کے مقابلے میں اس کے بندوں کو کھڑا نہ کرو، اللہ کے مقابلے میں اللہ کی مخلوق کو نہ لاؤ۔ ایسے ظلم تو نہ کرو، خدا خدا ہوتا ہے، نبی نبی ہوتا ہے، ولی ولی ہوتا ہے۔

بچوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

حضرت علی عظمت والے تھے دو سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے۔ دو سال کی عمر سے ۲۹ سال کی عمر تک یعنی ستائیس سال تک حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھا، ستائیس سال تک حضرت علیؓ پیغمبر ﷺ کے گھر رہے۔ ۲۷ سال تک علیؓ نے پیغمبر علیہ السلام کی زیارت کی ۲۷ سال تک جہاں جہاں آرائے نبوت کا حضرت علیؓ نے دیدار کیا۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا، چھ سال کی عمر تھی یا سات سال کی عمر تھی۔

جب نبی ﷺ دنیا میں آخری نبی ﷺ مبعوث ہوئے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا۔ ابوطالب کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا کلمہ پڑھو تو حضرتؓ کے والد نے کہا کہ میں آپ کا کلمہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں پڑھ سکتا، یہ مجھ سے نہیں ہوتا، یہ جو تم نماز پڑھتے ہو، سجدہ کرتے ہو، یہ تم کیا کرتے ہو، سجدے میں آدمی جاتا ہے تو آدمی اچھا نہیں لگتا، نعوذ باللہ، یہ ابو طالب نے کہا۔

یہاں ایک ضمنی بات کہتا ہوں تا کہ عقیدے کی اصطلاح ہو جائے، ابو طالب کے چار لڑکے تھے۔ ایک لڑکے کا نام طالب تھا جس کی وجہ سے ان کو ابو طالب کہتے ہیں، طالب کے باپ، وہ بچپن میں فوت ہو گیا، دوسرے لڑکے کا نام عقیل ابن ابی طالب، تیسرے لڑکے کا نام جعفر ابن ابی طالب، چوتھے کا نام علی ابن ابی طالب، حضرت علی المرتضیٰؓ سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ابو طالب کے۔

اور دوسری بات ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے ہوا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو طالب مسلمان ہوئے۔ یہ بالکل غلط روایت ہے، اس کا اسلام کی ہسٹری میں کوئی وجود نہیں ہے۔ شیعہ کا نقطہ نظر ہے کہ ابو طالب مسلمان ہوئے، اور ابو طالب نے کلمہ پڑھا یہ روایت درست نہیں۔

افضلیت علیؓ نبی کی زبانی

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ! تو میرے لئے ایسے ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔ یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے، تو شیعہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام تھے اور حضور ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کا درجہ ہے۔ اس حدیث کے مطابق کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا بھائی ہارون تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام کا درجہ تھا۔ اسی طرح میرے بعد تیرا درجہ ہے، چنانچہ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین حضرت ہارون علیہ السلام بنے۔ اس طرح حضور ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کو جانشین بننا چاہئے۔ اس کا جواب بھی انشاء اللہ ہو گا۔

ایک بات اور یاد رکھیں کہ حضور ﷺ جس کو کلمہ پڑھاتے تھے تو اس کا اگر نام شرکیہ ہوتا تھا تو اس کا نام بدل دیتے، جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام تھا، عبدالکعبہ یعنی کعبہ کا بندہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

یہ شرکیہ نام ہے اللہ کا بندہ ہوتا ہے کعبہ کا نہیں، تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو جب کلمہ پڑھایا تو سب سے پہلے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالکعبہ سے عبداللہ رکھا۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کا نام تھا عبدالشمس، یعنی سورج کا بندہ تو یہ بھی شرکیہ نام ہے، تو اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ کو کلمہ پڑھایا تو ان کا نام رکھا عبداللہ، اللہ کا بندہ۔

تو جس کو بھی آپ کلمہ پڑھاتے اگر اس کا نام شرکیہ ہوتا تو سب سے پہلے آپ اس کا نام تبدیل کرتے، شرکیہ نام بدل دیتے، اگر ابوطالب نے کلمہ پڑھا ہے تو ابوطالب کا نام تھا عبد مناف اور عبد مناف شرکیہ نام ہے عبد مناف بت کا بندہ۔

اگر ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے تو جس کا یہ عقیدہ ہے کہ ابوطالب مسلمان ہو گئے تھے اس سے سوال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد مناف سے اس کا نام تبدیل کیوں نہیں کیا؟ اگر رکھا تو کون سا نام رکھا؟ تو اس بنیاد پر یہ بات ہے کہ ابوطالب نے نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا تھا لیکن پیغمبر ﷺ کی سرپرستی آخری وقت تک رہی۔ پیغمبر ﷺ کی سرپرستی کرتے رہے۔ ابوطالب پیغمبر ﷺ سے شفقت کرتے تھے ابوطالب سے رسول اللہ ﷺ کو محبت تھی۔ آخری وقت میں جب ابوطالب دنیا سے رخصت ہوئے تو پیغمبر اسلام بڑے پریشان تھے۔

ابوطالب کی بیوی کا نام تھا فاطمہ بنت اسد، یہ حضرت علیؓ کی والدہ ہیں اور حضور ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح شفقت کرتی تھیں۔

حضرت علی کی والدہ کا ایک انوکھا اعزاز

فاطمہ بنت اسد کون تھیں علماء کہتے ہیں کہ وہ خاتون ہیں کہ جن کی قبر میں رسول اللہ ﷺ خود اترے، بلکہ فاطمہ بنت اسد کی قبر میں آپ لیٹے اور لیٹ کر آپ نے کہا کہ فاطمہ بنت اسد کی قبر تو بڑی فراخ ہے، بڑی کھلی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا تھا حضرت علیؓ کی والدہ مسلمان ہوئی تھیں۔

میرے بھائیو! حضرت علیؓ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے پیدا ہوئے۔ پیدا کہاں ہوئے، اس میں کئی قول ہیں کہ شیعہ کہتے ہیں حضرت علیؓ کعبہ میں پیدا ہوئے اور کعبہ میں پیدا ہونا اس کی کیا حیثیت ہے اسلام میں، کہ ایک بچہ کعبہ میں پیدا ہوا، یہ بات قابل غور ہے؟

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تمام مؤرخین کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ حضرت علیؓ کعبہ میں پیدا نہیں ہوئے، اہل سنت کا یہ مؤقف ہے لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ میں ایک منٹ کے لئے مان لیتا ہوں کہ کعبہ میں پیدا ہوئے، لیکن کعبہ میں پیدا ہونا یہ کہاں کی دلیل ہے کہ جو کعبہ میں پیدا ہو وہی خلیفہ اوّل ہے؟ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ چونکہ کعبہ میں پیدا ہوئے، اس لئے خلیفہ اوّل ہیں۔ اگر کعبہ میں پیدا ہونے سے پہلے خلافت ملتی ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے حضرت حکیم بن حزام وہ بھی حضرت علیؓ سے پندرہ سال پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے پھر ان کو پہلا خلیفہ ہونا چاہئے تھے۔

طبری میں جہاں حضرت علیؓ کی ولادت کعبہ میں ہونے کا ذکر ہے وہاں حکیم بن حزام کی ولادت کعبہ کا ذکر ہے یہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ جب حضرت علیؓ کعبہ میں پیدا ہوئے اس وقت کعبہ کی کیا حیثیت تھی؟ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے حضرت علیؓ کی والدہ کسی کام سے وہاں آئیں اور وہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ اتفاقی واقعہ ہے یہ اتفاق ہے، آج کسی مسجد میں عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو یہ اتفاقی واقعہ ہے۔

اگر یہ بات کہ کعبہ میں پیدا ہونا یہ عظمت کی بات ہے تو اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو بھی کعبہ میں پیدا کرتے۔ کعبہ عبادت خانہ ہے ولادت خانہ نہیں ہے۔ کعبہ ولادت خانہ نہیں، خانہ کعبہ عبادت کی جگہ ہے کہ یہاں بچے ہوتے ہیں اور جناب یہ میٹرنٹی ہال ہو، کہ کعبہ اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ کعبہ میں پیدا ہونا یہ اتفاقی واقعہ ہے اور اہل سنت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حضرت علیؓ فاطمہ بنت اسد کے گھر میں پیدا ہوئے۔

میرے بھائیو! حضرت علیؓ نے چھ سال کی عمر میں نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا اور حضرت علیؓ واحد نبی ﷺ کے صحابیؓ ہیں اور حضرت ابو بکرؓ واحد پیغمبر ﷺ کے صحابیؓ ہیں اور میں حضرت عثمانؓ کو بھی ان میں شامل کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہر جنگ میں نبی ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی اور ہر سریہ میں شرکت کی۔

جنگوں میں شریک نہ ہونے کے باوجود شرکت کا اعزاز کن کو ملا؟

دو صحابی ایسے ہیں کہ جنہوں نے دو جنگوں میں شرکت نہیں کی، لیکن ان کو جنگوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں شریک رسول اللہ ﷺ نے شمار کیا، مثلاً حضرت عثمان غنیؓ ہیں یہ جنگ بدر میں نہیں گئے اور مجھے ایک رافضی نے پوچھا کہ جنگ بدر اسلام کا پہلا معرکہ ہے، حضرت عثمانؓ تو اس میں نہیں گئے، حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں نہیں گئے کہ جنگ بدر کے شرکاء کے متعلق قرآن میں ہے کہ یہ سارے جنتی ہیں تو اس جنگ میں حضرت عثمان غنی ﷛ نہیں گئے؟ تو کیسے پھر ان کی فضیلت ہے؟ کیوں نہیں گئے؟

میں نے کہا کہ حضرت عثمان غنیؓ جنگ میں نہیں گئے اس کا جواب میں بعد میں دوں گا، پہلے تم یہ بتاؤ کہ حضرت علی المرتضیٰؓ جنگ تبوک میں کیوں نہیں گئے؟

میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں نہیں گئے پیغمبر ﷺ کے حکم کی وجہ سے اور حضرت علیؓ تبوک میں نہیں گئے حضور ﷺ کے حکم کی وجہ سے۔

میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں جانے لگے تو حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو عثمان غنیؓ کی بیوی ہیں وہ بیمار ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان تم میری بیٹی کی تیمارداری کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا نام شرکاء بدر میں خود شامل کر لے گا اور حضرت عثمانؓ جنگ بدر میں نہیں گئے اور جس وقت جنگ بدر ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ واپس آئے تو حضرت عثمانؓ اپنی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ پیغمبر کی بیٹی فوت ہو چکی تھیں۔ حضور ﷺ قبر پر کھڑے ہو کر آنسو بہاتے رہے اور پیغمبر ﷺ دکھ کا اظہار کرتے رہے اور جب بدر کے شرکاء میں غنیمت کا مال تقسیم کیا گیا تو جتنا حصہ شرکاء بدر کو ملا اتنا حصہ حضرت عثمان غنیؓ کو ملا تو حضرت عثمان غنیؓ کو پیغمبر ﷺ نے شرکاء بدر میں شامل کیا۔

اور اسی طرح جنگ تبوک میں حضرت علی ﷛ نہیں گئے اور کیوں نہیں گئے؟......

حضور ﷺ کی حدیث ہے، شیعہ اس سے غلط استدلال کرتا ہے اس کا جواب دینا چاہتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا...... اما ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ...... کہ اے علیؓ تیری مثال ایسے ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی مثال ہے اے علی تو میرے ساتھ ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی مثال تھی۔

شیعہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہارون علیہ السلام کا مرتبہ ہے، اسی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

روایت کے مطابق حضور ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ استدلال غلط ہے۔

پہلے تو یہ سمجھیں کہ حضور ﷺ نے یہ حدیث کب فرمائی اور کیوں فرمائی؟ اگر اس کے پس منظر پر غور کریں تو یہ استدلال باطل ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

حضور ﷺ جب جنگ تبوک میں جانے لگے تو حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو فرمایا اے علی! میں تبوک میں جا رہا ہوں اور میں تجھے اپنا قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں۔ تم مدینہ میں میرے قائم مقام ہو، حضرت علیؓ مدینہ میں ٹھہر گئے اور حضور ﷺ تبوک میں تشریف لے گئے تیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کا لشکر تھا۔ اڑھائی لاکھ رومیوں سے مقابلہ تھا۔ جب لشکر روانہ ہوا تو یہ چونکہ تاریخ اسلام کا عظیم لشکر تھا، تو عورتیں حضرت علیؓ کے پاس آئیں اور آ کر کیا کہا؟ اے علی تم بڑے بہادر ہو، جنگ جو ہو، کیا وجہ ہے کہ تم عورتوں اور بچوں میں رہ گئے، اور اتنی بڑی جنگ میں تمہیں جانا چاہیے تھا تم بڑے جنگ جو ہو اور پیغمبر ﷺ تمہیں یہاں چھوڑ گئے، اور اس جنگ میں تمہارا جانا ضروری تھا۔ عورتوں نے حضرت علیؓ میں اتنا جذبہ جہاد پیدا کیا کہ حضرت علیؓ ان کی باتیں سن کر مدینہ سے چل پڑے، مدینہ سے نکلے اور اس مقام پر پہنچے جہاں حضور ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ لشکر اسلام موجود تھا۔ تبوک کے سفر میں آپ جا رہے تھے۔ رات کو آپ نے راستے میں قیام کیا اور صبح حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور حضرت علیؓ کو دیکھ کر کہا اے علیؓ تم کیوں آئے؟ میں نے تجھے مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

تو حضرت علیؓ نے آگے سے کیا جواب دیا، حضرت علیؓ نے فرمایا تھا اے پیغمبر! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر آ گئے، یہ بہت بڑی جنگ ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس جنگ میں شریک ہوں، حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا! اے علیؓ......

اما ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ...... اے علی تو میرے ساتھ ایسے ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو قوم کے پاس قائم مقام بنا کر گئے، اسی طرح میں بھی تجھے اپنا سمجھ کر تبوک میں جا رہا ہوں اور اپنا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور کے موقع پر قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح تبوک کے موقع پر میں تجھے قائم مقام بنا رہا ہوں۔

اب آپ بتائیں کہ حضرت علیؓ کو حضور ﷺ کے بعد ان کو خلیفہ اوّل مانتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی مشابہت طور پہاڑ کے موقع پر تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے بعد میں ان کے جانشین بھی نہیں بنے، تو اس حساب سے حضرت علیؓ حضور ﷺ کے بعد خلیفہ اوّل کیسے، وہ تو اس موقع کے ساتھ خاص تھا۔

واقعہ فتح خیبر

میرے بھائیو! حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں ۲۷ جنگوں میں سے ۲۶ جنگوں میں شرکت کی ہے اور ہر جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے کہ جن کی مثال کوئی نہیں۔ جنگ بدر میں بڑے بڑے کفار حضرت علیؓ کی تلوار سے جہنم رسید ہوئے۔ حضرت علیؓ نے غزوۂ اُحد میں کفار کے رؤسا قتل کئے اور بڑی بڑی جنگوں میں بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگ خیبر میں تو خیبر کا قلعہ فتح کرنے کے لئے بڑے لوگوں نے زور لگایا اور حضور ﷺ نے شام کو فرمایا کہ کل میں یہ پرچم اس آدمی کے ہاتھ دوں گا کہ جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہو جائے گا اگلے دن صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس کے ہاتھ پرچم آتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہے؟ تو بتایا گیا کہ علیؓ خیمے میں ہے اور ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کو بلاؤ، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے حضور ﷺ نے نبوت والا لعاب علیؓ کی آنکھوں پر لگایا تو آنکھیں ایسی ہو گئیں کہ جیسے درد کبھی نہیں ہوا۔

حضور ﷺ نے پرچم حضرت علیؓ کو دیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں خیبر کا قلعہ فتح ہوا۔ فتح کیسے ہوا کہ وہ پہلوان تھا قریشیوں کا، جس کا نام تھا مرحب، حضرت علیؓ جوان تھے، تھوڑی عمر تھی ۲۰، ۲۵ سال کے قریب عمر ہوگی اور مقابلہ مرحب کے ساتھ تھا جس کی ۵۵ سال عمر تھی، حضرت علیؓ اور اس کی لڑائی ہوئی کشتی بھی ہوئی، حضرت علیؓ نے اس موقع پر فرمایا......

انا الذی سمتنی امی حیدرہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کلیث غابات کریہ المنظرہ

اے مرحب میں وہ علی ہوں کہ جس کی ماں نے جس کا نام حیدر رکھا ہے، حیدر کا معنی وہ شخص جس کو شکست کبھی نہ آئے۔ حیدر کا معنی وہ آدمی جو بہادر ہو، حضرت علیؓ نے تلوار اٹھائی اور کہا...... انا الذی سمتی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ ...... میں وہ آدمی ہوں جس کی ماں نے پیدا ہوتے ہی اس کا نام حیدر رکھا ہے۔ جب وہ نیچے گرا تو اس نے شعر کہے اس کا ترجمہ کسی نے کیا ہے اس نے نیچے گر کر کہا!

یہ شکست فاش مجھ کو آج پہلی بار ہے
لگتا ہے کہ تو یہی حیدر کرار ہے

حضرت علیؓ اس کے سینہ پر بیٹھ کر کہنے لگے اے اللہ! تیری محبت میں، تیری توحید کے لئے، تیرے سب سے بڑے دشمن کو علیؓ نے زمین پر گرا کر تیرے دین کو بلند کیا اور دنیا کو بتادیا کہ میں اس پر ایسے چھاتا ہوں کہ شیر جیسے کچھاوے سے نکل کر دشمن کی قطاروں کو توڑ دیتا ہے، اے اللہ! میں نے آج شرک کے پوپ کو گرا کر توحید کا پرچم بلند کر دیا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت علیؓ عظمت والے تھے، بلندی والے تھے، رفعت والے تھے۔ علماء نے حضرت علیؓ کے فضائل میں بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ حضرت علیؓ پر ابھی تازہ کتاب مولانا نافع صاحب کی آئی ہے۔ تقریباً سات سو صفحے کی کتاب ہے "علیؓ ابن ابی طالب" میں آج یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ علی المرتضیٰؓ پر آج تک کوئی اتنی عظیم کتاب نہیں چھپی۔ عربی میں کتب ہیں، لیکن یہ عظیم کتاب ہے جو نافع صاحب نے لکھی ہے اور مولانا جھنگ کے ہیں اور مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے شاگردوں میں سے ہیں، یہ ان کی یادگار تصنیف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جو طبقہ حضرت علیؓ کا نام لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھونکتا ہے ان کے ہاں بھی کوئی کتاب ایسی نہیں چھپی اور بھی بڑی بڑی کتابیں آئیں لیکن یہ لاجواب کتاب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشکل کشا کون؟

میرے دوستو! ایک داتا بنا۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء کرام، حتیٰ کہ خود آمنہ کا دریتیم ہے۔ خدا کے دروازے میں سجدے میں پڑا ہے، اور رو کر کہتا ہے..... اللّٰھم ان تھلک ھٰذہٖ العصابۃ لا تعبد فی الارض ...... بدر کے میدان میں میرے پیغمبر ﷺ نے داتا خدا کو بنایا اور اُحد میں داتا خدا کو بنایا، فاران کی چوٹی پر داتا خدا کو بنایا،

زکریا علیہ السلام کو بچہ مانگنے کی ضرورت پڑی تو خدا کو داتا بنایا،

ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو، بیٹا مانگنے کی ضرورت پڑی تو داتا خدا کو بنایا،

یعقوب علیہ السلام کو اپنا گم شدہ بیٹا مانگنا پڑا تو خدا کو داتا بنایا

ہر نبی کا داتا خدا ہے، لیکن تیرا داتا ٹالی شاہ...... تیرا داتا کیکر شاہ...... تیرا داتا لسوڑی شاہ...... تیرا داتا بھینس شاہ...... تیرا داتا گھوڑے شاہ...... جب تک ان داتاؤں کو ایک طرف کر کے ایک خدا کو اپنا داتا نہیں بناتا، کلمہ پڑھتا جا، قرآن پڑھتا جا، تیرے قرآن کا کوئی اعتبار نہیں ہے، کلمے کا کوئی اعتبار نہیں۔

میرے دوستو! حضرت علی شیر خداؓ، علی کو اسد اللہ کا لقب حضور ﷺ نے دیا لیکن شیر خدا کے ساتھ ساتھ علی کو مشکل کشاء کہتا ہے یا علی مدد کے نعرے لگاتا ہے۔

ایک پہاڑ پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے دو اونٹ چر رہے تھے۔ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ حضرت حمزہؓ نشے کی حالت میں تھے اور ان اونٹوں کے گلے پر چھری چلائی۔ اونٹ ذبح کر دیئے، اونٹ ذبح ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ میرا تو سارا سرمایہ بھی اونٹ تھے۔ حضرت علیؓ روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے کہ یارسول اللہ ﷺ چچا حمزہؓ نے اونٹوں کو ذبح کر دیا۔ حضور ﷺ خود پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ نے دیکھا کہ حمزہؓ وہاں موجود ہیں آپ وہاں سے دیکھ کر واپس آ گئے۔

حضرت علیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے تو چچا کو کچھ نہیں کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ نشے میں تھا۔ اگر میں کچھ کہتا نشے میں وہ میری بات رد کر دیتا، ایمان کی روشنی سے خالی ہو جاتا۔

میرے دوستو! علی المرتضیٰؓ روتے ہوئے پیغمبر ﷺ کے پاس آئے۔ حدیث میں موجود ہے، تاریخ میں موجود ہے، اونٹوں کے ذبح کرنے کے بعد حضرت علیؓ روئے ہیں،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مشکل کشاء بھی کبھی رویا ہے، داتا بھی کبھی روتا ہے اور جو رو پڑے وہ مشکل کشاء ہوتا ہے؟
اونٹ ذبح ہو گئے۔

مشکل کشاء تھا اونٹوں کو زندہ کر دیتا

مشکل کشاء تھا روتا نہ

مشکل کشاء تھا حمزہؓ کو روک دیتا

مشکل کشاء تھا پیغمبر ﷺ کے پاس روتا ہوا نہ آتا!

میرے دوستو! حضرت علی المرتضیٰؓ کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ خیبر کی لڑائی میں، حضور ﷺ نے بلایا اور فرمایا علیؓ تیرے ہاتھ میں جھنڈا دینا چاہتا ہوں، علیؓ نے عرض کیا کہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب حضرت علیؓ کی آنکھوں میں لگا دیا اور یہ لعاب مبارک لگانا، یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ تھا۔

علی مشکل کشاء ہوتا، اپنی اس مشکل کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیوں کرتا؟ اور خود مشکل کشائی کر لیتا، نبی ﷺ نے لعاب دہن لگایا، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنکھیں ایسی ہو گئیں کہ جیسے آنکھوں میں کبھی تکلیف آئی ہی نہیں، یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ ہے۔

میرے دوستو! تو تم آج کہتے ہو کہ علی مشکل کشاء ہے۔ علیؓ حاجت روا ہے۔ علیؓ میری مشکل کو حل کرے گا۔ علیؓ میری مدد کو آئے گا۔ کربلا کے میدان میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں چھوٹے چھوٹے بچے شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں بہتر تن شہید ہوئے، کربلا کے میدان میں گردنیں علیحدہ ہیں، کربلا کے میدان میں کپڑے خون آلود ہیں۔ عورتوں کے بچوں کے، جوانوں کے، علی المرتضیٰؓ اس وقت کہاں تھے؟ حضرت حسینؓ شہید ہو گئے۔ حضرت حسینؓ پر قیامت ٹوٹی ہے۔ کربلا کے میدان میں نجف اشرف پر قیامت ٹوٹی ہے۔ کربلا کے میدان میں نجف اشرف تو کربلا کے قریب تھا۔ نجف اشرف میں علی المرتضیٰؓ کی قبر تھی۔ جب حضرت حسینؓ کی گردن کاٹی گئی اور علیؓ ان کی مشکل کشائی کے لئے نہیں پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی مشکل کشائی کے لئے نہیں پہنچے، جو علیؓ اپنے بیٹے کی مشکل کشائی کے لئے نہیں آسکا، وہ آج پاکستان میں بھی تیری مشکل کشائی کے لئے نہیں آ سکتا، مشکل کشا صرف ایک ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شیر خدا کی توہین کے مرتکب:

شیعہ کہتے ہیں کہ سنی علیؓ کو نہیں مانتے، علیؓ ہے ہی سنیوں کا، علیؓ امام ہی سنیوں کا ہے، شیعہ کا تعلق علیؓ سے کوئی نہیں، جو تصویر علیؓ کی شیعہ نے پیش کی ہے، وہ تصویر علیؓ کی ہے ہی نہیں کہ شیعہ کہتا ہے کہ علیؓ مشکل کشاء ہے، علیؓ حاجت روا ہے، علیؓ سے مدد مانگی جا سکتی ہے، میں حیران ہوتا ہوں، ادھر علیؓ کو کہتا ہے کہ مشکل کشاء ہے اور ادھر یہ کہتا ہے کہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جس وقت باغ فدک کا حصہ لینے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں تشریف لے گئیں تو حضرت ابوبکرؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حصہ نہیں دیا۔ ابوبکرؓ سے ناراض ہو کر فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس آ گئیں، اور بعض ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دھکا دیا، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی ابوبکرؓ سے کلام نہیں کیا، ادھر کہتے ہیں کہ علی مشکل کشاء ہیں ادھر کہتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکرؓ کی کچہریوں کے چکر لگاتی رہیں اور ابوبکرؓ سے حصہ مانگتی رہیں، ابوبکر صدیقؓ نے حصہ نہیں دیا اور مایوس ہو کر واپس آ گئیں۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی آج میری بیوی کو دھکا دے، میری غیرت گوارہ نہیں کرتی۔ میں اس کو گولی سے اڑا دوں گا۔ اس لئے کہ اس نے میری غیرت پر ہاتھ ڈالا ہے اور ادھر رافضی کہتا ہے کہ

علیؓ مشکل کشاء ہے

علیؓ اسد اللہ الغالب بھی ہے

علیؓ سے مدد بھی مانگی جا سکتی ہے

اور ادھر علیؓ کی بیوی ہے، پیغمبر ﷺ کی بیٹی ہے، وہ ابوبکرؓ کی کچہریوں کے چکر بھی لگاتی ہے اور اس کے بعد بھی اس کو حصہ نہیں ملتا، بلکہ دھکے بھی مارے جاتے ہیں اور علیؓ خاموش ہے۔ علیؓ کی بہادری کہاں گئی...... علیؓ کی مشکل کشائی کہاں گئی......؟

اور اگر کل قیامت کے دن میرے پیغمبر ﷺ نے علیؓ سے پوچھ لیا، اگر علیؓ واقعی مشکل کشاء تھا۔ حاجت روا تھا، پیغمبر ﷺ نے پوچھ لیا کہ اے علیؓ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا تیرے سپرد کی تھی۔ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تیری عزت بنائی تھی، اس کی حرمت تیرے ہاتھ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں تھی، بتا جب اس کو صدیقؓ نے دھکا دیا، تیری غیرت کہاں تھی؟ تیری بہادری کہاں تھی؟ تیری عظمت کہاں تھی؟ اور تو اتنا بہادر بنا پھرتا ہے جنگوں کا فاتح بنا پھرتا ہے، بتا اس وقت تیری بہادری کہاں تھی؟

میں آج پاکستان کے رافضی سے پوچھتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن پیغمبر ﷺ نے علیؓ سے یہ پوچھ لیا، علیؓ کیا جواب دیں گے؟ یہ تیرا علیؓ ہوگا کہ جو دھکے برداشت کرے، یہ تیرا علیؓ ہوگا جو بزدل بن کر گھر میں بیٹھ گیا، یہ تیرا علیؓ ہوگا، جس میں غیرت نہ رہی ہو۔

میرا علیؓ وہ ہے جو فاتح خیبر ہے
میرا علیؓ وہ ہے جو حسنین کا والد ہے
میرا علیؓ وہ ہے جو فاطمہؓ کا شوہر ہے
میرا علیؓ وہ ہے جو خدا کو داتا کہے
میرا علیؓ وہ ہے جو خدا کو مشکل کشاء کہے
میرا علیؓ وہ ہے جو مصطفی ﷺ کا امتی ہے
میرا علیؓ وہ ہے جو شیر خدا ہے

تمہارا علیؓ بزدل ہوگا، محمد مصطفی ﷺ کا علیؓ بزدل نہیں ہے، ادھر کہتے ہیں کہ شیر خدا ہیں اور ادھر کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حصہ لینے کے لئے گئیں اور ابوبکرؓ نے حصہ نہیں دیا۔ اس سے بڑا جھوٹ اور اس سے بڑا فراڈ دنیا میں کوئی نہیں۔ یہ غلط روایت ہے ہم ہر ایسی روایت کو ماننے کے لئے تیار نہیں، اگر باغ فدک کا حصہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بنتا تھا، ابوبکرؓ نے حصہ نہیں دیا، علیؓ کو چاہئے تھا کہ عمر فاروقؓ سے مانگتے، عمر فاروقؓ نے باغ فدک کا حصہ نہیں دیا تو عثمان غنیؓ کے دور میں عثمان غنیؓ سے مانگتے، اگر عثمانؓ نے بھی حصہ نہیں دیا، خود علیؓ کا دور آیا تھا پونے پانچ سال تک علی المرتضیٰؓ خلیفہ رہے تھے تو اپنے دور خلافت میں وہ حصہ لے کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچوں کو دے دیتے۔ وہ حصہ لے کر اپنے خاندان کو دے دیتے۔ اگر حصہ بنتا ہوتا علیؓ لے لیتا، حصہ تو بنتا نہ تھا۔

اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم جتنے بھی نبی ہیں ہماری وراثت دنیا کا مال نہیں ہوتا، دنیا کا پیسہ نہیں ہوتا، بلکہ ہماری وراثت علم و حکمت ہے اور اس فیصلے کو علیؓ نے تسلیم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کر لیا تھا۔

لیکن تو ایسا علیؓ کا دشمن ہے کہ علیؓ نے تو ابو بکرؓ کا فیصلہ مان لیا لیکن آج تو ابو بکرؓ سے دشمنی کر کے علیؓ کا فیصلہ نہیں مانتا، یاد رکھ اگر تیرا تعلق ابو بکرؓ سے نہیں ہے تو تیرا تعلق علیؓ سے بھی نہیں ہے، حسینؓ سے بھی نہیں ہے۔

امامت صدیق اور اقتدار علی:

میرے دوستو! حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں ابو بکر صدیقؓ کو مصلے پر کھڑا کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا...... مروا ابابکر فلیصل بالناس...... جمع الفوائد کی روایت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ابو بکر صدیقؓ کو بلاؤ، ابو بکر میرے مصلے پر نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا...... ان ابانی قد سقیم ...... میرے والد ابو بکر بیمار ہیں۔ آپ عمرؓ کو کہہ دیں کہ عمرؓ آ کر نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، ابو بکرؓ کو بلاؤ، وہی آ کر میرے مصلے پر نماز پڑھائے، تو تینوں مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے باپ ابو بکرؓ بیمار ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا، عائشہ! یابی اللہ الا ابابکر ...... میں کیا کروں میرا خدا ابو بکرؓ کے علاوہ اور کسی کو میرے مصلے پر کھڑا کرنے کے لئے راضی نہیں ہوتا۔

چنانچہ ابو بکرؓ تشریف لائے۔ ابو بکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں ۱۷ نمازیں حضور ﷺ کے مصلے پر پڑھائیں اور وہ سترہ نمازیں ابو بکرؓ کے پیچھے علی المرتضیٰؓ نے پڑھیں وہ سترہ نمازیں حسنینؓ نے پڑھیں۔

میرے دوستو! اگر ابو بکرؓ پر تجھے اعتراض ہے تو اعتراض پہلے علیؓ پر کر، علیؓ سے پوچھ کہ یہ سترہ نمازیں تو نے ابو بکرؓ کے پیچھے کیوں پڑھیں۔ اگر تو کہتا ہے کہ ابو بکرؓ کے پیچھے علیؓ نے نماز نہیں پڑھی، تو مجھے بتا کہ علیؓ کہاں تھے؟ علیؓ نے کوئی علیحدہ مسجد بنائی تھی، علیحدہ جماعت کرائی تھی، گھر میں نماز پڑھی تھی، اس کا ثبوت کو پیش کر۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا:

اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں مجھے بتا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرنے والا کون تھا؟ فاطمہ جب فوت ہو گئیں تو غسل دینے والا کون تھا؟

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جنازہ پڑھانے والا کون تھا؟

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی بیوی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرنے کے لئے گئیں۔ چار دن تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کرتی رہیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا دنیا سے رخصت ہو گئیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے سیدہ کو غسل دیا۔ ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے سیدہ کو کفن پہنایا۔ ابوبکر صدیقؓ کی بیوی نے سیدہ کا جنازہ تیار کیا۔

اور جب جنازہ تیار ہو گیا، تو جنازہ اٹھا کر مسجد نبوی کے دروازے کے باہر لا کر رکھا گیا، جنازہ پڑھانے کا وقت ہے، ابوبکرؓ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ علیؓ بھی موجود ہیں، حسنؓ بھی موجود ہے، حسینؓ بھی موجود ہے تو تحفۃ العوام شیعہ کی کتاب میں لکھا ہے جلاء العیون کی روایت ہے کہ جب جنازہ مسجد نبوی کے سامنے رکھا گیا، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا علیؓ یہ بیوی آپ کی ہے، بیٹی پیغمبر ﷺ کی ہے، اس کا جنازہ آپ پڑھائیں تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے ابوبکرؓ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے حضور ﷺ نے فرمایا......

لاینبغی لقوم فیهم ابابکر ان یؤمهم غیره...... کہ جس قوم میں ابوبکرؓ موجود ہوں کسی اور کے لئے جائز نہیں کہ مصلے پر کھڑا ہو۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ کی بیان کردہ اس حدیث کے بعد جو ترمذی شریف میں بھی موجود ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھایا اور صدیقؓ کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دے، یہ اعتراض علیؓ پر کر کہ تو نے صدیقؓ کی بیوی کو گھر میں آنے کیوں دیا؟ اور جب جنازہ پڑھا گیا اعتراض علیؓ پر کر کہ تو نے اے علیؓ ابوبکرؓ سے جنازہ کیوں پڑھایا؟ اور جب جنازے کی نیت ابوبکرؓ نے باندھی تو

علیؓ بھی پیچھے کھڑا ہے
حسنؓ بھی کھڑا ہے
حسینؓ بھی کھڑا ہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عباسؓ بھی کھڑا ہے

بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے کھڑے ہیں

اگر اعتراض ابوبکرؓ پر ہے تو پہلے اعتراض علیؓ پر کر، علیؓ سے پوچھ کہ تو علیؓ کھڑا کیوں ہوا؟ حسنؓ تو نے اپنی ماں کا جنازہ صدیقؓ کے پیچھے کیوں پڑھا؟ اے حسینؓ تو نے اپنی ماں کا جنازہ صدیقؓ کے پیچھے کیوں پڑھا؟

اے دشمن ابوبکرؓ، تیری دشمنی ابوبکرؓ سے بعد میں ہے، پہلے تو دشمن علیؓ کا ہے، پہلے تو دشمن حسینؓ کا ہے، پہلے تو دشمن حسنؓ کا ہے، اگر واقعی تیرا اعتراض ابوبکرؓ پر ہے تو بتا یہ اعتراض ابوبکرؓ پر بنتا نہیں، ابوبکرؓ تو مصلے پر، امامت پر، علیؓ نے کھڑا کیا ہے، تو علیؓ سے دشمنی رکھتا ہے تیرے سے بڑا علیؓ اور حسینؓ کا دشمن دنیا میں کوئی نہیں۔

خلفاء ثلاثہ کی سیدنا علی سے محبت:

ان کا آپس میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ ان کی آپس میں کوئی لڑائی نہ تھی۔ ان کا آپس میں کوئی جھگڑا نہیں تھا، اگر ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم درمیان سے نکال دیں، جس طرح رافضیوں کی کتابوں میں لکھا ہے میں نے ان کی سات کتابوں میں پڑھا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر اسلام سے خارج ہیں، ابوبکر و عمر کے اسلام کا اعتماد نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو درمیان سے نکال دو، نکال کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ثابت نہیں کر سکتے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علیؓ کے گھر میں بھیجنا ثابت نہیں کر سکتے۔

مجھے بتاؤ کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علیؓ سے شادی ہوئی۔ اس کی تحریک کس نے چلائی، اس کا آغاز کس نے کیا؟ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ایک مجلس میں بیٹھے ہیں، ابوبکرؓ نے کہا اے علیؓ، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا پیغمبر ﷺ کے گھر میں موجود ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگو نبی ﷺ سے۔

اس زمانے میں کسی کی بیٹی کا رشتہ مانگنا کوئی عیب نہیں تھا اور یہ عیب ہونا بھی نہیں چاہئے کہ کوئی کسی کے گھر میں جا کر اس کی بیٹی کا رشتہ مانگے، یہ کوئی عیب نہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت علی المرتضیٰؓ سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ پیغمبر ﷺ کے گھر میں بیٹی موجود ہے اور آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگیں، علیؓ تشریف لے گئے اور جا کر سلام کر کے بڑے ادب سے جا کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے جب حضرت علیؓ کی بات سنی، تو پیغمبر ﷺ کو جلال نہیں آیا، نبی ﷺ کو غصہ نہیں آیا، پیغمبر ﷺ نے علیؓ کی بات سنی اور سننے کے بعد فرمایا...... اھلا و سھلا مرحبا...... یہ لفظ بولے اور علی المرتضیٰؓ نے یہ لفظ سنے اور یہ لفظ سن کر واپس آئے، ان کی مجلس میں، علیؓ نے آ کر سارا ماجرا سنایا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم سے، کہ حضور ﷺ نے جواب میں یہ فرمایا تو ابوبکرؓ نے کہا علیؓ تجھے مبارک ہو، پیغمبر ﷺ نے تیرے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ منظور کر لیا ہے، یہ تأویل...... اھلا و سھلا مرحبا...... کی ابوبکرؓ نے بتائی کہ تیرے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ منظور ہو چکا ہے۔

اب جناب رشتہ تو منظور ہو گیا، دو چار دس دنوں کے بعد حضور ﷺ نے علیؓ کو بلایا اور بلا کر فرمایا علی تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ علیؓ نے فرمایا کہ میرے پاس دو چیزیں ہیں، ایک تلوار ہے ایک زرہ ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تلوار جہاد کے لئے ہے اور زرہ کو بازار میں لے جا کر بیچ دو، تا کہ اس زرہ کے خرچے سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں تیرے ساتھ کر سکوں، فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے سامان خریدا جائے۔

حضرت علیؓ وہ زرہ لے کر مدینہ کے بازار میں آئے اور مدینہ کے بازار میں زرہ لے کر جا رہے ہیں۔ عثمان غنیؓ سے ملاقات ہو گئی عثمان غنیؓ نے فرمایا! علیؓ کس طرح آئے ہو، تو فرمایا کہ نبی ﷺ کی بیٹی سے شادی کا وقت قریب آ گیا ہے اور میں یہ زرہ بیچنے آیا ہوں، تا کہ اس خرچے سے شادی ہو جائے، عثمان غنیؓ نے فرمایا کتنے پیسے زرہ کے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ۴۸۰ درہم، اور ایک کتاب میں ہے ۵۰۰ درہم، قیمت مقرر ہو گئی، عثمان غنیؓ نے پانچ سو یا چھ سو نے پانچ سو درہم علی المرتضیٰؓ کے سپرد کئے اور زرہ لے لی، جب حضرت علیؓ چلنے لگے تو عثمان غنیؓ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی کی شادی کے اخراجات میں، میں بھی حصہ ڈالوں، اس لئے زرہ بھی واپس لے لو، عثمانؓ نے زرہ کے پیسے دے دیئے تھے، لیکن جب حضرت علیؓ چلنے لگے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں حصہ ڈالنے کے لئے عثمانؓ نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

زرہ بھی واپس دے دی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! زرہ واپس کیوں دیتا ہے؟ عثمانؓ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ رشتہ تو پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا ہو اور خرچہ سارا عثمان غنیؓ کا ہو۔ حضرت عثمان غنیؓ نے زرہ بھی واپس دے دی، کتابوں میں موجود ہے۔ تاریخ کہتی ہے کہ جب حضور ﷺ کے پاس جا کر علی المرتضیٰؓ نے یہ واقعہ سنایا کہ عثمان غنیؓ نے مجھے اس طرح زرہ بھی واپس دے دی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا، اس وقت حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

میرے دوستو! شادی کی تاریخ طے ہوگئی حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ یہ پیسے ہیں اور اس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کپڑے خریدو، سامان خریدو۔

اب دیکھو یہ جہیز کا سامان ہے، خریدنے کے لئے پیغمبر ﷺ نے کس کو بلایا؟ ابوبکرؓ کو، عمرؓ کو، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کا سامان خریدنے کے لئے جائیں اور حضرت عثمانؓ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں اخراجات برداشت کریں۔

سیدنا علیؓ کی شادی اور گواہ:

جب شادی کا دن آیا تاریخ متعین ہوگئی، تو شادی کے وقت سے پہلے حضور ﷺ نے فرمایا علیؓ جاؤ، باراتی بلالو، باراتی ابوبکرؓ ہیں، عمرؓ ہیں، عثمانؓ ہیں، سعد بن عبادہؓ ہیں، عبدالرحمٰن ابن عوفؓ ہیں، سعد ابن ابی وقاصؓ ہیں اور بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیغمبر ﷺ نے بلایا، مجلس لگ گئی، نکاح کی مجلس ہے۔

ابوبکرؓ موجود ہے......

عمرؓ موجود ہے......

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہیں......

حضور ﷺ نے اس موقع پر جو خطبہ نکاح ارشاد فرمایا، اس خطبہ سے پہلے نکاح پیغمبر ﷺ نے کیسے پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہنا میں اپنی بیٹی فاطمہ رضی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ عنہا کا رشتہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کو گواہ بنا کر علیؓ کے ساتھ کر رہا ہوں، پانچ سو درہم کے بدلہ میں۔

میرے بھائیو! فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علیؓ کے ساتھ ہو گیا اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا گواہ ابوبکرؓ ہے، گواہ عمرؓ ہے، آج کا رافضی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کو دائرہ اسلام سے خارج کہے، عثمانؓ کو کافر کہے، اے رافضی ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علیؓ کے گھر نہیں بھیج سکتا، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ثابت نہیں کر سکتا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی اس مجلس کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔

میرے دوستو! آپس میں اتنی محبت ہے کہ خرچہ دینے والا عثمان غنیؓ ہے، گواہ بننے والا ابوبکر وعمرؓ ہے، اور جس وقت نکاح ہو گیا، اب گھر میں فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے لئے تیار کرنا ہے، رخصتی کے لئے تیار کرنے والا کون ہے؟ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کپڑے سنوارے

عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرنے کے لئے گٹھڑی باندھے

عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرنے کے لئے چکی کا سامان تیار کرے......

عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرنے کے لئے سامان تیار کرے......

اور سامان کیا ہے؟ ایک توا ہے، ایک مصلےٰ ہے، ایک لوٹا ہے، باقی تھوڑا سا سامان ہے، ایک گدہ ہے، کھجوروں کی چھال کا، ایک تکیہ ہے کھجوروں کی چھال کا، مجھے بتا!

تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی برا کہے

تو ابوبکرؓ کو بھی برا کہے

اور عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سنوارے اور ابوبکرؓ فاطمہ رضی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ عنہا کے نکاح کا گواہ ہو، تو ان کو برا کہو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علیؓ سے کر ہی نہیں سکتا ہے، تیری دشمنی اگر ابوبکرؓ سے ہے، تو نہیں ابوبکرؓ سے دشمنی بعد میں ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہے، علیؓ سے پہلے ہے، علیؓ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی کا اظہار کر، اس لئے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم سے دشمنی حقیقت میں علیؓ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی ہے۔

• تیرے جیسا منحوس اور ملعون کائنات میں کوئی پیدا نہیں ہوا ہے کہ جو خاندان نبوت سے محبت کرے اور خاندان نبوت کے متوالوں اور نکاح کے گواہوں کو کافر کہے ایسا ذلیل اور ایسا کمینہ اور کافر روئے زمین میں کوئی نہیں کہ جو علیؓ سے محبت کا اعلان کرے اور صدیق وعمر رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھے۔

نکاح کوئی ثابت کر سکتا ہے؟ (نہیں) یہ رخصتی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر میں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر پر نبوت نے ہاتھ رکھا اور فرمایا بیٹی میں تجھے آج ایک ایسے آدمی کے سپرد کروں گا کہ جو مدینہ میں بہت بڑا علم والا ہے یہ حضرت علیؓ کی فضیلت ہے۔

شوہر کے آداب:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا آج میں تجھے ایسے آدمی کے گھر میں بھیجنا چاہتا ہوں کہ جو زہد میں بہت بڑا ہے، جو علم میں بہت بڑا ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا اگر علی تجھ سے ناراض ہو گیا، نکاح کے بعد، تو پیغمبر ﷺ کے گھر میں تیرے لئے کوئی جگہ نہیں، یہ ادب ہے، یہ آداب ہیں شوہر کے جو پیغمبر ﷺ نے اپنی بیٹی کو سکھائے ہیں۔

والدہ کی یاد پر آنسو:

اب نبی ﷺ رخصت کرنے لگے ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی والدہ مکرمہ تھیں۔ وہ زندہ نہیں تھیں۔ دنیا میں موجود نہیں تھیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا وقت آیا تو ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کے کان میں کہہ دیا کہ اے کاش! اس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اماں زندہ ہوتیں، یہ بات کہنے کی دیر تھی، نبوت کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، پیغمبر ﷺ کی آنکھوں قطاریں لگ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

گئیں، جب گھروں میں بیٹیوں کی رخصتی کا وقت آتا ہے تو باپ کو پتہ ہوتا ہے، بھائیوں کو پتہ ہوتا ہے کہ کتنی قیامت ہوتی ہے اور ماں موجود ہو، تو ماں بیٹی کو پھر کس طرح رخصت کرتی ہے، وہ ماں کو پتہ ہوتا ہے۔

ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے کہہ دیا اگر خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ ہوتی تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے، فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں اور صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

میرے بھائیو! یہ دیکھو حضرت علی المرتضیٰؓ جو دولہا بن کر حضور ﷺ کے گھر آیا تھا اور بارات نبی ﷺ کے گھر میں موجود ہے، اس بارات کے باراتیوں کو کوئی چھوڑ سکتا ہے، کوئی نظر انداز کر سکتا ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیار کرنے والی، عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ سکتا ہے۔

خلیفہ اول اور آئمہ کرام

میرے دوستو! جو آدمی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کا دشمن ہے حقیقت میں وہ علیؓ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں کا دشمن ہے۔ ایک بات اور ذہن میں رکھیں، میں کہا کرتا ہوں کہ ابوبکرؓ کو درمیان سے نکال کر شیعہ لوگ اپنے بارہ امام ثابت نہیں کر سکتے، ابوبکر صدیقؓ کے تین لڑکے تھے اور تین لڑکیاں تھیں۔

بڑے لڑکے کا نام عبدالرحمٰنؓ

دوسرے لڑکے کا نام عبداللہؓ

تیسرے لڑکے کا نام محمدؒ

بڑی لڑکی کا نام اسماء رضی اللہ عنہا

دوسری لڑکا کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا

تیسری لڑکی کا نام ام کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لڑکے عبدالرحمٰنؓ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کا نام حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بڑی بہن کے نام پر اسماء رکھا۔ سب سے چھوٹے لڑکے محمد کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا، انہوں نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پوتا لگا اور وہ اسماء حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پوتی لگی اس پوتے اور پوتی کا نکاح ہوا۔ اس نکاح کے نتیجے میں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس لڑکی کا نام تھا ام فروئی۔

اس لڑکی کا نکاح کس سے ہوا؟ حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا کے صاحبزادے کا نام حضرت حسینؓ ہے۔ حضرت حسینؓ کے صاحبزادے کا نام زین العابدینؒ ہے۔ زین العابدینؒ کے لڑکے کا نام امام باقرؒ ہے اس امام باقرؒ کے ساتھ ابوبکرؓ کی اس پڑپوتی اور دھوتی ام فروئی کا نکاح ہوا اور اس ام فروئی کے بطن سے امام جعفر صادق پیدا ہوئے۔

حضرت جعفر اور خلیفہ اول کی رشتہ داری:

اسی لئے امام جعفر صادقؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ نے مجھے دو دفعہ جنا، ابوبکرؓ میرا ددھیال ہے۔ ابوبکرؓ میرا ننھیال ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ تم ابوبکرؓ کو کافر کہو، ابوبکرؓ کے گھر والوں کو کافر کہو اور امام جعفرؒ کو اپنا امام کہو، تیرے سے بڑا ابوبکرؓ کا دشمن کون ہے؟ ابوبکرؓ کی تعریف تو امام جعفرؒ کرے۔ امام جعفرؒ کہے کہ روئے زمین پر ابوبکرؓ سے بہتر کوئی نہیں، پیغمبر ﷺ کے بعد امام جعفرؒ کا قول ہے امام جعفرؒ کہے کہ ابوبکرؓ میرا ددھیال ہے، ابوبکرؓ میرا ننھیال ہے، ابوبکرؓ میرا پیشوا ہے، ابوبکرؓ میرا مقتدا ہے، ابوبکرؓ میرا امام ہے، ابوبکرؓ میرا بڑا ہے، ابوبکرؓ روئے زمین پر پیغمبر ﷺ کا پہلا جانشین ہے۔

امام جعفرؒ ابوبکرؓ کو اپنا امام کہے، ابوبکرؓ کو پیشوا کہے اور امام جعفرؒ کو پیشوا مان کر صدیق اکبرؓ کو برا کہے تیرے سے بڑا امام جعفرؒ کا دشمن دنیا میں کوئی نہیں، اس عشق کو دیکھو علیؓ سے محبت کرنے کا دعویٰ کرنے والو، ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ یہ رشتہ داری ہے۔

دشمن کا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت علیؓ کی دوسری رشتہ داری حضرت عمرؓ سے تھی۔ علماء تشریف فرما ہیں، میں ایک بات کہتا ہوں، حضرت علیؓ کی آٹھ بیویاں تھیں یکے بعد دیگرے آٹھ بیویوں سے حضرت علیؓ کی شادی ہوئی اور آٹھ بیویوں کے پندرہ لڑکے اور اٹھارہ لڑکیاں تھیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ایک رافضی مجھے کہنے لگا کہ جب میں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کی چار بیویاں تھیں، یکے بعد دیگرے، اس نے کہا کہ ابوبکرؓ کا ایک بیوی پر گزارہ نہیں ہوتا تھا، میں نے کہا ابوبکرؓ کی چار پر اعتراض ہے، علی المرتضیٰؓ کی آٹھ ہیں اور بیک وقت ابوبکرؓ کی چار نہیں تھیں، ایک سے زائد صدیقؓ نے کسی سے شادی نہیں کی۔ ایک فوت ہو جاتی تو دوسری شادی ہوتی۔ اگر چار صدیقؓ اکٹھی بھی کرتے تو جائز تھا۔ علی المرتضیٰؓ نے چار اکٹھی رکھیں۔ پانچ نہیں کیں۔

ابوبکر صدیقؓ کی چار بیویاں تھیں، حضرت عمر فاروقؓ کی چھ بیویاں تھیں، عثمان غنیؓ کی آٹھ اور ایک روایت کے مطابق سات بیویاں تھیں۔ عمر فاروقؓ کے سات لڑکے تھے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ عثمان غنیؓ کے سات لڑکے تھے اور سات لڑکیاں تھیں اور علی المرتضیٰؓ کی بیویاں آٹھ تھیں، لڑکے پندرہ تھے، لڑکیاں اٹھارہ تھیں۔

میں نے کہا کہ دیکھو اگر تم کہتے ہو، علیؓ کا ابوبکرؓ سے اختلاف تھا، عمرؓ سے اختلاف تھا، عثمانؓ سے اختلاف تھا، چلو خلافت پر بقول تمہارے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے زبردستی قبضہ کر لیا بقول تمہارے زبردستی چھین لیا، لیکن یہ تو مجھے بتاؤ کہ علی المرتضیٰؓ کے پندرہ لڑکوں میں تین لڑکوں کا نام ابوبکرؓ تھا، ایک فوت ہو جاتا تو دوسرے کا نام ابوبکرؓ رکھ دیتے۔

تین لڑکوں کا نام ابوبکر

تین لڑکوں کا نام عمر

دو لڑکوں کا نام عثمان

ایک لڑکے کا نام طلحہ

علی کی ایک لڑکی کا نام عائشہ

علی کی ایک لڑکی کا نام حفصہ

علی کی ایک لڑکی کا نام میمونہ

تو کہتا ہے کہ علیؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی دشمنی تھی، تو کہتا ہے کہ علیؓ اور ابوبکرؓ کی دشمنی تھی، تو کہتا ہے کہ علیؓ اور عمرؓ کی دشمنی تھی۔

میں سوال کرتا ہوں کہ کوئی آدمی اپنے دشمن کے نام پر بچے کا نام رکھتا ہے؟ اپنے دشمن کے نام پر بچی کا نام رکھتا ہے، دشمنی اگر ہوتی تو علیؓ اپنے بیٹے کا نام ابوبکرؓ نہ رکھتے۔ علیؓ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے بیٹے کا نام عمرؓ نہ رکھتے، علیؓ اپنے بیٹے کا نام عثمانؓ نہ رکھتے، عائشہ، حفصہ، میمونہ اپنی بیٹیوں کا نام نہ رکھتے، ان کی دشمنی کوئی نہ تھی، یہ بغض وعداوت، یہ کفر وشرک، یہ غلاظت یہ بکواس یہ حسد، یہ دشمن صحابہ کے دل میں ہے، علیؓ ابوبکرؓ کا محب تھا اور ابوبکرؓ علیؓ کا محب تھا، خاندان نبوت سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دشمن کی غلط ذہنیت:

ایک رافضی مجھے کہنے لگا کہ علیؓ نے اپنے بچوں کا نام اپنے دشمنوں کے ناموں پر اس لئے رکھا تا کہ دشمن ہر وقت سامنے رہے، کتنی بڑی جہالت ہے کہ دشمن کے نام پر بچوں کا نام اس لئے رکھا کہ دشمن ہر وقت سامنے رہے۔

میں نے کہا کہ پھر تم اس طرح کرو کہ اپنے کسی بیٹے کا نام شمر رکھو، کسی کا نام یزید رکھو، کسی کا نام ابن زیاد رکھو، تمہارے دشمن ہر وقت تمہارے سامنے رہیں، صبح وشام تک ان کی پٹائی بھی کرتے رہو اور اپنا غصہ بھی ٹھنڈا کرتے رہو۔

حدیث کا غلط مفہوم:

ایک آدمی کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے فرمایا......

من کنت مولاہ فعلی مولاہ......

جس کا میں مولا اس کا علی مولا......

میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے، میں نے کہا کہ دیکھو، اس سے خلافت اوّل کیسے ثابت ہوئی۔

دمادم مست قلندر

علی دا پہلا نمبر

حضور ﷺ نے فرمایا......من کنت مولاہ فعلی مولاہ ......جس کا میں مولا اس کا علی مولا...... میں نے کہا کہ یہ عربی کا مولا ہے، یہ پنجابی کا مولا جٹ نہیں ہے۔ عربی میں مولا کے انتیس معنی آتے ہیں۔ آپ کہتے ہو کہ مولا کا معنی خلیفہ اوّل، یہ تو ان انتیس معنی میں کوئی معنی نہیں ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مولا کا معنی آقا...... مولا کا معنی سید...... مولا کا معنی دوست...... مولا کا معنی دوست...... مولا کا معنی رشتہ دار...... مولا کا معنی خالہ زاد بھائی...... مولا کا معنی ماموں زاد بھائی...... مولا کا معنی صبح کا ساتھی...... مولا کا معنی دوپہر کا ساتھی...... مولا کا معنی شام کا ساتھی...... مولا کا معنی پڑوس کا ساتھی...... مولا کا معنی ہر وقت کا ساتھ رہنے والا...... مولا کا معنی بچپن کا ساتھی...... مولا کے انتیس معنی ہیں۔

ان انتیس معنوں میں کوئی معنی خلیفہ بلافصل کا نہیں آتا ہے اور یہاں مولا کا معنی کیا ہے؟ آپ کہتے ہو کہ خلیفہ اوّل، میں کہتا ہوں کہ مولا کا معنی چچازاد بھائی...... من کنت مولاہ فعلی مولاہ ...... میں علیؓ کا چچازاد بھائی، علیؓ میرا چچازاد بھائی، اس سے خلافت اوّل کیسے ثابت ہوگئی۔

میں علم نبوت کا شہر اور علی دروازہ:

اس نے کہا کہ چلو یہ تو ٹھیک ہے حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ...... انا مدینة العلم وعلی بابها ...... میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے، میں نے کہا کہ بالکل حضور ﷺ نے فرمایا، لیکن حضور ﷺ سے اتنی حدیث نہیں ہوئی کہ میں علم نبوت کا شہر ہوں اور شہر تو عمارت کو کہتے ہیں اور شہر کس کو کہتے ہیں؟ رونق، پیغمبر ﷺ نے رونق کا ذکر کیا اور بعد میں دروازے کا ذکر کر دیا یہ تو پیغمبر ﷺ کے اعجاز کلام کے خلاف ہے کہ پیغمبر ﷺ عمارت کے بغیر دروازے کا ذکر کریں۔

پنڈی کے دوستو! تم بتاؤ، بغیر عمارت کے کہیں دروازہ کھڑا دیکھا؟ شاید آپ کے علاقے میں بغیر عمارت کے دروازہ کھڑا ہوتا ہو، پیغمبر ﷺ نے فرمایا...... انا مدینة العلم وعلیٌّ بابها ...... اگر چھٹی یا ساتویں ہجری میں رافضیت کے پروپیگنڈے کی وجہ سے حدیث شریف کے شروع مشکوٰۃ میں درج نہیں ہو سکے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ پیغمبر ﷺ کی حدیث ہی اتنی ہے؟ تفسیر جمل میں پوری حدیث موجود ہے تفسیر عزیزی میں پوری حدیث موجود ہے۔

حضور ﷺ سے کسی نے پوچھا: آپ کی امت میں ابوبکرؓ کا کیا مقام ہے، عمرؓ کا کیا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مقام ہے، عثمانؓ کا کیا مقام ہے؟ علیؓ کا کیا مقام ہے؟ حضور ﷺ نے ترتیب وار تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام بتلائے۔

اگر میں ایک منٹ کے لئے مان لوں کہ حدیث صرف اتنی ہے کہ جتنی تم بیان کرتے ہو کہ...... اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا...... میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علیؓ اس شہر کا دروازہ ہے اور تم کہتے ہو کہ دروازے کی اجازت کے بغیر اندر کوئی نہیں جا سکتا۔ علیؓ دروازے پر کھڑا ہے تو میں سوال کرتا ہوں کہ دو آدمی چودہ سو سال پہلے اندر چلے گئے تھے، وہ ابوبکرؓ و عمرؓ دروازے سے ہی گزر کر اندر گئے تھے۔ اگر علیؓ دروازہ ہے تو یہ بتاؤ وہ دونوں جو اندر گئے تھے وہ علیؓ سے پوچھ کر گئے تھے یا زبردستی چلے گئے تھے۔ اگر وہ علیؓ سے پوچھ کر گئے تو میں ملنگ سے پوچھتا ہوں کہ تجھے کیا تکلیف ہے اگر وہ علی ؓ سے پوچھ کر ہمیشہ کے لئے نبی کے پاس چلے گئے تو پھر ملنگ کو کیا تکلیف ہے اور اگر یہ زبردستی چلے گئے تو پھر ان کو چاہئے کہ آج کے بعد علیؓ کو مشکل کشا نہ کہیں اور یہ تو اس وقت ہے کہ جب حدیث کا آخری ٹکڑا مانا جائے۔

لیکن آپ کو میں پوری حدیث سنانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا......

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٌ اَسَاسُھَا......

میں علم نبوت کا شہر ہوں، ابوبکرؓ اس شہر کی بنیاد ہے......

وَاَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعُمَرُ جِدَارُھَا......

میں علم نبوت کا شہر ہوں عمرؓ اس شہر کی دیواریں ہیں......

وَاَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا......

میں علم نبوت کا شہر ہوں اور عثمانؓ اس شہر کی چھت ہے......

وَاَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا......

میں علم نبوت کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے۔

میں نے کہا کہ دروازہ چوتھے نمبر پر ہوتا ہے۔ علیؓ کا چوتھا نمبر ہے، بنیاد پہلے صدیقؓ پہلے، دیوار دوسرے نمبر پر، عمرؓ دوسرے نمبر پر، چھت تیسرے نمبر پر، عثمانؓ تیسرے نمبر پر، دروازہ چوتھے نمبر پر علیؓ چوتھے نمبر۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مولودِ کعبہ اور خلافت:

ایک آدمی نے کہا کہ حضرت علیؓ مولود کعبہ ہیں۔ میں نے کہا کہ کعبہ میں پیدا ہونا عظمت کی دلیل نہیں، اگر عظمت کی دلیل ہوتا تو اللہ اپنے نبی ﷺ کو کعبہ میں پیدا کرتا اور حضرت علیؓ سے پہلے حضرت حکیم بن حزامؓ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔

حکیم بن حزام کی خیرات:

حضرت حکیم بن حزامؓ نے ایک محل بنایا دمشق میں جس پر اَسّی لاکھ درہم خرچہ آیا۔ پھر اس محل کو فروخت کرنے کا پروگرام بنا تو وہ محل ۶۰ لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ اس کو خریدنے والا امیر معاویہ بن ابوسفیانؓ تھا۔ جب حضرت معاویہؓ ۶۰ لاکھ درہم دے کر چلے گئے، تو حکیم بن حزامؓ کے پاس لوگ افسوس کرنے آگئے کہ حکیم بن حزامؓ آپ نے ساٹھ لاکھ درہم کا محل دے کر گویا کہ مفت دے دیا۔ اس کی قیمت اَسّی لاکھ درہم تھی۔ امیر معاویہؓ فائدے میں رہے۔

جب لوگ افسوس کرنے لگے تو حضرت حکیم بن حزامؓ نے علاقے میں اعلان کر دیا کہ سارے غرباء اور فقراء جمع ہوں، جب وہ لوگ جمع ہو گئے تو امیر معاویہؓ سے لی ہوئی رقم فقیروں اور غرباء میں بانٹ دی، اور بانٹ کر کہا کہ اب بتاؤ میں نفع میں رہا یا معاویہؓ نفع میں رہا۔ یعنی ساٹھ لاکھ درہم خیرات کر کے ان کو پتہ تھا کہ دس گنا دنیا میں ملے گا اور ستر گنا آخرت میں ملے گا تو انہوں نے کہا کہ اب بتاؤ میں نفع میں رہا یا معاویہؓ نفع میں رہا؟ یہ حکیم بن حزامؓ کی عظمت ہے۔

کہتے ہیں کہ کعبہ میں ولادت عظمت کی دلیل ہے، مسجد میں شہادت رفعت کی دلیل ہے، تو میں نے کہا کہ اگر مسجد میں شہادت بلندی کی دلیل ہے تو تم عمرؓ کو گالیاں دیتے ہو، حضرت علیؓ تو کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر شہید ہوئے، لیکن حضرت عمرؓ تو مدینہ میں شہید ہوئے۔

مدینہ میں نہیں مسجد نبوی میں\
مسجد نبوی میں نہیں پیغمبر ﷺ کے مصلے پر\
مصلے پر نہیں نبی ﷺ کے محراب میں\
محراب میں نہیں نماز فجر کی حالت میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

......اس عمرؓ کو گالیاں دیتے ہو......

فاطمہ حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا:

شیعہ کا ایک اہم سوال ہے وہ کہتے ہیں کہ دیکھو، حضور ﷺ نے فرمایا......
اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ مَنْ اَذَاهَا فَقَدْ اَذَانِيْ ......فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضور ﷺ نے ابوبکرؓ کے لئے فرمائی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

میں نے ایک رافضی سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے یہ حدیث ابوبکرؓ کے لئے کیوں فرمائی؟ اس نے کہا کہ اس لئے حضرت ابوبکرؓ کا حضور ﷺ کو پتہ تھا کہ اس نے میری بیٹی کو تنگ کرنا ہے۔ نعوذ باللہ، اس نے میری بیٹی کو دھکے دینے ہیں، اس لئے حضور ﷺ نے ابوبکرؓ کے لئے فرمایا کہ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

میں نے کہا پاگل کہیں کے، تو دشمنی اور بغض کو کہاں تک لے گیا۔ میں نے کہا کہ میں تجھے بتاتا ہوں کہ یہ حدیث حضور ﷺ نے کس کے لئے فرمائی۔ اگر حضور ﷺ نے ابوبکرؓ کے لئے حدیث فرمائی تھی تو حضور ﷺ ابوبکرؓ کو بلا کر کہہ دیتے کہ ابوبکرؓ دیکھنا میری بیٹی کو تنگ نہ کرنا۔ صبح و شام تو ابوبکرؓ نبی ﷺ کے ساتھ رہتے تھے علیحدہ حدیث بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

میں نے کہا کہ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تاریخ کی کتابیں کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ حدیث اس موقع پر فرمائی کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی علی المرتضیٰؓ کے گھر سے نبی ﷺ کے گھر آئی۔ حضور ﷺ نے پوچھا بیٹی کیوں روتی ہے؟ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یا رسول اللہ! ابا جان میں اس لئے روتی ہوں کہ تمہارے چچازاد بھائی علیؓ نے ابوجہل کی لڑکی عکرمہ کی بہن سے شادی کا ارادہ کرلیا ہے اور باقاعدہ منگنی ہو چکی ہے میں اس لئے روتی ہوں کہ جس گھر میں محمد ﷺ کی بیٹی ہوگی اس گھر میں محمد ﷺ کے دشمن کی بیٹی کیسے آئے گی؟

حضور ﷺ نے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بات سنی، اسی وقت علیؓ کو بلایا اور علی المرتضیٰؓ کو بلا کر کہا اے علیؓ تجھے پتہ نہیں:

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

الفاطمہ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی......

فاطمہ محمد ﷺ کے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔
اور فرمایا کہ تو فاطمہ کو تنگ کرتا ہے؟ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کر دیا کہ میں نے ابو جہل کی لڑکی سے شادی کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔
یہ حدیث حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے لئے فرمائی، لیکن تو ابو بکرؓ کی دشمنی میں آ کر حدیث کو غلط جگہ فٹ کرتا ہے تجھے شرم آنی چاہئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے ہو...... سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تو مثالی کردار یہ ہے کہ سیدہ کا آخری وقت ہے فرماتی ہیں کہ علیؓ میرا جنازہ رات کو اٹھے، فرمایا، تیرے جنازے میں چکوں کے لوگ شامل ہوں گے، فرمایا! علیؓ میں وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں کہ جس کے چہرے کو یا مصطفیٰ ﷺ نے دیکھا ہے یا مرتضیٰؓ نے دیکھا ہے، میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پر بھی کسی کی نظر نہ پڑے۔

علی سب سے بہتر:

میرے بھائیو! حضور ﷺ نے فرمایا کہ...... **اقضاھم**...... علیؓ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا تھا......
لولاعلی لھلک عمر ...... آج اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا، تو میں نے کہا کہ یہی بات حضرت معاذؓ کے بارے میں بھی فرمائی ہے...... **لولامعاذ لھلک عمر** ...... آج اگر معاذؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حیران کن فیصلہ

حضرت علیؓ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں۔ ایک آدمی کا گزر ہوا پولیس اس کو گرفتار کر کے لے جا رہی ہے، حد لگانے کے لئے کوڑوں کی، وہ نوجوان لڑکا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے بے گناہی کے باوجود سزا مل رہی ہے حضرت علیؓ نے پوچھا کہ تجھے کیسے سزا مل رہی ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ یہ جو عورت سامنے آ رہی ہے۔ یہ عورت میری ماں ہے، جب اس لڑکے نے کہا کہ یہ عورت میری ماں ہے، تو وہ عورت چیخ کر کہنے لگی اے علیؓ میں اس کی ماں نہیں ہوں، میری تو ابھی تک شادی نہیں ہوئی، اس عورت کا بھائی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اس

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے کہا کہ یہ میری ماں ہے یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے، ہماری بہن کی تو ابھی شادی نہیں ہوئی۔ ہماری بہن ابھی تک کسی کے گھر گئی نہیں، یہ لڑکا کیسے پیدا ہوگا، تو گویا کہ اس لڑکے نے ہماری بہن پر ناجائز تہمت لگائی ہے، کسی آدمی سے ملنے کی، اس ناجائز تہمت کی وجہ سے اس لڑکے کو اسی کوڑوں کی سزا مل رہی ہے۔

حضرت علیؓ بڑے حیران ہوئے کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ یہ میری ماں ہے اور عورت کہتی ہے کہ میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بڑی عجیب بات تھی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی غیرت کی انتہا نہ رہی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی غیرت کی انتہا نہ رہی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اسی وقت اُٹھے اور جا کر حضرت فاروق اعظمؓ سے کہا، اس کیس کی تفتیش مجھے دے دی جائے، حضرت علیؓ نے اس کیس کی تفتیش اپنے ذمہ لے لی اور تفتیش لینے کے بعد حضرت علیؓ دونوں فریقین کو لے کر مسجد نبوی میں آگئے، مسجد نبوی کے ایک کونے میں آ کر کہا کہ جو فیصلہ میں کروں وہ تجھے منظور ہے؟ اس نے کہا منظور ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک کاغذ پر لکھ دے، اس عورت نے لکھ دیا، کہ جو فیصلہ علی المرتضیٰؓ کریں وہ مجھے منظور ہے پھر اس کے بعد اس لڑکے سے کہا کہ فیصلہ میں کروں وہ تجھے منظور ہے؟ لڑکے نے بھی کہا کہ مجھے منظور..... تو دونوں نے لکھ دیا۔

لکھوانے کے بعد اب حضرت علی المرتضیٰؓ نے دوبارہ تفتیش شروع کی، شیر خدا نے فرمایا لڑکے سے، کہ تو واقعی اس عورت کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا کہ واقعی یہ میری ماں ہے، علیؓ نے فرمایا کہ تیرے پاس اس کا کوئی گواہ ہے، اس لڑکے نے کہا کہ اس کا میرے پاس کوئی گواہ ہے، یہ میرے ماموں ہیں، یہ میری ماں ہے، گواہ میرا اور کون ہوتا، ماموں گواہ ہوتے ہیں، میرا باپ فوت ہو چکا ہے، اور میرا چچا کوئی نہیں۔

اس عورت سے کہا کہ واقعی یہ تیرا لڑکا نہیں، کہا کہ میرا لڑکا نہیں، اس نے کہا کہ میری تو ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ اس بات کے گواہ ہیں، اس نے کہا کہ ہاں بالکل یہ میرے بھائی گواہ ہیں کہ میری ابھی تک شادی نہیں ہوئی، بڑی عجیب بات ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی ذہانت اور عقل کا اندازہ کریں، حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا اچھا اب میں فیصلہ کرنے لگا ہوں۔ تم دونوں نے لکھا ہے کہ منظور ہے۔ عورت سے کہا کہ تیری شادی واقعی نہیں ہوئی؟ (نہیں جی) لڑکے سے کہا کہ واقعی تیری ماں ہے؟ (جی میری

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ماں ہے) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے تصدیق کی کہ میری شادی نہیں ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اس مجلس میں لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اس عورت کے ہاتھ کے قریب کرتے ہوئے کہا کہ اے عورت میں نے تیرا نکاح اس لڑکے کے ساتھ ۵۰۰ درہموں کے بدلہ میں کر دیا۔

اور لڑکے کو حکم دیا کہ اس بیوی کو لے کر چلے جاؤ اور آٹھ دن کے بعد آ کر مجھے بتانا کہ میاں بیوی کے تعلقات ٹھیک ہیں یا نہیں۔ اپنے گھروں میں زندگی گزارو، بس اس کے بعد تمہارا فیصلہ ہوگا۔ جب اس لڑکے کے ہاتھ میں اس عورت کا ہاتھ آیا اور وہ لڑکا اس عورت کو لے کر جانے لگا، تو وہ عورت چیخ کر کہنے لگی کہ ماں کے ساتھ بیٹے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس نکاح نے یہ ثابت کر دیا، عورت کو بولنے پر مجبور کر دیا کہ واقعی میں اس لڑکے کی ماں ہوں اور ماں کے ساتھ بیٹے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا تو نے یہ جھوٹ کیوں بولا کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے تو وہ عورت کہنے لگی، میرا خاوند جس سے یہ لڑکا ہے وہ فوت ہو چکا ہے اس کی بہت بڑی جائیداد ہے اور میرے بھائی میرا کسی اور جگہ رشتہ کرنا چاہتے ہیں اور اس جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے زور دیا کہ تو انکار کر دے کہ میری اولاد کوئی نہیں، تاکہ یہ جائیداد ہمیں مل جائے اس لئے میں نے جھوٹ بولا۔

میرے دوستو! جب یہ سارا واقعہ حضرت عمرؓ کے پاس آ کر کھولا گیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے علی المرتضیٰؓ کی ذہانت و فطانت کو دیکھ کر کہا:......

لولا علی لهلک عمر......

آج اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

شہر علم کا تاجدار انہی کو کہتے ہیں۔ تقویٰ کے ساتھ علوم کی گہرائی اسی کو کہتے ہیں، لیکن مقام ہر ایک کا اپنی جگہ پر ہے۔

حضرت علیؓ کا ایک اور اہم فیصلہ:

میرے بھائیو! حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے میں یہ بات حضرت عمر فاروقؓ نے فرمائی تھی ایک دفعہ...... **لولا علی لهلک عمر......** کہ آج اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جاتا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ اس واقعہ کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ کو یہ بات کہنی پڑی، ایک آدمی کو حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت نے سزائے موت سنائی، کس جرم میں؟...... کہ اس نے اپنے مالک کو قتل کیا تھا۔

حضرت علیؓ بازار سے گزر رہے تھے۔ فیصلہ اس لڑکے کے خلاف ہو چکا تھا کہ مالک کے قتل کے بدلہ میں اس کو قتل کر دیا جائے اور اسے قتل کرنے کے لئے سپاہی لے جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت علی المرتضیٰؓ ملے، اس لڑکے نے کہا کہ اے علیؓ! میں بے گناہ ہوں، مجھے بغیر جرم کے مارا جا رہا ہے میری سزا قتل نہیں بنتی۔

حضرت علیؓ کھڑے ہو گئے، سپاہیوں سے کہا کہ ٹھہرو، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تو کیسے بے گناہ ہے؟ اور حضرت علیؓ نے سپاہیوں سے پوچھا کہ اس کا جرم کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس نے مالک کو قتل کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کہ تو نے واقعی قتل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں قتل کیا ہے۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پھر تو بے گناہ کیسے ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ میرا مالک مجھ سے زیادتی کرنا چاہتا تھا۔ بدفعلی کرنا چاہتا تھا۔ تو میں نے اپنی عزت بچانے کے لئے اسے مارا ہے۔ اگر عزت بچانے کے لئے کوئی کسی کو مارے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے۔ میں نے عزت کو بچانے کے لئے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں تیرے پاس کوئی گواہ ہے کہ اس نے تیرے ساتھ بدفعلی کا ارادہ کیا اور اس وجہ سے تو نے اسے مارا؟ اس نے کہا کہ کوئی گواہ نہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور مجھ سے بدفعلی کرنے لگا تو میں نے اسے جان بچانے کے لئے قتل کیا۔

حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اس آدمی کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے لیکن اس فیصلے پر نظر ثانی کے لئے مجھے اجازت دی جائے تو میں اس قتل کی تفتیش کروں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اجازت دے دی۔ جب حضرت علیؓ اس قاتل کو لے کر اور سپاہیوں کو لے کر چلے تو حضرت علیؓ نے پوچھا کہ تیرے مالک کی قبر کہاں ہے؟ یہ دنیا کی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے کہ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ تیرے مالک کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ قبرستان میں، قبرستان چلے، مالک کو قتل ہوئے سات دن گزر چکے تھے، مالک کی قبر پر پہنچے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس کی قبر کو کھولو، مالک کی قبر کھولی گئی جب قبر کھولی تو وہ مردہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >>   https://t.me/pasbanehaq1

موجود نہیں۔

اس مالک کے رشتہ داروں کو بلایا۔ اور رشتہ داروں سے پوچھا کہ اس کے مالک کی قبر یہی ہے، انہوں نے کہا کہ یہی ہے۔ تصدیق ہوگئی کہ مالک اسی قبر میں ہے، اور قبر میں مالک نہیں تھا۔ حضرت علیؓ واپس آئے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ لڑکا بے گناہ ہے اس کو چھوڑ دو۔

حضرت عمر فاروقؓ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے حضور ﷺ کی ایک حدیث پیش کی، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک حکم ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی لڑکوں کے ساتھ بدفعلی، غیر فطری فعل کا مرتکب ہوگا جب وہ مرے گا، اس کو دفن کیا جائے گا تو دفن کرنے کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر اس کی لاش کو قوم لوط کے قبرستان میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ حضور ﷺ کی حدیث ہے، سات دن ہوگئے اس کی قبر کو کھولا یہ اس قبر میں موجود نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی لاش کو قوم لوط کے قبرستان میں پہنچا دیا گیا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعی وہ بدفعلی کا ارادہ کرتا تھا اس لئے اس لڑکے نے اپنی عزت بچانے کے لئے مالک کو قتل کیا۔

اے امیر المومنینؓ اس کو قتل کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت علیؓ کے استدلال کو سن کر اور پیغمبر ﷺ کی حدیث سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا...... لولا علی لهلک عمر...... آج اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ایک بے گناہ کو قتل کر کے ہلاک ہو جاتا۔

میرے بھائیو! حضرت علی المرتضیٰؓ کی ذہانت، فطانت، مسلمہ حقیقت ہے۔ حضرت علیؓ کے بارہ میں علماء نے لکھا ہے کہ روحانیت کے چاروں سلسلہ کے بانی حضرت علیؓ ہیں۔

حضرت علیؓ روحانی سلسلوں کے بانی ہیں

حضرت علیؓ فاتح خیبر ہیں

حضرت علیؓ صاحب الاسرار ہیں

حضرت علیؓ صاحب ذوالفقار ہیں

حضرت علیؓ اس تلوار ذوالفقار کے مالک ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی۔

حضرت علیؓ عظمت والے ہیں

حضرت علیؓ بیان والے ہیں

حضرت علیؓ فقیہہ ہیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت علیؓ ۲۶ علوم کے ماہر ہیں

حضرت علیؓ بلندیوں والے ہیں

حضرت علیؓ رفعتوں والے ہیں

حضرت علیؓ قاضی ہیں

اَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا علی ابن طالب ہے، علی المرتضیٰؓ ہیں۔

میرے بھائیو! نام علیؓ ہے، لقب مرتضیٰؓ ہے، نام علیؓ ہے لقب اسد اللہ الغالب بھی ہے، نام علیؓ ہے لقب ابوالحسن ہے...... نام علیؓ ہے کنیت ابوتراب بھی ہے...... نام علیؓ کنیت ابوالحسن بھی ہے...... علیؓ کی کنیت ابوالحسنین بھی ہے...... علیؓ کی کنیت ابوزید بھی ہے...... یہ حضرت علیؓ کی کنیتیں ہیں۔

میرے بھائیو! حضرت علیؓ حضور ﷺ کے رشتہ دار ہیں ایک تو حضور ﷺ کے چچازاد بھائی اور ایک پیغمبر ﷺ کی بیٹی اور چہیتی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت علی المرتضیٰؓ اتنی عظیم ہستی ہے، کتنے بلند ہیں کتنے اعلیٰ مقام والے ہیں، لیکن اس علیؓ کو دیکھو کہ اتنی بلندی والا علیؓ ہے، اتنی عظمتوں والے علیؓ ہیں، حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے میں فرمایا کہ اے علیؓ تیری مثال میری امت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کی وجہ سے پچھلی قوموں کے دو طبقات گمراہ ہو گئے اور اے علیؓ تیری وجہ سے میری امت کے دو طبقات گمراہ ہوں گے۔

تین طبقات اور کامیابی:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیری مثال عیسیٰ ابن مریم کی ہے۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا۔ عیسیٰ اللہ کے سچے نبی تھے۔ یہودی ان کی دشمنی میں اتنے آگے چلے گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتے ہوئے حدود کراس کر گئے۔ وہ یہودیوں کا طبقہ گمراہ ہوا۔

اور ایک طبقہ عیسائیوں کا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنانے لگا، وہ بھی گمراہ ہو گیا، یعنی ایک طبقہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض رکھا وہ بھی گمراہ ہوا ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنایا وہ بھی گمراہ ہوا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اے علیؓ! میری امت میں تیری مثال عیسیٰ ابن مریم کی ہے کہ تیرے ساتھ ایک طبقہ اتنی محبت کرے گا کہ وہ تجھے خدا کہے گا، تجھے مشکل کشاء کہے گا، تیرے نام کے نعرے لگائے گا، یا علی مدد کے کتبے لگائے گا، یعنی تجھے خدا کی جگہ پر بٹھا دے گا، وہ طبقہ بھی گمراہ ہوگا اور ایک طبقہ تجھ سے نفرت کرے گا خارجیوں والا طبقہ، جو حضرت علیؓ کی توہین کرتا ہے کراچی میں بھی وہ طبقہ ہے، وہ خارجی گروہ ہے، شیعہ حضرت علیؓ کو خدا کی مسند پر بٹھاتا ہے اور خارجی حضرت علیؓ سے نفرت کرتا ہے۔

میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے دو طبقات گمراہ ہوئے کہ ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا وہ بھی گمراہ ہوا، ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نفرت کی وہ بھی گمراہ ہوا۔ تیسرا طبقہ مسلمانوں کا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانتا ہے خدا نہیں مانتا۔ اللہ کا بندہ مانتا ہے خدا نہیں مانتا۔ وہ مسلمانوں کا طبقہ ہے، وہ کامیاب ہوا۔

اسی طرح میری امت میں اے علیؓ! تجھے خدا کی مسند پر بٹھائے گا، وہ بھی گمراہ ہو گا، ایک طبقہ تجھ سے نفرت کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا، تیسرا طبقہ سچا ہوگا جو تجھے تیری حیثیت میں رکھے گا اور وہ اہل سنت والجماعت ہوگا۔

رافضی حضرت علیؓ کو خدا کی مسند پر بٹھاتا ہے اور خارجی ان سے نفرت کا اظہار کرتا ہے میرے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے دو طبقات گمراہ ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نفرت کرنے والا بھی گمراہ ہوا اور وہ طبقہ گمراہ ہوا اور محبت میں غلو کر کے ابن اللہ بنانے والا بھی گمراہ ہے اور سچا طبقہ اہل سنت کا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جمعۃ الوداع

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلله فلا هادى له، ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد أن سيدنا وسندنا ونبينا ومولانا محمد عبده ورسوله صلى الله تعالىٰ عليه وعلى اله وأصحابه وبارک وسلم تسليما كثيرا كثيرا.

امابعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هدكم ولعلكم تشكرون. (البقرہ:۱۸۵)

امنت بالله صدق الله مولانا العظيم، وصدق رسوله النبى الكريم، ونحن على ذلک من الشاهدين والشاكرين، والحمد لله رب العلمين.

مبارک مہینہ

بزرگانِ محترم و برادرانِ عزیز! اللہ جل شانہ کا بڑا انعام وکرم ہے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو ایک رمضان کا مہینہ اور عطا فرمایا، یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گھٹائیں بندوں پر جھوم جھوم کر برستی ہیں، جس میں اللہ جل شانہ کی رحمت بندوں کی مغفرت کے لئے بہانے ڈھونڈتی ہے، چھوٹے چھوٹے عمل پر اللہ جل شانہ کی طرف سے رحمتوں اور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مغفرتوں کے وعدے ہیں۔ یہ مبارک مہینہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا، اور آج اس مبارک مہینے کا آخری جمعہ ہے، اور اس مبارک مہینے کے ختم ہونے میں چند دن باقی ہیں۔

آخری جمعہ اور خاص تصورات

اس آخری جمعہ کے بارے میں بعض لوگوں کے ذہنوں میں کچھ خاص تصورات ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔ عام طور پر ہمارے معاشرے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ آخری جمعہ جس کو "جمعۃ الوداع" بھی کہتے ہیں، یہ کوئی مستقل تہوار ہے اور اس کے کچھ خاص احکام ہیں، اس کی کوئی خاص عبادتیں ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی ہیں۔ اور لوگوں نے اس دن عبادت کرنے کے مختلف طریقے گھڑ رکھے ہیں، مثلاً جمعۃ الوداع کے دن اتنی رکعتیں نوافل پڑھنی چاہئے اور ان رکعتوں میں فلاں فلاں سورتیں پڑھنی چاہیے۔

جمعۃ الوداع کی کوئی تہوار نہیں

خوب سمجھ لیجئے کہ اس قسم کی کوئی ہدایت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی، جمعۃ الوداع بحیثیت جمعۃ الوادع کوئی تہوار نہیں، نہ اس کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی احکام الگ سے عطا فرمائے، نہ اس دن میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ بتلایا، نہ اس دن میں کسی خاص عمل کی تلقین فرمائی جو عام دنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ عام جمعوں کی طرح ایک جمعہ ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یسے تو رمضان المبارک کا ہر لمحہ ہی قابل قدر ہے لیکن رمضان کا جمعہ بڑا قابل قدر ہے۔ حدیث شریف کے بیان کے مطابق رمضان "سید الشھور" ہے، یعنی تمام مہینوں کا سردار ہے، اور جمعہ "سید الایاّم" ہے، یعنی تمام دنوں کا سردار ہے لہٰذا جب رمضان المبارک میں جمعہ کا دن آتا ہے تو اس دن میں دو فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں، ایک رمضان کی فضیلت، اور دوسری جمعہ کی فضیلت، اس لحاظ سے رمضان کا ہر جمعہ بڑا قابل قدر ہے۔

یہ آخری جمعہ زیادہ قابل قدر ہے

اور آخری جمعہ اس لحاظ سے زیادہ قابل قدر ہے کہ اس سال یہ مبارک دن دوبارہ نہیں ملے گا، سارے رمضان میں چار یا پانچ جمعے ہوتے ہیں، تین جمعے گزر چکے ہیں اور یہ اب

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

یہ آخری جمعہ ہے، اب اس سال یہ نعمت میسر آنے والی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اگر زندگی دی تو شاید آئندہ سال یہ نعمت دوبارہ مل جائے، اس لئے یہ ایک نعمت ہے جو ہاتھ سے جاری ہے، اس کی قدر و منزلت پہچان کر انسان جتنا بھی عمل کر لے، وہ کم ہے۔ بس اس جمعۃ الوداع کی یہ حقیقت ہے ورنہ یہ نہ تو کوئی تہوار ہے، نہ اس کے اندر کوئی خاص عبادت اور خاص عمل مقرر ہے۔

جمعۃ الوداع اور جذبہ شکر

البتہ جب جمعۃ الوداع کا دن آتا ہے تو دل میں دو قسم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ہر مؤمن کے دل میں یہ جذبات پیدا ہونے چاہئیں، ایک مسرت اور شکر کا جذبہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں رمضان المبارک عطا فرمایا، اور رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی، تراویح پڑھنے کی اور تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ بات قابل شکر اور قابل مسرت ہے، اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس لئے کہ نہ جانے کتنے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو گزشتہ سال ہمارے ساتھ روزوں میں تراویح میں شریک تھے لیکن اس سال وہ زمین کے نیچے جا چکے، ان جانے والوں سے اس رمضان کے ایک ایک لمحے کی قدر و قیمت پوچھئے کہ وہ یہ حسرت کر رہے ہیں کہ کاش کہ ان کو رمضان کے کچھ لمحات اور مل جاتے تو وہ اپنے اعمال میں اضافہ کر لیتے، لیکن ان کا وقت ختم ہو چکا، اب حسرت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان المبارک کے یہ لمحات عطا فرما رکھے ہیں۔

غافل بندوں کا حال

اور اس لحاظ سے اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ بہت سے بندے ایسے ہیں کہ جن کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ کب رمضان آیا تھا اور کب چلا گیا، العیاذ باللہ العلی العظیم۔ نہ ان کو روزے رکھنے سے کوئی غرض، نہ تراویح پڑھنے سے کوئی مطلب۔ اللہ بچائے! آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں، رمضان کے آنے پر ان کے نظام الاوقات میں، ان کے کھانے پینے کے اوقات میں اور ان کے سونے اور جاگنے کے اوقات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسے غافل لوگوں میں شامل نہیں فرمایا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اے اللہ! آپ نے ہمیں روزہ رکھنے کی توفیق بخشی، تراویح

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھنے کی توفیق بخشی، اگر ہم بھی ان میں شامل ہو جاتے تو نہ جانے ہمارا کیا حشر ہوتا، اس لئے شکر ادا کرنے اور مسرت کا موقع ہے۔

نماز روزے کی ناقدری مت کرو

ہمارے ذہنوں میں بعض اوقات جو خیالات آتے ہیں کہ ہم نے روزہ تو رکھ لیا، لیکن روزے کا حق ادا نہیں کیا، تراویح تو پڑھ لی لیکن اس کا صحیح حق ادا نہ ہو سکا، تراویح میں نہ خشوع تھا اور نہ خضوع تھا، دل کہیں تھا، دماغ کہیں تھا، اسی حالت میں ہم نے تراویح ادا کرلی۔ یہ خیال لا کر بعض لوگ اس روزے کی اور تراویح کی ناقدری کرتے ہیں۔ اے بھائی! یہ ناقدری کی چیز نہیں، یہ نماز کیسی بھی ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں حاضری کی توفیق عطا فرمادی، یہ توفیق بذات خود نعمت ہے، پہلے اس توفیق پر شکر ادا کرو، اس حاضری کی ناقدری مت کرو، یہ نہ کہو کہ ہم نے نماز کیا پڑھی، ہم نے تو ٹکریں ماریں اور اٹھک بیٹھک کرلی۔ ارے اللہ جل شانہ کو تمہارے ساتھ کچھ خیر ہی کا معاملہ کرنا تھا۔ اس لئے تمہیں مسجد کے دروازے پر لے آئے، اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ خیر مقصود نہ ہوتی تو تمہیں ان لوگوں میں شامل کر دیتے جنہوں نے کبھی مسجد کی شکل تک نہیں دیکھی، اس لئے ان عبادات کی ناقدری نہ کرو بلکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

سجدہ کی توفیق عظیم نعمت ہے

ہم نے جیسی تیسی نماز پڑھ لی، نہ اس میں خشوع تھا اور نہ خضوع تھا، وہ نماز بے جان اور بے روح سہی، لیکن

قبول ہو کہ نہ ہو پھر بھی ایک نعمت ہے

وہ سجدہ جسے ترے آستاں سے نسبت ہے

یہ سجدہ جسے اللہ تعالیٰ کے آستانے پر کرنے کی توفیق ہوگئی، یہ بھی ایک نعمت ہے، پہلے اس کا شکر ادا کرلو۔ بیشک ہم اس کا حق ادا نہیں کر پائے، بیشک ہماری طرف سے اس میں کوتاہیاں رہیں، لیکن ان کوتاہیوں کا علاج یہ نہیں کہ ان عبادات کی ناقدری شروع کردو، بلکہ ان کوتاہیوں کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو، استغفار کرو، اور یہ کہو کہ اے اللہ!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آپ نے مجھے عبادت کی توفیق عطا فرمائی، اس پر آپ کا شکر ہے، لیکن مجھ سے اس عبادت میں کوتاہی ہوئی، اے اللہ! میں اس پر استغفار کرتا ہوں۔

استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب الیه.

اس استغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کوتاہیوں کا ازالہ فرمادیں گے۔

آج کا دن ڈرنے کا دن بھی ہے

لہٰذا آج کا دن ایک طرف تو خوشی کا اور شکر ادا کرنے کا دن ہے، دوسری طرف یہ ڈرنے کا دن ہے۔ اس بات کا ڈر جس کا بیان ایک حدیث میں آیا ہے، وہ حدیث یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے تاکہ جمعہ کا خطبہ دیں۔ آپ ﷺ اپنے منبر پر خطبہ دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کا منبر تین سیڑھیوں پر مشتمل تھا، آپ ﷺ سب سے اوپر والی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے سوچا کہ سب سے اوپر والی سیڑھی پہ خطبہ دینا ادب کے خلاف ہے، کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، چنانچہ انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں دوسری سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کر دیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے سوچا کہ میرے لئے تو اس دوسری سیڑھی پر بھی کھڑے ہو کر خطبہ دینا ادب کے خلاف ہے جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں تیسری اور آخری سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کر دیا۔ اس کے بعد سے آج تک یہ معمول چلا آرہا ہے کہ خطبہ تیسری سیڑھی پر خطبہ دیتے چلے آرہے ہیں۔

تین دعاؤں پر تین مرتبہ آمین

بہرحال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے، اس دن صحابہ کرامؓ نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا"آمین" جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر فرمایا" آمین" صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا تو کوئی نہیں مانگی، لیکن تینوں سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے" آمین" فرمایا۔ بعد میں صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہوئے تین مرتبہ" آمین" فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے کے لئے آیا اور پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے میرے سامنے آئے، انہوں نے ایک دعا کی اور میں نے اس دعا پر" آمین" کہی، جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو اس وقت انہوں نے دوسری دعا کی، میں نے اس پر" آمین" کہی جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے تیسری دعا کی میں نے اس پر" آمین" کہی۔

ان دعاؤں کی اہمیت کے اسباب

آپ ان دعاؤں کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ دعا مانگنے والے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام اور اس پر" آمین" کہنے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو سید الاولین والآخرین ہیں، اور جمعہ کا دن، خطبہ کا وقت و مقام بھی مسجد نبوی، اس دعا کی قبولیت میں کسی بھی انسان کو شک نہیں ہوسکتا، بلکہ یہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ مگر ڈرنے کی بات یہ ہے کہ یہ دعا درحقیقت" بددعا" تھی، حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے بددعا مانگی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر" آمین" کہی۔ وہ بددعائیں کیا تھیں؟

والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرنا

جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اس وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ بددعا کی اس کی ناک خاک آلود ہوجائے۔ یعنی وہ شخص تباہ ہوجائے جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر بھی اپنی مغفرت نہ کرا سکا۔ یعنی جس شخص کے والدین بڑھاپے کی حالت میں پہنچ چکے ہوں، اس کے لئے جنت حاصل کرنا، آسان ہے، کیونکہ اگر وہ ایک قدم بھی والدین کی خدمت میں اٹھالے گا اور ان کے دل کو خوش کردے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہونا شروع ہوجائیں گی۔ حدیث

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شریف میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مرتبہ محبت کی نگاہ سے والدین کو دیکھ لے تو اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا۔ لہٰذا جب ایک نگاہ ڈالنے کا یہ ثواب ہے تو ان کی خدمت اور اطاعت کرنے کا کیا اجر و ثواب ہوگا، اس کا اندازہ آپ لگائیں۔ اور والدین انسان کی دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کے ضامن ہیں۔ اور ماں باپ کا معاملہ یہ ہے کہ ان کو ذرا خوش کر دو تو وہ تمہیں ڈھیروں دعائیں دیتے ہیں، اس لئے والدین کی خدمت اور اطاعت کر کے جنت حاصل کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن جس شخص نے والدین کو ان کے بڑھاپے کی حالت میں پانے کے باوجود اپنی مغفرت کا سامان نہیں کیا، وہ شخص برباد ہو جائے۔

حضور ﷺ کا نام سن کر درود شریف نہ پڑھنا

پھر جس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو اس وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ بددعا فرمائی کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے یعنی وہ شخص تباہ ہو جائے جس کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا گیا، مگر اس نے آپ ﷺ درود نہیں بھیجا۔ ظاہر بات ہے کہ اس کائنات میں ایک صاحب ایمان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا محسن کوئی اور نہیں ہو سکتا، پوری انسانیت کے لئے آپ ﷺ سے بڑا محسن کوئی پیدا نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے قربانیاں دے کر، فقر و فاقہ اٹھا کر تنگیاں اور مصیبتیں جھیل کر لڑائی لڑ کر تمہارے لئے ایمان کی دولت چھوڑ گئے، اب تمہارے دل میں اس احسان کا اتنا بھی احساس نہ ہو کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آنے پر آپ ﷺ پر درود ہی نہ بھیجے، یہ کتنی بڑی ناشکری اور احسان فراموشی ہے، جس پر جبرئیل امین علیہ السلام نے بددعا دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''آمین'' کہی۔

درود پڑھنے میں بخل نہ کریں

درود شریف کا کوئی بھی صیغہ پڑھ لینے سے یہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے اور ''صلی اللہ علیہ وسلم'' بھی ان میں سے ایک درود ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا یہ معمول رہا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو اس پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ضرور کہتے ہیں، الحمد للہ اب بھی یہ معمول جاری ہے، لہٰذا صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے بھی یہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔ البتہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہمارے ہاں جو یہ رواج چل پڑا ہے کہ لکھتے وقت پورا "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھنے کی بجائے صرف "صلعم" لکھدیا یا صرف "ؐ" لکھدیا، اس طریقے سے یہ فریضہ ادا نہیں ہوتا۔ یہ سارا ابخل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا ہے؟ یہ طریقہ قابل ترک ہے، اس کے بجائے بولنے میں بھی اور لکھنے میں بھی پورا "صلی اللہ علیہ وسلم" ادا کرنا چاہیے، ورنہ اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں ہم اس بددعا کے مستحق نہ بن جائیں۔

رمضان گزر جانے کے باوجود مغفرت نہ ہونا

جب تیسری سیڑھی پر آپ ﷺ نے قدم رکھا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ بددعا فرمائی کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے یعنی وہ شخص تباہ ہو جائے جس پر پورا رمضان المبارک کا مہینہ گزر جائے اور وہ اپنی مغفرت نہ کرالے۔ لہٰذا آج کا دن ڈرنے کا ہے اس بات سے کہ خدانہ کرے، کہیں ہم اس حدیث کی وعید کے مصداق نہ بن جائیں کہ سارا رمضان گزر جائے اور ہم اپنی مغفرت نہ کرالیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کا مہینہ تمہارے گناہ دھونے کے لئے اور تمہارا میل کچیل صاف کرنے کے لئے عطا فرمایا تھا، اور تمہارے گناہوں کو مغفرت کے تالاب میں ڈبو کر پاک صاف کرنے کے لئے دیا تھا اس مہینے میں مغفرت کرانا کوئی مشکل نہیں تھا، ساری رات اللہ کا منادی آواز لگا رہا تھا کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا جس کی میں مغفرت کروں؟ ہے کوئی رزق مانگنے والا جس کو میں رزق دوں؟ ہے کوئی مبتلائے آزار جس کی آزاری اور مصیبتوں کو میں رفع کروں؟ رات بھر اللہ کا منادی یہ ندائیں لگا رہا تھا۔

مغفرت کے بہانے

اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم روزے رکھ لو گے تمہارے پچھلے گناہ معاف کردیں گے، تراویح کا اہتمام کرلو گے تو تمہارے پچھلے گناہ معاف کردیں گے، تراویح کا اہتمام کرلو گے تو تمہارے پچھلے گناہ معاف کردیں گے، کسی اللہ کے بندے کو افطار کرادو گے تو اس پر تمہاری مغفرت کردیں گے، جو روزہ تم نے رکھا ہے، اس کے لمحے پر عبادت لکھی جارہی ہے اور تمہارے گناہوں کی مغفرت ہو رہی ہے۔ بہر حال! اللہ تعالیٰ نے تو تمہاری مغفرت کے لئے اتنے بہانے بنا رکھے تھے، لہٰذا مغفرت حاصل کرنے کا اس سے زیادہ اچھا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

موقع نہیں تھا، جس نے یہ موقع گنوادیا، اس کے لئے جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ بددعا فرمائی، اس لئے یہ ڈرنے کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھو

لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہ رکھو کہ انشاء اللہ ہم اس بددعا میں شامل نہیں، جب اس ذات نے روزے رکھنے کی توفیق بخشی اور یہ وعدہ فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزے رکھے گا، میں اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دوں گا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی توقع اور امید رکھنی چاہیے کہ انشاء اللہ ہماری بھی مغفرت فرمادیں گے۔ البتہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ضرور ڈرتے رہو، اس کا نام ایمان ہے۔ ''الایمان بین الخوف والرجاء'' یعنی ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔

عیدگاہ میں سب کی مغفرت فرمانا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب مسلمان سارے مہینے روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کے بعد عید کی نماز ادا کرنے کے لئے عیدگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تم تو کہتے تھے کہ ابن آدم زمین پر جا کر فساد مچائے گا، آج اس ابن آدم کو عیدگاہ کے میدان میں دیکھو، اور مجھے بتاؤ کہ ایک مزدور جس نے اپنی مزدوری پوری کرلی ہو، اس کو کیا صلہ ملنا چاہیے؟ جواب میں فرشتے فرماتے ہیں کہ اے اللہ! جس مزدور نے اپنا کام پورا کرلیا ہو، اس کا صلہ یہ ہے کہ اس کو پوری پوری مزدوری دیدی جائے، اس میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں، یہ بندے جو میرے سامنے ہیں، ان پر رمضان میں جو فریضہ عائد کیا تھا وہ انہوں نے پورا کردیا، اب یہ مجھے پکارنے کے لئے عیدگاہ میں جمع ہوئے ہیں اور مجھ سے دعا کرنے کے لئے آئے ہیں، میں اپنی عزت وجلال کی اپنی بادشاہت اور اپنے کرم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے دن میں ان سب کی دعائیں قبول کروں گا اور ان کو میدان عید سے اس طرح واپس بھیجوں گا کہ ان سب کی مغفرت ہوچکی ہوگی اور ان کی سیئات کو بھی حسنات سے بدل دوں گا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ورنہ توفیق کیوں دیتے؟

اگر میدان عید میں بلا کر یہ نوازش مقصود نہ ہوتی، ہماری اور آپ کی مغفرت کرنی مقصود نہ ہوتی تو پھر رمضان میں روزے رکھنے اور تراویح پڑھنے کی توفیق ہی کیوں دیتے؟ مسجد میں آنے کی اور تلاوت کرنے کی توفیق ہی کیوں دیتے؟

جب انہوں نے ان عبادات کی توفیق دی ہے تو ان کی رحمت سے امید یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا ہے، مغفرت کا ارادہ فرمایا ہے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تو ہماری مغفرت کا ارادہ فرما رہے ہیں اور ہم اس فکر میں لگے ہوئے ہوں کہ کسی طرح اور گناہوں کے اندر اضافہ کرلیں، اس لئے کہ ہم تو گناہ کرنے پر لگے ہوئے ہیں اور اپنے اعمال کے ذریعہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہمیں مغفرت نہیں چاہیے۔

عید کے دن گناہوں میں اضافہ

چنانچہ جیسے ہی عید کا دن آیا، بس گناہوں کا سیلاب امڈ آیا، نہ اللہ کا کوئی خیال، نہ اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی فکر، نہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس۔

اس عید کے دن گناہوں پر گناہ ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کی جارہی ہیں، گانا بجانا جو کافروں کا خوشیاں منانے کا طریقہ تھا وہ ہم نے اختیار کرلیا، خواتین نے بے پردگی اور بے حیائی اختیار کرلی اور اللہ تعالیٰ کے ایک ایک حکم کی خلاف ورزی کر کے عید کا دن منایا جا رہا ہے۔ یہ کیسی عید ہوئی؟ وہ تو مغفرت کا ارادہ فرما رہے ہیں، لیکن ہم نے گناہ کر کے جہنم میں جانے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس انجام سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

مسلمانوں کی عید اقوام عالم سے نرالی ہے

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو عید عطا فرمائی ہے وہ سارے اقوام عالم کی عیدوں سے نرالی ہے۔ ساری دنیا میں جو عیدیں منائی جاتی ہیں، وہ کسی تاریخی واقعہ کی یاد میں منائی جاتی ہیں، مثلاً عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش پر ''کرسمس'' کا دن مناتے ہیں، یہ پیدائش ایک واقعہ ہے، یقینی طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۲۵ر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دسمبر کو پیدا ہوئے تھے، بلکہ ان کے جانے کے تین سو سال بعد لوگوں نے یہ تاریخ مقرر کرلی۔ اس طرح دنیا بھر کے جتنے ادیان ہیں، ان کے تہوار ماضی کے کسی نہ کسی واقعہ سے وابستہ ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو تہوار عطا فرمائے ہیں، وہ ماضی کے کسی واقعہ سے وابستہ نہیں ہیں، بلکہ یہ تہوار اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر عطا فرمائے جس موقع پر ہر سال مسلمانوں کے لئے خوشی کا واقعہ پیش آتا ہے، چنانچہ عید الفطر اس موقع عطا فرمائی جب مسلمان روزے کی عظیم الشان عبادت کی تکمیل کرتے ہیں، اس طرح ہر سال یہ نعمت مل رہی ہے اور خوشی حاصل ہورہی ہے اور اس پر شکر کے طور پر عید آرہی ہے، اور عید الاضحیٰ اس موقع پر عطا فرمائی جب مسلمان دوسری عظیم الشان عبادت یعنی حج کی تکمیل کرتے ہیں۔

عید کی خوشی کا مستحق کون؟

لہٰذا تم نے چونکہ رمضان المبارک کے روزے رکھے ہیں، اور تم نے تراویح پڑھی ہیں، اس لئے تم اس عید الفطر کے انعام کے مستحق ہو اور تم نے چونکہ حج کی عبادت انجام دی ہے، اس لئے اس عید الاضحیٰ کے انعام کے مستحق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشی منانے کا جو طریقہ عطا فرمایا ہے، وہ بھی دنیا کی ساری قوموں سے نرالہ ہے، وہ یہ کہ عید کی نماز کے لئے میدان میں آجاؤ، دوسرے ایام میں تو مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے، لیکن عید کے دن نوازش اور رحمت کی بارش کرنے کے لئے میدان میں بلایا، اور میدان میں آنے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کردو تاکہ جو لوگ غریب ہیں، جن کے چولہے ٹھنڈے ہیں، ان کو کم از کم اس دن یہ فکر نہ ہو کہ کھانا کہاں سے آئے گا؟ خوشی منانے کا یہ نرالہ انداز عطا فرمایا لیکن ہم نے یہ طریقہ چھوڑ کر کافروں کا طریقہ اختیار کرلیا، جس طرح وہ لوگ گانے بجاتے ہیں، اور فحاشی اور عریانی میں اپنے تہواروں کے اوقات صرف کرتے ہیں، ہم نے بھی اس طرح شروع کردیا، اللہ تعالیٰ تو مغفرت فرمانا چاہتے ہیں، لیکن ہم نے گناہ کے کام کرنے شروع کردیئے، یہ بالکل مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو صحیح فکر عطا فرمائے اور رمضان کی برکات عطا فرمائے اور عید کی صحیح خوشیاں عطا فرمائے اور گناہوں، نافرمانیوں اور معصیتوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطباتِ شوال المکرّم

1 ...... حج ایک عاشقانہ عبادت

2 ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تعمیر بیت اللہ

3 ...... سیرت النبی ﷺ

4 ...... قرابت نبوی ﷺ کا فائدہ

5 ...... رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حج ایک عاشقانہ عبادت

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرورِ انفسنا ومن سیّئات اعمالنا. من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ واشھد ان لّا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد انّ سیّدنا ونبیّنا ومولانا محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا.

امّا بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا.

(آل عمران: ۹۷)

اٰمنت باللّٰہ صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النّبی الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشاھدین والشّاکرین والحمدُ للّٰہ ربّ العالمین.

اشہرِ حج

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز! رمضان المبارک گزر جانے کے بعد شوال کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ شوال کا مہینہ ان مہینوں میں شمار ہوتا ہے جن کو اللہ جل شانہٗ نے "اشہر الحج" یعنی حج کے مہینے کہا ہے۔ کیونکہ شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن کو اللہ تعالیٰ نے حج کے مہینے قرار دیے ہیں۔

رمضان المبارک سے لے کر ذی الحجہ تک کے ایام اللہ تعالیٰ نے ایسی عبادتوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے لئے مخصوص فرمائے ہیں جو خاص انہی ایام میں انجام دی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ نے روزے کے لیے اور تراویح کے لئے مقرر فرمایا اور شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے مہینے حج کے لئے اور قربانی کے لئے مقرر فرمائے۔ حج اور قربانی ایسی عبادتیں ہیں جو ان ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں نہیں انجام دی سکتیں۔ گویا کہ عبادات کا ایک سلسلہ ہے جو رمضان المبارک سے شروع ہوتا ہے اور ذی الحجہ پر جا کر ختم ہوتا ہے، اس لئے ان مہینوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا تقدس حاصل ہے۔

ماہِ شوال کی فضیلت

رمضان المبارک تو تمام مہینوں میں مبارک مہینہ ہے، شوال کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو سارے سال روزے رکھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ ہر نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتے ہیں لہٰذا جب ایک شخص نے رمضان المبارک میں تیس روزے رکھے تو اس کا دس گنا تین سو ہو گیا اور چھ روزے جب شوال میں رکھے تو ان کا دس گنا ساٹھ ہو گیا۔ اس طرح تمام روزوں کا ثواب مل کر تین سو ساٹھ روزوں کے برابر ہو گیا اور سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے رمضان کے ساتھ شوال میں چھ روزے رکھ لیے تو گویا اس نے پورے سال روزے رکھے۔ شوال کے چھ روزوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ یہ چھ روزے عید الفطر کے فوراً بعد رکھ لیے جائیں، لیکن اگر فوراً نہ رکھ سکیں تو شوال کے مہینے کے اندر اندر پورے کر لیں۔

ماہِ شوال اور امورِ خیر

اسی شوال کے مہینے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور اسی مہینے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ لہٰذا اس ماہ میں برکتوں کے بہت سارے اسباب جمع ہیں۔

ماہِ ذیقعدہ کی فضیلت

اسی طرح ذیقعدہ کا اگلا مہینہ بھی ''اشہر الحج'' میں شامل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران حج کے علاوہ چار عمرے ادا فرمائے، یہ چاروں عمرے ذیقعدہ کے مہینے میں ادا فرمائے۔ اس لحاظ سے بھی اس ماہ کو تقدس حاصل ہے۔

ماہ ذیقعدہ منحوس نہیں

ہمارے معاشرے میں ''ذیقعدہ'' کے مہینے کو جو منحوس سمجھا جاتا ہے اور اس کو ''خالی'' کا مہینہ کہا جاتا ہے یعنی یہ مہینہ ہر برکت سے خالی ہے، چنانچہ اس ماہ میں نکاح اور شادی نہیں کرتے اور کوئی خوشی کی تقریب نہیں کرتے، یہ سب فضولیات اور توہم پرستی ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ بہرحال یہ مہینے حج کے مہینے ہیں، اس لئے خیال ہوا کہ آج حج کے بارے میں تھوڑا سا بیان ہو جائے۔

حج اسلام کا اہم رکن ہے

یہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اسلام کے چار ارکان ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج۔ ان چاروں ارکان پر اسلام کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے عبادت کے جو مختلف طریقے تجویز فرمائے ہیں، ان میں سے ہر طریقہ نرالی شان رکھتا ہے۔ مثلاً نماز کی الگ شان ہے، روزہ کی الگ شان ہے، زکوۃ کی الگ شان ہے، حج کی الگ شان ہے۔

عبادت کی تین اقسام

عام طور پر عبادتوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے، ایک ''عبادات بدنیہ'' جو انسان کے بدن سے تعلق رکھتی ہیں اور بدن کے ذریعہ ان کی ادائیگی ہوتی ہے، جیسے نماز بدنی عبادت ہے۔ دوسری ''عبادات مالیہ'' جس میں بدن کو دخل نہیں ہوتا بلکہ اس میں پیسے خرچ ہوتے ہیں، جیسے زکوۃ اور قربانی۔

تیسری عبادات وہ ہیں جو بدنی بھی ہیں اور مالی بھی ہیں۔ ان کے ادا کرنے میں انسان کے بدن کو بھی دخل ہوتا ہے اور مال کو بھی دخل ہوتا ہے، جیسے حج کی عبادت۔ حج کی عبادت میں انسان کا بدن بھی خرچ ہوتا ہے اور اس کا مال بھی خرچ ہوتا ہے، اس لئے یہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عبادت بدن اور مال دونوں سے مرکب ہے، اور اس حج کی عبادت میں عاشقانہ شان پائی جاتی ہے، کیونکہ حج میں اللہ تعالیٰ نے ایسے ارکان رکھے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے عشق ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اِحرام کا مطلب

جب یہ حج کی عبادت شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے اِحرام باندھا جاتا ہے۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چادریں باندھنا ہی اِحرام ہے، حالانکہ محض ان چادروں کا نام احرام نہیں بلکہ "احرام" کے معنی ہیں "بہت سی چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا"۔ جب انسان حج یا عمرہ کی نیت کرنے کے بعد تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو اس کے بعد اس کے اوپر بہت سی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً سِلا ہوا کپڑا پہننا حرام، خوشبو لگانا حرام، جسم کے کسی بھی حصے کے بال کاٹنا حرام، ناخن کاٹنا حرام اور اپنی بیوی کے ساتھ جائز نفسانی خواہشات پوری کرنا حرام...... اسی وجہ سے اس کا نام "اِحرام" رکھا گیا ہے۔

اے اللہ! میں حاضر ہوں

اور جب انسان حج یا عمرہ کی نیت کر کے یہ تلبیہ پڑھتا ہے:

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ"

جس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ کیوں حاضر ہوں؟ اس لئے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا کہ:

أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)

اے ابراہیم! لوگوں میں یہ اعلان فرما دیں کہ وہ اس بیت اللہ کے حج کے لئے آئیں، پیدل آئیں اور سوار ہو کر آئیں، دور دراز سے اور دنیا کے چپے چپے سے یہاں پہنچیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ اے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لوگو! یہ اللہ کا گھر ہے، اللہ کی عبادت کے لئے یہاں آؤ۔ یہ اعلان آپ نے پانچ ہزار سال پہلے کیا تھا، آج جب کوئی عمرہ کرنے والا یا حج کرنے والا حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ درحقیقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اعلان کا جواب دیتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ:

لبیک اللّٰھم لبیک ......

اے اللہ! میں حاضر ہوں اور بار بار حاضر ہوں۔ اور جس وقت بندہ نے یہ کہہ دیا کہ میں حاضر ہوں، بس اسی وقت سے احرام کی پابندیاں شروع ہوگئیں۔ چنانچہ اب سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، خوشبو نہیں لگا سکتا، بال نہیں کاٹ سکتا، ناخن نہیں کاٹ سکتا اور اپنی جائز نفسانی خواہشات بھی پوری نہیں کرسکتا۔

احرام کفن یاد دلاتا ہے

گویا اللہ جل شانہٗ کی پکار پر ایک عاشق بندے نے اپنے پروردگار کے عشق میں دنیا کی آسائشیں اور راحتیں سب چھوڑ دیں، اب تک وہ سلے ہوئے کپڑے پہنا ہوا تھا، وہ سب اُتار دیئے، اب وہ دو چادریں پہنا ہوا ہے جو اسے اس کے کفن کی یاد دلا رہی ہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ جب تو دنیا سے رخصت ہو رہا ہوگا تو اس وقت تیرا یہی لباس ہوگا۔ چاہے وہ بادشاہ ہو، چاہے سرمایہ دار ہو، چاہے فقیر ہو، سب آج دو چادر پہنے ہوئے ہیں اور انسانی مساوات کا ایک منظر پیش کررہے ہیں۔ جس شخص کو دیکھو وہ آج دو چادروں میں ملبوس نظر آرہا ہے۔

''طواف'' ایک لذیذ عبادت

پھر وہاں بیت اللہ کے پاس پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں، اس ''طواف'' میں ایک عاشقانہ شان ہے، جس طرح ایک عاشق اپنے محبوب کے گھر کے گرد چکر لگاتا ہے، اسی طرح یہ اللہ کا بندہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے گرد چکر لگارہا ہے۔ اور یہ چکر لگانا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہے کہ اس طواف میں ایک ایک قدم پر ایک ایک گناہ معاف ہورہا ہے اور ایک ایک درجہ بلند ہورہا ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے طواف کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ شاید روئے زمین پر طواف سے زیادہ لذیذ عبادت کوئی اور نہ ہو۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اظہارِ محبت کے مختلف انداز

انسان کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ وہ اپنے مالک کے ساتھ عشق و محبت کا اظہار کرے، اس کے گھر کا چکر لگائے، اس کے دروازے کو چومے اور اس سے لپٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کے اس تقاضے کی تکمیل کے سارے اسباب اس بیت اللہ میں جمع فرمادیے ہیں۔ جب آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو آپ کا دل چاہتا ہے کہ اس کیو گلے لگاؤں، اس کے پاس رہوں، اب اللہ تعالیٰ سے محبت تو ہے لیکن اس کو گلے سے نہیں لگا سکتے، براہِ راست اللہ تعالیٰ کی قدم بوسی نہیں کر سکتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے بندو! تم یہ کام براہِ راست تو نہیں کر سکتے، اس لئے تم ایسا کرو کہ یہ میرا گھر ہے، تم اس گھر کے چکر لگاؤ اور اس کے اندر میں نے ایک حجرِ اسود رکھ دیا ہے، تم اس حجرِ اسود کو چومو، یہ تمہارا حجرِ اسود کو چومنا یہ تمہارے عشق و محبت کا اظہار ہوگا اور اگر مجھ سے لپٹنے کو دل چاہتا ہے تو میرے اس گھر کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیان جو دیوار ہے جس کو ملتزم کہتے ہیں، اس دیوار سے لپٹ جاؤ اور یہاں لپٹ کر تم جو کچھ مجھ سے مانگو گے میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں دوں گا۔ یہ عاشقانہ شان اللہ تعالیٰ نے اس حج کی عبادت میں رکھی ہے، آدمی کو اپنے جذبات کے اظہار کا اس سے بہتر موقع کہیں اور نہیں مل سکتا جیسا وہاں موقع ملتا ہے۔

دینِ اسلام میں انسانی فطرت کا خیال

ہمارے دین اسلام کی بھی عجیب شان ہے کہ ایک طرف بُت پرستی کو منع کردیا اور اس کو شرک اور حرام قرار دے دیا اور کہہ دیا کہ جو شخص بُت پرستی کرے گا وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ اس لئے کہ یہ بُت تو بے جان پتھر ہیں، نہ ان کے اندر نفع پہنچانے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی نقصان پہنچانے کی صلاحیت ہے، لیکن دوسری طرف چونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرے، اس محبت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو ایک نشان بنادیا اور ساتھ میں یہ بتادیا کہ بیت اللہ کی ذات میں کچھ نہیں رکھا، لیکن چونکہ ہم نے اس کو اپنی طرف منسوب کرکے یہ کہہ دیا کہ یہ ہمارا گھر ہے اور ہم نے ہی اس کے اندر پتھر رکھ دیا ہے تاکہ تمہارے جذبات کی تسکین ہوجائے، اب نسبت کے بعد اس گھر کے چکر لگانا اور اس پتھر کو چومنا عبادت ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حجر اسود سے خطاب

اسی وجہ سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے اور حجر اسود کے پاس جا کر اس کو بوسہ دینے لگے تو اس حجر اسود کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حجر اسود! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ سنت جاری فرمادی، اس لئے اس کا چومنا اور بوسہ دینا عین عبادت بن گیا۔

ہرے ستونوں کے درمیان دوڑنا

طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگائے جا رہے ہیں اور جب سبز ستون کے پاس پہنچے تو دوڑنا شروع کر دیا، جسے دیکھو دوڑا جا رہا ہے، بھاگا جا رہا ہے، اچھے خاصے سنجیدہ آدمی، پڑھے لکھے، تعلیم یافتہ، جن کو کبھی بھاگ کر چلنے کی عادت نہیں، مگر ہر ایک دوڑا جا رہا ہے، چاہے بوڑھا ہو، جوان ہو، بچہ ہو...... یہ کیا ہے؟ یہ اس لئے دوڑا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنت قرار دیا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے یہاں دوڑ لگائی تھی، اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیام قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لئے یہ ضروری قرار دے دیا کہ جو حج کرنے آئے گا۔ وہ صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے گا اور دوڑے گا۔

اب مسجد حرام کو چھوڑ دو

جب ۸/ ذی الحجہ کی تاریخ آگئی تو اب یہ حکم آیا کہ مسجد حرام کو چھوڑ دو اور منیٰ میں جا کر پانچ نمازیں ادا کرو، حالانکہ اطمینان سے مکہ میں رہ رہے تھے اور مسجد حرام میں نمازیں ادا کر رہے تھے جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر مل رہا تھا، لیکن اب یہ حکم آ گیا کہ اب مکہ سے نکل جاؤ اور منیٰ میں جا کر قیام کرو اور پانچ نمازیں وہاں ادا کرو۔ کیوں؟ اس حکم کے ذریعہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ نہ مسجد حرام میں اپنی ذات کے اعتبار سے کچھ رکھا ہے اور نہ بیت اللہ میں اپنی ذات کے اعتبار سے کچھ رکھا ہے، جو کچھ ہے وہ ہمارے حکم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں ہے۔ جب تک ہمارا حکم تھا کہ مکہ مکرمہ میں رہو، اس وقت تک مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر مل رہا تھا اور اب ہمارا حکم یہ ہے کہ یہاں سے جاؤ، تو اب اس کے لئے یہاں رہنا جائز نہیں۔

اب عرفات چلے جاؤ

منیٰ کے قیام کے بعد اب ایسی جگہ تمہیں لے جائیں گے جہاں حدِ نگاہ تک میدان پھیلا ہوا ہے۔ کوئی عمارت نہیں اور کوئی سایہ نہیں، ایک دن تمہیں یہاں گزارنا ہوگا۔ یہ دن اس طرح گزارنا کہ ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کر لینا اور پھر اس کے بعد سے لے کر مغرب تک کھڑے ہو کر ہمیں پکارتے رہنا اور ہمارا ذکر کرتے رہنا، ہم سے دعائیں کرنا اور تلاوت کرنا اور مغرب تک یہاں رہنا۔

اب مزدلفہ چلے جاؤ

اور عرفات میں تو تمہیں خیمے لگانے کی اجازت تھی، اب ہم تمہیں ایسے میدان میں لے جائیں گے جہاں تم خیمہ بھی نہیں لگا سکتے، وہ ہے "مزدلفہ" لہٰذا غروبِ آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور رات وہاں گزارو۔

مغرب کو عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھنا

عام دنوں میں تو یہ حکم ہے کہ جیسے ہی غروبِ آفتاب ہو جائے تو فوراً مغرب کی نماز ادا کرو، لیکن آج یہ حکم ہے کہ مزدلفہ جاؤ اور وہاں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرو۔ ان احکام کے ذریعہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب تک ہم نے کہا تھا کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھو، اس وقت تک جلدی پڑھنا تمہارے ذمے واجب تھا، اور جب ہم نے کہا کہ تاخیر سے پڑھو تو اب تاخیر سے پڑھنا تمہارے ذمے ضروری ہے، لہٰذا کسی وقت کے اندر کچھ نہیں رکھا جب تک ہمارا حکم نہ ہو۔

کنکریاں مارنا عقل کے خلاف ہے

قدم قدم پر اللہ تعالیٰ عام قانونوں کو توڑ کر بندے کو یہ بتا رہے ہیں کہ تیرا کام تو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہماری عبادت کرنا اور ہمارا حکم ماننا ہے، اور کوئی چیز اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی جب تک ہمارا حکم نہ ہو۔ اب مزدلفہ سے پھر واپس منیٰ آؤ اور تین دن یہاں گزارو، اب یہاں تین دن کیوں گزاریں؟ یہاں کیا کام ہے؟ یہاں تمہارا کام یہ ہے کہ یہاں منیٰ میں تین ستون ہیں جن کو جمرات کہا جاتا ہے، ہر آدمی روزانہ تین دن تک ان کو سات سات کنکریاں مارے۔ ذرا اس عمل کو عقل وخرد کے ترازو میں تول کر دیکھو تو یہ عمل فضول اور بیکار نظر آئے گا۔ گزشتہ سال پچیس لاکھ مسلمانوں نے حج کیا اور یہ پچیس لاکھ انسان تین دن تک منیٰ میں پڑے ہوئے ہیں جن پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اور ان میں ہر ایک کو یہ دُھن ہے کہ میں ان جمرات کو سات سات کنکریاں ماروں، اچھے خاصے پڑھے لکھے، تعلیم یافتہ، معقول آدمی ہیں، مگر جس کو دیکھو وہ کنکریاں ڈھونڈتا پھر رہا ہے اور پھر ان جمرات کو مار کر خوش ہو رہا ہے کہ میں نے یہ عمل پورا کر لیا۔

ہمارا حکم سب پر مقدم ہے

کیا یہ کنکریاں مارنے کا عمل ایسا ہے جس پر اربوں روپیہ خرچ کیا جائے؟ بات یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ کسی کام میں عقل وخرد کی بات نہیں، جب ہمارا حکم آ جائے تو وہی کام جس کو تم دیوانگی سمجھ رہے تھے، وہی عقل کا کام بن جاتا ہے، جب ہمارا حکم آ گیا کہ ان پتھروں کو مارو تو تمہارا کام یہ ہے کہ مارو۔ اسی میں تمہارے لیے اجر و ثواب ہے۔ اسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہارے درجات بلند کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اپنے دلوں میں عقل وخرد کے جو بت تعمیر کیے ہوئے ہیں، اس حج کی عبادت کے ذریعہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ ان بتوں کو توڑ رہے ہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ ان بتوں کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ بتا رہے ہیں کہ اس کائنات میں کوئی چیز قابلِ تعمیل ہے تو وہ ہمارا حکم ہے، جب ہمارا حکم آ جائے تو وہ حکم عقل میں آئے تو، عقل میں نہ آئے تو، تمہیں اس حکم کے آگے سر جھکانا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ پورے حج کے اندر یہی تربیت دی جا رہی ہے۔

اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج کی بڑی فضیلت بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص حج مبرور کر کے آتا ہے تو وہ ایسا گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے جیسے آج وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کا یہ مقام رکھا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حج کس پر فرض ہے؟

یہ حج کس پر فرض ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا جو ابھی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی:

وللّٰہِ علی الناس حِجُّ البیتِ من استطاع إلیہ سبیلًا.

یعنی اللہ کے لئے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ بیت اللہ کا حج کریں اور یہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو وہاں جانے کی استطاعت اور صلاحیت رکھتا ہو، یعنی اس کے پاس اتنے پیسے ہوں کہ وہ سواری کا انتظام کر سکے۔ فقہاء کرام نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ جس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس کے ذریعہ وہ حج پر جا سکے اور وہاں حج کے دوران اپنے کھانے پینے اور رہنے کا انتظام کر سکے اور اپنے پیچھے جو اہل وعیال ہیں، واپس آنے تک ان کے کھانے پینے کا انتظام کر سکے، ایسے شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

لیکن آج کل لوگوں نے حج کرنے کے لئے اپنے اوپر بہت سی شرطیں عائد کر رکھی ہیں جن کی شریعت میں کوئی بنیاد نہیں۔ ان کے بارے میں آئندہ جمعہ انشاء اللہ تفصیل سے عرض کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تعمیر بیت اللہ

(از:۔ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

الحمدلله نحمد و نستعينه ونستغفره و نومن به ونتوكل عليه، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له، ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له، و نشهد ان سيدنا و نبينا و مولانا محمداً عبده و رسوله . صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله واصحابه و بارک وسلم تسليما كثيراً كثيرا

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت واسمعيل، ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم ربنا واجعلنا مسلمين لک ومن ذريتنا امة مسلمة لک، وارنا منا سكنا وتب علينا انک انت التواب الرحيم، ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم اٰيٰتک ويعلمهم الكتب والحكمة ويزكيهم انک انت العزيز الحكيم (البقره : ١٢٧ . ١٢٩)

امنت بالله صدق الله مولانا العظيم ، وصدق رسوله النبى الكريم، ونحن على ذلک من الشاهدين والشاكرين والحمدلله رب العلمين.

بزرگان دین محترم و برادران عزیز! یہ ہم سب کیلئے بڑی عظیم سعادت اور خوش

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نصیبی کا موقع ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہمیں آج ایک مسجد کی تاسیس اور اس کی سنگ بنیاد کی مبارک تقریب میں شرکت کا موقع عطا فرمایا۔ اس موقع پر مجھ سے فرمائش کی گئی کہ کچھ گزارشات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کروں، الحمد للہ اس مبارک محفل میں میرے بہت سے بزرگ جو مجھ سے کہیں زیادہ علم وفضل اور فلاح وتقویٰ کے حاملین ہیں، اسی اسٹیج پر تشریف فرما ہیں اور ان کی موجودگی میں مجھ ناکارہ کی لب کشائی ایک جسارت اور جرات معلوم ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی اپنے بزرگوں سے ہمیشہ یہ سنا کہ جب کوئی بڑا کسی بات کا حکم دے تو چھوٹے کا یہی کام ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے اس میں چوں وچرا کی مجال نہ ہونی چاہئے اس لئے تعمیل حکم کی خاطر یہ مشکل فریضہ انجام دے رہا ہوں کہ اپنے ان بزرگوں کی موجودگی میں آپ حضرات کے سامنے خطاب کرنے کیلئے بیٹھا ہوں۔ اللہ جل شانہ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ایسی بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے مطابق ہو، اور اس سے مجھے اور سننے والوں کو فائدہ پہنچے۔ آمین!

دین کی جامعیت

میں سوچ رہا تھا کہ اس موقع پر دین کی کون سی بات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کروں کیونکہ ہم اور آپ جس دین کے پیروکار ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو ایسا عظیم الشان بنایا کہ اس کا ہر گوشہ اس کا ہر پہلو ایک مستقل موضوع بنانے کے قابل ہے اور اس کیلئے ایک مستقل وقت درکار ہے۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

دین کے ہر پہلو کا حال یہ ہے جب اس کی طرف نگاہ کی جاتی ہے تو خیال ہوتا ہے کہ اسی کو موضوع سخن بنایا جائے۔ اس لئے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا بات آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں۔ لیکن اس مسجد کی سنگ بنیاد کے عظیم الشان موقع پر شرکت کرتے وقت اور حصہ لیتے وقت خیال آیا کہ آج کی گفتگو کا موضوع اسی مسجد کی تعمیر کی مناسبت سے قرآن کریم کی ان آیات کو بنایا جائے جو ابھی میں نے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیں۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عظیم الشان واقعہ بیان فرمایا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تعمیر بیت اللہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جلیل القدر فرزند حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی معیت میں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر فرمایا۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کو بڑے عجیب وغریب اور بڑے والہانہ انداز میں بیان فرمایا اور پوری امت کیلئے قیام قیامت تک اس کو اپنی معترب کتاب کا حصہ بنا کر پوری امت مسلمہ کیلئے اس کو ہمیشہ کیلئے محفوظ فرما دیا۔ اور اس بات کی دعوت دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کو بار بار تازہ کیا جائے خیال آیا کہ آج اس محفل میں مختصر ان آیات کی تھوڑی سی تفسیر اور اس دُعا کی تھوڑی سی تفصیل آپ حضرات کی خدمت میں پیش کروں جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ کا گھر تعمیر کرتے وقت مانگی تھی۔ اور جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تفصیل کے ساتھ سورہ بقرہ میں ذکر فرمایا سب سے پہلے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل (البقرہ: ۱۲۷)

اس وقت کو یاد کرو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند فرما رہے تھے، اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی (ان کے ساتھ شامل تھے) ''واذ'' یہ عربی زبان میں بیان کرنے کا خاص اسلوب ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ جو بات آگے بیان کی جارہی ہے۔ وہ اس لائق ہے کہ ہر آن اور ہر لمحے اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے مستحضر رکھا جائے۔

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا کہ بیت اللہ اگرچہ پہلے سے موجود تھا۔ اس کی بنیادیں موجود تھیں حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے یہ دنیا کے اندر چلا آتا تھا لیکن مرورایام سے اس کی عمارت موجود نہ رہی تھی۔ بنیادیں باقی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان بنیادوں پر اس بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اس عمل میں ان کے ساتھ شریک تھے۔

مشترکہ کارنامہ کو بڑے کی طرف منسوب کرنا

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ جب قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے تو تلاوت کے دوران ہی قرآن کریم کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آیتوں میں تدبر بھی کرتے تھے۔ کبھی کبھی ہم لوگوں میں سے کوئی یا حضرت کے خدام میں سے کوئی موجود ہوتا تو جو بات تلاوت کے دوران ذہن میں آئی اس کے بارے میں اس کے سامنے ارشاد بھی فرمایا کرتے تھے ایک روز حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے، میں قریب بیٹھا ہوا تھا جب اس آیت پر پہنچے "واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسماعیل " تو تلاوت روک کر مجھ سے فرمایا کہ دیکھو: قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک عجیب اسلوب اختیار فرمایا اللہ تعالیٰ یوں بھی فرما سکتے تھے کہ "واذ یرفع ابراھیم و اسماعیل القواعد من البیت " (البقرہ 127) یعنی اس وقت یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ دونوں بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس طرح بیان نہیں فرمایا، بلکہ پہلے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیکر جملہ مکمل کر دیا کہ اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسماعیلؑ بھی۔ اسماعیل علیہ السلام کا آخر میں علیحدہ ذکر فرمایا والد صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس عمل میں برابر کے شریک تھے۔ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دے رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پتھروں سے بیت اللہ کی تعمیر فرما رہے تھے لیکن اس کے باوجود قرآن کریم نے اس تعمیر کو براہ راست حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا۔ پھر والد صاحب نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اور چھوٹا دونوں مل کر ایک کام انجام دے رہے ہوں تو ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کام کو بڑے کی طرف منسوب کیا جائے اور اس کے ساتھ چھوٹے کا ذکر یوں کیا جائے کہ چھوٹا بھی اس کے ساتھ موجود تھا نہ یہ کہ چھوٹا اور بڑے دونوں کو ہم مرتبہ قرار دیکر دونوں کی طرف اس کام کو برابر منسوب کر دیا جائے۔

حضرت عمرؓ اور ادب

اس بات کو حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور واقعہ کے ذریعہ سمجھایا، فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا عام معمول تو یہ تھا کہ عشاء کے بعد زیادہ کسی کام میں مشغول نہیں ہوتے تھے آپ فرماتے تھے کہ عشاء کے بعد قصے کہانیاں کہنا اور زیادہ فضول گوئی میں مشغول رہنا اچھی بات نہیں ہے۔ تا کہ صبح کی نماز پر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اثر نہ پڑے لیکن ساتھ ہی فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی حضور اقدس ﷺ عشاء کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ سے مسلمانوں کے معاملات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا دیکھئے جب فاروق اعظمؓ نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا تو یوں نہیں کہا کہ مجھ سے اور ابوبکرؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے بلکہ فرمایا کہ ابوبکرؓ سے مشورہ کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہ ہے چھوٹے کا ادب کہ جب چھوٹا کسی بڑے کے ساتھ کوئی کام کررہا ہو تو وہ کام اپنی طرف منسوب نہ کرے بلکہ بڑے کی طرف منسوب کرے کہ بڑے نے یہ کام کیا اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ لہٰذا قرآن کریم نے بھی وہی اسلوب اختیار فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں بلند کررہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی ان کے ساتھ شامل تھے یہاں تعمیر بیت اللہ کی اصل نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کی گئی اور اسماعیل علیہ السلام کو ان کے ساتھ شامل کیا گیا۔ یہ تو ایک نکتہ تھا جو حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حوالے سے یاد آ گیا۔

عظیم الشان واقعہ

غرض سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی، یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ انسانیت کا اور تاریخ ادیان کا عظیم الشان واقعہ ہے، عبادت گاہوں کی تاریخ میں اس سے زیادہ عظیم الشان واقعہ کوئی اور نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ اللہ کا گھر تعمیر کیا جارہا تھا اس واقعہ میں بے شمار تفصیلات تھیں، مثلاً یہ کہ پتھر کہاں سے لائے گئے؟ گارہ کہاں سے جمع کیا گیا؟ کون پتھر اٹھارہا تھا؟ کون چنائی کررہا تھا کتنی بلندی پر تعمیر کیا گیا؟ کتنی لمبائی اور کتنی چوڑائی تھی؟ کتنا وقت اس تعمیر پر لگا؟ کتنا روپیہ اس پر خرچ ہوا؟ یہ ساری تفصیلات تھیں لیکن قرآن کریم نے ان تفصیلات میں سے کوئی تفصیل ذکر نہیں فرمائی۔ بس اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کررہے تھے۔ اس کے بعد یہ بیان فرمایا جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کررہے تھے اس وقت ان کی زبان مبارک پر کیا دعائیں تھیں؟ وہ کیا الفاظ کہہ رہے تھے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیا مناجات کررہے تھے؟ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سارا عمل ایک طرف اور اس عمل کے ساتھ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے والی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دُعائیں زبان مبارک پر تھیں۔ وہ ایک طرف، اللہ تعالیٰ کو سارے عمل کے مقابلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعائیں اتنی پسند آئیں کہ اس کو قیام قیامت تک کیلئے قرآن کا حصہ بنادیا۔ چنانچہ فرمایا جب وہ بیت اللہ کی تعمیر کا کام کررہے تھے تو زبان مبارک پر یہ دعا تھی:

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

''کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے اس خدمت کو اپنی فضل وکرم سے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما بلاشبہ آپ بہت سننے والے اور بہت جاننے والے ہیں۔'' جو بات اللہ رب العزت کو پسند آئی، جو ادا اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھائی وہ یہ کہ کام تو اتنا عظیم الشان انجام دے رہے ہیں کہ اس روئے زمین پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف منسوب پہلا اور آخری گھر تعمیر کررہے ہیں جو قیامت تک کیلئے ساری انسانیت کے واسطے ایک مقناطیس بننے والا ہے جس کی طرف لوگ کھنچ کھنچ کر جانے والے ہیں وہاں پر عبادتیں کرنے والے ہیں وہ بیت اللہ کہ جس کی بنیادیں نامعلوم ہوچکی تھیں وہ بیت اللہ جس کی تعمیر ختم ہوچکی تھی اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اٹھا رہے تھے لیکن زبان اور دل پر کوئی فخر نہیں، کوئی ناز نہیں، کوئی غرور بھی نہیں کہ میں اتنا بڑا کام انجام دے رہا ہوں اور اس کام کو انجام دیتے وقت سینہ تنا ہوا نہیں ہے، گردن اکڑی ہوئی نہیں ہے اور کسی قسم کے فخر اور تکبر کے جذبات نہیں بلکہ دل میں یہ جذبات ہیں کہ یا اللہ میری خدمت اور یہ میرا عمل اس لائق تو نہیں ہے کہ آپ کی بارگاہ میں شرف قبول حاصل کرے، لیکن اے اللہ آپ اپنے فضل وکرم اور اپنی رحمت سے اسے قبول فرمالیجئے۔

دل میں بڑائی نہ ہو

اس دعا میں اشارہ اس بات کی طرف کردیا کہ انسان اللہ کا بندہ ہے وہ خواہ کتنا ہی بڑا کارنامہ انجام دے رہا ہو کتنی بڑی خدمت انجام دے رہا ہو، لیکن اس کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ میں کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دے رہا ہوں یا یہ کہ میں اللہ کے دین کی کوئی بہت بڑی خدمت کررہا ہوں۔ اس کے دل میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ میرا عمل میری ذات کے لحاظ سے تو اس لائق نہیں کہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور یہ التجا ہے کہ یا اللہ اس چھوٹے عمل کو اور اس ادھورے عمل کو اپنے فضل وکرم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سے قبولیت کا شرف عطا فرمادیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دُعا سے یہ سبق سکھادیا کہ دنیا کا دستور یہ ہے کہ بڑے بڑے کام جو شخص انجام دیتا ہے تو اس کا نفس اور اس کی نفسانی خواہشات اس کو فخر پر ابھارتی ہیں دوسروں کے سامنے شیخی بھگارنے کی طرف مائل کرتی ہیں۔ لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی سنت سے یہ طریقہ بتایا کہ اگر تم نے کوئی نیک کام کیا اور اس نیک کام سے تمہارے دل میں کوئی فخر اور تکبر پیدا ہوگیا تو وہ اس عمل کو ملیامیٹ کرڈالے گا۔ اس کے بجائے جب تم کوئی عمل کرو تو یہ سوچو کہ مجھے تو اللہ کی بارگاہ میں جیسا عمل پیش کرنا چاہئے تھا ویسا عمل پیش نہیں کرسکا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے۔ آمین!

فتح مکہ اور آپ کی انکساری

حضور نبی کریم سرور دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہورہے تھے، اکیس سال کی محنت کا ثمرہ مکہ مکرمہ کی فتح کی صورت میں سامنے آرہا تھا اس مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہورہے تھے جس میں رہنے والوں نے آپ ﷺ کو اذیتیں پہنچانے، تکلیفیں دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی جہاں آنحضرت ﷺ کے خلاف سازشیں تیار کی گئیں، قتل کے منصوبے بنائے گئے، مسلمانوں کو لا الہ الا اللہ کہنے کی پاداش میں ظلم وستم کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا، اس موقع پر کوئی اور ہوتا تو اس کا سینہ تنا ہوا ہوتا، گردن اکڑی ہوئی ہوتی اور انا و لا غیری کے نعرے لگاتا ہوا داخل ہوتا، اور مکہ مکرمہ کی گلیاں خون سے لالہ زار ہوجاتیں۔ لیکن یہ رحمۃ اللعالمین ﷺ ہیں چنانچہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ منظر آج بھی اس طرح یاد ہے، جیسے اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ سرکار دو عالم ﷺ معلی کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہورہے ہیں اور اپنی اونٹنی "ناقہ قصویٰ" پر سوار ہیں اور اونٹنی پر سوار ہونے کی حالت میں گردن جھکی ہوئی ہے یہاں تک کہ ٹھوڑی مبارک سینے سے لگی ہوئی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور زبان مبارک پر یہ آیات ہیں۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا (سورۃ الفتح ۱)

کہ یا اللہ یہ جو کچھ نصرت ہوئی یہ آپ ہی کی طرف سے ہے میری قوت بازو کا کرشمہ نہیں یہ آپ کے فضل وکرم سے ہے کہ آپ نے مجھے فاتحانہ شان سے یہاں داخل فرمایا لہٰذا اب فاتح کی شان یہ ہے کہ اس کی گردن تننے کے بجائے جھک جائے اور سینہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مبارک سے لگ جائے انبیاء کرام علیہم السلام کی یہی سنت تھی اور یہی نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے۔

توفیق منجانب اللہ ہوتی ہے

جب اللہ تعالیٰ کسی اچھے عمل کی توفیق عطا فرمائے تو یاد رکھو یہ توفیق بھی اس کی طرف سے ہے، اگر عمل کی توفیق نہ ہوتی تو تم سے یہ کام بن نہیں سکتا تھا یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے تمہیں اس خدمت پر لگا دیا۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کنی
منت شناس کہ اورا بخدمت گزاشتن

کہ یہ احسان کرنے کا موقع نہیں کہ میں نے بڑی نمازیں پڑھ لیں، میں نے بڑے روزے رکھ لئے، میں نے بڑا ذکر کر لیا، میں نے بڑی عبادتیں انجام دے لیں، میں نے بڑی خدمت دین انجام دیں، میں نے بڑی کتابیں لکھیں، میں نے بڑی تقریریں کیں، میں نے بڑے فتوے لکھے یہ کوئی فخر کی بات نہیں، ارے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ ایک ذرے سے جو چاہے کام لے۔ یہ دعا کرو کہ وہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور جو کچھ عمل کرنے کی توفیق ہو تو ایک بندے کا کام یہ ہے کہ سب سے پہلے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اللہ کے سامنے اس کے قبولیت کی دعا مانگے کہ اے اللہ! اس کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرما یہ بڑے پست حوصلہ انسان کا کام ہے کہ تھوڑے سے عمل کی توفیق اللہ نے دے دی تو اس پر اترانے لگا، اس کے اوپر فخر و ناز میں مبتلا ہو گیا اور لوگوں کے سامنے تکبر کرنے لگا جیسے عربی زبان کی ایک مثال ہے کہ

صلی الحائک رکعتین وانتظر الوحی.

ایک جولاہے نے ایک مرتبہ دو رکعت نماز پڑھی، نماز پڑھنے کے بعد انتظار میں بیٹھا ہے کہ کب میرے اوپر وحی نازل ہو، یہ سمجھ رہا ہے کہ دو رکعت نماز پڑھنا اتنا عظیم الشان کام ہے کہ مجھے براہ راست نبوت ملنی چاہئے تو یہ کم ظرف اور کم حوصلہ انسان کا کام ہے۔ ایک بندہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس کا کام یہ ہے وہ ڈرتا رہے، کام بھی کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ سے ڈر بھی رہا ہے کہ یہ کام تو اس کے شایان شان تو نہیں ہے جیسا کہ اس کا حق

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ لیکن اللہ رب العزت سے دُعا کر رہا ہے کہ اسکو اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے۔

تو سب سے پہلی بات جو اللہ تعالیٰ کو تعمیر کعبہ میں پسند آئی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا تھی کہ کعبہ تعمیر کر رہے ہیں، اور اتنا عظیم الشان کام انجام دے رہے ہیں، لیکن کوئی فخر نہیں، کوئی غرور نہیں، کوئی تکبر نہیں۔

حقیقی مسلمان کون؟

آگے دُعا کا دوسرا حصہ عجیب و غریب ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ تعمیر فرما رہے تھے اس وقت دوسری دُعا یہ فرمائی

ربنا واجعلنا مسلمین لک

اے پروردگار! ہم دونوں کو یعنی مجھے بھی اور میرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مسلمان بنا دیجئے۔ اب یہ عجیب دُعا ہے کہ کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام مسلمان نہ ہوں تو پھر دنیا میں کون مسلمان ہوگا؟ لیکن دُعا یہ فرما رہے ہیں کہ ہمیں مسلمان بنا دیجئے بات اصل میں یہ ہے کہ عربی زبان میں "مسلم" کے معنی ہیں: تابعدار، فرمانبردار، جھکنے والا آپ فرما رہے ہیں کہ اے اللہ مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے آگے جھکنے والا بنا دیجئے تا کہ میری پوری زندگی اور میرے بیٹے کی زندگی آپ کے تابع فرمان ہو جائے پوری زندگی آپ کی فرماں برادری میں گزر جائے، کیونکہ ویسے تو آدمی جیسے ہی کلمہ پڑھتا ہے "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ" وہ مسلمان ہو جاتا ہے چاہے ستر برس کا کافر بھی کیوں نہ ہو، لیکن صرف کلمہ طیبہ پڑھ لینا مومن کا کام نہیں بلکہ کلمہ طیبہ کے بعد پوری زندگی کو اللہ کے تابع فرمان بنائے بغیر انسان مکمل مسلمان نہیں بنتا، اسی لئے قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا

یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ.

اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ یہاں خطاب کیا گیا ہے ایمان والوں کو جو پہلے سے ایمان والے ہیں اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ یہ ایمان والے اب کس میں داخل ہو جائیں؟ اشارہ اس بات کی طرف فرما دیا کہ ایمان لے آنا ایک عمل ہے اور اس کے بعد اسلام میں داخل ہونا دوسرا عمل ہے اور اسلام کے معنی یہ ہیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اپنے وجود کو، اپنی زندگی کو، اپنی نشست و برخاست کو، اپنے فکر و انداز کو اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان بنائے جب تک یہ نہیں کرو گے اسلام میں پوری طرح داخل نہیں ہو گے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دُعا فرما رہے ہیں کہ اے پروردگار، مجھے اور میرے بیٹے کو صحیح معنوں میں مسلمان بنائیے یعنی اپنا تابع فرمان بنائیے۔

تعمیر مسجد کا مقصد

یہاں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اس آیت میں اشارہ اس بات کی طرف معلوم ہوتا ہے واللہ سبحانہ اعلم کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسجد تو بنا رہے ہیں اللہ کا گھر تو تعمیر کر رہے ہیں جو بہت بڑا عظیم الشان کام ہے لیکن یہ مسجد کی تعمیر درحقیقت ایک علامت ہے، مسجد کی تعمیر بذات خود مقصود نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کے بعد اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان بنالیا جائے جب تک یہ نہ ہوگا تو محض تعمیر مسجد تنہا کافی نہیں اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ہمیں اپنا تابع فرمان اس طرح بنا لیجئے کہ اپنی زندگی کا ہر کام آپ کے حکم کے مطابق ہو جائے یہ ہیں مسلمین کے معنی اور اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوا تو پھر وہ مسجد اس شعر کا مصداق بن جائیگی۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے

من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

مسجد تو بڑی عالیشان تعمیر ہوگئی لیکن اس میں کوئی نماز پڑھنے والا نہیں، اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں اور خدا نہ کرے اور وہ کیفیت ہو جائے جو حضور علیہ ﷺ نے آخری زمانے کی مساجد کے بارے میں فرمایا کہ "عامرۃ وھی خراب" کہ مسجدیں باہر سے بڑی اچھی، شاندار، بڑی مزین، بڑی آراستہ ہونگی، لیکن اندر سے ویران ہونگی اس کے اندر کوئی نماز پڑھنے والا موجود نہ ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو اس لئے فرمایا اے اللہ ہمیں مسلمان بنا دیجئے۔ ساتھ ساتھ اپنا تابع فرماں بنا دیجئے۔

دین نماز اور روزے میں منحصر نہیں

بعض مرتبہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ خیال آتا ہے کہ مسلمانی کا تقاضا یہ ہے کہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد میں جا کر نماز پڑھ لی اور پانچ وقت حاضری دیدی۔ روزہ رکھ لیا اور زکوۃ ادا کر دی، عبادات انجام دے لیں بس ہو گئے مسلمان۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا میں ایک اشارہ اس طرف بھی ہے کہ یہ مسجد کی تعمیر کرنا، مسجد کے اندر جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، نمازیں پڑھنا، ذکر کرنا یہ سب بھی دین کا حصہ ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ اسی کو سب کچھ سمجھ کر باقی چیزوں کو نظر انداز کر دو، آج ہمارا یہ حال ہے کہ جب تک مسجد میں ہیں تو مسلمان ہیں نمازیں بھی ہو رہی ہیں، ذکر بھی ہو رہا ہے، عبادت بھی انجام دی جا رہی ہے۔ لیکن جب بازار میں پہنچے تو وہاں سارے معاملات اللہ کے حکم کے خلاف ہو رہے ہیں۔ دفتروں میں پہنچے تو وہاں مسلمان نہیں، حکومت کے ایوانوں میں پہنچے تو وہاں مسلمان نہیں، بس دین نام رکھ لیا عبادتوں کے انجام دینے کا، نماز پڑھ لی، روزہ رکھ لیا، زکوۃ دے دی، حج کر لیا، اللہ اللہ خیر سلا، یاد رکھو! دین درحقیقت پانچ شعبوں کا مجموعہ ہے۔ عقائد کی درستی، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق ان سب کے مجموعے سے اسلام بنتا ہے، اسلام یہ نہیں کہ مسجد میں تو مسلمان ہیں گھر میں جا کر کافر ہو گئے (معاذ اللہ) مسلمان وہ ہے جو پورا کا پورا مسلمان ہو، اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا

یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ.

اے! ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، یہ نہیں کہ بس مسجد میں چلے گئے، اور عبادات بھی کریں مگر معاملات خراب، معاشرت خراب، اخلاق خراب یہ ساری چیزیں اسلام میں داخل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔

مسجد کے حقوق میں یہ بات بھی داخل ہے کہ جس کو مسجد میں جا کر سجدہ کر رہے ہو بازار میں بھی جا کر اسی کے حکم کی اطاعت کرو۔ یہ نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھی اور بازار میں جا کر رشوت دیدی۔ یہ نہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد سود کھا لیا بلکہ اخلاق و معاشرت کو بھی شریعت کے مطابق بنالو، ہمارے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اس بات سے بھرے ہوئے ہیں کہ جس طرح عبادت ضروری ہے اسی طرح معاشرت درست کرنا بھی ضروری ہے، اخلاق درست کرنا بھی ضروری ہے اور معاملات درست کرنا بھی ضروری ہیں۔ آج کی دنیا اس بات کو فراموش کر بیٹھی ہے اور دین صرف نماز روزے کا نام رکھ لیا ہے یہ غلط فہمی دور کر لینی چاہئے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اولاد کی اصلاح کرنا واجب ہے

پھر آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ جملہ فرمایا کہ

ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک.

اے اللہ ہماری آنے والی نسل کو بھی مسلمان بنائیے، اس کو بھی اپنے تابع فرمان بنایئے۔ اس میں اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ ایک مسلمان کا کام صرف خود مسلمان بن کر ختم نہیں ہوتا، اس کے فرائض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ اپنی اولاد کی فکر کرے، آج ہم مسلمانوں کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو خود تو نماز کے پابند، صف اول کے پابند، تلاوت قرآن کے پابند، لیکن ان کے ذہنوں میں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ اولاد کہاں جا رہی ہے وہ تو تیزی سے الحاد کے راستے پر، بے دینی کے راستہ پر، اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے راستے پر، جہنم کے راستے پر جا رہی ہے لیکن کبھی خیال نہیں آتا ہے کہ ان کو کس طرح بچایا جائے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں اس طرف اشارہ کر دیا کہ مسلمان کیلئے صرف اپنی اصلاح کر لینا کافی نہیں بلکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ

یا یھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

اے ایمان والو! اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ، اپنے بچوں کو بھی بچاؤ جس طرح خود مسلمان بننا فرض اسی طرح آنے والی نسل کو بھی مسلمان بنانا اور ان کی اصلاح کی فکر کرنا بھی فرض ہے۔

آگے فرمایا:

وتب علینا انک انت التواب الرحیم

یہ نہیں فرمایا کہ اس عمل پر مجھے ثواب عطا فرما، اس لئے میرا یہ عمل ثواب کے لائق تو کیا ہوتا بلکہ خطرہ یہ ہے کہ میرے اس عمل میں کس قسم کی کوتاہیاں شامل نہ ہو گئی ہوں جس کی وجہ سے یہ عمل غارت ہو جائے، اے اللہ اگر ایسی کوتاہیاں ہوئی ہوں تو ہماری توبہ قبول فرما۔

یہ بھی عمل کی توفیق کا حصہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے اوپر اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرے اور پھر استغفار کرے کہ اے اللہ اس عمل میں جو کوتاہیاں ہوئی ہوں اس کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرما، یہ کام ہے مومن کا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نماز کے بعد استغفار کیوں؟

حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی کریم سرور دو عالم ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو نماز ختم ہوتے ہی آپ تین مرتبہ فرماتے تھے استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ اب یہ اس وقت استغفار کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے کہ استغفار تو اس وقت ہوتا ہے جب انسان سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ استغفار کرے کہ یا اللہ مجھے معاف کردے تو بظاہر نماز کے بعد استغفار کا موقع نہیں، بلکہ نماز تو اللہ کے حضور حاضری ہے، اس کے بعد استغفار کیوں؟ بات دراصل یہ ہے کہ نماز تو ہم نے پڑھ لی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کبریائی کا جو حق تھا وہ نماز میں ادا نہ ہوا۔

ما عبدناک حق عبادتک.

اے اللہ ہم آپ کی بندگی کا حق ادا نہ کر سکے، تو نماز کے بعد یہ استغفر اللہ اس واسطے ہے کہ جو حق تھا وہ تو ادا ہوا نہیں، اے اللہ اپنی رحمت سے ان کوتاہیوں کو دور فرما، قرآن کریم میں بھی نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے سورہ ذاریات میں باری تعالیٰ نے فرمایا۔

کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالا سحارھم یستغفرون

اللہ کے بندے وہ ہیں جو رات کو بہت کم سوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں اللہ کے حضور حاضر ہیں اور دُعا مانگ رہے ہیں، پوری رات عبادت میں گزاری، لیکن جب سحری کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت استغفار کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ یہ کونسا استغفار کا موقع ہے؟ ساری رات تو عبادت کرتے رہے کوئی گناہ نہیں کیا، جو استغفار کریں؟ حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا: درحقیقت وہ اس بات پر استغفار کرتے ہیں کہ اے اللہ جو عبادت رات کو کی ہے وہ اس لائق تو نہیں کہ آپ کی بارگاہ میں پیش کی جائے۔ اس واسطے اے اللہ ہم ان کوتاہیوں سے استغفار کرتے ہیں۔ جو نماز کے اندر ہوئیں تو ایک بندے کا کام یہ ہے کہ جو نیک عمل بھی کرے نیکی کے جس کام کی جو توفیق ہو اس پر غرور میں مبتلا ہونے کے بجائے اس کی کوتاہیوں پر استغفار کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر کرے اور اس کی قبولیت کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دُعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جامع دعا

پھر یہ ساری دُعائیں کرنے کے بعد آخر میں یہ زبردست دعا فرمائی:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم

کہ اے پروردگار یہ کعبہ تعمیر کر لینا کافی نہیں اے اللہ جو کعبہ کے پاس رہنے والے ہیں ان میں اپنے فضل وکرم سے ایک ایسا رسول بھیجئے جو ان کے سامنے آپ کی آیتوں کی تلاوت کرے۔ اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کا تزکیہ کرے اور ان کو پاک صاف کرے، ان کے اخلاق ان کے اعمال پاک صاف کرے۔

یہ دعا بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمارہے ہیں اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ خواہ اللہ کے کتنے گھر دوبارہ تعمیر ہو جائیں کتنی مساجد بن جائیں۔ لیکن یہ مسجد اس وقت تک اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک محمد رسو اللہ ﷺ کی تعلیمات اس کے ساتھ موجود نہ ہوں اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دُعا فرمائی، اور اس دعا کے اندر فرمایا کہ وہ پیغمبر آپ کی آیتوں کی تلاوت کرے اس میں اشارہ اس طرف کر دیا کہ آیات کی تلاوت بذات خود ایک مقصد ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنا بذات خود ایک انسان کی بہت بڑی کامیابی ہے اور وہ پیغمبر صرف تلاوت نہیں کریگا۔ بلکہ وہ کتاب کی تعلیم بھی دیگا۔

قرآن کیلئے حدیث کے نور کی ضرورت

اس سے اشارہ اس بات کی طرف فرمادیا کہ کتاب یعنی قرآن محض مطالعہ سے حاصل ہونے والی چیز نہیں کہ اس کا مطلب ہم مطالعہ سے حاصل کرلیں، آج کل قرآن کی اسٹڈی کرنے کا بڑا رواج ہے، صرف اسٹڈی کے ذریعہ اس کو حل کرنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے اس آیت میں اشارہ کردیا کہ یہ قرآن خود بیٹھ کر اسٹڈی کرنے کی چیز

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں جب تک محمد ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں اسکو نہیں پڑھا جائے اس وقت تک قرآن کا مطلب سمجھ میں نہیں آئیگا اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا کہ

لقد جآء کم من اللہ نور و کتب مبین

فرمایا کہ جیسے آپ کے پاس ایک کتاب ہو لیکن روشنی نہ ہو اندھیرا ہو، اب کتاب تو موجود ہے لیکن روشنی کے بغیر آپ اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حسین اشارہ فرمایا کہ تمہارے پاس ہم نے کتاب بھی بھیجی اور اس کے ساتھ اس کتاب کو پڑھ کر سمجھنے والا نور بھی بھیجا اور وہ محمد ﷺ کی تعلیمات کا نور ہے اس کی روشنی میں پڑھو گے تو کامیابی حاصل ہوگی اس سے ہٹ کر اگر پڑھنے کی کوشش کرو گے تو وہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھیرے میں کتاب پڑھنے والا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں پھر آخر میں فرمایا کہ وہ پیغمبر تعلیم پر ہی اکتفا نہیں کریگا، بلکہ ان کو غلط اخلاق سے غلط اعمال سے صاف کریگا انکا تزکیہ کریگا اشارہ اس بات کی طرف فرمادیا کہ تعلیم بھی زبانی کافی نہیں بلکہ اس کیلئے تربیت اور صحبت کی ضرورت ہوگی جب تک کہ یہ نہیں ہوگی اس وقت تک انسان کے اعمال اور اخلاق صحیح معنوں میں درست نہیں ہوسکتے بہر حال، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو دُعائیں تعمیر کعبہ کے وقت مانگی تھیں یہ اس کی تھوڑی سی تفصیل تھی، اس دعا میں پورا دین سما گیا ہے دین کے سارے شعبے اس کے اندر آگئے ہیں اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مسجد کی تعمیر اور اس کی تاسیس کی برکت عطا فرمائے اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سیرت النبی ﷺ

(حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہ اللہ)

الحمد لله و كفىٰ وسلام على عباده الذين اصطفىٰ. اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. وَمَآ اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ. صدق الله العظيم.

اولی ثناء است اولی را
کہ کرد مظہر اول زجلہ اولی را
نبی امی وام الکتاب درس وادے
نخواندہ مصحف وکشاف رمز اولی را
یتم مکہ و کرسی نشین نزد عرش
زجبرئیل سبق بردہ تجلی را

درود شریف...... بزرگان ملت برادران عزیز محترم ومکرم ماؤ اور بہنو اور بیٹیو اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سننے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ حق کا لفظ زبان پر آسان ہے اور اس کی تاریخ مشکل ہے۔ از آدم تا ایں دم جس نے بھی حق کہا اس کی رات آرام سے نہیں گزری۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گفتار صدق مایہ آزار مے شود
چوں حرف حق بلند شود دار مے شود
دیدار متاع عشق براور فروشند
گل نیست کہ در کوچہ وبازار فروشند

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اگر میں اہل حق کی سیرت کو شروع کروں میری زندگی ختم ہو جائے گی ان کی سیرت کا ایک باب بھی ختم نہیں ہوگا۔ میں نے ایک چھوٹی سی آیت شریفہ پڑھی ہے۔ ارشاد ربانی ہے وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ ہماری دینی اصطلاح میں عالم چار ہیں۔ عالم ارواح، عالم اجساد، عالم برزخ، عالم آخرت، عالم برزخ میں سوال ہوا تھا الست بربکم قالوا بلیٰ جب عالم ارواح میں ارواح بنی آدم سے سوال ہوا تو تمام ارواح کی قیادت وسیادت اور راہنمائی روح مصطفیٰ کے حصہ میں آئی۔ سب سے پہلے جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا کہ تو ہمارا رب ہے۔ حضور عالم ارواح میں انسانیت کے لئے رحمت...... عالم اجساد میں ہیں ہم گزر رہے ہیں میں بھی حضورؐ رحمت...... نبی سب آئے اور برحق آئے لیکن جتنے آئے کوئی کسی ٹکڑے کے لئے آیا۔ کوئی کسی خطے کے لئے آیا کوئی کسی رنگ کے لئے آیا۔ کوئی کسی محفل کے لئے آیا۔ کوئی بنی اسرائیل کی بھولی ہوئی بھیڑوں کو راستہ دکھلانے کے لئے آیا۔ ایک آیا جو سب کے لئے آیا؟ کس وقت آیا؟ کیا لے کر آیا ... کس وقت آیا۔ جب خدا بنائے جاتے تھے۔ اور جو بنائے جائیں وہ خدا نہیں ہوتے جو خود حاجت مند ہوں وہ حاجت روا نہیں ہوتے۔ جو خود مشکلوں میں پھنسیں وہ مشکل کشا نہیں ہوتے میرے آقا کے آنے سے پہلے خدا بنائے جاتے تھے۔ ایک آیا۔ اس نے کہا۔

کوئی اپنے مندر کے اندر ہے شاداں
کہ جلوہ خدا کا اسی میں ہے پنہاں
نہیں اس پر کچھ بھی الزام مگر ہاں
سمجھ دار یہ کہہ کر ہوتا ہے حیراں
جو بندے بتوں کو خدا مانتے ہیں
خدا کو خدا جانے کیا جانتے ہیں
ہم ایسے خداؤں پر حیران بڑے ہیں
جو سنگین مزاج اور دل کے کڑے ہیں
کھڑے ہیں کھڑے ہیں پڑے ہیں پڑے ہیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جو ماپو تو بندے خدا سے بڑے ہیں
پرستش کہیں آگ کی ہو رہی ہے
پجاری سمجھتا ہے کہ بس حق یہی ہے
میرے قلب میں آگ سی لگ رہی ہے
یہ یزداں پرستی ہے یا دل لگی ہے
یہ رونے کی جا ہے یا ہنسنے کی جا ہے
کہ ہنڈیا تو چولھے پہ نیچے خدا ہے
پتھر لگاؤ تو پیدا خدا ہو روٹی پکاؤ تو پیدا خدا ہو
چلم بھر کے لاؤ تو پیدا خدا ہوارے او پلے جلاؤ تو پیدا ہو
لنڈھاؤ ان پر تھوڑا سا پانی
تو مخلوق باقی ہے اللہ ہے فانی

ایک اور آیا اس نے پانی کے دھارے کو دیکھا۔ گنگا کی تیزی کو دیکھا۔ جمنا کی طغیانی کو دیکھا شملہ کی موجوں کو دیکھا سندھ کی طغیانی کو دیکھا۔ ماتھا پھینک دیا کہ یہ خدا ہے۔

اگر جا پھنسیں یہ کسی کے شکم میں
بنے ٹھہر کر اس کے ناک میں دم میں
بڑے پاک تھے آپ پہلے جنم میں
مگر اب گرفتار ہیں کس دم میں
گئے پاک نکلے تو ناپاک نکلے
خدا بھی نکلے تو کیا خاک نکلے
گڑھوں میں پڑے ہیں کہیں سوکھ جاتے
طہارت کے ہیں کہیں یہ کام آتے
یہ رو رو کے کوئی جدا کہہ رہا ہے
کہ بدر و میں میرا خدا بہہ رہا ہے

ایک نے آگ کو خدا بنایا ایک نے پانی کو خدا بنایا تم نے ملن کا تماشہ دیکھا۔ تم نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انسانوں کی کشتیاں دیکھی ہوں گی میں تمہیں انسان کے بنائے ہوئے خداؤں کی کشتیاں دکھلاؤں گا جس نے پانی کا خدا بنایا اس کا خدا دیکھی میں آیا۔ جس نے آگ کو خدا بنایا نیچے جلایا۔ نیچے والا خدا اگر تیز ہوا تو اوپر والا خدا غائب اور اگر اوپر والا لڑھک گیا تو نیچے والا خدا غائب ایک لڑھک گیا اور ایک بجھ گیا۔

قرآن پاک نے کہا: والعصر ان الانسان لفی خسر زمانہ گواہی دے رہا ہے کہ انسان خسارے میں مبتلا ہو گیا۔ انسان آگ کو خدا بنائے انسان پانی کو خدا بنائے؟

کوئی یوں بھی ہے گرم مہری دکھلاتا
کہ سورج کو ہے دریا پہ جب چڑھاتا
جو پوچھو اس کو خدا ہے بتلاتا
اور خدا کی اس پر دلیلیں ہے لاتا
چلو ہم نے اس کو ہے اللہ مانا
چلو ہم بھی بنے داتا
مگر تمہیں ہم کو یہ ہے بتلانا
کہ خدائی ہے یا کھیل ہے مہربانا
ذرا ابر آیا تو اللہ غائب
اندھیرا جو چھایا تو اللہ غائب
سویڈن اور ناروے میں تو جاؤ
وہاں اک اک دن چھ مہینے کا پاؤ
ٹھہرو ایک منٹ اتنا تو بتلاؤ
اگر سورج خدا ہے تو یہ پوچھ آؤ
کہیں تو لگاتے ہو چھ ماہ ڈیرے
اور کہیں رات دن کے ہیر پھیرے

یہ سورج رب نہیں بلکہ میرے رب کا دیا ہوا بھر بونجا ہے۔ دانے بھونتا ہے نہ دانے کو کچا رہنے دیتا ہے اور اتنے ڈھیرے ڈھیرے بھونتا ہے اور نہ ہی کالا ہونے دیتا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

یہ رب نہیں بلکہ میرے رب کا غلام ہے دوسروں پر ہنسنے والو اپنی بھی سن لو

کہیں نخل مرقد کی چھاؤں میں سجدے
کہیں مرنے والے کے پاؤں میں سجدے
اشاروں میں سجدے نگاہوں میں سجدے
ادھر اور ادھر خانقاہوں میں سجدے
تشخص پرستی کا پامال سجدہ
مزاروں پر جاجا کے ہر جا سجدے

جو پتھر کی پوجا کرے مومن یا کافر؟ کافر! پتھر کی پوجا کرے سونے کی پیتل کی چاندی کی پوجا کرے وہ بھی کافر۔ جو ان بتوں کو پوجے وہ بھی کافر۔ جو لکڑی اور کاغذ کا بنالے وہ مومن؟ جو بت کے سامنے جھکے وہ کافر اور جو بت کو کاندھے پر اٹھائے وہ مومن؟ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ تمہیں چھٹی ہے تم جو چاہو کرو۔ بت صرف پتھر کے نہیں ہوتے بت عزت کا۔ شہرت کا بت دولت کا بت، ہوس کا بت، حسب کا بت نسب کا بت، پیشے اور پیسے کا بت اقبال کہتا ہے۔

براہمی مگر پیدا بڑی مشکل سے ہوتی ہے
ہوائیں چھپ چھپ کے سینے میں بنالیتی ہے تصویریں

جو بناوٹی بت کو پوجے وہ کافر اور جو طاقت کے بت کو پوجے وہ مومن جو اقتدار کے بت کو پوجے وہ مومن تم ساری عمر دوسروں کے عیب گنتے رہو اپنے گریبانوں میں نہ جھانکنا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دور میں گھر گھر میں کئی کئی خدا تھے۔ گویا خداؤں کا اصطبل بنایا ہوا تھا۔ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو موقع ملا انہوں نے خداؤں کا تیا پانچا کر دیا اور سب کو توڑ پھوڑ کر کلہاڑا بڑے حضرت کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب قوم نے خداؤں کی مٹی خوار دیکھی تو لگے سوچنے کہ یہ کس کا کام ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ کام (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کا ہے۔ حکومت بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مخالف تھی۔ کیونکہ بادشاہ نے آپ سے مناظرہ میں شکست کھائی تھی۔ حق والوں کا حال یہی ہوتا ہے۔ نہ قوم راضی ہوتی ہے اور نہ حکومت الحمد للہ ثم الحمد للہ اس فقیر پر راضی نہیں) میں گھر سے باہر نکلتا ہوں تو اہلکار

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آجاتے ہیں تمہارے دو دو فرشتے ہیں اور میرے چار۔ دو پروردگار کی طرف سے اور دو سرکار کی طرف سے کل صغیر وکبیر مستطر (سی۔ آئی۔ ڈی کے رپورٹروں کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا) ٹھیک ٹھیک لکھ دیجئے میں بھی راضی خدا بھی راضی۔ لکھنے کا بھی انداز ہوتا ہے۔

واقعہ

ایک اللہ، والا گزر رہا تھا۔ ایک چھابڑی فروش آواز لگا رہا تھا اچھے ''سنگترے'' فقیر زار وقطار رونے لگا الا اللہ۔ الا اللہ۔ خادم نے کہا حضرت اس میں رونے کی کیا بات ہے وہ تو سنگترے بیچ رہا ہے۔ فرمایا وہ سنگترے تھوڑے بیچ رہا ہے بلکہ وہ تو پیغام دے رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے۔ ''اچھے سنگ ترے'' اچھے سنگ تر گئے یعنی بیڑہ پار ہو گیا۔

لطیفہ

ایک صاحب جا رہے تھے انہوں نے جلسہ کا اشتہار دیکھا اور کہا دیکھو جی مولوی بڑے عیاش ہوتے ہیں پوچھا کیسے بتلایا کہ اشتہار کے آخر میں نوٹ لکھا ہوا ہے۔ (مستورات کے لئے خاص انتظام ہوگا) اس نے کہا کہ ''مستو'' رات کے لئے خاص انتظام ہوگا۔ لکھنے اور چھاپنے والے کی یہ نیت نہیں جو یہ لے رہا ہے۔ بلکہ اس کی اپنی فطرت خبیثہ ہے اچھے لفظوں سے برے معنی نکال رہا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ادھر قوم ناراض اور ادھر حکومت ناراض فیصلہ ہوا آگ میں ڈالو آگ میں ڈالے گئے۔ کالے رنگ کی چڑیا پانی کی چونچ بھر کر جاتی تھی اور خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی آگ پر ڈال دیتی تھی۔ گرگٹ نیچے سے پھونکیں مارتا تھا تا کہ آگ جلے اور تیز ہو۔ گرگٹ سے آگ بڑھتی نہیں اور چڑیا کی چونچ سے آگ گھٹتی نہیں۔ کسی نے پوچھا چڑیا تیری چونچوں سے آگ بجھ جائے گی۔ کہنے لگی بجھے نہ بجھے حق یاری تو ادا کر رہی ہوں۔ خلیل کو ڈالا گیا قدرت نے حکم دیا۔ یا نار کونی برداً وسلاماً حکم ہوا اے آگ تو جل جا اور خلیل کے نہیں جلنا۔ معلوم ہوا کہ آدمی صحیح ہو تو نار گلزار بن جاتی ہے۔ خلیل کو آگ میں ڈالا گیا خلیل تو حکم خداوندی سے بچ گئے اور اللہ میاں کی غیرت جوش میں آئی اور اللہ میاں نے اپنا لشکر بھیجا شیر یا ہاتھی؟ لوگوں نے کہا مچھر (لوگ ہنسنے لگے تو آپ نے فرمایا) کمینے انسانوں سے مچھر افضل

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ مچھر جب آتا ہے حملہ کرنے تو اطلاع دے کر آتا ہے بعض انسان تو مچھر سے بھی گندے ہیں کہ پیٹھ پیچھے بیٹھ کر حملہ کرتے ہیں۔ جس کو وہ ٹیکہ کرتا جائے وہ مرتا جائے بستیاں ختم، شہر ختم، ضلع ختم۔ حتیٰ کہ صوبے ختم۔ نمرود نے اپنی کابینہ کا اجلاس طلب کرلیا کہ وہ بلا کیا ہے؟ جس سے موتیں واقع ہو رہی ہیں میرے مالک و خالق نے لنگڑے مچھر کو حکم دیا کہ تو جا۔ کیونکہ سالم مچھر جائے تو میری خدائی کی توہین ہے۔ اس لئے لنگڑے کو بھیجو۔ اللہ تعالیٰ لنگڑے کی ایک ٹانگ سے بچائے۔ وہ جا کر نمرود کے گھٹنے پر بیٹھا جب نمرود نے پوچھا کہ وہ ہے کیا بلا؟ تو ایک وزیر نے کہا یہی ہے۔ اتنے میں وہ نمرود کے ناک میں داخل ہو گیا۔ اور کھوپڑی تک پہنچ گیا تو نمرود نے کہا مارو۔ نمرودیوں نے کہا کہ ہمیں تو حیا آتی ہے کہ ابھی خدا کہلوا رہے تھے۔ اب کیسے ماریں۔ ابھی تو خدا کے مقابلے میں تو خود خدا بنا تھا۔ اب خود ہی ہاتھ بھی اپنا اور جسم بھی اپنا۔ جنہوں نے خدا کے مقابلے میں اور خدا بنائے انہیں خداوند قدوس نے انہیں کے ہاتھ سزا دلوائی ہاتھ بھی اپنے اور سینہ اور جسم بھی اپنا۔ میرا دروازہ چھوڑ کر اور خدا بناتے ہو تو میرا نام خدا نہیں ہے کہ تمہارے جسموں کو تمہارے ہاتھوں سے نہ پٹواؤں۔

دعا کرو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کو اس عذاب سے بچائے۔ یہ اس نبی کی سیرت کا جلسہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں کافر آتا ہے آپ پر حملہ آور ہوتا ہے آپ بچ جاتے ہیں۔ آپ اپنی تلوار عمر کو دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تو اسے قتل کر کیونکہ نبی کا قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جاتے ہیں۔ میرے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ میں جہنم سے نکالنے سے آیا ہوں ڈالنے نہیں آیا۔ ہم اس نبی کے غلام ہیں۔ جن پر مکہ کی گلیاں تنگ کر دی گئیں تو آپ خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر فرماتے میرا اللہ تیرے مکے کی زمین مجھ پر تنگ کر دی گئی۔ میں تیری توحید بیان کرتا ہوں اور یہ پتھر مارتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یا اللہ! اگر میں کبھی بتقاضائے بشریت ان کے خلاف دعا مانگوں جو میں نے نہیں مانگی۔ میں مانگوں اور تجھ سے مانگوں تو میرا اللہ میرے ساتھ وعدہ فرما کہ تو میری وہ دعا قبول نہ کرنا۔ کیونکہ میں ہلاکت کے لئے نہیں آیا بلکہ ہدایت کے لئے آیا ہوں۔ نمرود کہے کہ کوئی سخت شئی مارو سرائیکی میں کہتے ہیں "کھلا" یہ وہیں سے شروع ہوا ہے کڑی سزا ہے اللہ تعالیٰ پوری انسانیت کو بچالے۔ ہم دوسروں کے بت دیکھ کر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہنستے ہیں ہم اپنے گریبانوں میں نہیں جھانکتے کہ ہمارے اندر کتنے بت موجود ہیں۔ عزت کا بت طاقت کا بت۔ پیشے کا بت۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے نعلین مبارکین (جوتوں) کو ٹانکا لگانا شروع کر دیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ آپ اپنا جوتا بھی خود گانٹھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں جوتا نہیں گانٹھ رہا بلکہ بت توڑ رہا ہوں کہ پیشے کے لحاظ سے کوئی ذلیل نہیں ہوتا بلکہ کریکٹر کے لحاظ سے ہوتا ہے اور فرمایا کہ آئندہ میری امت میں سے جوتا گانٹھنے والوں کو کوئی نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔

گورنر کا بیٹا ہے اور ہمارے نبیؐ سے بیزار ہے وہ ہمارے لئے مردار ہے اور اگر موچی، حجام، تیلی، لوہار، کمہار، حقیر اور غلیظ پیشے والے کا بیٹا اور دیگر پیشوں سے تعلق رکھنے والا اور آقائے نامدار کا خادم ہے تو وہ ہمارا سردار ہے۔ کیونکہ اسلام میں اصل معیار ایمان، عقیدہ اور عمل کا ہے ذات پات کا نہیں سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہے۔ سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کو لے گئے خود۔ کرتا اتارا خود۔ کرتے کو اٹھایا اور اس کا جھنڈا خود بنایا اور جین کئے خود کنویں میں ڈالا۔ ان کے کرتا کو بناوٹی لہو لگایا۔ یہ بناوٹی خون اسی زمانے سے چلا آ رہا ہے اور یہ برادران یوسفؑ کی پرانی سنت ہے۔ جوتا اتارا اور اسے بھی بناوٹی خون لگایا۔ اور شام کو جب واپس آئے قرآن گواہی دیتا ہے۔ وجاوا اباھم عشاء یبکون اور شام کو روتے پیٹتے، ماتم کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بلایا، خود، شہید کیا خود ماتم کیا خود۔ تعزیہ بناتے بھی ہیں خود اٹھاتے بھی ہیں خود۔ توڑتے بھی ہیں خود۔ اور ڈبوتے بھی ہیں۔ دعا کرتے ہوئے فرمایا یا اللہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نقش قدم پر چلا اور یوسف علیہ السلام کے ان بھائیوں کے نقش قدم پر نہ چلا۔ ہدایت نصیب فرما۔ برے عقیدے اور صحبت وغیرہ سے بچا۔ یا اللہ حضرت نوح علیہ السلام کے نقش قدم پر چلا۔ ان کی بیوی اور بیٹے کے نقش قدم پر نہ چلا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلا ان کے والد کے نقش قدم پر نہ چلا۔ یا اللہ حضرت لوط علیہ السلام کے نقش قدم پر چلا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کل کوئی یہ نہ کہے کہ قاضی صاحب کہہ گئے تھے کہ نبی کی بیوی نافرمان بھی ہوتی ہے۔اس کے نقش قدم پر نہ چلاہاں ہاں اگر نبی کی بیوی نافرمان ہوتو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ساتھ نہیں رہنے دیتا اور اگر ساتھ رہے تو معلوم ہوا کہ نافرمان اور زبان دراز نہیں ہوگی نافرمان اور فرمان بردار اکٹھے نہیں رہتے اور اگر ساتھ رہیں تو نافرمان نہیں ہوتے۔ جب سیدہ طاہرہ، طیبہ، عائشہ، صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ''عمر'' (رضی اللہ عنہ سے فرمایا) (حضرت) عائشہ پر الزام لگا ہے تمہارا کیا خیال ہے (واہ عمر سارے صحابہؓ میرے نبی کے مرید عمرؓ میرے نبی کی مراد۔ عمر دعائے پیغمبر۔ عمر مرادِ رسولؐ) حضرت عمرؓ نے عرض کیا آقا میں بعد میں جواب دوں گا پہلے حضورؐ جواب دیں کہ یہ رشتے آپ نے خود کئے ہیں یا خدا نے چن کر دیئے۔

(واہ عمرؓ...... آقا نے فرمایا تھا عمرؓ! تیرے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے۔ ایسے ہی شیطان کی ذریت بھی بھاگتی ہے پہلے تو شیطان کی ذریت کعبے نہیں جاتی اور چلی جائے تو مدینے نہیں جاتی کیونکہ آگے عمرؓ سویا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ عمرؓ کے سایہ سے اب بھی شیطان بھاگتا ہے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ میں تو دیکھتا بھی نہیں جب تک ادھر سے منظوری نہ آئے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی میں تو ماتھے پر بل نہیں ڈال سکتا۔ اگر میں ماتھے پر بل ڈالوں تو حکم ہوتا ہے۔ عبس وتولیٰ ان جاءہ الاعمیٰ.

میں تو دیکھ بھی نہیں سکتا یہ رشتے خدا نے مجھے چن کر دیئے ہیں۔ تو عمرؓ نے عرض کیا آقا خدا نے آپ کو معصوم پیدا کیا۔ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک اور رشتے پلید چن کر دے؟ عائشہ صدیقہؓ کے دوپٹے پہ داغ لگے تو خدا کے انتخاب پر داغ لگے گا۔

حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگی تو دودھ پیتے بچے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے گواہی دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو دودھ پیتے بچے نے گواہی دی۔

جب اماں عائشہؓ پر تہمت لگی تو گواہی خود خدا نے دی: اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ......!!

(نعرہائے تکبیر) ''اللہ اکبر''

خداوند قدوس نے سورہ نور میں اٹھارہ آیتیں اتار کر آپ کی عظمت اور پاکیزگی کی گواہی دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں عائشہ اٹھ اور حضورؐ کا شکریہ ادا کر۔ آپؓ نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ناز کے انداز میں کہا کہ آپ کا شکریہ نہ ادا کروں جس نے میری پاکدامنی کی گواہی دی ہے۔

"نعرہائے تکبیر" اللہ اکبر"

میں ایک بات دینی طالب علموں سے پوچھتا ہوں میدان بدر میں حضور کے ہاتھوں جھنڈا کونسا تھا؟ سنیو والطیبون للطیبت مجھے تم پر حیرت ہے کہ لوگوں نے افسانے بنا بنا کے دین بنا دیا اور تم نے حقیقتوں کو نظروں سے اوجھل کر دیا) وہ حضرت عائشہ صدیقہ کا دوپٹا تھا جس کے نیچے اللہ تعالیٰ کے ہزاروں فرشتے جہاد کرنے آئے تھے۔ یہ شرف سوائے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔ تم نے کبھی اپنی مساجد میں، محلوں میں چوکوں میں برادری میں سیرت عائشہؓ کا جلسہ کیا ہے؟ اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو درمیان سے نکال دیا جائے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا آدھا حصہ ختم ہو جائے گا۔ کسی نے حضرت رابعہ بصریہ کے سامنے کہا کہ عورتیں اگر کسی قابل ہوتیں تو نبی بنتیں، فرمایا عورتیں نبی نہیں جنتی ہیں۔

یا اللہ ہمیں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ (رضی اللہ عنہا) کے نقش قدم پر چلا (علماء کرام) مساجد میں توحید بیان کرنا آسان ہے۔ لاؤڈ سپیکر، قمقمے لگے ہوئے ہوں لوگ ہاتھ چومتے ہوں، اس وقت دین بیان کرنا آسان۔ لیکن خدائی کے مدعی فرعون کے گھر توحید بیان کرنا بڑا مشکل یا اللہ ہمیں فرعون کے نقش قدم پر نہ چلا۔ یا اللہ ہمیں سید دو عالم سرور دو عالم فخر دو عالم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلا اور آپ کے چچاؤں کے نقش قدم نہ چلا۔ آپ کا چچا ابولہب اتنا حسین وجمیل کہ اس کے چہرے سے شعلے نکلتے محسوس ہوتے۔ وطن مکہ۔ نسب بنو ہاشم رنگ گورا۔ ٹھکانہ جہنم۔ نہ رنگ نے بچایا۔ نہ نسب حسب نے بچایا۔ نہ مکہ کا رہائشی ہونا کام آیا۔ کوئی چیز کام نہ آئی۔

اس کے برعکس رنگ کالا۔ وطن حبشہ نسب غلام جو محمد عربیؐ کے قدموں سے جڑ گیا عرش بریں پر پہنچ گیا۔ جو آپ کے قدموں سے ہٹ گیا جہنم میں پہنچ گیا۔

نعرہائے تکبیر اللہ اکبر"

عقیدہ صحیح رکھو خداوند قدوس کو کافر بھی مانتے ہیں۔ کافر بھی خدا کی عبادت کرتے ہیں کافر خدا سے بھی مدد مانگتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی کہتا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مندر میں کسی نے راگ گایا تیرا
مندر میں کسی نے جلوہ پایا تیرا
یعنی طیش سے کیا یاد تجھے
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھے جانا ہے ضرور
ہر بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

خدا کو سب کافر مانتے ہیں بلکہ خدا کی عبادت بھی کرتے ہیں۔ خدا سے مدد بھی مانگتے ہیں اور مومن خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں اور خدا سے ہی مدد مانگتے ہیں جھگڑا ''بھی'' اور ''ہی'' کا ہے۔ سمجھانے کے لئے کہتا ہوں جو چکلے میں رہتی ہے وہ بھی عورت اور جو گھر میں رہتی ہے وہ بھی عورت اور بناؤ سنگھار چکلے والی گھر والی سے زیادہ کرتی ہے۔ چکلے والی جھک جھک کر پانی پیش کرے گی۔ آداب بجالائے گی۔ ناز ونخرے بھی کرے گی۔ کیوں کہ اس نے دین بھی لوٹنا ہے اور دنیا بھی لوٹنی ہے۔

اور گھر والی سخت ست بھی کہے گی، کپڑے لتے کا مطالبہ بھی کرے گی۔ اور ہر چیز مانگے گی۔ کیونکہ اس نے خاوند ہی سے ہر چیز مانگنی ہے۔ گھر والی نے ساری فرمائشیں کرنی ہیں گھر والی اور چکلے والی میں فرق یہ ہے...... چکلے والی کہتی ہے میں تیری ''بھی'' ہوں اور گھر والی کہتی ہے میں تیری ''ہی'' ہوں۔ ''بھی'' والی کی نسل حرامی اور ''ہی'' والی کی نسل حلالی۔ پہلے عقیدہ صحیح کرو۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور بنانے ہوں بنا کے دیکھ لو؟ خدا کا انکار کر کے دیکھ لو جیسے روس نے کر کے دیکھ لیا۔ جس کو الٹا کر دو تو ''سور'' طلاق پہلے اور منظوری بعد میں۔ سزا پہلے اور قصور بعد میں یہ لوٹا ہے۔ بتنگی کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے جرائم کی وجہ سے سولی پر چڑھ گیا۔ گویا سزا پہلے اور قصور بعد میں۔ یہ مذہب ہے کہ افیونی کا لوٹا (یہ مثال کسی اور خطبہ میں موجود ہے)

سہارن پور میں ایک پادری اور عالم دین کے درمیان مناظرہ ہو رہا تھا۔ پادری کہنے لگا مولوی صاحب تم کہتے ہو کہ ہمارے نبی خداوند تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ذبح ہو گئے اور خدا نے مدد نہ کی تو مولوی صاحب نے کہا کہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لے گئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ رو رہا ہے (نعوذ باللہ) تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیسے آئے؟ عرض کی میرے نواسے ذبح ہو رہے ہیں مدد کرو تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا کہ میرا اکلوتا بیٹا لوگوں نے پھانسی دے دیا میں اس کی مدد نہ کر سکا۔ میں تمہارے نواسوں کی کیسے امداد کروں۔

ابنیت مسیح پر مناظرہ ہو رہا تھا تو پادری نے کہا مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا تھا۔ ایک دیہاتی نے کہا مولوی صاحب آپ چپ رہیں اس پادری سے پوچھا کہ خدا کے کتنے بیٹے ہیں کہا ایک کہا کہ تمہارے خدا سے تو میں اچھا۔ میرے دس بیٹے ہیں۔ اگر بیٹا ہونا وجہ کمال ہے تو خدا کے اتنے ہونے چاہیں کہ مخلوق میں اس کی نظیر نہ ملے۔ یا ایک بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ دلیل دوسری جگہ بھی آئے گی۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنا وجہ کمال ہے تو اتنے آنے چاہیں اتنے پہلے نہیں آئے یا ایک بھی نہیں ہونا چاہئے۔

ایک واقعہ

میں ملتان سے رحیم یار خان آ رہا تھا ڈبے میں دو فوجی سیویلین دو ہم ایک فوجی نے پوچھا۔ مولانا یہ حدیث کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہیں لکھیں۔ میں نے کہا نہیں لکھیں اور قرآن پاک بھی آپ نے نہیں لکھا جن ہاتھوں سے قرآن آیا انہیں ہاتھوں سے حدیث آئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کا حق ادا کر سکتا ہے تو خدا کر سکتا ہے مثلاً پرائمری والے کی تعریف کا حق ادا کر سکتا ہے تو ایم اے والا کر سکتا ہے۔ پرائمری والا ایم اے کی شان کو کیا جانے۔ مجھے ایک نعت کا شعر بہت پسند ہے۔

آقا تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
اور میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

میں نے کہا نبی کتابیں لکھنے نہیں آتے لیکن ہمارے پنجاب کی بات اور ہے کہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی جیسے بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

ایک بوڑھا کھجور کا پودا لگا رہا تھا کہ ایک بادشاہ جا رہا تھا اس نے کہا اوبڈھے منہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں دانت، پیٹ میں آنت نہیں کھجور بو رہا ہے۔ اس بوڑھے نے پوچھا کہ تم نے کبھی کھجوریں کھائیں؟

بادشاہ نے کہا "لاکھوں مرتبہ" بوڑھے نے کہا بوئیں تھیں؟ کہنے لگا نہیں۔ بابا جی نے کہا کہ کوئی بو گیا، تو نے کھائیں، میں بوڑھا ہوں کوئی تو کھائے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہی بابا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پوچھا کیسے آئے؟ کہنے لگا۔ اور لوگوں کی کھجوروں کو سال میں ایک مرتبہ پھل لگتا ہے جب کہ میری کھجوروں کو دو مرتبہ۔ بادشاہ نے کہا کہ اسے کچھ دو ورنہ یہ خزانے خالی کر دے گا۔ فرمایا تم کسی کے لئے بخشش کی دعا کرو تمہارے لئے کوئی اور کرے گا۔

میں نے کہا کہ نبی دنیا میں کتابیں لکھنے کے لئے نہیں آئے۔ دنیا کے کسی خطے، کسی کرے، کسی طبقے کسی ملک اور شہر میں کسی نبی کی لکھی ہوئی کتاب دکھلاؤ سیدنا آدم سے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کی لکھی ہوئی کتاب موجود نہیں۔ کیونکہ نبی کتابیں لکھنے نہیں آتے۔ نبیوں پر کتابیں نازل ہوتی ہیں۔ نبی کتب فروش نہیں ہوتے اور جو کتب فروش ہو وہ نبی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ شرک فی التوحید اور شرک فی النبوت دونوں سے بچائے۔ آمین۔ ہمارا نبی عالم ارواح میں رحمت اور عالم اجساد میں بھی رحمت آپ نے زندگی کا ایک ایک شعبہ بتلایا۔ زندگی کا کوئی شعبہ بتلاؤ تو اس میں حضورؐ کی تعلیمات موجود ہوں گی۔ ایک صحابیؓ سعد الاسود ہیں آپ نے ان سے پوچھا کہ شادی کی؟ عرض کیا میں کالے رنگ والا ہوں مجھے کون لڑکی دے گا؟ فرمایا تیرے خاندان میں کوئی رشتہ موجود ہے؟

کہنے لگا چچا کی بیٹی موجود ہے۔ فرمایا جاؤ اور چچا کو میرا پیغام دو۔ وہ خوشی سے اچھلتا ہوا جاتا ہے اور کہتا ہے "چچا" سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش کی ہے کہ آپ بیٹی کا رشتہ مجھ سے کر دیں۔ چچا خاموش۔ اس کے کالے رنگ، موٹے ہونٹ، چپٹا ناک اس کی شکل کو دیکھ کر خاموش ہے نہ ہاں کرتا ہے اور نہ ناں کرتا ہے۔ وہ لڑکی جس کی شادی کا پیغام لے کر گیا ہے۔ وہ کھڑی سن رہی ہے کہ میرا باپ نہ ہاں کرتا ہے اور نہ ناں، وہ آ کر کہنے لگی کہ میں نے تجھے قبول کیا اور اپنا جسم تیرے سپرد کیا۔ تو میرا خاوند تیں تیری بیوی باپ نے کہا بیٹی تو نے اس کی شکل دیکھی ہے بیٹی کہنے لگی میں اس کی بدصورتی کو دیکھوں یا سید دو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کو۔ حضور پسند کریں میں انکار کروں میں خدا کو کیا منہ دکھلاؤں گی۔ پڑھوں نبی کا حکم اور آپ کے حکم کے بعد سوچ میں پڑ جاؤں۔

فرمایا یہاں ایک عقیدہ تم کو بتلا دوں۔ تمہارے لئے کھلی چھٹی ہے تم سور کھاؤ۔ شراب پیو سود کھاؤ۔ زنا کرو۔ تمہارے لئے کھلی چھٹی ہے۔ جب کلمہ پڑھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر چارہ کار نہیں ہوگا۔

مثال آپ نے کہا کسی کے پاس سکے والا روپیہ ہے۔ ایک آدمی نے پیش کیا۔ فرمایا کہ یہ ایک روپیہ ہے اور سکے کا ہے۔ اگر میں خالص چاندی کا بناؤں اس پر کلمہ طیبہ بھی لکھ دوں۔ درود شریف بھی لکھ دوں چلے گا؟ لوگوں نے کہا نہیں، اور اگر حکومت کو پتہ چل جائے تو فوراً گرفتاری اور عدالت میں چالان ہوگا۔ میں عدالت میں پیش ہو کر کہوں سرکار تمہارا لوہے کا تھا۔ یا سکے کا تھا جب کہ میں نے چاندی کا بنایا۔ میں نے کلمہ شریف اور درود شریف لکھا۔ خلفاء راشدین کا نام لکھا ہے۔ عدالت جواب دے گی ہم یہ نہیں جانتے کہ تم نے سونے کا بنایا ہے یا چاندی کا چلو سات سال سزا تجھے کیا حق حاصل ہے کہ تو سکہ بنائے۔ سکہ بنانا حکومت کا کام ہے۔ خواہ ٹھیکری کا بنائے۔ کاغذ کا بنائے۔ چمڑے کا بنائے۔ تمہیں یہ حق کس نے دیا تھا؟ سکہ بنانا کام تھا حکومت کا۔ اور دین بتلانا تھا کام نبوت کا معروف اور منکر کا تعین کام نبوت کا۔ معروف اور منکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کر دیا۔ اب نیا معروف نہیں بن سکتا۔ نئی نیکی نہیں گھڑی جا سکتی۔ میں سکہ بناؤں تو کیا ملے گی؟ جیل اور دین میں کمی بیشی کی تو ملے گی جہنم۔ دین میں کمی بیشی کا کسی کو حق نہیں۔

تیمور لنگ کی دربار میں ایک اندھی گلوکارہ گئی۔ تیمور نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا دولت۔ تیمور نے کہا کہ دولت اندھی بھی ہوتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ اندھی نہ ہوتی تو لنگڑے کے پاس کیسے آتی اس کو دو آنکھوں کا خاوند نہیں ملتا تھا۔

اس دور میں رزق حلال مشکل ہو گیا ہے۔ اگر میرے کرتے پر لہو لگی ہوئی ہو تو میری نماز ہوگی؟ دیوبندیوں کے ہاں۔ بریلویوں کے ہاں اہلحدیثوں کے ہاں۔ شیعوں کے ہاں۔ لوگوں نے کہا؟؟ "نہیں ہوگی" ...... تو فرمایا کہ اگر یہ لوگوں کا لہو نچوڑ کر خریدا گیا ہو پھر نماز ہو جائے گی؟ نہیں نہیں! یہ سمگلنگ کے پیسے سے، رشوت کے پیسے سے۔ بلیک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مارکیٹنگ کے پیسے سے۔ سود کے پیسے سے بنایا گیا ہو تو نماز ہوگی۔ لوگوں نے کہا نہیں ہوگی۔ نہیں ہوتی اس کا کون فکر کرے گا۔ کون قوم کو بچائے گا۔ پوری قوم کی روزی حرام کی ہوگئی ہے۔ "الا ماشاء اللہ"

میں علماء کرام سے کہوں گا کہ قوم کو رزق حلال کھانے کی ترغیب دو۔ اگر کسی دعوت پر جاؤ تو دیکھ لیا کرو کہ سود خور۔ رشوت خور ذخیرہ اندوز۔ زانی۔ شرابی کی دعوت تو نہیں۔ قوم کو بھی رزق حلال کھانے کی فکر نہیں اور اگر کوئی اصلاح کی بات کرتا ہے تو وہ برداشت نہیں ہوتی۔ یہ دور پرفتن دور ہے۔ کہیں قرآن پاک کا انکار ہے اور کہیں حدیث کا انکار اور کہیں صحابہ کرام پر طعن و تشنیع اور کہیں کیمونزم کی لعنت دعا کرو اللہ تعالیٰ ان تمام فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔ ایک جملہ کہاں دوں کہ خدا نہیں ملتا مصطفیٰؐ کے بغیر اور مصطفیٰؐ نہیں ملتے صحابہ کرام کے بغیر صحابہ کو چھوڑ دو تو نبی نہیں ملتا اور اگر نبی کو چھوڑ دو تو خدا نہیں ملتا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کون صدیق؟ سیدنا علی المرتضیٰ، سید فاطمۃ الزہراء کا جنازہ رکھ کر کھڑے ہو گئے علی آگے نہیں آئے کہ صدیق اکبرؓ خلیفۃ الرسولؐ بلا فصل ہیں۔ آپ جنازہ پڑھائیں گے اور حضرت صدیق اکبر خاموش ہیں کہ علی "ولی" ہیں وہ خود جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ تقدم یا ابا بکر ابو بکر جنازہ پڑھایئے فرمایا وانت شاہد یا علی "علی" تیرے ہوتے ہوئے میں آگے بڑھوں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا قدمک رسول اللہ من انا الذی یؤخرک تجھے نبی بھی آگے بڑھاتا ہے اور تجھے علیؓ بھی آگے بڑھاتا ہے۔ اگر ابو بکر صدیقؓ کا رتبہ پوچھنا ہے تو سیدنا علیؓ سے پوچھا

ویسے ایک مقام پر جبریل و بوبکر
پوچھتے تھے فضائل اصحاب کا مظہر
روح الامین نے حضرت صدیقؓ سے کہا
بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت سعد الاسودؓ عرض کرتے ہیں حضورؐ میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں میں شادی کیسے کروں؟ فرمایا۔ مسلمان کی شادی کے لئے پیسوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عرض کیا حضورؐ دوستوں کو ولیمہ کھلانا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں جو ہوں۔ چنانچہ فجر کی نماز کے بعد آپ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے فرمایا کہ اپنے اپنے گھروں سے روٹیاں لے کر آؤ کسی گھر سے دال آ گئی اور کسی گھر سے کھجور۔ فرمایا مل کر کھاؤ اس جوڑے کے لئے دعا کرو خدا انہیں برکت دے۔ ادھر شادی ہوئی اور ادھر منادی ہوئی کہ جہاد کے لئے نکلو سعد الاسود گھر نہیں آیا۔ سید ھا جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوا اور جاتے ہی شہید ہو گیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ سعد شہید ہو گیا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی لاش پر لے چلو (دنیا مصطفیٰ کی زیارت کے لئے آئے اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید کی زیارت کے لئے)

رتبے شہیدِ عشق کے گر جان جایئے
قربان جانے والے پہ قربان جایئے

آپ تشریف لائے اور دیکھا کہ سعد شہید ہو گیا ہے آپ نے اس کا سر اٹھا کر اپنی جھولی میں رکھ دیا۔ اور فرمایا صدیقؓ بہشت کی حوریں اس کی زیارت کر رہی ہیں۔

میرے نبی نے شادی بتلائی۔ آپؐ نے غمی بتلائی۔ آپ کا صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہو گیا آپ رو رہے ہیں۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا حضور آپ بھی رو رہے ہیں۔ فرمایا ہاں۔

عینان تدمعان والقلب یحزن وَانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون.

یعنی رونا جائز لیکن بَین کرنا ناجائز، فرمایا آپ نے یہ بھی تعلیم دی کہ جس گھر میں مرگ ہو جائے گھر میں روٹی نہ پکنے دو، بلکہ خود پکا کر کھلاؤ ان کے گھر کی نہ کھاؤ۔ لیکن ہمارے ہاں اس کے برعکس رواج ہے۔ جس کا مر جائے اس کے گھر تیجا ساتواں، دسواں، چالیسواں کرتے ہیں اور مولوی صاحب ختم پڑھتے ہیں۔ ''بلکہ ختم کرتے ہیں''۔ آج کی رات لیلۃ القدر (شب قدر) یعنی گناہوں سے بری ہونے اور بخشوانے کی رات...... قبرستانوں میں جانے کی رات...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات جنت البقیع میں تشریف لے جاتے، یعنی آج جلوے کی رات ہے۔ کسی نے نکتہ ہٹا دیا اور کہا کہ حلوے کی رات...... میں نے کہا یہ حلوا کہاں سے نکالا؟ تو مولوی صاحب نے کہا کہ جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہو گیا، آپ نے زیتون کے تیل والا حلوہ کھایا تھا۔ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے پہلے دانت تڑوایئے پھر حلوہ کھایئے۔ حلوہ کھانا تو یاد رہ گیا لیکن خدا کے دین کے لئے دانت تڑوانے یاد نہ رہے۔ وعدہ کرو کہ حضور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں گے اور ہاتھ کھڑے کر کے وعدہ کرو۔ (لوگوں نے ہاتھ کھڑے کئے) فرمایا: اب ہاتھوں کو چہروں پر پھیر لو۔ آج تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (داڑھی) پسند نہیں، کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے مجھے یہ پسند نہیں، کہاں جاؤ گے؟ اور کس کے دروازے پر جاؤ گے؟ کلمہ مدینے والے کا اور فیشن فرنگی کا، تمہیں کون سمجھائے؟ اگر اپنے مستقبل کو بدلنا چاہتے ہو تو اپنی زندگیوں کو بدلو۔

ہمارا مسلک اہل السنت والجماعت ہے۔ کون سی جماعت؟ یعنی جماعتِ صحابہؓ، یعنی سنت و جماعت والے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

مدینہ طیبہ میں ایک مسجد قبلتین ہے۔ حضور مسجد قبلتین میں بیت المقدس کی طرف منہ کے نماز پڑھا رہے ہیں۔ نماز میں خیال آیا، میرا مولا پہلے نبیوں کا منہ بھی بیت المقدس کی طرف اور میرا منہ بھی بیت المقدس کی طرف؟ میرے بعد تو کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ماں نبی جنے گی نہیں۔ آئے گا تو سہی...... یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے پاس ایک پادری آیا اور کہا کہ ایک سوال کرتا ہوں، اس کا جواب نقل سے نہیں یعنی تورات، زبور، انجیل، قرآن و حدیث سے نہیں، عقل سے جواب دو اور اس نے دو تین مرتبہ عقل عقل کہا۔ تو فرمایا: تم عقل کا وظیفہ چھوڑ دو، سوال کرو۔ اس نے کہا کہ "ایک آدمی جنگل میں پھر رہا ہے کوئی راہی نہیں ملتا۔ رہبر نہیں ملتا۔ رہرو نہیں ملتا۔ پھرتا پھراتا گیا دیکھا کہ ایک آدمی سویا ہوا ہے اور دوسرا بیٹھا ہوا ہے۔ شاہ صاحب خدا واسطے عقل سے سوچ کر جواب دو کہ وہ راہ پوچھنے والا راہ کس سے پوچھے؟ سونے والے سے یا جاگتے ہوئے سے؟ تو عقل کا جواب ہو گا بیٹھے ہوئے سے۔ شاہ صاحب نے سوچا، اگر کہتا ہوں کہ بیٹھے ہوئے سے، تو ایمان گیا کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف فرما ہیں یعنی بیٹھے ہیں اور سرورِ دو عالم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں اپنے روضہ اطہر میں آرام فرما ہیں۔ تو اگر آپ فرماتے ہیں بیٹھے ہوئے سے تو وہ کہتا ہے کہ اسلام کا دامن چھوڑ کر عیسائی بن، کیونکہ تمہارا نبیؐ سویا ہوا ہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور ہمارا نبی جاگ رہا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے فرمایا: عقل سے جواب دوں؟ کہنے لگا، ہاں! فرمایا کہ یہ راستہ پوچھنے والا بیٹھنے والے کے ساتھ آ کر بیٹھ جائے، جب سویا ہوا جاگ کر اٹھے گا تو دونوں کو راستہ لگا دے گا۔ اگر بیٹھنے والا جاتا ہوتا تو منزل مقصود پر پہنچ گیا ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے انتظار میں بیٹھا ہے کہ یہ جاگے اور مجھے راہ بتائے۔ فرمایا کہ آئندہ یہ نہ کہا کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آئے گا، بلکہ یہ کہا کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بنے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا کہ وہ قبلہ جس کا معمار میرے ابا اسماعیل علیہ السلام نے ڈھویا تھا اور اینٹیں میرے دادا ابراہیم علیہ السلام نے لگائی تھیں، اسے کون آباد کرے گا؟

ادھر آپ کے دل میں یہ خیال آیا اور تمنا پیدا ہوئی، ادھر سے حکم ہوا:

قد نرٰی تقلّب وجھک فی السّمآء فلنولّینّک قبلۃ ترضٰھا.

یعنی آپ کے دل میں یہ تمنا ہے تو اب منہ قبلہ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لے۔ آپ نے خانہ کعبہ کی طرف منہ پھیرا تو پیچھے جماعت صحابہؓ نے بھی منہ پھیر لیا۔ گویا جماعت صحابہؓ نے کہا کہ ہم قبلہ کو نہیں جانتے بلکہ قبلہ نما کو جانتے ہیں۔ جدھر ہمارے قبلہ نما کا رخ ہمارا رخ بھی ادھر۔ آپؐ جو پھر گئے تو جماعت بھی پھر گئی۔ ہم اہل السنت والجماعت ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی تابعدار اور حضور علیہ السلام کی اس جماعت کے بھی تابعدار۔ دعا کرو خدا اسی جماعت کے تابعداروں میں زندہ رکھے اور اسی جماعت کے تابعداروں کے ساتھ ہمارا حشر و نشر کرے۔

ہمارا نبی عالم ارواح میں بھی رحمت، عالم اجساد میں بھی رحمت، عالم برزخ میں بھی رحمت اور عالم آخرت میں بھی رحمت...... جب قیامت کے دن ساری کائنات نفسی نفسی کہہ رہی ہوگی تو شفاعت کبریٰ کا تاج آپ ﷺ کے سر پر سجایا جائے گا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے ایسی دعائیں مانگوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آئے گا اور حکم ہوگا:

ارفع راسک یا محمد سل تعط اشفع تشفع......

مانگ جو کچھ مانگتا ہے دیا جائے گا، جس کے لئے سفارش کریں گے قبول کی جائے گی۔ آپ فرمائیں گے یارب اُمتی اُمتی......

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قرابت نبوی ﷺ کا فائدہ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ قیامت کے دن نفع نہیں دے گا، کیوں نہیں؟ اللہ کی قسم! بے شک میرا رشتہ بدتک ملایا گیا ہے، دنیا میں اور آخرت میں اور بے شک میں اے لوگو! تمہارا پیشوا ہوں گا قیامت کے دن حوض پر، اور بے شک جب تم آؤ گے، ایک آدمی کہے گا: یا رسول اللہ! میں فلاں بن فلاں ہوں اور دوسرا کہے گا: میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں کہوں گا کہ نسب کو تو میں جانتا ہوں، لیکن تم نے میرے بعد نئی نئی باتیں ایجاد کیں اور تم الٹے پاؤں لوٹ گئے تھے''۔

یہ مسند احمد کی روایت ہے، اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کا خطبہ ذکر کیا گیا ہے، اور اس میں دو مضمون ہیں۔

دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کا رشتہ کام آئے گا

پہلا مضمون: یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ قیامت کے دن کام نہیں آئے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ: کیا بات ہے کہ بعض لوگ یوں باتیں کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ قیامت کے دن کام نہیں دے گا۔ حالانکہ میرا رشتہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ملایا گیا ہے۔ جس کو ہم ''صلہ رحمی'' کہتے ہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

''رحم'' کہتے ہیں رشتہ کو اور ''صلہ'' کے معنی ہیں ملانا، رشتہ کو جوڑنا، یا یہ کہ رشتہ کی رعایت کرنا، اس کے حقوق بجالانا، اس کو 'صلہ رحمی'' کہتے ہیں، تو مطلب یہ ہوا کہ میرے رشتے کے حقوق کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رعایت رکھی جائے گی اور ان کو بجالایا جائے گا۔

آپ ﷺ کے رشتہ کے کام نہ آنے کا مطلب

جن حضرات نے یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کا رشتہ قیامت کے دن کام نہیں دے گا، ان کی بات اپنے اعتبار سے ٹھیک تھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے صفا پر خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی تھی، اور اس میں فرمایا تھا کہ "لا اغنی عنکم من اللہ شیئا" یعنی میں قیامت کے دن تمہارے کوئی کام نہیں آؤں گا، اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ: ''اے صفیہ بنت عبدالمطلب! قیامت کے دن میں تیرے کام نہیں آؤں گا''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ: ''اے فاطمہ بنت محمد! جو کچھ مانگنا چاہتی ہے، مجھ سے مانگ، میں دوں گا، لیکن قیامت کے دن میں تیرے کام نہیں آؤں گا''۔ (مشکوٰۃ)

تو اس حدیث شریف کا یہی مقصد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ قیامت کے دن کام نہیں دے گا، اور یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے، لیکن مطلقاً نہیں، بلکہ ایک قید کے ساتھ۔ وہ یہ کہ جو شخص اپنے عمل یا کفر کی وجہ سے مستحق نار ہو، اس کو آنحضرت ﷺ کا رشتہ کوئی کام نہیں دے گا، جو شخص کافر مرا، وہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ دار تھا یا آپ کی فرض کرو اولاد میں سے تھا (نعوذ باللہ) ایمان پر خاتمہ نہیں ہوا، اس کو آنحضرت ﷺ کا رشتہ کوئی کام نہیں دے گا۔

اسی طرح جو شخص بدکردار ہو، اور آنحضرت ﷺ کا رشتہ دار ہو، تو اس کے بارے میں بھی مسئلہ کچھ گڑبڑ ہی ہے، مسلمان ہو، لیکن بدکردار ہو، اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں تو دوسری بات ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص مسلمان ہو اور اپنے طور پر نیکی کی بھی کوشش کرتا ہو، اس کو قیامت کے دن ان شاء اللہ، رسول اللہ ﷺ کا رشتہ کام دے گا۔

صرف نسب سے نہیں ایمان و عمل سے مغفرت ہوگی

یہاں پر دو چیزوں کی اصلاح ضروری ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ایک یہ کہ بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے رشتہ کے معاملہ میں اتنا غلو کیا ہے کہ اس کے بعد وہ کسی عمل کی ضرورت نہیں سمجھتے، اگر سید نہ ہوں تو زبردستی سید بن بیٹھتے ہیں اور شیطان نے یہ پٹی پڑھا رکھی ہے کہ بس تم آل رسول ﷺ ہو، تمہیں عمل کی کیا ضرورت ہے؟ بخشے بخشائے ہو، یہ نہایت غلط بات ہے، اور بہت سے لوگوں میں تو یہ چیز گمراہی کا سبب بنی ہوئی ہے۔

داڑھی منڈے ایرانیوں سے آپ ﷺ کا اعراض

ایران کے سفیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی داڑھی مونڈھی ہوئی تھی، یہ بات ہماری کتابوں میں بھی موجود ہے، "البدایہ والنہایہ" میں اور سیرت کی دوسری کتابوں میں موجود ہے، اور میرا چھوٹا سا رسالہ ہے "داڑھی کا مسئلہ" اس میں بھی میں اپنی کتابوں کے حوالے سے نقل کر چکا ہوں، لیکن یہاں شیعوں سے گفتگو ہو رہی تھی، تو میں نے ملا باقر مجلسی کی کتاب سے یہی واقعہ نقل کیا کہ ایران کے دو سفیر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تھے، یہ اصل میں ایرانی نہیں تھے، بصریٰ کے تھے، جب آنحضرت ﷺ کا گرامی نامہ شاہ ایران پرویز کو پہنچا ہے، تو اس نے بصریٰ کے گورنر کو خط لکھا کہ: میرے پاس (یثرب) مدینہ سے ایک صاحب کا خط آیا ہے اور اس نے میری شان میں یہ گستاخی کی ہے۔ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ دو آدمی بھیجو اور اس کو پکڑ کر لاؤ، گرفتار کر کے لاؤ۔ تو بصریٰ کے گورنر نے دو آدمی بھیجے، جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں مونڈھی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں، جیسے ہمارے ہاں خان صاحبوں کی ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: "ویلکما" تمہارا ناس ہو جائے! یہ تم نے اپنی شکل کیوں بگاڑ رکھی ہے؟ انہوں نے کہا: "قد امرنا ربنا" یعنی کسریٰ ہمارے رب نے یعنی شاہ کسریٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ داڑھی صاف کر کے رکھا کرو اور مونچھیں بڑی بڑی رکھا کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: "لیکن میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کٹواؤں" پھر فرمایا کہ: "میری مجلس سے اٹھ جاؤ، میں تم سے بات نہیں کرتا، میرا نمائندہ تم سے بات کرے گا، بالواسطہ بات کروں گا"۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کسریٰ و پرویز کا قتل

یہ دونوں صاحب واپس آئے کسریٰ کے پاس، گرفتار انہوں نے کیا کرنا تھا، جب انہوں نے کہا کہ ہمیں آپ کو گرفتار کر کے لے جانے کا حکم دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کل جواب دوں گا، اگلے دن آئے تو ارشاد فرمایا کہ: رات تمہارا طاغیہ ختم کر دیا گیا ہے، اس کو اس کے لڑکے شیرو دے نے قتل کر دیا ہے، تو یہ دونوں واپس آئے۔

شاہ بصریٰ کا ایمان لانا

آنحضرت ﷺ نے شاہ بصریٰ کے نام جو شاہ ایران کا گورنر تھا، خط لکھا کہ وہ تو مر دار ہو گیا ہے، میں اللہ کا رسول ہوں، تم ایمان لے آؤ! اور یہ علاقہ تمہارے سپرد رہے گا، تم اس کے گورنر رہو گے، اور اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تمہاری سب کی سب سلطنت ختم ہو جائے گی۔ یہ دونوں قاصد واپس شاہ بصریٰ کے پاس گئے انہوں نے حالات بتلائے، اس نے کرید کرید کر رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کئے اور وہ مسلمان ہو گیا، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ کا گرامی نامہ ملا ہے، میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے تو میں حاضر خدمت ہونے کی بھی کوشش کروں گا۔

آپ ﷺ کی رشتہ داری کے کام نہ آنے پر دلائل

الغرض ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کے معاملہ میں یہ غلو کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف رد عمل ہے، اس کی خشکی، وہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے، اور دلائل بڑے مضبوط پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہے:

"ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک معزز متقی ہے"۔

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی رُو سے رشتہ داری کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اللہ پاک نے خود اصول بیان فرمایا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"کلم بنوا آدم و آدم من تراب" (مجمع الزوائد)

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کسریٰ وپرویز کا قتل

یہ دونوں صاحب واپس آئے کسریٰ کے پاس، گرفتار انہوں نے کیا کرنا تھا، جب انہوں نے کہا کہ ہمیں آپ کو گرفتار کر کے لے جانے کا حکم دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کل جواب دوں گا، اگلے دن آئے تو ارشاد فرمایا کہ: رات تمہارا طاغیہ ختم کر دیا گیا ہے، اس کو اس کے لڑکے شیرو ے نے قتل کر دیا ہے، تو یہ دونوں واپس آئے۔

شاہ بصریٰ کا ایمان لانا

آنحضرت ﷺ نے شاہ بصریٰ کے نام جو شاہ ایران کا گورنر تھا، خط لکھا کہ وہ تو مر دار ہو گیا ہے، میں اللہ کا رسول ہوں، تم ایمان لے آؤ! اور یہ علاقہ تمہارے سپرد رہے گا، تم اس کے گورنر رہو گے، اور اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تمہاری سب کی سب سلطنت ختم ہو جائے گی۔ یہ دونوں قاصد واپس شاہ بصریٰ کے پاس گئے انہوں نے حالات بتائے، اس نے کرید کرید کر رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کئے اور وہ مسلمان ہو گیا، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ کا گرامی نامہ ملا ہے، میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے تو میں حاضر خدمت ہونے کی بھی کوشش کروں گا۔

آپ ﷺ کی رشتہ داری کے کام نہ آنے پر دلائل

الغرض ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کے معاملہ میں یہ غلو کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ردعمل ہے، اس کی خشکی، وہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے، اور دلائل بڑے مضبوط پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہے:

"ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" (الحجرات: ۱۳)

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک معزز متقی ہے"۔

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی رُو سے رشتہ داری کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اللہ پاک نے خود اصول بیان فرمایا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"کلم بنوا آدم و آدم من تراب" (مجمع الزوائد)

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ترجمہ: ''تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں''۔

یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، اللہ اور رسول کا فرمان ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ہے، ہمیں یہ بات محقق طور پر معلوم ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے ہمارے دل میں اس کی کچھ قدر ہوگی یا نہیں؟ یقیناً ہوگی!! مقتضائے عقل ہے، عقل یہی کہتی ہے۔

آنحضرت ﷺ سے محبت کی وجہ؟

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''اللہ سے محبت رکھو، اس لئے کہ وہ تم کو غذا دیتا ہے، اور مجھ سے محبت رکھو اللہ کی محبت کی وجہ سے (کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں)'' (اتحاف)

یہاں پر یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے احسان کا حوالہ نہیں دیا، حالانکہ آنحضرت ﷺ کی ذات عالی کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، لیکن اپنی محبت کے لئے اللہ کی محبت کا حوالہ دیا، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کے ہم پر جو احسانات ہیں، ان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے محبت ہوگی ہی، لیکن یہ اپنے نفس کے لئے ہوگی کہ ہم پر احسان ہے۔

آنحضرت ﷺ کی گستاخی پر غصہ کی وجہ؟ اکابر رحمہم اللہ کا ذوق

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک دفعہ تذکرہ آیا، حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی، مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہم اللہ بلکہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ان سب کے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ استاذ ہیں، تذکرہ آیا، حضرتؒ نے پوچھا کہ: ''میاں! اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، تم لوگوں کو غصہ کیوں آتا ہے؟ کہنے لگے کہ: حضرت! یہ بات بھی کوئی پوچھنے کی ہے؟ غصہ آنا چاہئے! فرمایا: آنا تو چاہئے، مگر میں وجہ پوچھتا ہوں کہ کیوں آتا ہے؟ پھر فرمایا کہ: ہمیں غصہ اس لئے آتا ہے کہ ہمارے رسول کی گستاخی کر رہے ہیں، تو اپنی طرف نسبت ہوگی، یہ تو اخلاص نہ ہوا، غصہ اس لئے آنا چاہئے کہ اللہ کے رسول کو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہہ رہے ہیں، اور پھر فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ کی شان میں کوئی آدمی ایسا لفظ کہے تو ہمیں غصہ آتا ہے، گر ایسا ہی غصہ ہمیں دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و بے ادبی سن کر آئے تو پھر یہ دلیل ہے اخلاص کی ہے، اور اگر دوسرے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں تو سن کر کوئی غصہ نہیں آتا، اپنے نبی کے بارہ میں سن کر غصہ آتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بھی پارٹی بازی ہوئی، اخلاص تو نہ ہوا۔ بہت ہی دقیق بات ہے۔

آنحضرت ﷺ کے احسانات

تو میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے بے شمار احسانات ہیں، ہمارا ایک ایک بال آنحضرت کے احسانات میں جکڑا ہوا ہے، اور یہ راز ہے کہ جب ہم "التحیات" پڑھتے ہیں، "التحیات" میں بیٹھتے ہیں (پہلے قعدہ میں) تو حکم ہے کہ "عبدہ ورسولہ" پڑھ کر اٹھ جاؤ، ابھی تمہارے ذمہ کچھ کام باقی ہے، لیکن گر آخری قعدہ ہو تو "التحیات" پڑھ کر پھر درود شریف پڑھو، اور پھر دعائیں پڑھو، مانگو کیا مانگتے ہو؟ تم نے اللہ کی عبادت کر لی، اللہ کو سجدہ کر لیا، اللہ سے تعلق قائم کر لیا، اللہ کی بارگاہ سے رخصت ہو رہے ہو، "السلام علیکم ورحمة اللہ" کہہ کر نماز سے باہر نکل رہے ہو، گویا کمرے سے باہر جا رہے ہو، اب ذرا اطمینان سے بیٹھو، مانگو کیا مانگنا چاہتے ہو؟ بولو! اللہ میاں تم سے پوچھ رہے ہیں: کیا مانگتے ہو؟ اب مانگ لو جو مانگنا ہے، میری عبادت تو عبادت ہی کیا ہے، پوری کائنات کی عبادت وہ اللہ کے لئے ہے، "التحیات للہ والصلوات والطیبات" تحیات کا معنی زبانی عبادتیں، صلوات کا معنی بدنی عبادتیں، اور طیبات کا معنی مالی عبادتیں، یہ سب اللہ کے لئے ہیں، نظر پڑی اوہ! آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں، وہی تو پکڑ کر لائے تھے ہمیں اللہ کے دربار میں، کہ چلو، اللہ کے دربار میں پہنچو، بے ساختہ ہماری زبان سے نکلا:

"السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته"

اور پھر آنحضرت ﷺ کے طفیل میں

"السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین"

سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ: "جب تم کہو گے:

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

"السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین" تو اللہ کے جتنے نیک بندے ہیں آسمان میں یا زمین میں زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں، سب کو سلام پہنچ جائے گا" (صحیح مسلم) یہ چھوٹا سا لفظ سب کو پہنچ جائے گا، سب کو حصہ مل جائے گا، اب اپنی بندگی کا اقرار کیا: "اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمداً عبدہٗ ورسولہ" یہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، اپنی عبدیت کا اقرار کیا اور بیچ میں رسول اللہ ﷺ بھی آ گئے تھے، حضور ﷺ کو بھی سلام کر دیا، اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کے طفیل میں باقیوں کو بھی محروم نہیں رکھنا چاہئے، لہٰذا تمام نبی، صحابی، تابعی، اولیاء، اتقیاء اور آسمان والے، زمین والے سب کو شامل کر کے کہہ دیا: "السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین" اندازہ کرو کیسے جامع الفاظ رکھے گئے ہیں نماز میں، معمولی نہیں ہیں۔

اب اس کے بعد عبدیت کا اقرار کر لیا، اللہ کی حمد وثنا کر لی، تمہیں مانگنا ہے اللہ تعالیٰ سے، اس لئے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھو۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص یہ چاہے کہ ہم پر یعنی آل محمد ﷺ پر پیمانہ بھر کر درود بھیجے، بھرے ہوئے پیمانہ سے، بڑے سے بڑا پیمانہ اور وہ بھی بھر کر، اس کو چاہئے یہ درود ابراہیمی پڑھے۔" اب تم نے درود شریف پڑھ لیا، اب مانگو جو مانگنا ہے، لیکن یاد رکھو کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ غافل اور لہو ولعب میں مبتلا دل کی دُعا کو قبول نہیں فرماتے ہیں" (مشکوٰۃ)

زبان سے کہہ رہے ہو، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کہاں پھر رہے ہو؟ تم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہو، اللہ کی طرف متوجہ ہو، مانگو کیا مانگنا ہے؟ مگر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر مانگو، غفلت کیساتھ نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ چن چن کر جامع دُعائیں کیا کرتے تھے، اور یہ جو دوسری دُعائیں ہوتی تھیں اس کو چھوڑ دیا کرتے تھے" (مشکوٰۃ)

جامع دُعائیں کرو (تو خیر یہ درمیان میں بات آئی تھی)

التحیات میں آپ ﷺ کے تذکرہ کی حکمت!

میں نے یہ عرض کیا کہ "التحیات" میں رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ لانے کا کیا مطلب

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے؟ اس کا راز بزرگ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ کی حمد وثنا کر رہے تھے کہ اچانک نظر پڑی رسول اللہ ﷺ پر اوہ! ہمارا ہاتھ پکڑ کر تو آپ لائے ہیں، بڑی قدرناشناسی ہوگی، بڑی بے مروتی ہوگی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کریں اور رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ نہ ڈھونڈیں اور آپ کا تذکرہ نہ کریں اور آپ کو سلام بھی نہ کریں، اس لئے بے ساختہ کہا: "السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته" حالانکہ کسی کے ساتھ بات کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، نماز میں بھی صرف اللہ سے بات ہوتی ہے کسی اور سے نہیں، مگر یہاں رسول اللہ ﷺ سے بات کردی، اس لئے کہ یہ بات اس جہاں کی نہیں ہو رہی، یہ بات بارگاہ الٰہی کی ہو رہی ہے، اس وقت گویا معنوی طور پر آپ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں محو ہیں، درمیان میں کوئی نہیں، ترجمان نہیں ہے، آپ خود باتیں کر رہے ہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ وہاں پہلے سے تشریف فرما ہیں اور ہمارے محسن ہیں، لازم ہوا کہ ان کا تذکرہ کیا جائے اور ان کو بھی یاد کیا جائے اور ان کو بھی سلام ہو۔

میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، لیکن آپ ﷺ ان احسانات کا حوالہ نہیں دیتے، بلکہ حوالہ کیا دیتے ہیں کہ مجھ سے محبت رکھو، اللہ کی محبت کی وجہ سے، اس لئے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میری آل سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے۔

قرابت نبوی ﷺ کی پاسداری

صحیح بخاری شریف میں (غالباً ج:۱ص:۵۲۶) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقولہ نقل کیا گیا ہے، انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اپنے اہل قرابت سے زیادہ محبت ہے"۔

یہ مؤمن کا ایمان ہے، اور اسی صفحہ پر امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ:

"آنحضرت ﷺ کی آل کے معاملہ میں حضور ﷺ کا لحاظ رکھا کرو"۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں، تو آنحضرت ﷺ کا لحاظ رکھنا یہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بڑی بے مروتی کی بات ہے، ادھر اگر غلو ہے تو ادھر کوتاہی ہے۔

گناہ گار سید...... بھی قابل احترام ہے

ہمارے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ: "بھائی! سید اگر گناہ گار ہو تب بھی واجب الاحترام ہے" حضرتؒ نے عجیب مثال دی، فرمایا کہ: اگر کوئی قرآن کریم کا نسخہ غلط چھپ گیا ہو تو اس کو پڑھنا تو جائز نہیں، مسجد میں تو نہ رکھیں گے، کیونکہ لوگ غلط پڑھیں گے، بے چارے انجان ہیں، لیکن اس کی بے ادبی بھی جائز نہیں، بلکہ ادب کے ساتھ اس کو دفن کروادیں گے۔ فرمایا کہ سید اگر غلط راہ ہو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے، اس کے پیچھے مت چلو، لیکن توہین بھی درست نہیں۔ کیونکہ نسبت رسول ﷺ سے ہے۔ تو آنحضرت ﷺ کا رشتہ اور آپ کا تعلق یہ دنیا میں بھی کام دیتا ہے اور آخرت میں بھی کام دے گا، ان شاء اللہ!

نکاح ام کلثومؓ سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے، آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ خلفاء ثلاثہ: حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ان کا رشتہ آنحضرت ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو وہ ہے جو خون اور گوشت کا رشتہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "هما بمنزلة سمعي وبصري" یہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میرے کان اور آنکھیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے عقد کیا تھا، اور ان سے حضرت کے صاحبزادے زیدؓ بن عمرؓ پیدا ہوئے۔

ام کلثومؓ سے نکاح عمرؓ کی وجہ؟

غرض یہ کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا، فرمایا کہ: لوگو! مجھے تم جانتے ہو، میں بوڑھا ہو گیا ہوں، موت کے قریب ہوں، مجھے شادی کی ضرورت نہیں، مجھے بیوی کا شوق نہیں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے، آپ نے بھی سنا ہے:

"تمام کے تمام رشتے اور تمام کے تمام علاقہ نسبی رشتہ ہو یا دامادی رشتہ ہو، یعنی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بیوی کی طرح سے جو رشتے آتے ہیں، یہ سارے کے سارے کٹ جائینگے سوائے میرے رشتہ کے" (مجمع الزوائد)

تو میں چاہتا ہوں کہ میرا رسول اللہ ﷺ سے رشتہ رہے، صرف یہ لالچی ہے تو قیامت کے دن بھی رسول اللہ ﷺ کے رشتہ کا لحاظ رکھا جائے گا، اور لحاظ رکھنا بھی چاہئے، اس لئے مطلقاً نفی کرنا غلط ہے، اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ کے یہ تعلق والے ہیں، ان سے محبت رکھنا، ان کا اکرام کرنا آنحضرت ﷺ کی وجہ سے لازم ہے، خاتون جنت آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اکرام لازم ہے۔

حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں

حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، حضرت زینبؓ یہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئی تھیں۔ حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن یکے بعد دیگرے دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں، اور اسی بناء پر ان کو "ذوالنورین" کہا جاتا ہے، یعنی دونوروں والے۔

حضرت عثمانؓ سے آپ ﷺ کی محبت

جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: عثمان! یہ جبرائیل کھڑے ہیں (حضور ﷺ کو نظر آرہے تھے ان کو نہیں) اور مجھے کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے ام کلثوم کا عقد کردوں، اسی مہر پر جس مہر پر رقیہ کا عقد کیا تھا۔ وہ عقد اللہ کے حکم سے ہوا، جبرائیل امین کی آمد سے ہوا، وحی سے ہوا، اور جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی حضور ﷺ کی زندگی ہی میں انتقال ہوا گیا تو آنحضرت ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ: "عثمان کی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے۔ لوگوں سے کہا کہ عثمان کو اپنی لڑکیاں دو، اللہ کی قسم! اگر میرے پاس اور لڑکی ہوتی تو وہ بھی عثمان سے بیاہ دیتا، وہ مرجاتی اور لڑکی ہوتی تو وہ عثمان سے بیاہ دیتا۔ ان کو کیا کمی تھی، یہ صرف حضور ﷺ نے اظہار محبت فرمایا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فاطمہ، علی اور حسنین رضی اللہ عنہم ہمارے اکابر ہیں

بہر حال ہمارے بہت سے سنی مسلمان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وہ اکرام نہیں کرتے، جیسا کہ کرنا چاہئے، یہ تو ہمارے اکابر ہیں، حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہمارے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں، ان کا دعویٰ محبت غلط ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے ہیں، عیسائیوں کے نہیں، عیسائیوں کا دعویٰ غلط ہے۔

ہمارے دل کا سرور

اسی طرح حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم اور دوسرے بزرگ جن کو یہ حضرات "ائمہ معصومین" کہتے ہیں، وہ ہمارے اکابر ہیں، آنکھوں کا نور، دل کا سرور، ایمان کا جزو اور ان کی محبت عین ایمان ہے۔

حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کے فضائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہوں گے" (مشکوۃ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ:

"وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں، اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت رکھتے ہیں"۔ (مشکوۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارہ میں فرمایا کہ "مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور مجھ سے صرف منافق بغض رکھے گا" (مشکوۃ)

اہل بدعت کو حضور ﷺ منہ نہیں لگائیں گے

- اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک دوسری بات ارشاد فرمائی کہ قیامت کے دن تم آؤ گے اور اپنا تعارف کراؤ گے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں، میں کہوں گا کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ تم فلاں بن فلاں ہو، نسب کو تو میں بھی جانتا ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ تم نے میرے بعد دین بدل دیا تھا، بدعات ایجاد کر دی تھیں اور تم کفر کی طرف لوٹ گئے تھے، اس کا کیا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

علاج ہے؟ یہ بات ارشاد فرمائی کہ آنحضرت ﷺ حوض کوثر پر ہوں گے اور تمام لوگ اپنی پیاس کا علاج کرنے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن اہل بدعت کو حضور ﷺ منہ نہیں لگائیں گے، کیوں؟ خود فرمایا، صحیح بخاری، باب الحوض کی حدیث میں ہے کہ: کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، "ثم لیختلجن دونی" فرشتے ان کو میرے آنے تک روک دیں گے کہ تم نہیں جا سکتے ہو، میں کہوں گا کہ یہ میرے لوگ ہیں! فرمایا جائے گا کہ: "انک لا تدری ما احدثوا بعدک" آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا، کیا ہے؟ اور کیا کیا بدعات گھڑی تھیں، تو میں کہوں گا کہ "فسحقا! سحق! لمن غیر بعدی" (بخاری) پھٹکار! پھٹکار! ان لوگوں پر جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔

دین کو نہ بدلو!

حضور ﷺ کے دین کو نہ بدلو، حضور ﷺ کا دین جیسا آ رہا ہے اس کو ویسے ہی آگے چلنے دو، لوگ ہمیں مشورہ دیتے ہیں کہ: جی! ''اجتہاد'' سے کام لینا چاہئے۔ ''اجتہاد'' کا معنی دین کو بدلو، لاحول ولاقوۃ الا باللہ! خیر اس وقت اس پر گفتگو کرنے کا موقع نہیں، میرے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ دین کو اسی طرح چلنے دو، دین تو کسوٹی ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ہے؟

دین بدلنے والوں پر اللہ کے نبی نے پھٹکار کی ہے

حضرت محمد ﷺ کے دین کو اسی طرح چلنے دو، اس میں کوئی تغیر و ترمیم مت کرو، اس میں بدعات کی پیوندکاری نہ کرو، باقی بھائی آپ مجھے دیکھتے ہیں کہ میں دین پر صحیح عمل نہیں کر رہا تو میں گناہگار ہوں، آپ صحیح عمل نہیں کر رہے تو آپ گناہ گار ہیں، گناہ گار تو ہم سارے ہی ہیں، دین پر عمل نہیں ہو رہا تو گناہ گار ہیں، مگر اللہ کے لئے دین کو تو چلنے دو، آنحضرت ﷺ نے گناہگاروں پر پھٹکار نہیں فرمائی، ان کے لئے فرمایا کہ: "شفاعتی لاھل الکبائر من امتی" (مشکوۃ) میری شفاعت ملے گی میری امت کے اہل کبائر کو جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہو کر آئے، ان کو بھی حضور ﷺ کے دامن میں پناہ ملے گی، لیکن جو دین کو بدلنے والے ہیں، ان کو کہیں گے پھٹکار! پھٹکار! اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، آمین ثم آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمن الرحیم O

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا.

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ.

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالتؐ کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسمِ سیاست کا فسوں
اک فقط نامِ محمدؐ سے محبت کی ہے

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام! علمائے کرام! گلزار صادق بہاول پور میں...... یہ عظیم الشان بنات رسول کانفرنس جو آج گیارہ مئی ۱۹۹۴ء میں...... سپاہ صحابہ کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

زیر اہتمام منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں آپ حضرات کی ہزاروں کی تعداد میں شرکت باعث سعادت ہے اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ حضرات نے انتہائی نظم وضبط کے ساتھ اور انتہائی اطمینان اور عافیت کے ساتھ اس عظیم الشان جلسہ عام کی تیاری کی ہے۔ میں سپاہ صحابہ بہاول پور کو اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

میرے بھائیو! جیسا کہ کانفرنس کا عنوان ہے...... بنات رسول کانفرنس...... آپ حضرات کو میری عادت کا اور مزاج کا علم ہے...... کہ میں اشتہار میں دیے ہوئے عنوان پر ہی گفتگو کرنا پسند کرتا ہوں۔ تو اس لئے ہم آج مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا تذکرہ کریں گے۔ پیغمبرؐ کے خاندان کا تذکرہ کریں گے...... اور حضور علیہ السلام کی ان چہیتی صاحبزادیوں کا تذکرہ کریں گے...... کہ جن کو گود میں بٹھا کر پیغمبرؐ پیار کیا کرتے تھے...... جن میں بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ جب فوت ہوئی...... تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قبر پر کھڑے ہو کر روتے ہوئے دیکھا گیا......۔

پردے کی آیتوں پر عمل

میرے بھائیو! قرآن پاک کا فیصلہ ہے...... اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے......

یاآیہا النبی...... اے نبیؐ!

قل لازواجک...... اپنی بیویوں سے کہو......

یہ پردے کی آیتیں ہیں، جو قرآن کے بائیسویں پارے میں ہیں کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں سے کہو،

وبناتک...... اور اپنی بیٹیوں سے کہو......

اگر بیٹی ایک ہوتی تو بیٹیوں کا لفظ نہ بولا جاتا...... یہ قرآن کی نص ہے۔ کہ نبی کی ایک بیٹی نہیں، اے پیغمبرؐ! اپنی بیویوں سے کہو اور اپنی بیٹیوں سے کہو......

یہاں یہ بھی سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ پوری کائنات انسانی میں تمام مسلمان عورتیں رسول اللہ کی بیٹیاں ہیں...... لیکن اللہ نے ان کا علیحدہ ذکر کیا...... فرمایا......

ونسآء المومنین......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور پوری امت کی عورتوں سے کہو کہ...... جب گھروں سے باہر نکلا کریں اپنے
چہروں کو ڈھانپ لیا کریں۔

یدنین علیھن من جلابیبھن...... اپنے چہروں پہ پردہ کرلیا کریں۔

یہ پردے کی آیتیں ہیں، ان آیتوں کے اترنے کے بعد...... صحابہ کرامؓ میں کسی عورت نے منہ کھول کر بازار کو نہیں دیکھا......۔

سرور کائنات کی صاحبزادیوں کے نام

میرے بھائیو! قرآن کی اس نص نے...... دلالت نے...... یہ بات واضح کر دی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی ایک بیٹی نہیں...... نبی کی بیٹیاں ایک سے زیادہ ہیں اور پیغمبر علیہ السلام کی بے شمار احادیث ہیں...... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں، چار صاحبزادیوں میں......

ایک صاحبزادی حضرت زینبؓ ہے......!

اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہؓ ہے......!

ایک صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ ہے...... !

اور ایک صاحبزادی حضرت فاطمہؓ ہے......!

یہ پیغمبر علیہ السلام کی چار صاحبزادیاں ہیں، یہ رسول اللہ کا خاندان ہے، پیغمبر علیہ السلام کے جگر کے ٹکڑے ہیں، گوشۂ جگر، گوشہائے پیغمبر ہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی محبت ہے، بڑا پیار ہے۔ لیکن ایک ایسا طبقہ ہے...... کہ جنہوں نے...... پیغمبر کی بیٹیوں کو دوسروں کی بیٹیاں کہا...... کہ نبی کی ایک بیٹی ہے...... باقی تین بیٹیاں (نعوذ باللہ) نبی کی نہیں ہیں، بلکہ کیا کہا......! کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے...... جو پہلے خاوند تھے...... ابوہالہ...... یہ ان کی لڑکیاں ہیں۔

بہاولپور کے مسلمانو! جو تمہاری بیٹی ہو وہ تو تمہاری کہلائے...... لیکن تیرے رسولؐ کی بیٹیاں اس ملک میں لاوارث ہوگئیں......؟ کہ وہ غیروں کی بیٹیاں کہلائیں۔ میری بیٹی ہو...... اسے کوئی دوسرا اپنی حقیقی بیٹی نہیں کہہ سکتا...... قرآن کہتا ہے......

ادعوھم لآباءھم...... اولادوں کو ان کے باپ کے ساتھ پکارو۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

زینبؓ بنت محمدؐ کہیں گے......رقیہؓ بنت محمدؐ کہیں گے......ام کلثومؓ بنت محمدؐ کہیں گے......اور فاطمہؓ بنت محمدؐ کہیں گے......۔

طیب رسولؐ کی طیبہ بیٹیاں

میرے بھائیو!...... نبیؐ کی بیٹیاں عظمت والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں رفعت والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں بلندی والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں کمالات والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں راتوں کو جاگنے والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں چکی پیسنے والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں ساری رات مصلے پہ رونے والیاں ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں تہجد گزار ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں سیرتِ پیغمبرؐ کی شاہکار ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں پیغمبرؐ کی عظمت کی آئینہ دار ہیں! نبیؐ کی بیٹیاں رسول اللہ ﷺ کی تہجد اور پیغمبرؐ کی آہ وزاری کا نمونہ ہیں!...... نبی ﷺ کی بیٹیاں عظمت والی، رفعت والی، بلندی والی...... پیغمبرؐ کی کوئی بیٹی ایسی نہیں ہے کہ جس کے دامن پہ کوئی داغ ہو،...... پوری کائنات کے ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ زینبؓ بھی بے مثال، رقیہؓ بھی بے مثال، ام کلثومؓ بھی بے مثال، فاطمہؓ بھی بے مثال......!!

نبیؐ کی صاحبزادیوں کے اسماء کے معانی

حضور علیہ السلام کی زینبؓ سب سے بڑی صاحبزادی ہے، زینبؓ کا معنی ہے...... استغفار کرنے والی، لغت میں زینبؓ حالانکہ اسم جامد ہے...... اور اسم ہے، لیکن بعض علماء نے کہا ہے...... کہ یہ زینب عبارت ہے۔ اس بات سے کہ استغفار کرنے والی! جو گناہ سے بچنے کا عہد کرے...... زینبؓ کا معنی استغفار والی...... اور......

رقیہؓ کا معنی خاوند کی خدمت کرنے والی! اور......

ام کلثومؓ کا معنی ہے بچوں کی تربیت کرنے والی! اور......

فاطمہؓ کا معنی ہے دوزخ سے آزاد ہونے والی!

نبیؐ کی بیٹیاں بے مثال ہیں۔ میں تو پیغمبرؐ کی صاحبزادیوں کی سیرت کو دیکھتا ہوں......تو میں ششدر اور حیران رہ جاتا ہوں کہ ایسی سیرت اور کہاں ہوگی......!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت فاطمہؓ کی وفات کے وقت آخری وصیت

فاطمۃ الزہراءؓ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت علیؓ پریشان تھے...... تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا علیؓ! جب میرا جنازہ اٹھے تورات کے وقت اٹھانا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا...... فاطمہؓ! تو نبی کی لخت جگر ہے...... اور حضورؐ نے فرمایا کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں...... کہ جو آدمی ان جنازوں میں شریک ہو وہ بخشا جاتا ہے۔ کچھ جنازے ایسے ہوتے ہیں...... کہ پڑھنے سے میت بخشی جاتی ہے اور کئی جنازے ایسے ہوتے ہیں کہ میت تو بخشی ہوئی ہوتی ہے...... لیکن پڑھنے والا بخشا جاتا ہے۔

فاطمہؓ! تیرا جنازہ ایسا کہ پڑھنے والے بخشے جائیں گے...... اس لئے تورات کو جنازہ اٹھانے کا کہتی ہے، تو چکوک اور گاؤں کے لوگ کیسے آئیں گے...... ؟ فاطمہؓ نے جواب دیا کہ اے علیؓ! تیری بات ٹھیک ہے کہ چکوک کے لوگ نہیں آسکتے...... لیکن میں وہ فاطمہؓ ہوں کہ جس کے چہرے کو یا مصطفیٰؐ نے دیکھا ہے...... یا مرتضیٰؓ نے دیکھا ہے...... فاطمہؓ نے فرمایا میں چاہتی ہوں کہ میرا جنازہ اٹھے تو رات کو اٹھے...... جس طرح میرے چہرے پہ کسی نے نظر نہیں ڈالی...... اس طرح میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پہ بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

او فاطمہؓ کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کرنے والو! تمہاری عورتوں نے تو کبھی پردہ ہی نہیں کیا، کس فاطمہؓ کی بات کرتے ہو...... ؟ کس فاطمہؓ کا نام لیتے ہو...... ؟ کس فاطمہؓ کا احترام کرتے ہو...... ؟

میرے بھائیو! صرف حضرت فاطمہؓ پر ہی بہت لمبی گفتگو ہو سکتی ہے، لیکن میں آپ کو پیغمبرؐ کی چاروں صاحبزادیوں کے بارے میں کچھ باتیں عرض کروں گا۔

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ ہیں...... حضرت زینبؓ کا نکاح حضور علیہ السلام کی بیوی حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھانجے...... حضرت قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی سے ہوا اور حضرت زینبؓ کے بطن سے تین بچے پیدا ہوئے...... جن میں دو لڑکے تھے اور ایک لڑکی...... سب سے بڑا لڑکا تھا، لڑکے کا نام حضرت زینبؓ نے علی رکھا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خانہ کعبہ میں بت گرانے والا علیؓ کون تھا......؟

یہ علیؓ کون تھا......؟ حضور علیہ السلام کا نواسہ...... حضورؐ کے سب سے بڑے نواسے کا نام علی بن ابوالعاصؓ ہے۔ یہ پیغمبرؐ کے سب سے بڑے نواسے ہیں...... علامہ بلاذری نے لکھا ہے...... یہ وہ علیؓ ہے کہ جو علیؓ...... حضور علیہ السلام جب خانہ کعبہ کے بت گرانے کے لئے گئے...... تو یہی علیؓ پیغمبرؐ کی سواری پر سوار تھا۔ جسے بخاری شریف نے صرف یہ کہا کہ ایک ردیف تھا، ردیف اس بچے کو کہتے ہیں کہ جو کسی سواری پر پیچھے سوار ہو، اسے عربی میں ردیف کہتے ہیں۔ پیغمبرؐ جب مدینہ سے چلے...... تو ایک سات سال کا بچہ پیغمبرؐ کی سواری پہ تھا...... نام نہیں لکھا، نام بلاذری نے لکھا...... یا طبقات ابن سعد میں امام محمد بن سعد نے لکھا...... کہ وہ علی پیغمبر کا سب سے بڑا نواسہ تھا۔ لیکن آپ کے دشمن نے اس نواسے کا ذکر اس لئے نہیں کیا...... اگر وہ نواسہ نبی کا یاد رہتا تو نبی کی بیٹی زینبؓ کو بھی یاد رکھنا پڑتا۔ اس لیے آپ سے وہ نواسہ بھلا دیا۔ نام نہیں تاریخ میں لکھا گیا۔ حالانکہ یہ پیغمبرؐ کا پہلا نواسہ تھا۔ حضورؐ کی سواری پہ سوار تھا۔ جب حضورؐ خانہ کعبہ کے بت گرانے لگے...... تو اس نواسے علی بن ابوالعاص کو...... اپنے کندھے پر پیغمبرؐ نے بٹھایا اور اس علی نے پیغمبرؐ کے کندھوں پر بیٹھ کر...... ایک چھڑی کے ساتھ خانہ کعبہ میں...... تین سو ساٹھ بت گرائے...... تو تین سو ساٹھ بت گرانے والا علی...... چوتھا خلیفہ نہیں تھا۔ پیغمبرؐ کا پہلا نواسہ تھا۔ تو حضور علیہ السلام کی سب سے بڑی صاحبزادی کا نام زینبؓ ہے اور حضرت زینبؓ کے دو بڑے فضائل ہیں...... صرف حضرت زینبؓ پر ہی ساری رات تقریر ہو سکتی ہے۔

علی بن ابوالعاصؓ نواسۂ رسول ﷺ کی شہادت

میری بات سنیں! دو چار باتیں میں کہنا چاہتا ہوں ان پہ غور کریں...... تو یہ علی بن ابوالعاصؓ حضورؐ کے سب سے بڑے نواسے تھے۔ مورخین نے لکھا ہے...... کہ اس علیؓ کی شہادت جنگ یرموک میں ہوئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور کے آغاز میں...... ایک جنگ ہوئی...... جس میں دو دفعہ حملہ ہوا۔ ایک صدیق اکبرؓ کے دور میں...... ایک فاروق اعظمؓ کے دور میں...... تو فاروق اعظمؓ کے دور میں جو جنگ یرموق ہوئی...... اس جنگ میں یہ علی بن ابوالعاصؓ شہید ہوئے...... ان کی بڑی خدمات ہیں۔ یہ علی بن ابوالعاصؓ اس جنگ میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہید ہوئے تو حضورؐ کے یہ سب سے بڑے اور پہلے نواسے تھے، اور دوسرا بچہ حضرت زینبؓ کا نام رکھے بغیر فوت ہوگیا..... دو بچے ہو گئے ..... اور تیسری بچی پیدا ہوئی..... جس کا نام حضرت زینبؓ نے امامہ رکھا۔ اسی امامہ کی وجہ سے قاسم ابوالعاصؓ ابن ربیع اموی کو ابوامامہ بھی کہا جاتا ہے۔ تو امامہ کی وجہ سے ان کی کنیت تبدیل ہوگئی۔

امامہ کون تھی......؟

یہ امامہ کون سی امامہ ہے ...؟ توجہ کریں! حضور علیہ السلام جس وقت بدر کا مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے..... تو حضورؐ کی گود میں ایک بچی بیٹھی تھی اور غنیمت کے مال میں ایک ہار آیا..... اور وہ ہار کس کا تھا ...؟ وہ ہار قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی کے سامان سے آیا تھا اور قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی حضورؐ کے داماد تھے۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اسلام کے اندر جو غیر مسلموں سے نکاح کی آیتیں ہیں..... اس کے اترنے سے پہلے ان کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہو چکا تھا اور جنگ بدر میں وہ کافروں کی طرف سے تھے..... اور جب ان کا سامان غنیمت میں آیا ... اور سامان کھولا گیا..... تو اس سامان میں وہ ہار بھی آیا..... جو ہار رسول اللہ نے اپنی بیٹی زینبؓ کو شادی میں دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہؐ رو پڑے، اس ہار کو دیکھ کر پیغمبر کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے..... حضورؐ نے فرمایا..... صحابیو! اگر اجازت دو تو میں اپنی بیٹی کا ہار اس امامہ کے گلے میں ڈال دوں، چنانچہ حضرت امامہ کے گلے میں وہ ہار ڈالا گیا..... اور یہ امامہ رسول اللہ کی گود میں کھیلتی رہی۔ یہ امامہ کون تھی.....؟ میں آپ کو اس کا ایک ایسا تعارف کراتا ہوں..... کہ جس سے یہ امامہ آپ کو کبھی بھول نہیں سکتی..... حضرت فاطمہؓ کی وفات کا جب وقت آیا..... تو حضرت علیؓ رو پڑے..... مشکل کشا بھی رویا کرتا ہے.....؟ اور جس کے لئے یا علی مدد! کا لفظ لکھتے ہو..... جس سے مدد مانگتے ہو، وہ خود بھی رویا کرتا ہے.....؟ تو حضرت علیؓ فاطمۃ الزہراءؓ کی بیماری پر روئے۔ ساری کتابوں میں یہ واقعہ ہے۔ یہ نہیں کہ فلاں کتاب میں نہیں ہے، ہر کتاب میں ہے..... ! کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے سرہانے بیٹھ کر روئے تھے اور کہتے تھے کہ فاطمہؓ! تیرے سے اچھی کوئی عورت مجھے نہیں ملے گی، اگر تو دنیا سے چلی گئی تو میرا کیا بنے گا.....؟ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا..... علیؓ! میری وفات ہو جائے تو ایک ایسی لڑکی کی نشاندہی میں کرتی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں..... کہ میری وفات کے بعد اس سے شادی کرنا..... وہ تیری خدمت میری طرح کرے گی تو حضرت علیؓ نے فرمایا..... وہ کون سی لڑکی ہے.....؟ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا..... وہ میری بھانجی ہے، میری بہن زینبؓ کی لڑکی امامہ ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد..... حضرت علیؓ کی شادی پیغمبر کی نواسی امامہ کے ساتھ ہوئی۔

امامہ کے بطن سے علی المرتضیٰؓ کی اولاد

جن کے بطن سے دو بچے پیدا ہوئے..... گویا کہ حضرت علیؓ کے ہاں دو بچے زید ابن علیؓ اور یحییٰ بن علیؓ یہ امامہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ شیعوں سے پوچھئے..... کہ شیعو! اگر بیٹی پیغمبر کی ایک تھی..... تو امامہ جو علیؓ کی دوسری بیوی تھی..... اس کی ماں کون تھی.....؟ اس کی نانی کون تھی.....؟ اس کا نانا کون تھا.....؟ اس کا ابا کون تھا.....؟

بتاؤ شیعو! اگر بیٹی پیغمبر کی ایک فاطمہؓ تھی..... تو امامہ کس کی بیٹی تھی.....؟ حضرت علیؓ کی دوسری بیوی پیغمبر علیہ السلام کی بیٹی زینبؓ کی لڑکی ہیں۔ اس رشتے سے شیر خدا کو کیا ملا؟ توجہ کریں.....! حضور کی ایک بڑی بیٹی زینبؓ..... اور چھوٹی بیٹی فاطمہؓ..... تو علی المرتضیٰؓ کے لئے بڑی بیٹی ماں بنی..... کیونکہ ساس ماں ہوتی ہے.....! پیغمبر کی بڑی لڑکی علیؓ کی ماں بنی نبی کی چھوٹی لڑکی علیؓ کی بیوی بنی..... علیؓ کی بیوی کو یاد رکھتے ہو، ماں کو بھلاتے ہو.....؟ زینبؓ علیؓ کی ماں لگتی ہے!

زینبؓ کی فضیلت میں ساقیٔ کوثر کا بیان:

اور ایک حدیث مجھے یاد آئی ہے..... حضرت زینبؓ کی فضیلت میں رسول اللہؐ نے فرمایا:

خیر البناتی زینب اصیبت فیّ

پیغمبر کی حدیث ہے..... کہ میری بیٹیوں میں سب سے بہترین بیٹی زینبؓ ہے۔

اصیبت فیّ..... جس کو میری وجہ سے تکلیف دی گئی جس کو میری وجہ سے مارا گیا۔

حضرت فاطمہؓ کے بارے میں ختم الرسلؐ کا فرمان

خیر البناتی..... ایک بات ہے۔ آپ کو بھی چلو معلوم ہو جائے..... یہ علمی بات ہے۔ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا.....

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

افضل البناتی فاطمہ......

کہ فاطمہ میری بیٹیوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے۔

لیکن زینبؓ کے بارے میں فرمایا......

خیر البناتی زینب......

کہ سب سے بہترین بیٹی زینبؓ ہے۔اب دو لفظ فرمائے......ایک افضلیت ملی فاطمہؓ کو......خیریت ملی زینبؓ کو......افضلیت فاطمہؓ کو ملی لیکن خیر ہونا یعنی سب سے بہترین ہونا......یہ زینب رضی اللہ عنہا کو ملا۔

خیریت متعدی اور افضلیت لازمی ہے

اور خیریت جو ہوتی ہے......یہ متعدی ہے، کیا مطلب......؟ یعنی ایسی بھلائی جو دوسروں تک پہنچے اور افضلیت لازمی ہے......ذاتی ہے۔یعنی فاطمہؓ کو جو فضیلت حاصل ہے......وہ ان کی ذات میں خاص ہے اور جو زینبؓ کو بھلائی ہے......وہ امت تک خاص ہے اور کیسے خاص ہے......؟ توجہ کریں! کہ حضرت زینبؓ کی وجہ سے ان کے بیٹے جو علی بن ابوالعاصؓ تھے......علی بن ابوالعاصؓ نے کعبے کے بت گرائے تو یہ بھلائی حضرت زینبؓ کی طرف سے آئی تھی اور علی کے راستے سے......پوری کائنات کے......مسلمانوں تک پہنچی......کہ ان کا بیٹا کعبہ کے بت گرا رہا ہے۔ اور دوسری بھلائی کہ امامہ علی المرتضیٰؓ کے گھر میں آئی، تو امامہ کے راستے سے یہ بھلائی آگے آئی اور امامہ علی المرتضیٰؓ کی بیوی بنی......تو گویا کہ جو بھلائی......پیغمبر کی بیٹی زینب کی طرف سے آئی اور آگے تک پہنچی......اور پوری دنیا تک پھیلی......۔

اب دیکھیں پیغمبر کی بیٹیاں کتنی ہوئیں؟ چار! نواسے ابھی دو ہوئے اور تیسری نواسی امامہ......یہ زینبؓ کی بچی ہے اور دوسری حضورؐ کی بیٹی ہے رقیہؓ!

سیدہ زینبؓ کی اور فضیلت

حضرت زینبؓ کی یہ بھی فضیلت ہے......کہ زینبؓ جب فوت ہوئی تو رسول اللہ زینبؓ کی قبر پر اترے......اور پیغمبرؐ نے لیٹ کر قبر میں......فرمایا......میری بیٹی کی قبر فراخ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ اس لیے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے... اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا..... اے اللہ! میں زینبؓ سے راضی ہوں تو بھی زینبؓ سے راضی ہو جا! جو نبی کی ایک ایک بیٹی کا نوکر ہو وہ فسادی... جو تین بیٹیوں کا انکار کر کے ایک کا دعوی کرے وہ عاشق کیسے ٹھہرا؟ عاشق وہ ہے جو پیغمبرؐ کے خون کے ایک ایک قطرے کا چوکیدار ہے۔

نبی کی بیٹیاں کتنی ہیں؟ چار! اور بڑی بیٹی زینبؓ کے دو بچے ہیں اور ایک بچی ہے۔ اگر کوئی آدمی کہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے گھر میں جو بیٹی فاطمہ تھی... صرف وہی نبی کی بیٹی تھی تو ان سے یہ سوال ضرور کرو کہ علیؓ کے گھر میں جو دوسری بیوی تھی امامہ! وہ کس کی لڑکی تھی! اس امامہ کا نانا کون تھا؟ اس امامہ کا خاندان کیا تھا...؟ یہ ضرور پوچھنا چاہیے۔

سیدہ رقیہؓ کی شادی اور ان کی اولاد

حضرت زینبؓ کے بعد دوسری بیٹی ہے رقیہؓ... ! رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا اور جب رقیہؓ کے نکاح کا وقت آیا تو حضورؐ نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلا کر کہا...... عثمانؓ! یہ میرے پاس جبرائیل آیا ہے اور یہ جبرائیل آ کر کہتا ہے..... کہ میں اپنی بیٹی رقیہؓ تیرے نکاح میں دے دوں... یہ جبرائیل ہے، یہ دیکھو جبرائیل ہے۔ چنانچہ رقیہؓ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں دے دی گئی اور کچھ عرصہ بعد رقیہؓ کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا...... جس کا نام عبداللہ رکھا، یہ عبداللہ حضورؐ کا کیا لگا...؟ نواسہ...! اس کے بارے میں کئی کتابوں میں ہے کہ یہ جو عبداللہ ہے، یہ آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا..... اس کی آنکھ میں ایک مرغ نے چونچ ماری، بیماری پھیل گئی، لیکن بعض مورخین نے یہ بھی لکھا..... کہ یہ عبداللہ بڑا ہو، جوان ہوا اور اس بیماری میں فوت نہیں ہوا، بلکہ جوان ہونے کے بعد اس عبداللہ کا نکاح حضرت معاویہؓ کی درمیانی لڑکی جو صفیہ سے چھوٹی تھی..... اس رملہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کے اس نواسے کا نکاح ہوا۔ تو پیغمبرؐ کے ساتھ امیر معاویہؓ کی یہ پانچویں رشتہ داری ہے۔ جو پیغمبرؐ کے ایک نواسے کا نکاح امیر معاویہؓ کی لڑکی رملہ کی وجہ سے ہوا۔ تو گویا کہ رسول اللہ کے نواسے کتنے ہوئے؟

ایک تو بچہ علی کا تھا ایک فوت ہو گیا زینبؓ کا اور ایک بچہ یہ عبداللہ ہے...

تو نواسے کتنے ہوئے؟ تین!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور نواسی ایک امامہ...... اب یہ جو رقیہؓ ہے...... یہ فوت ہوگئی...... اور یہ رقیہؓ حضرت عثمان غنیؓ کی بیوی تھی۔

سیدہ رقیہؓ کی وفات میں ایک تاریخی واقعہ:

یہ بھی آپ کو یاد ہونا چاہیے...... یہ ایک تاریخی واقعہ ہے...... کہ رقیہؓ کیسے فوت ہوئی......؟ کہ بڑی بیمار تھیں، ادھر سے جنگ بدر کا اعلان ہوگیا...... حضور علیہ السلام جب بدر میں جانے لگے تو حضرت عثمان غنیؓ بھی بدر کے شرکاء میں تھے۔ حضورؐ نے فرمایا عثمانؓ! میری بیٹی رقیہؓ بیمار ہے، تم ٹھہر جاؤ اور میری بیٹی کی خدمت کرو۔

حضرت عثمانؓ نے کہا...... میں بدر کے پہلے لشکر میں کیسے شریک ہوں گا......؟

حضورؐ نے فرمایا میری بیٹی کی خدمت کرنا تیرا کام ہے...... اور بدر کے شرکاء میں تیرا نام لکھنا خدا کا کام ہے۔

چنانچہ حضرت رقیہؓ کی خدمت حضرت عثمان غنیؓ کرتے رہے اور جب جنگ بدر ختم ہوگئی...... فتح ہوگئی، حضورؐ مدینے میں پہنچے...... تو جب پیغمبرؐ مدینے پہنچے...... تو حضرت عثمان غنیؓ حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ حضور علیہ السلام جا کر اپنے گھر میں بیٹھے بھی نہیں...... کہ پتہ چلا کہ رقیہ فوت ہوگئی ہے...... حضورؐ سیدہ کی قبر پر آئے اور آپ نے ہاتھ اٹھائے، حضور کی آنکھوں سے صحابہ نے آنسو دیکھے...... رقیہؓ کی قبر پہ حضورؐ نے فرمایا......

اے اللہ! میری یہ وہ بیٹی ہے۔ جو راتوں کو قیام کرتی تھی...... جو سجدے کرتی تھی، جو روزہ رکھتی تھی، اے اللہ! میں محمدؐ اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا...... یہ رقیہ حضور کی دوسری بیٹی تھی۔

سرور کائنات کا عثمانؓ کو بلا کر دوسری صاحبزادی کا دینا:

میرے بھائیو! جب یہ رقیہ فوت ہوگئی...... تو تھوڑے سے دنوں کے بعد...... کچھ عرصے کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا...... اور بلا کر کہا کہ...... جبرائیل دوبارہ آئے ہیں اور جبرائیل کہتے ہیں کہ میں رقیہؓ کی بہن ام کلثومؓ بھی تجھے دے دوں۔ چنانچہ ام کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا اور ام کلثومؓ...... بعض علماء کہتے ہیں کہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ڈھائی سال اور بعض کہتے ہیں چار سال...... حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں رہیں......۔

کون ام کلثومؓ...... حضرت ام کلثومؓ حضور علیہ السلام کی تیسری صاحبزادی ہیں، مسلمانو! توجہ کرو یہ پیغمبرؐ کی بیٹی تھی۔ ام کلثومؓ......اللہ سے ڈرنے والی...... راتوں کو قیام کرنے والی...... مصلے پر سجدے کرنے والی ......اللہ کے دروازے پہ رونے والی......ساری ساری رات قرآن کی تلاوت کرنے والی۔

سیدہ فاطمہؓ اور ان کی اولاد:

مسلمانو! توجہ کریں ...... پیغمبرؐ کی چوتھی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، کون فاطمہ ...!وہ فاطمہ جس فاطمہ کے بارے میں میرے رسولؐ نے فرمایا ......

الفاطمة بضعت منی من اذاها فقد اذانی......

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو تنگ کیا......اس نے مجھے تنگ کیا۔

وہ فاطمہ جس کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، حضرت فاطمہؓ کے...... حضرت علیؓ سے چھ بچے پیدا ہوئے، جن میں تین بیٹیاں...... زینب ......ام کلثوم......رقیہ......

تینوں بہنوں کے نام انہوں نے رکھے اور چوتھی پیغمبرؐ کی نواسی امامہ...... چار نبیؐ کی نواسیاں ہو گئیں۔ اور تین بیٹے حسنؓ ...... حسینؓ...... محسنؓ......

یہ نواسے ہو گئے ...... پہلے تین نواسے اور تین یہ نواسے...... چھ پیغمبرؐ کے نواسے ہو گئے ...... اور چار نواسیاں...... یہ چاروں پیغمبرؐ کی بیٹیوں کی اولاد ہے۔ لیکن ہم نے صرف حسنؓ و حسینؓ کو یاد رکھا اور کسی کو یاد نہیں رکھا ...... اس لیے کہ آپ کا دشمن اتنا چالاک تھا......کہ اس دشمن نے ...... نبی علیہ السلام کے کسی اور نواسے کا ذکر بھی نہیں ہونے دیا...... ۔

میرے دوستو! حضرت فاطمہؓ کی اتنی فضیلت ہے کہ کتابوں کی کتابیں اور دفتروں کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ اس تھوڑے سے وقت میں......ان کی فضیلت کیا بیان ہو......؟

حضرت فاطمہؓ کے آخری وقت کی کہانی......حیدر کرارؓ کی زبانی

حضرت فاطمہؓ کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں......کہ جب وہ بیمار تھیں...... میں ان کو بیماری کی حالت میں بستر پہ چھوڑتا تھا......میری آنکھ لگ جاتی......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جب رات کو میری آنکھ کھلتی تو میں دیکھتا... کہ فاطمہ مسجد بے میں ہے، فاطمہؓ اللہ کے دروازے پہ رورہی ہے۔ فاطمہ ہاتھ اٹھا کر روتی تھی......۔

میرے بھائیو! وہ فاطمہؓ جس کے گھر میں چکی چلتی تھی، وہ چکی پیستی تھی......عید کا دن تھا......گھر میں کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں تھا......بچوں نے کہا اماں! کھانے کے لئے کچھ نہیں، پہننے کے لئے کچھ نہیں......آج عید کا دن ہے۔ گھر میں تو کچھ آیا نہیں تھا...... تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا......اور کچھ کپڑے گھر دے گیا......حضرت فاطمہؓ وہ کپڑے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی...... حضورؐ نے فرمایا فاطمہؓ! یہ دنیا کے کپڑے نہیں......یہ جنت کے کپڑے ہیں۔

سیدہ فاطمہؓ کی سخاوت کی وجہ سے یہودی سردار مسلمان ہوگیا

میرے بھائیو! وہ وقت بھی آیا کہ حضرت فاطمہؓ کے دروازے پہ ایک فقیر آیا......کہنے لگا کہ اے آلِ رسولؐ! میں کبھی نبوت کے خاندان کے دروازے سے خالی واپس نہیں گیا......حضرت فاطمہؓ نے کہا......میرے گھر میں تو کچھ بھی نہیں ہے......اس نے کہا میرے گھر میں بڑا فاقہ ہے، تو پیغمبر کی بیٹی فاطمہؓ نے ایک چادر جو رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی تھی......بڑی رنگین چادر تھی......فرمایا میری یہ چادر لے کر یہودیوں کے سردار شمعون کے پاس جاؤ......اور جا کر کہو کہ یہ چادر رہن میں رکھ لے......اور اس کے بدلے میں تیرا قرضہ اتار دے...... جب وہ چادر لے کر شمعون کے پاس گیا...... اس نے چادر کو دیکھ کر کہا...... یہ رسول اللہ ﷺ کی چادر ہے...... یہ آخر الزمان نبی کی چادر ہے، وہ رو پڑا......اور رو کر کہنے لگا...... کہ ایسا خاندان کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ حضرت فاطمہؓ کی سخاوت کو دیکھ کر یہودی شمعون نے کلمہ نبی کا پڑھ لیا۔

میرے بھائیو! واقعات بڑے عجیب وغریب ہیں، حضرت فاطمہؓ کی سخاوت کے واقعات ہیں۔

ان کی عظمت کے واقعات ہیں......ان کی بلندی کے واقعات ہیں......ان کے علم وتقویٰ کے واقعات ہیں......ان کی فصاحت وبلاغت کے واقعات ہیں......اور ان کے پیغمبرؐ سے والہانہ عشق کے واقعات ہیں......!!۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

رسول اللہ ﷺ کی حسنؓ و حسینؓ سے محبت

حسنؓ و حسینؓ سے نبی ﷺ کو بڑی محبت تھی۔ حضور علیہ السلام جب حضرت فاطمہؓ کے گھر کے قریب سے گزرتے...... ایک دن حضور علیہ السلام گھر میں چلے گئے...... فرمایا فاطمہؓ! جب حسنؓ روتا ہے تو میرا دل دُکھتا ہے...... حسنؓ کو نہ رلایا کر حسینؓ کو نہ رلایا کر!

حسنؓ کا چہرہ آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے ملتا تھا

میرے بھائیو! حضرت حسنؓ کا چہرہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا تھا۔ ایک دن حضرت حسنؓ حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں تھے...... حضرت علیؓ حضرت حسنؓ کو لے کر بازار سے گزر رہے تھے..... ابوبکر صدیقؓ آ گئے.....

ابوبکر صدیقؓ نے کہا: یہ کس کا بچہ ہے......؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ میرا بچہ ہے!

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ تیرا بچہ نہیں ہے......!

انہوں (حضرت علیؓ) نے کہا...... نہیں! یہ تو میرا بچہ ہے......!

ابوبکرؓ نے فرمایا ...... یہ تیرا بچہ نہیں ہے......!

فرمایا (حضرت علیؓ)...... یہ تو میرا بچہ ہے......!

فرمایا (حضرت ابوبکرؓ)...... تیرا بیٹا نہیں ہے......!

علیؓ نے فرمایا...... اچھا بتاؤ کس کا بیٹا ہے......!

تو صدیق اکبرؓ نے جواب میں کیا فرمایا؟ فرمایا:

ابن لعليّ شبهاً لنبي......

بیٹا علیؓ کا ہے، چہرہ مصطفیٰ کا ہے۔

حیدر کرارؓ کا نکاح فاطمہؓ سے کیسے ہوا......

میرے بھائیو! حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی...... آپ کو پتہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے شادی کے خواہش مند کچھ اور حضرات بھی تھے......! انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیغام بھجوائے تھے...... لیکن حضورؐ نے کسی کو جواب نہیں دیا اور جب جواب کسی کو نہیں دیا...... تو خود ابوبکرؓ اور عمرؓ نے...... جو چاہتے تھے...... کہ نبیؐ کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خاندان میں ہماری نئی رشتے داری ہو جائے......تو جب پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو جواب نہیں دیا، تو حضرت علیؓ کو صدیق اکبرؓ نے مسجد میں کہا......علیؓ! فاطمہؓ کا رشتہ مانگو، علیؓ نے فرمایا......کس منہ سے مانگوں......؟ میرے پاس تو کھانا کھلانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا...... سامان اکٹھا کرنا ہمارا کام ہے، رشتہ مانگنا تیرا کام ہے......تو علی المرتضیٰؓ گئے......اس زمانے میں رشتہ مانگنا کوئی عیب نہیں تھا، عرب کا رواج ہے......آج بھی نہیں ہے عیب......کہ کوئی آدمی کسی سے رشہ مانگ لے کہ تو مجھے رشتہ دے تو حضرت علیؓ نے جا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بڑے ادب سے کہا......کہ

یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کا مہمان بننا چاہتا ہوں......!!

تو جواب میں حضورؐ نے فرمایا......اھلاً وسھلاً و مرحباً......

یہی لفظ آ کر حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ سے کہہ دیے۔ کہ حضورؐ نے تو رشتے کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا......صرف یہ کہا......اھلاً وسھلاً و مرحباً......

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تجھے مبارک ہو، میں رازدارِ نبوت ہوں، تیرا رشتہ ہو گیا......!!

بات ہو گئی......ایک دن، دو دن گزر گئے......حضرت علیؓ کے پاس نہ رہائش کا مکان تھا، نہ کھانا کھلانے کو کوئی چیز تھی......کوئی بات بھی نہیں تھی......حضور علیہ السلام نے فرمایا......علیؓ! تیرے پاس کوئی چیز ہے......؟

کہا کچھ نہیں......!! زرہ ہے، ایک تلوار ہے۔

حضورؐ نے فرمایا تلوار تو جنگوں کے لئے رکھو اور زرہ کو بازار میں بیچ آؤ......!!

حیدرِ کرارؓ کی بازار میں عثمانؓ سے ملاقات:

اب دیکھو، علی المرتضیٰؓ زرہ بیچنے کے لئے بازار میں گئے......مورخین کہتے ہیں آگے عثمان غنیؓ سے ملاقات ہو گئی، حضرت عثمانؓ نے فرمایا......علیؓ! کیا چاہتے ہو......؟

فرمایا میں زرہ بیچنا چاہتا ہوں......!!

کتنے کی زرہ ہے......؟

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ساڑھے چار سو (۴۵۰) درہم کی......!!

کس لیے بیچتے ہو......؟

اس لیے کہ فاطمہؓ سے میری شادی ہے اور سامان خریدنے کے لئے کوئی چیز بھی نہیں ہے، تو...... حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا پیسے کتنے لوگے......؟

فرمایا ساڑھے چار سو درہم......!!

عثمانؓ نے ساڑھے چار سو درہم علی المرتضیٰؓ کو دے دیے، زرہ لے لی اور جب علیؓ چلنے لگے تو عثمان غنیؓ نے وہ زرہ بھی واپس دے دی......

شیرِ خدا نے کہا...... زرہ کیوں واپس کرتے ہو......؟

تو عثمان غنیؓ نے کہا اس لیے واپس کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ رشتہ نبی کی بیٹی کا ہو......اور خرچ سارا عثمان غنیؓ کا ہو......!!

حیدرِ کرارؓ کی فاطمہؓ سے شادی کا طے ہونا:

میرے بھائیو! جمعرات کا دن طے ہوا...... دس صفر جمعرات کا دن فاطمۃ الزہراءؓ کی علیؓ سے شادی قرار پائی...... اب دیکھو شادی کے لیے بارات کون سی تھی؟ اور بارات چلی کہاں سے؟ بارات کا پہلا مہمان تھا صدیق اکبرؓ! اور اس پہلے مہمان کو دیکھو، حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو بلایا...... اور بلا کر کہا...... بلالؓ! میرے دوستوں کو اطلاع کرو......!! کہ میری بیٹی کی شادی پہ آئیں......! دوستوں کی لسٹ بنائی تو دوستوں کی لسٹ میں......

پہلا نام ابو بکر صدیقؓ کا تھا...... دوسرا نام عمر فاروقؓ کا تھا...... تیسرا نام عثمان غنیؓ کا تھا...... چوتھا نام عبدالرحمان بن عوفؓ کا تھا......

باقی طلحہؓ اور زبیرؓ کا اور سارے صحابہؓ کا...... کہ سب لوگ دس صفر کو جمعرات کے دن صبح مسجد میں آجائیں...... سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے...... بارات بھی نرالی تھی......اور دولہا بھی نرالا تھا...... دلہن بھی نرالی تھی......اور جہیز کا سامان بھی نرالا تھا۔

سیدہ فاطمہؓ کے جہیز کا سامان:

سامان کیا تھا......؟ ایک چکی تھی...... ایک روٹی پکانے کے لیے توا تھا...... اور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ایک لکڑی کا پیالہ تھا...... ایک گدیلا تھا، جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی...... یہ شہنشاہِ کائنات کی بیٹی کی شادی تھی......!!

اس شادی کو دیکھو، جہیز کا سامان تو دیکھو، سامان خرید کر کون لایا......؟ دو دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے صدیق اکبر کو بھیجا...... کہ جاؤ! میری بیٹی کا سامان لے کر آؤ۔

ابوبکرؓ سامان لے کر آئے...... عمر فاروقؓ سامان لے کر آئے.. ...

بارات جمع ہو رہی ہے...... دولہا موجود ہے، دلہن موجود ہے...... سب کچھ ہے، اب نکاح رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا...... اور حضورؐ نے فرمایا...... کہ اے فاطمہؓ! تیرا نکاح میں ایک ایسے لڑکے سے کر رہا ہوں، جس کا علم پہاڑوں سے بلند ہے، یہ خطبے کے الفاظ ہیں!!

میرے بھائیو! یہ شادی ہو رہی ہے...... حضرت فاطمہؓ کا سامان گھر میں کس نے تیار کیا......؟ حضرت عائشہؓ ام سلمہؓ نے...... گھر میں سامان عائشہؓ اور ام سلمہؓ تیار کرے اور باہر سے سارا سامان ابوبکر صدیقؓ لائے اور تو کہے کہ ابوبکرؓ کافر، عمرؓ کافر......!! اگر ابوبکرؓ و عمرؓ کافر ہوں تو علی المرتضیٰؓ کے گھر میں فاطمہؓ کو بھیج کر تو دکھا...... اس بارات کو ذرا چلا کر تو دکھا!!

علیؓ کے نکاح کے گواہ کون؟

او گواہ کون ہیں......؟ اور سامان لانے والا کون ہے......؟ جب پیغمبرؐ نے نکاح کیا تو نکاح میں دو گواہ بنائے گئے، ایک ابوبکرؓ اور ایک عمرؓ......!! سامان خریدنے والا خرید کر ابوبکرؓ و عمرؓ ہو...... گواہ بھی ابوبکرؓ و عمرؓ ہو...... اور خرچہ دینے والا عثمان غنیؓ ہو اور تیری کتاب کہے کہ ابوبکرؓ بھی کافر...... عمرؓ بھی کافر......!! تو کافر کی بات کرے...... سپاہ صحابہ محبت کی بات کرے......؟؟ ــ تو کافر کہہ کر بھی امن پسند...... اور میں شادی میں محبت کی بات کہہ کر بھی تخریب کار......!! میں دہشت گرد......!! ہم دہشت گرد ٹھہرے...... شادی کی محبت بیان کر کے بھی......!!

سیدہ فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت حضرت خدیجہؓ کی یاد

میرے بھائیو! جب سامان تیار ہو گیا...... سامان کہاں رکھا گیا......؟ علماء کہتے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں کہ ایک کنڈا لٹکایا گیا تھا...... جس کے اوپر برتن لٹکائے گئے تھے، کچھ کپڑے تھے...... ام سلمہؓ کی زبان سے ایک بات نکل گئی۔ جب رخصتی کا وقت آیا تو ام سلمہؓ کی زبان سے نکل گیا...... اے کاش! اس وقت خدیجہ الکبریٰؓ زندہ ہوتی...... خدیجہؓ فاطمہؓ کی امی تھیں...... جب فاطمۃ الزہراءؓ کے سامنے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ نام ام سلمہؓ نے لیا...... تو سارے صحابی رونے لگے...... فاطمہ بھی رونے لگی، حضرت عائشہ بھی رونے لگی...... رسول اللہ ﷺ بھی رونے لگے اور حضرت ام سلمہؓ نے کہا...... اے کاش! خدیجہؓ زندہ ہوتی...... اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو رخصت کرتی...... حضور علیہ السلام زاروقطار روتے تھے...... اور فاطمہؓ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہتے تھے...... آج خدیجہؓ کی وہ وفائیں مجھے یاد آتی ہیں...... اے فاطمہؓ! تو نہیں جانتی ساری دنیا نے مجھے دھکا دیا...... اور خدیجہؓ نے مجھے اپنا بنایا......!۔

رسول اللہ ﷺ نے حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو فاطمہؓ کے لیے مکان دیا

میرے بھائیو! نکاح ہوا...... اور حضور علیہ السلام کا ایک مکان تھا...... جو کرائے کا مکان آپ کے پاس تھا، مسجد نبویؐ کے ملحقہ...... آپ نے وہ مکان حضرت علیؓ کو فاطمۃ الزہراءؓ کے لیے دیا، اس مکان کا نام بعد میں دار علیؓ رکھا۔

اس دار علیؓ میں حضور علیہ السلام کی بیٹی کو شادی کے بعد لے جایا گیا، حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کو لے کر...... جب اس مکان میں پہنچے...... تو وہاں ان کا کچھ سامان بھی گھریلو موجود تھا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطباتِ ذیقعدہ

① ......حج میں تاخیر کیوں؟

② ......خطبہ حجۃ الوداع

③ ......حاجیوں کو چند نصیحتیں

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حج میں تاخیر کیوں؟

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرورِ انفسنا ومن سیّئات اعمالنا. من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ واشھد ان لّا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد انّ سیّدنا ونبیّنا ومولانا محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا.

امّا بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا.

(آل عمران: ۹۷)

اٰمنت باللّٰہ صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النّبی الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشاھدین والشّاکرین والحمدُ للّٰہ ربّ العالمین.

حج فرض ہونے پر فوراً ادا کریں

بزرگانِ محترم و برادرانِ عزیز! گذشتہ جمعہ کو اسی آیت پر بیان کیا تھا، اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے حج کی فرضیت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر واجب ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ حج کرے۔ یہ حج ارکانِ اسلام میں سے چوتھا رکن ہے اور صاحبِ استطاعت پر اللہ تعالیٰ نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض قرار دیا ہے۔ اور جب یہ حج فرض ہو جائے تو اب حکم یہ ہے کہ اس فریضے کو جلد از جلد ادا کیا جائے، بلا وجہ اس حج کو مؤخر کرنا درست نہیں، کیونکہ انسان کی موت اور زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، اگر حج فرض ہونے کے بعد اور ادائیگی سے پہلے انسان دنیا سے چلا جائے تو یہ بہت بڑا فریضہ اس کے ذمے باقی رہ جاتا ہے، اس لئے حج فرض ہو جانے کے بعد جلد از جلد اس کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے۔

ہم نے مختلف شرائط عائد کر لی ہیں

لیکن آج کل ہم لوگوں نے حج کرنے کے لئے اپنے اوپر بہت سی شرطیں عائد کر لی ہیں، بہت سی ایسی پابندیاں عائد کر لی ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کے دنیوی مقاصد پورے نہ ہو جائیں مثلاً جب تک مکان نہ بن جائے یا جب تک بیٹیوں کی شادیاں نہ ہو جائیں، اس وقت تک حج نہیں کرنا چاہئے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے، بلکہ جب انسان کے پاس اتنا مال ہو جائے کہ اس کے ذریعہ حج ادا کر سکے یا اس کی ملکیت میں سونا اور زیور ہے اور وہ اتنا ہے کہ اگر اس کو وہ فروخت کر دے تو اس کی رقم اتنی وصول ہو جائے گی جس کے ذریعہ حج ادا ہو جائے گا، تب بھی حج فرض ہو جائے گا۔ لہٰذا حج فرض ہو جانے کے بعد اس کو کسی چیز کے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔

حج مال میں برکت کا ذریعہ ہے

لہٰذا یہ سوچنا کہ ہمارے ذمے بہت سارے کام ہیں، ہمیں مکان بنانا ہے، ہمیں اپنی بیٹیوں یا بیٹوں کی شادی کرنی ہے، اگر یہ رقم ہم حج میں صَرف کر دیں گے تو ان کاموں کے لئے رقم کہاں سے آئے گی؟ یہ سب فضول خیالات اور فضول سوچ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حج کی خاصیت یہ رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج ادا کرنے کے نتیجے میں آج تک کوئی شخص مفلس نہیں ہوا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

لیشھدوا منافع لھم... (الحج: ۲۸)

یعنی ہم نے حج فرض کیا ہے، تا کہ اپنی آنکھوں سے وہ فائدے دیکھیں جو ہم نے ان کے لئے حج کے اندر رکھے ہیں۔ حج کے بے شمار فائدے ہیں، ان کا احاطہ کرنا بھی ممکن

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہے ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرما دیتے ہیں۔

آج تک حج کی وجہ سے کوئی فقیر نہیں ہوا

حج بیت اللہ کا سلسلہ ہزاروں سال سے جاری ہے، آج تک کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں ملے گا جس کے بارے میں یہ کہا جا سکے کہ اس شخص نے چونکہ اپنے پیسے حج پر خرچ کر دیے تھے، اس وجہ سے یہ مفلس اور فقیر ہو گیا۔ البتہ ایسے بے شمار لوگ آپ کو ملیں گے کہ حج کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق میں برکت عطا فرمائی اور وسعت اور خوشحالی عطا فرمائی۔ لہٰذا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ جب تک دنیا کے فلاں فلاں کام سے فارغ نہ ہو جائیں، اس وقت تک حج نہیں کریں گے۔

حج کی فرضیت کیلئے مدینہ کا سفر خرچ ہونا بھی ضروری نہیں

چونکہ مدینہ منورہ کا سفر حج کے ارکان میں سے نہیں ہے اور فرض و واجب بھی نہیں ہے، اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ جا کر حج کر لے اور مدینہ منورہ نہ جائے تو اس کے حج میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ مدینہ منورہ کی حاضری عظیم سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو عطا فرمائے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لہٰذا چونکہ مدینہ منورہ کا سفر حج کے ارکان میں سے نہیں ہے، اس لئے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حج تو ادا کر سکتا ہے لیکن مدینہ منورہ جانے کے پیسے نہیں ہیں، تب بھی اس کے ذمے حج فرض ہے۔ اس کو چاہئے کہ حج کر کے مکہ مکرمہ ہی سے واپس آ جائے، حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی حاضری ایسی عظیم نعمت ہے کہ انسان ساری عمر اس کی تمنا کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ خیال کہ اس حج کو فلاں کام ہونے تک مؤخر کر دیا جائے یہ خیال درست نہیں۔

والدین کو پہلے حج کرانا ضروری نہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم والدین کو حج نہیں کرا دیں گے، اس وقت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تک ہمارا حج کرنا درست نہیں ہوگا۔ یہ خیال اتنا عام ہوگیا ہے کہ کئی لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں حج پر جانا چاہتا ہوں لیکن میرے والدین نے حج نہیں کیا، لوگ مجھے یہ کہتے ہیں کہ اگر والدین کے حج سے پہلے تم حج کرلو گے تو تمہارا حج قبول نہیں ہوگا۔ یہ محض جہالت کی بات ہے، ہر انسان پر اس کا فریضہ الگ ہے۔ جیسے والدین نے اگر نماز نہیں پڑھی تو بیٹے سے نماز ساقط نہیں ہوتی، بیٹے سے اس کی نماز کے بارے میں الگ سوال ہوگا اور ماں باپ سے ان کی نمازوں کے بارے میں الگ سوال ہوگا۔ یہی معاملہ حج کا ہے۔ اگر ماں باپ پر حج فرض نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں، اگر وہ حج پر نہیں گئے تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر آپ پر حج فرض ہے تو آپ کے لئے حج پر جانا ضروری ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ پہلے والدین کو حج کرائے اور پھر خود کرے،۔ یہ سب خیالات غلط ہیں۔ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے اعمال کا مکلف ہے۔ اس کو اپنے اعمال کی فکر ہونی چاہئے۔

حج نہ کرنے پر شدید وعید

ہم میں سے بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو ذاتی ضروریات اور ذاتی کاموں کی خاطر لمبے لمبے سفر کرتے ہیں، یورپ کا سفر کرتے ہیں، امریکہ اور فرانس اور جاپان کا سفر کرتے ہیں، لیکن اس بات کی توفیق نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کے گھر پر حاضری دے دیں، یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرے، چنانچہ آپ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص پر حج فرض ہوگیا ہو اور پھر بھی وہ حج کئے بغیر مر جائے تو ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ لہٰذا یہ معاملہ اتنا معمولی نہیں ہے کہ انسان اس حج کے فریضے کو ٹلاتا رہے اور یہ سوچتا رہے کہ جب فرصت اور موقع ہوگا تو حج کرلیں گے۔

بیٹیوں کی شادی کے عذر سے حج مؤخر کرنا

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بیٹیوں کی شادیاں کرنی ہیں، جب تک بیٹیوں کی شادیاں نہ ہو جائیں، اس وقت تک حج نہیں کرنا۔ لہٰذا پہلے بیٹیوں کی شادی کریں گے پھر حج

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کریں گے۔ یہ بھی بیکار بات ہے، یہ بالکل ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ جب بیٹی کی شادی ہو جائے گی تو اس کے بعد نماز پڑھوں گا۔ بھائی! اللہ تعالیٰ نے جو فریضہ عائد کیا ہے وہ فریضہ ادا کرنا ہے، وہ کسی اور بات پر موقوف نہیں۔

حج سے پہلے قرض ادا کریں

البتہ حج ایک چیز پر موقوف ہے، وہ یہ کہ اگر کسی شخص پر قرضہ ہے تو قرض کو ادا کرنا حج پر مقدم ہے۔ قرض کو ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے بڑی سخت تاکید فرمائی ہے کہ انسان کے اوپر قرض نہیں رہنا چاہئے۔ جلد از جلد قرض کو ادا کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سے کام حج پر مقدم کر رکھے ہیں۔ مثلاً پہلے میں اپنا مکان بنالوں یا پہلے مکان خریدلوں، یا پہلے گاڑی خریدلوں، پھر جا کر حج کرلوں گا۔ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

حج کیلئے بڑھاپے کا انتظار کرنا

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ جب بڑھاپا آ جائے گا تو اس وقت حج کریں گے، جوانی میں حج کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حج کرنا تو بوڑھوں کا کام ہے، جب بوڑھے ہو جائیں گے اور مرنے کا وقت قریب آئے گا تو اس وقت حج کرلیں گے۔ یاد رکھئے! یہ شیطانی دھوکہ ہے، ہر وہ شخص جو بالغ ہو جائے اور اس کے پاس اتنی استطاعت ہو کہ وہ حج ادا کر سکے تو اس پر حج فرض ہو گیا اور جب حج فرض ہو گیا تو اب جلد از جلد اس فریضے کو انجام دینا واجب ہے، بلاوجہ تاخیر کرنا جائز نہیں، کیا پتہ کہ بڑھاپے تک وہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ بلکہ درحقیقت حج تو جوانی کی عبادت ہے، جوانی میں آدمی کے قویٰ مضبوط ہوتے ہیں، وہ تندرست ہوتا ہے، اس وقت وہ حج کی مشقت کو آسانی کے ساتھ برداشت کر سکتا ہے، لہٰذا یہ سمجھنا کہ بڑھاپے میں حج کریں گے، یہ بات درست نہیں۔

حج فرض ادا نہ کرنے کی صورت میں وصیت کر دیں

یہاں یہ مسئلہ بھی عرض کر دوں کہ اگر بالفرض کوئی شخص حج فرض ہو جانے کے باوجود اپنی زندگی میں حج ادا نہ کر سکا تو اس پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی میں یہ وصیت کرے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اگر میں زندگی میں حج فرض ادا نہ کرسکوں تو میرے مرنے کے بعد میرے ترکے سے کسی کو میری طرف سے حج بدل کے لئے بھیجا جائے۔ کیونکہ اگر آپ یہ وصیت کردیں گے تب تو آپ کے وارثین پر لازم ہوگا کہ وہ آپ کی طرف سے حج بدل کرائیں ورنہ نہیں۔

حج صرف ایک تہائی مال سے ادا کیا جائے گا

اور وارثین پر بھی آپ کی طرف سے حج بدل کرانا اس وقت لازم ہوگا جب حج کا پورا خرچہ آپ کے پورے ترکے کے ایک تہائی کے اندر آتا ہو۔ مثلاً فرض کریں کہ حج کا خرچ ایک لاکھ روپے ہے اور آپ کا ترکہ تین لاکھ روپے بنتا ہے یا اس سے زیادہ، تو اس صورت میں یہ وصیت نافذ ہوگی اور ورثاء پر لازم ہوگا کہ آپ کی طرف سے حج بدل کرائیں ورنہ نہیں۔

حج بدل کرانا کب فرض ہوگا؟

اور وارثین پر بھی آپ کی طرف سے حج بدل کرانا اس وقت لازم ہوگا جب حج کا پورا خرچہ آپ کے پورے ترکے کے ایک تہائی کے اندر آتا ہو۔ مثلاً فرض کریں کہ حج کا خرچ ایک لاکھ روپے ہے اور آپ کا ترکہ تین لاکھ روپے بنتا ہے یا اس سے زیادہ، تو اس صورت میں یہ وصیت نافذ ہوگی اور ورثاء پر لازم ہوگا کہ آپ کی طرف سے حج بدل کرائیں، لیکن اگر حج کا خرچ ایک لاکھ روپے ہے اور آپ کا پورا ترکہ تین لاکھ سے کم ہے تو اس صورت میں ورثاء پر یہ لازم نہیں ہوگا کہ آپ کی طرف سے حج بدل ضرور کرائیں، کیونکہ شریعت کا یہ اصول ہے کہ یہ مال جو ہمارے پاس موجود ہے، اس مال پر ہمارا اختیار اس وقت تک ہے جب تک ہم پر مرض الموت طاری نہیں ہو جاتا۔ ہم اس مال کو جس طرح چاہیں استعمال کریں، لیکن جیسے ہی مرض الموت شروع ہو جاتا ہے، اس وقت اس مال پر سے ہمارا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور یہ مال وارثوں کا ہو جاتا ہے البتہ اس وقت صرف ایک تہائی مال کی حد تک ہمارا اختیار باقی رہ جاتا ہے۔

تمام عبادات کا فدیہ ایک تہائی سے ادا ہوگا

لہٰذا اگر ہمارے ذمے نمازیں رہ گئی ہیں تو ان نمازوں کا فدیہ اس ایک تہائی سے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ادا ہوگا، اگر روزے چھوٹ گئے ہیں تو ان روزوں کا فدیہ بھی اسی ایک تہائی سے ادا ہوگا، اگر زکوٰۃ باقی رہ گئی ہے تو اس کی ادائیگی بھی اسی ایک تہائی سے ہوگی، اگر حج رہ گیا ہے تو وہ بھی اسی ایک تہائی سے ادا ہوگا اور ایک تہائی سے باہر کی وصیت وارثوں کے ذمہ لازم نہیں ہوگی۔ اس لئے زندگی میں حج ادا نہ کرنا بڑا خطرناک ہے، کیونکہ اگر ہم وصیت بھی کر جائیں کہ ہمارے مال سے حج ادا کرا دیا جائے لیکن ترکہ اتنا نہ ہو جس کے ایک تہائی سے حج ادا ہو سکے تو ان کے ذمے اس وصیت کو پورا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ اگر حج کرا دیں تو یہ ان کا ہم پر احسان ہوگا اور اگر حج نہ کرائیں تو ان پر آخرت میں کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

حج بدل مرنے والے کے شہر سے ہوگا

بعض لوگ حج بدل کراتے وقت یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہم یہاں کراچی سے حج بدل کرائیں گے تو ایک لاکھ خرچ ہوگا، اس لئے ہم مکہ مکرمہ میں ہی کسی کو پیسے دے دیں گے، وہ وہیں سے حج ادا کر لے گا۔ یاد رکھئے! اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ شدید مجبوری کے بغیر اس طرح حج بدل ادا نہیں ہوتا۔ اگر میں کراچی میں رہتا ہوں اور میرے ذمے حج فرض ہے تو اگر میں کسی کو اپنی طرف سے حج بدل کے لیے بھیجوں تو وہ بھی کراچی جانا چاہیئے، یہ نہیں کر سکتا کہ مکہ مکرمہ سے کسی کو پکڑ کر دو سو روپے میں حج کرا لیا، چونکہ میں کراچی میں رہتا ہوں، اس لئے میرے وطن سے ہی حج بدل ہوگا، مکہ مکرمہ سے نہیں ہوگا۔

عذر معقول کی وجہ سے مکہ سے حج کرانا

یہ اور بات ہے کہ ایک آدمی دنیا سے چلا گیا اور اس نے ترکہ بالکل نہیں چھوڑا، اب اس کے ورثاء نے سوچا کہ اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم اتنا تو ہو جائے کہ کسی کو مکہ مکرمہ ہی بھیج کر اس کی طرف سے حج کرا دیں۔ تو قانون کے اعتبار سے تو وہ حج بدل نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کر لیں تو یہ ان کا کرم ہے اور نہ ہونے سے یہ صورت بہر حال بہتر ہے۔ لیکن اصول اور قانون وہی ہے کہ جس شخص کے ذمے حج واجب ہے، حج بدل والے کو اسی شخص کے شہر سے جانا چاہیے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قانونی پابندی عذر ہے

آج کل یہ حال ہے کہ حج کرنا اپنے اختیار میں نہیں رہا، کیونکہ حج کرنے پر بہت ساری قانونی اور سرکاری پابندیاں عائد ہیں، مثلاً پہلے درخواست دو پھر قرعہ اندازی میں نام آئے وغیرہ۔ لہٰذا جب کسی شخص پر حج فرض ہوگیا اور اس نے حج پر جانے کی قانونی کوشش کر لی اور پھر بھی جا نہ سکا تو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں معذور ہے، لیکن اپنی طرف سے کوشش کرے اور حج پر جانے کے جتنے قانونی ذرائع ہو سکتے ہیں ان کو اختیار کرے، لیکن آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور جانے کی فکر ہی نہ کرے تو یہ گناہ کی بات ہے۔

حج کی لذت حج ادا کرنے سے معلوم ہوگی

جب آپ ایک مرتبہ حج کر کے آئیں گے تو اس وقت آپ کو پتہ چلے گا کہ اس عبادت میں کیا چاشنی ہے؟ کیسی لذت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت میں عجیب ہی کیف رکھا ہے۔ حج کے اندر سارے کام عقل کے خلاف ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عبادت میں عشق کی جو شان رکھی ہے، اس کی وجہ سے اس عبادت کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی عظمت، اس کے ساتھ عشق انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور جب وہ حج سے واپس آتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے وہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

حج نفل کیلئے گناہ کا ارتکاب جائز نہیں

اور جب آدمی ایک مرتبہ حج کر کے واپس آتا ہے تو اس کی پیاس اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اور پھر بار بار جانے کو دل چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بار بار جانے پر کوئی پابندی بھی نہیں لگائی، فرض تو زندگی میں ایک مرتبہ کیا ہے، لیکن دوبارہ جانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جب بھی موقع ہو، آدمی نفلی حج پر جا سکتا ہے۔ مگر اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ نفلی عبادتوں کی وجہ سے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرنا پڑے، کیونکہ نفلی عبادت کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں اور دوسری طرف گناہ سے بچنا واجب تھا، مثلاً جب حج کی درخواست دی جاتی ہے تو اس میں یہ لکھنا پڑتا ہے کہ میں نے اس سے پہلے حج نہیں کیا، یہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

آپ نے جھوٹ بولنے کا گناہ کرلیا اور جھوٹ بولنا حرام ہے، جھوٹ سے بچنا فرض ہے، گویا کہ آپ نے نفلی عبادت کے لئے جھوٹ کا ارتکاب کرلیا اور شریعت میں نفلی عبادت کے لئے جھوٹ کے ارتکاب کی کوئی گنجائش نہیں، ایسا جھوٹ بولنا ناجائز اور حرام ہے۔

حج کیلئے سودی معاملہ کرنا جائز نہیں

اسی طرح اگر اسپانسر شپ کے تحت حج کی درخواست دینی ہو تو اس کے لئے باہر سے ڈرافٹ منگوایا جاتا ہے، بعض لوگ یہاں سے خرید لیتے ہیں جس کے نتیجے میں سودی معاملہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔اب حج نفل کے لئے سودی معاملہ کر کے جانا، شرعاً اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

حج نفل کے بجائے قرض ادا کریں

اسی طرح ایک شخص کے ذمے دوسروں کا قرض ہے تو قرض کی ادائیگی انسان پر مقدم ہے، اب وہ شخص قرض تو ادا نہیں کر رہا ہے لیکن ہر سال حج پر جا رہا ہے، گویا کہ فرض کام کو چھوڑ کر نفل کام کی طرف جا رہا ہے، یہ حرام اور ناجائز ہے۔

حج نفل کے بجائے نان ونفقہ ادا کریں

اسی طرح ایک شخص خود تو نفلی حج اور نفلی عمرے کر رہا ہے، جبکہ گھر والوں کو اور جن کا نفقہ اس شخص پر واجب ہے ان کو نفقہ کی تنگی ہو رہی ہے، یہ سب کام ناجائز ہیں یہ افراط ہے۔

بلکہ اگر کسی شخص کو یہ محسوس ہو کہ فلاں کام میں اس وقت خرچ کی زیادہ ضرورت ہے تو ایسی صورت میں نفلی حج اور نفلی عمرے کے مقابلے میں اس کام پر خرچ کرنا زیادہ باعث ثواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا حج نفل چھوڑنا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بڑے اونچے درجے کے محدثین اور فقہاء میں سے ہیں اور صوفی بزرگ ہیں، یہ ہر سال حج کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ اپنے قافلے کے ساتھ حج پر جا رہے تھے تو راستے میں ایک بستی کے پاس سے گزر ہوا، بستی کے قریب ایک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کوڑے کا ڈھیر تھا، ایک بچی بستی سے نکل کر آئی اور اس کوڑے میں ایک مردار مرغی پڑی ہوئی تھی، اس بچی نے اس مردار مرغی کو اٹھایا اور جلدی سے اپنے گھر کی طرف چلی گئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ یہ بچی ایک مردار مرغی کو اٹھا کر لے جارہی ہے، چنانچہ آپ نے آدمی بھیج کر اس بچی کو بلوایا کہ تم اس مردار مرغی کو کیوں اٹھا کر لے گئی ہو؟ اس بچی نے جواب دیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے گھر میں کئی روز سے فاقہ ہے اور ہمارے پاس اپنی جان بچانے کا کوئی راستہ اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم اس مردار مرغی کو کھالیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر بڑا اثر ہوا اور آپ نے فرمایا کہ ہم حج کا یہ سفر ملتوی کرتے ہیں اور تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ اب ہم حج پر نہیں جائیں گے، جو پیسہ ہم حج پر خرچ کرتے، وہ پیسہ ہم اس بستی کے لوگوں پر خرچ کریں گے تاکہ ان کی بھوک پیاس اور ان کی فاقہ کشی کا سدِ باب ہوسکے۔

تمام عبادات میں اعتدال اختیار کریں

لہٰذا یہ نہیں کہ ہمیں حج کرنے اور عمرہ کرنے کا شوق ہوگیا ہے، اب ہمیں اپنا یہ شوق پورا کرنا ہے چاہے اس کے نتیجے میں شریعت کے دوسرے تقاضے نظر انداز ہوجائیں۔ بلکہ شریعت نام ہے توازن کا، کہ جس وقت میں اور جس جگہ میں جو ہم سے مطالبہ ہے، اس مطالبے کو پورا کریں اور یہ دیکھیں کہ اس وقت میرے مال کا زیادہ صحیح مصرف کیا ہوسکتا ہے جس کی اس وقت میں زیادہ ضرورت ہے؟ نفلی عبادتوں میں ان باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھے اور آپ کو حج کے انوار وبرکات عطا فرمائے اور اپنی رضا کے مطابق اس کو قبول فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ حجۃ الوداع

شیخ الحدیث مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلىٰ آله واصحابه وازواجه وبناته واتباعه اجمعين. امابعد

محترم بزرگو، دوستو، بھائیو اور قابل صد احترام ماؤ، بہنو، بیٹیو!

جناب سرور کائنات، فخر موجودات، شفیع المذنبین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وتباعہ وسلم کا ہر ایک ارشاد، ہر جملہ اور ہر لفظ اہمیت کا حامل ہے۔ ہر ایک لفظ میں ہر ایک جملے میں ہمارے لئے ہدایت اور راہنمائی کے بہت سے پہلو ہیں۔ لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزاروں ارشادات عالیہ میں جن چند ارشادات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، ان میں حجۃ الوداع کا خطبہ بھی شامل ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری حج کیا، اسے دو حوالوں سے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ایک اس حوالے سے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج وہی کیا، اور اس حوالے سے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس خطبہ میں ارشاد فرمایا: لعلی لا القاکم بعد عامی هذا۔ یہ میری تم سے آخرت اجتماعی ملاقات ہے، شاید اس مقام پر اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو۔ یعنی حضورؐ کے ذہن میں یہ بات تھی کہ میں اپنے صحابہؓ سے آخری اجتماعی ملاقات کر رہا ہوں۔ آپؐ نے بطور خاص فرمایا کہ مجھ سے باتیں پوچھ لو، سیکھ لو، جو سوال کرنا ہے، سوال کرلو، شاید اس سال کے بعد میں تم لوگوں سے اس طرح کی ملاقات نہ کرسکوں۔ گویا حضورؐ خود بھی الوداع کہہ رہے تھے۔ اس مناسبت سے اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج کیا اور وہ حج بھی تھا۔ ہجرت سے پہلے جب مکہ مکرمہ میں حضور کا اپنا قیام تھا، ۵۳ سال کی عمر تک آپؐ حج کرتے رہے۔ تعداد ذکر نہیں ہے۔ محدثین یہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوش سنبھالا، مکہ میں رہے تو ظاہر ہے کہ ہر سال حج میں شریک ہوتے رہے ہوں گے۔ روایت میں یہ ذکر آتا ہے کہ حج کے موقع پر جو اجتماع ہوتا تھا، منیٰ میں عرفات میں، لوگ دنیا کے مختلف حصوں سے حج کے لئے آتے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ آپ مختلف خیموں میں جاتے تھے، لوگوں سے ملتے تھے اور دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ انصار مدینہ کے دونوں گروہوں اوس اور خزرج کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو رابطہ ہوا، وہ حج ہی کے موقع پر ہوا۔ ان دونوں قبائل کے لوگ حج کے لئے آئے ہوئے تھے، حضور مختلف خیموں میں جا کر دعوت دے رہے تھے، تو انہوں نے آپ کی بات توجہ سے سنی اور قبولیت کا اظہار کیا۔

حجۃ الوداع کی پیشگی تیاری

رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ فتح ہوا۔ ۹ھ میں مسلمانوں نے اجتماعی طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں پہلا حج ادا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج میں خود تشریف نہیں لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے امیرِ حج بنا کر بھیجا اور ان کے ذریعے حج کے موقع پر کچھ اعلانات کروائے۔ ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا، کچھ اعلانات ان کے ذریعے کروائے اور آئندہ سال اپنے حج کے لئے تیاری کی۔۔ (بخاری، رقم ۳۵۶) اس تیاری میں دو تین باتیں اہم تھیں۔ مختلف عرب قبائل کے ساتھ معاہدات تھے۔ کچھ کو باقی رکھنے کا فیصلہ کرنا تھا اور کچھ کو ختم کرنے کا۔ اور ایک بات یہ تھی کہ آئندہ سال اپنے حج سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے ماحول میں کچھ صفائی چاہتے تھے۔ مثلاً پہلے ہر قسم کے لوگ حج کے لئے آجاتے تھے۔ آپؐ نے اعلان کروا دیا کہ آج کے بعد کوئی غیر مسلم یہاں نہیں آئے گا۔ یہ بیت اللہ ابراہیمی ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے لئے مخصوص ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری بات یہ کہ پہلے بہت سے لوگ حج کے لئے آتے تو ننگے طواف کرتے، مرد بھی عورتیں بھی۔ عورتوں نے معمولی سالنگوٹی طرز کا کوئی کپڑا پہن رکھا ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ بچ رہے کہ ہم دنیا میں بھی ننگے آئے تھے۔ اس لئے ہم اللہ کے دربار میں ننگے پیش ہوں گے۔ بعض روایات (مسلم، رقم ۵۳۵۳) میں ذکر ہے کہ مرد تو تلبیہ پڑھتے تھے، لیکن عورتیں کچھ اشعار پڑھتی تھیں۔ مثلاً:

الیوم یبدو بعضہ او کلہ
فما بدا منہ فلا احلہ

جن کا مطلب یہ تھا کہ ہم اللہ کے دربا میں اس کیفیت (ننگی حالت) میں پیش ہیں۔ ہمارا ستر سارا یا اس کا کچھ حصہ دکھائی دے گا۔ لیکن ہم اپنے آپ کو کسی پر حلال نہیں کرتیں کہ وہ ہماری طرف دیکھے۔ اس طرح کے اشعار پڑھتی ہوئی طواف کرتی تھیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان بھی کروادیا کہ آج کے بعد کوئی شخص ننگا طواف نہیں کرے گا۔ عورتیں تو مکمل لباس میں ہوں گی اور مرد بھی اپنا جسم مکمل طور پر ڈھانپیں گے لیکن دو چادروں سے۔ مردوں کے لئے دو چادریں مخصوص ہوں گی جبکہ عورتیں پورے لباس میں باحیاء اور باوقار طریقہ سے آکر طواف کریں گی۔

یہ دو اعلان حضورؐ نے اگلے سال کے لئے کروادیے کہ اگلے سال کوئی غیر مسلم حج کے لئے نہیں آئے گا اور کوئی ننگا طواف نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی متفرق اعلانات کروائے کہ آج کے بعد حج میں یہ ہوگا اور یہ نہیں ہوگا۔ پھر اس اہتمام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورا سال مختلف قبائل میں پیغامات بھیجے کہ آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ لوگوں تک یہ پیغام پہنچتا رہا کہ جس مسلمان نے حضورؐ کی وفاقت حاصل کرنی ہے معیت حاصل کرنی ہے، جس نے آپؐ سے کوئی بات پوچھنی ہے تو وہ حج پر پہنچے۔ چنانچہ پورے اہتمام کے ساتھ جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں سے لوگ حج کے لئے آئے۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حجۃ الوداع کے موقع پر جمع ہوئے۔ یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں صحابہ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ حضورؐ کی حیات میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس سے بڑا صحابہ کا اجتماع نہیں ہوا۔ صحابہ کرام مختلف علاقوں سے آئے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔

حجۃ الوداع کے خطبات

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی ہدایت فرمائیں۔ خطبہ حجۃ الوداع جسے کہتے ہیں۔ یہ حضور کی مختلف ہدایات کا مجموعہ ہے۔ ان میں دو بڑے خطبے ہیں۔ ایک خطبہ حضورؐ نے عرفات میں ارشاد فرمایا۔ یہی خطبہ سنتِ رسولؐ کے طور پر اب بھی ۹ ذی الحجہ کی دوپہر کو عرفات کے میدان میں پڑھا جاتا ہے۔ ایک خطبہ ہے جو حضورؐ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔ یہ دو تو باقاعدہ خطبے ہیں جبکہ امام قسطلانیؒ نے "المواہب اللدنیۃ" میں حضرت امام شافعیؒ کے حوالہ سے چار خطبات کا ذکر کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطبات سنے، جس کو جو باتیں یاد رہیں اس نے وہ آگے نقل کر دیے۔ اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے سوالات پوچھے گئے۔ حضورؐ نے ان کے جوابات دیے۔ حضورؐ نے حج کے مختلف مسائل کے بارے میں بھی ہدایات دیں۔ صحابہ کرام کو عرفات اور منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا، صحابہ کرامؓ نے جو جو بات یاد رکھی اور وہ آگے منتقل کی، اس کو محدثین نے محفوظ کیا۔ ان سب کا مجموعہ محدثین کی اصطلاح میں حجۃ الوداع کا خطبہ کہلاتا ہے۔ اس میں عرفات و منیٰ کے دو خطبے بھی شامل ہیں اور مختلف مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر عمومی خطابات بھی شامل ہیں۔

یہ حجۃ الوداع کا خطبہ بیسیوں بلکہ اس سے بھی زیادہ سینکڑوں روایات میں نقل ہوا ہے۔ وہ زمانہ لکھنے پڑھنے کا زمانہ نہیں تھا، یادداشت کا زمانہ تھا۔ یادداشت پر لوگ اعتماد کرتے تھے۔ اس حجۃ الوداع کے خطبہ پر محدثین نے مختلف ادوار میں کام کیا ہے۔ حجۃ الوداع کی اہمیت کی بات تو یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں صحابہ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اور پھر یہ کہ حضورؐ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ شاید یہ میری تمہاری آخری اجتماعی ملاقات ہو۔ پھر ایک بہت اہمیت والی بات یہ ہے کہ اس موقع پر ہی آیت تکمیل دین نازل ہوئی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دین کی تکمیل کا تاریخی اعلان

بخاری شریف (رقم: ۴۴۴۰) کی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ سے ان کے دورِ خلافت میں ایک یہودی عالم نے کہا: یا حضرت آپ کے قرآن میں ایک آیت ایسی ہے وہ آیت اگر ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم آیت کے نازل ہونے کے دن کو عید بنا لیتے۔ ہم باقاعدہ ڈے مناتے اس پر کہ فلاں دن یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کون سی آیت؟ اس نے کہا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم ورضیت لکم الاسلام دینا. (المائدہ: ۵،۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے۔ اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ تکمیل کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے وحی کا نزول شروع ہوا تھا۔ اس کے بعد مختلف پیغمبروں کے ذریعے ہدایت واحکام نازل ہوتے رہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک وحی کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ احکام آتے بھی رہے، منسوخ بھی ہوتے رہے۔ ان میں ترامیم بھی ہوتی رہیں۔ یہ ایک ارتقاء اور تدریج کا عمل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے وحی کا کام مکمل کر دیا۔ اب قیامت تک کوئی وحی نہیں ہوگی اور نہ احکام میں ردوبدل ہوگا اور نہ کوئی نیا حکم آئے گا۔ تو تکمیل کا معنی یہ ہے کہ وہ وحی جو آدم علیہ السلام پر نازل ہونا شروع ہوئی تھی وہ تدریج اور ارتقاء کے مراحل طے کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ہوئی ہے۔

چنانچہ جب غلبۂ دین مکمل ہوا تو حجۃ الوداع اس کا سب سے بڑا مظہر تھا کہ اتنی شان وشوکت اس سے پہلے مسلمانوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اعلان فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم، اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے۔ ورضیت لکم الاسلام دینا. اور میں تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ آج کے بعد میں کسی انسان سے اسلام ہی کا دین قبول کروں گا اور کوئی دین قبول نہیں کروں گا۔ تو اس یہودی عالم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا امیر المومنین یہ آیت اگر ہم پر تورات میں نازل ہوئی ہوتی تو ہم آیت کے نزول والے دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قدرت ہے کہ ہم پر یہ آیت نازل ہی عید والے دن ہوئی ہے۔ تم تو عید بنا لیتے۔ ہماری پہلے سے عید ہے۔ فرمایا یوم النحر کو منیٰ میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور میں اس موقع پر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

موجود تھا۔ یوم النحر یعنی عیدالاضحیٰ اور قربانی کا دن ۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہماری تو دو عیدیں تھیں ۔سالانہ عید بھی تھی اور ہفتہ وار عید بھی تھی ،یعنی وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

دورِ جاہلیت کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر بہت اہم اعلانات فرمائے: مثلاً آپؐ نے ایک بڑی اہم اور تاریخی بات یہ فرمائی کہ یاد رکھو، جاہلیت کا دور ختم ہو گیا ہے اور اسلام کا دور شروع ہو گیا ہے۔فرمایا: کل امر الجاھلیۃ موضوع تحت قدمی۔آج جاہلیت کی ساری قدریں میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ایک مسئلہ آج کل دنیا میں چلتا ہے روشن خیالی اور تاریک خیالی کا، دورِ علم کا اور دورِ جاہلیت کا،ہمیں تلقین ہوتی ہے کہ دورِ علم اختیار کریں اور دورِ جاہلیت چھوڑیں۔جاہلیت کی بات چھوڑیں اور علم کا راستہ اختیار کریں۔اب روشن خیالی سے کون انکار کرے گا؟ کوئی عقل منداور دانش ور آدمی روشن خیالی اور علم کی بات سے انکار نہیں کر سکتا اور جاہلیت کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔لیکن اصطلاحات کا فرق ہے۔ روشن خیالی کسے کہتے ہیں،تاریخ خیالی کسے کہتے ہیں۔جاہلیت کا دور کون سا ہے اور علم کا دور کون سا ہے؟ اپنی اپنی اصطلاحات اور تعریفات ہیں۔دو تین بنیادی فرق ہیں جن کو اس کشمکش میں سمجھنا ضروری ہے اور اس میں بنیادی کردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ادا کرتا ہے کہ آج جاہلیت کی ساری قدریں میرے ان پاؤں کے نیچے ہیں۔

مغرب کی روشن خیالی اور اسلام

مغرب کی روشن خیالی میں اور ہماری روشن خیالی میں تین فرق بنیادی فرق ہیں۔

پہلا بنیادی فرق یہ ہے کہ مغرب کی روشن خیالی کی عمر تقریباً دو یا سوا دو سو سال ہے جبکہ ہماری روشن خیالی کی عمر تقریباً چودہ سو سال ہے۔مغرب کی روشن خیالی کا آغاز انقلاب فرانس سے ہوتا ہے۔جب بھی مغرب میں روشن اور تاریک دو کی بات ہوتی ہے تو حد فاصل انقلاب فرانس قرار پاتی ہے۔مغرب کے ہاں اس سے پہلے کا دور جاہلیت اور جبر کا دور کہلاتا ہے اور اس کے بعد کا دور ترقی اور روشن خیالی کا دور کہلاتا ہے۔ان سے آپ پوچھ لیں کہ یہ قرون وسطیٰ،قرون مظلمہ،تاریک دور(Dark ages) کسے کہتے ہیں تو وہ آپ کو بتائیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

گے کہ یہ انقلاب فرانس سے پہلے کی دو چار صدیاں ہیں۔ اور انقلاب فرانس اٹھارہویں صدی کے آخر میں ہوا۔ جس طرح مغرب کی حلقوں میں یہ بات معروف ہے کہ فلاں بات تاریک دور کی بات ہے اور فلاں بات روشن دور کی ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں بھی ایک اصطلاح معروف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا کوئی واقعہ ذکر کرنا مقصود ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ دورِ جاہلیت کی بات ہے۔ تو یہ ٹرمینالوجی ہمارے ہاں بھی ہے کہ حضورؐ سے پہلے کا دور جاہلیت کا دور تھا اور حضورؐ کے آنے سے علم کا، روشنی کا دور شروع ہوا۔

دوسرا بنیادی فرق مغرب کی اور ہماری روشن خیالی میں یہ ہے کہ مغرب نے روشن خیالی کے نام پر جاگیرداری سے نجات حاصل کی، یعنی وحی کی بالادستی سے دستبردار ہو گئے اور کہا کہ ہم کسی کی ڈکٹیشن نہیں مانتے۔ ہم آزاد ذہن سے فیصلے کرتے ہیں۔ مغرب نے اپنے تمام تر فلسفے، عقائد اور فیصلوں کی بنیاد انسانی سوسائٹی کی خواہشات پر رکھی ہے۔ ہر چیز کی بنیاد اس پر ہے کہ سوسائٹی کیا چاہتی ہے۔ جمہوریت تو سوسائٹی کی خواہش معلوم کرنے کا ذریعہ ہے، لیکن اصل بنیاد سوسائٹی کی خواہشات پر ہے۔ سوسائٹی کیا سوچتی ہے اور سوسائٹی کیا چاہتی ہے۔ یہی حلال وحرام کی بناد ہے۔ یہی جائز و ناجائز کی بنیاد ہے اور یہی قانون اور لاقانونیت کی بات ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ مغرب نے آسمانی تعلیمات سے دستبرداری اختیار کی اور انسانی سوسائٹی کی خواہشات کو اپنے تمام تر معاملات کی بنیاد بنایا اور کہا کہ یہ روشن خیالی ہے۔

قرآن کریم نے روشن خیالی کا اور معنیٰ بیان کیا ہے۔ قرآن کریم نے بیسیوں مقامات پر اس کے متعلق بیان فرمایا ہے، لیکن ایک آیت ذکر کرتا ہوں۔ فرمایا: **احکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواء هم واحذرهم ان یفتنوک عن بعض ما انزل الله الیک** (المائدہ ۵: ۴۹) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک نے حکم دیا کہ لوگوں کے معاملات وحی کے مطابق طے کیجئے اور وحی کے مقابلے میں ان خواہشات کی طرف مت دیکھئے۔ مطلق خواہشات کی نفی نہیں ہے۔ ایسی خواہشات کی نفی ہے جو وحی یعنی اللہ کے نازل کردہ احکامات وہدایت کے مقابلے پر آئیں۔ اگر سوسائٹی کوئی جائز بات چاہتی ہے تو کوئی حرج کی بات نہیں لیکن بالادستی وحی کی ہے۔ فرمایا جہاں مـــا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انزل اللہ اللہ کی ہدایت کا مسئلہ آئے وہاں لا تتبع اھوائھم ان کی خواہشات کی طرف مت دیکھیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا کہ واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک، اس بات سے آپ ڈرتے رہیں کہ سوسائٹی کی خواہشات کے پیچھے آپ چلیں گے تو یہ اللہ کے احکام کے بارے میں آپ کو فتنے میں ڈال دیں گے۔

تو ہمارے نزدیک روشن خیالی نام ہے سوسائٹی کی خواہشات سے نکل کر وحی کی پیروی کا، اور مغرب کے نزدیک روشن خیالی نام ہے وحی کے دائرے سے نکل کر انسانی خواہشات کی پیروی کا۔ چنانچہ جو چیز ہمارے نزدیک علم ہے، مغرب کے نزدیک جہالت ہے اور جو چیز ہمارے نزدیک تاریکی اور جہالت ہے، مغرب کے نزدیک روشن خیالی ہے۔ یہ ایک جوہری فرق ہے مغرب کی اور ہماری اصطلاح میں۔ اور اس بات کا ہم نے بیسیوں بار تجربہ کیا ہے کہ کسی بھی مسلم ملک میں قرآن کریم کے کسی حکم یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی ارشاد کے بطور قانون نفاذ کا مطالبہ کیا جائے کہ یہ قرآن پاک کا حکم ہے۔ اس لئے اسے ملک کا قانون بنایا جائے تو مغرب اور مغرب زدہ حلقوں سے ہمیں ایک بات مشترکہ طور پر جواب میں ملتی ہے کہ یہ لوگ تاریکی کے دور کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں۔ یہ قرونِ مظلمہ کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں۔

جاہلی قدروں کی طرف واپسی

ایک اور فرق مغرب اور ہماری روشن خیالی میں یہ ہے کہ جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا جس کا میں نے حجۃ الوداع کے خطبہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ کل امر الجاہلیہ موضوع تحت قدمی، جاہلیت کی ساری قدریں آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ جاہلیت کا دور ختم ہوا اور میں جاہلیت کی ساری قدریں اپنے پاؤں کے نیچے روند کر نسل انسانی کو علم کے دور کی طرف لے کر آگے بڑھ رہا ہوں۔ اس سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں کے نیچے کون کون سی قدریں پامال ہوئیں؟ ہمیں اس کا ذرا تجزیہ کرلینا چاہئے کہ وہ کون سی قدریں تھیں جو حضورؐ کے اعلانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرہ میں موجود تھیں لیکن اعلانِ تکمیلِ نبوت تک مٹ چکی تھیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ان قدروں میں ایک قدر تھی شرک یہ بیس سال پہلے پورے عروج پر تھا اور حضورؐ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو اپنی دعوت کا بنیادی پیغام یہ بتایا تھا کہ یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا (مسند احمد، رقم ۱۵۴۴۸) لیکن اب جزیرۃ العرب میں کوئی بت خانہ باقی نہیں تھا۔ ایک قدر تھی، نسل پرستی۔ عرب معاشرے میں عرب اور عجم، کالے اور گورے کا فرق تھا۔ حضورؐ نے ختم کر دیا۔ شراب تھی، لاٹری اور جوا تھا، سود تھا، بے حیائی اور زنا تھا، ہم جنس پرستی تھی۔ یہ ساری قدریں بیس سال پہلے اپنے پورے عروج پر تھیں۔ جب حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ساری قدریں میرے پاؤں کے نیچے ہیں تو ان قدروں کا عرب میں کوئی وجود باقی نہیں رہا تھا۔ اور جو سوسائٹی حضورؐ نے متعارف کروائی، وہ حقیقی انسانی قدروں سے مالا مال تھی۔ چنانچہ حضورؐ نے صرف ان جاہلی قدروں کو ختم کرنے کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ دنیا کو ایک ایسی سوسائٹی بنا کر دکھا دی جس میں شرک، زنا، شراب، سود، ناچ گانا، فحاشی، جوا، نجوم پرستی اور نسل کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اور جب اپنے اعلان نبوت کے بائیس تیئیس سال بعد منیٰ کے مقام پر کھڑے ہو کر حضورؐ نے اپنی دعوت کے نتیجے کا اعلان کیا کہ: کل امر الجاہلیہ موضوع تحت قدمی تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ نے جو کام آپ کو دے کر بھیجا تھا، آپ اس میں کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔

تاریخ میں اور کوئی شخصیت شاید آپ کو ایسی نہ ملے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں اپنا کام، اپنا مشن مکمل کر کے جا رہا ہوں۔ تاریخ انسانی میں حضورؐ وہ واحد شخصیت ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اپنا مشن پورا کیا۔ نہ صرف پورا کیا بلکہ تکمیل پر اپنے صحابہ کو اس پر گواہ بنایا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: وانتم تسئلون عنی قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ کی عدالت ہوگی تو اللہ تم لوگوں سے پوچھے گا کہ تمہاری طرف ایک پیغمبر کو مشن دے کر، پیغام دے کر بھیجا تھا۔ اس نے اپنا فرض ادا کیا یا نہیں۔ تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟ اس پر صحابہؓ نے اجتماعی آواز سے کہا: بلغت وادیت ونصحت۔ آپ نے پیغام پہنچا دیا اور پہچانے کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ حضورؐ نے اس پر آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا: اللھم اشھد یا اللہ تو بھی گواہ رہنا۔

آج جب ہم روشن خیالی اور تاریک خیالی کی بحث میں پڑتے ہیں تو میں ایک سوال کیا کرتا ہوں کہ مغرب نے روشن خیالی کے نام پر ان قدروں میں کون سی قدر کا اضافہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کیا ہے؟ یہ تو وہی پامال قدریں ہیں جنہیں آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالا تھا۔ میں تو کہتا ہوں کہ مغرب ایک بہت اچھا بیوٹی پارلر ہے جس نے پرانی اور گھسی پٹی قدروں کو بیوٹی پارلر سے گزار کر نئے میک اپ کے ساتھ دنیا کے سامنے نئی تہذیب بنا کر پیش کر دیا ہے جبکہ حقیقت میں یہ وہی جاہلیت قدیمہ ہے جو ابوجہل کے حوالے سے منسوب ہو تو وہ جاہلی قدر کہلاتی ہے اور آج مغرب کے حوالے سے منسوب ہو تو اسے آرٹ اور کلچر کا نام دیا جاتا ہے۔

سوسائٹی کی خواہشات یا آسمانی تعلیمات؟

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ایک تاریخی اعلان فرمایا کہ جاہلیت کا دور ختم ہو گیا ہے اور علم کا دور شروع ہو رہا ہے۔ حضورؐ نے علم کس چیز کو قرار دیا؟ وحی کو آسمانی تعلیمات کو انبیاء کو کتاب اللہ اور سنت رسول کو، آج بھی دنیا میں جھگڑا اسی بات کا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ کلچرل وار ہے، سولائزیشن کی جنگ ہے اور تہذیب وثقافت کی جنگ ہے۔ اصل میں بنیادی اختلاف اسی پر ہے کہ ہم نے اپنی خواہشات پر چلنا ہے یا آسمانی تعلیمات کی بالادستی قبول کرنی ہے۔ اس کو عنوان آپ کچھ بھی دے دیں جھگڑا دراصل یہی ہے۔ یہ پچھلے سال کارٹونوں کا مسئلہ چلا تھا۔ ڈنمارک کے صحافی فلیمنگ روز نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر مبنی کے کارٹون چھاپے تھے۔ اس پر بڑی بحث چلی تھی اور خود فلیمنگ روز کا ایک بڑا لمبا مضمون چھپا تھا۔ اس مضمون میں چند ایک باتیں اس گفتگو سے متعلق ہیں۔ میں وہ عرض کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ہم میں اور مسلمانوں میں فکری، ثقافتی یا تہذیبی طور پر کیا فرق ہے۔ اس نے کہا کہ ہم نے تو خدا رسول اور کتاب کا حوالہ اپنے ذہنوں سے اتار دیا ہے۔ ہم کوئی فیصلہ کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ بائبل میں کیا لکھا ہے۔ کوئی قانون طے کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہتا ہے۔ کوئی بات کہتے وقت عیسیٰ کا حوالہ نہیں دیتے کہ انہوں نے اس بارے میں کیا کہا تھا۔ ہم آزاد ذہن سے فیصلے کرتے ہیں۔ پھر کہا کہ مسلمانوں نے ابھی تک خدا، رسول اور کتاب کا حوالہ اپنے ذہنوں پر مسلط رکھا ہوا ہے۔ یہ فرق ہے کہ ہم میں اور مسلمانوں میں ایڈجسٹمنٹ نہیں ہو رہی۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس کی یہ بات ٹھیک بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان کتنے ہی بے عمل، بد عمل کیوں نہ ہوں لیکن آج کے زمینی حقائق میں یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ رسول کے ساتھ ہماری کمٹمنٹ آج بھی قائم ہے۔ خدا اور رسول کا حوالہ ہمارے ذہنوں سے اترا نہیں ہے۔ یہ بات ہمارے لئے تو خوشی کا باعث ہے۔ لیکن دنیا کے لئے پریشانی کا باعث ہے۔ اور یہ حوالہ اتنا مضبوط ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں بھی بدعمل سے بدعمل اور بے عمل سے بے عمل مسلمان کو بھی اگر آپ نے خطاب کرنا ہے تو آپ کو خدا اور رسول کے حوالے سے بات کرنا ہوگی، ورنہ آپ کی بات نہیں سنی جائے گی۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی وہ لوگ جو سراسر قرآن وسنت کے خلاف بات کرتے ہیں۔ وہ حوالہ خدا اور رسول کا ہی دیں گے۔ وہیں سے کوئی بات تاویل کر کے نکالیں گے۔ اگر یہ حوالہ نہیں دیں گے تو اس معاملہ میں ان کی بات نہیں سنی جائے گی۔

آسمانی تعلیمات کس کے پاس ہیں؟

تو مغربی صحافی نے یہ تشویش ظاہر کی کہ ہم نے تو یہ حوالہ چھوڑ دیا لیکن مسلمان یہ حوالہ کیوں نہیں چھوڑ رہے۔ میں بھی لکھنے پڑھنے کے شعبہ کا آدمی ہوں، کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا ہوں۔ اس پر میں نے فلیمنگ روز سے ایک مضمون میں سوال کیا کہ تمہارے پاس تھا کیا جو تم نے چھوڑا ہے؟ تم کس بات کا رعب جماتے ہو ہم پر؟ لیکن ہمارے پاس تو کتاب اللہ موجود ہے۔ یہ بہت بڑا بنیادی فرق ہے۔ اور میں ایسے ہی گپ شپ نہیں کر رہا۔ زمینی حقائق کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ دنیا کا کوئی یہودی، دنیا کے کسی حصے میں، تورات کے کسی نسخے پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہے کہ یہ وہ تورات ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور دنیا کا کوئی عیسائی دنیا کے کسی حصے میں انجیل کے کسی نسخے پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہے کہ یہ وہ انجیل ہے جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، کوئی یہودی، کوئی عیسائی یہ ہمت نہیں کرسکتا۔ اور دنیا کا ہر مسلمان دنیا کے کسی بھی خطے میں قرآن کریم کے کسی بھی نسخے پر ہاتھ رکھ کر پوری تسلی کے ساتھ یہ کہہ دے گا کہ یہ وہ قرآن ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ ہمارے پاس تو یہ موجود ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

مغرب کی ایک فضول خواہش

تو میں نے فلیمنگ روز کے جواب میں لکھا کہ تمہارے پاس تھا کیا جو تم نے چھوڑا جبکہ ہمارے پاس تو یہ موجود ہے۔ اس پر میں نے ایک لطیفہ لکھا کہ دو دوست آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ تمہیں اگر دو گاڑیاں دے دے تو تم کیا کرو گے؟ دوسرے نے کہا ایک تمہیں دے دوں گا۔ پہلے نے پھر کہا تمہیں اللہ دو مکان دے دے تو کیا کرو گے؟ دوسرے نے کہا ایک تمہیں دے دوں گا۔ پہلے نے پھر کہا تمہیں اللہ دو گائیں دے دے تو کیا کرو گے؟ دوسرے نے جواب دیا بھائی صاحب، وہ میرے پاس پہلے سے موجود ہیں ان پر نظر مت رکھو۔

تو بھئی ہمارے پاس وحی بھی ہے، قرآن کریم بھی ہے۔ حضورؐ کی تعلیمات بھی ہیں، بالکل اصل حالت میں ہیں۔ کسی شبہ کے بغیر ہیں۔ اگر دنیا کا کوئی آدمی ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم چھوڑ دیں گے تو بہت بڑا بے وقوف ہے۔ اسے اپنی عقل کا علاج کروانا چاہئے۔ ذرا خود سوچئے کہ جو لوگ واشنگٹن میں ماسکو میں، لندن میں بیٹھ کر سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں قرآن کریم پڑھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے ایک ایک جزو کو بیان کرتے اور سنتے سناتے ہیں، حضورؐ کا ایک ایک ارشاد نقل کرتے ہیں، ان سے کوئی یہ توقع رکھے کہ وہ یہ سب کچھ چھوڑ دیں گے تو اس سے بڑا بے وقوف کون ہوگا۔

بات میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اعلانات میں ایک بڑا اعلان کیا کہ: کل امر الجاھلیۃ موضوع تحت قدمی۔ جاہلیت کی ہر قدر آج میرے پاؤں کے نیچے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تہذیبی کشمکش میں، ثقافتوں کی جنگ میں اور دور جاہلیت و دور علم کی نشان دہی میں حضورؐ کا یہ ارشاد بہت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہمارے لیے راہنما ہے۔ اسی سے ہم رہنمائی حاصل کریں گے۔

یہی بات جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدِ فاصل قرار دیا، حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ نے اسی حوالے سے ہمیں ایک تنبیہ فرمائی۔ بظاہر ہم سنتے سناتے رہتے ہیں لیکن جب اس کے پس منظر میں یہ بات دیکھیں گے تو بات ٹھیک طور پر سمجھ میں آئے گی۔ فرمایا: لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض، لا ترجعوا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بعدی ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض. گویا آپ فرمارہے ہیں کہ تمہیں دورِ جاہلیت سے نکالنے کے لئے میں نے بڑی محنت کی ہے۔ بڑے مقابلے کیے ہیں، بڑی تکالیف اٹھائی ہیں وہ کفر، ضلالت اور گمراہی کا دور تھا۔ اس دور کی طرف کہیں واپس نہ چلے جانا۔ اس کی سب سے بڑی علامت کیا ہوگی؟ دورِ جاہلیت کی اقدار میں سب سے مکروہ قدر کی نشان دہی کرتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا: یضرب بعضکم رقاب بعض ایک دوسرے کی گردنیں نہ شروع کردینا۔ فرمایا کہ ایسا کرنا جاہلیت کے دور کی طرف واپس جانا ہوگا اور اس امت پر اس کیفیت کو امت پر خدا کے عذاب کی سب سے خوفناک شکل قرار دیا۔

قرآن کریم میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔

قال هو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض.

(الانعام۶:۶۵)

آپ ان سے کہہ دیجئے میں کئی قسم کے عذاب نازل کیا کرتا ہوں۔ اوپر آسمان سے بھی اور نیچے زمین سے بھی۔ پہلی امتوں پر یہ عذاب آتے رہے ہیں۔ آسمان سے پتھر برسے ہیں اور زمین پر زلزلے اور سیلاب آئے ہیں۔

عذاب کی کئی شکلیں ہیں۔ ایک شکل اس آیت میں یہ بیان فرمائی کہ تمہارے لئے یہ عذاب بھی ہوسکتا ہے کہ خود تمہیں ایک دوسرے کے لئے عذاب بنادوں۔ عذاب کی سب سے خوفناک صورت یہ ہے کہ نہ اوپر سے عذاب آئے نہ نیچے سے بلکہ او یلبسکم شیعا. تمہیں گروہوں میں تقسیم کردے۔ ویذیق بعضکم باس بعض. اس محاورے کا ترجمہ میں نے یہ کیا ہے کہ تمہیں خانہ جنگی، باہمی قتل اور خونریزی کی صورت میں ایک دوسرے کے لئے عذاب بنادے۔ فرمایا یہ جاہلیت کے دور کی طرف واپس جانا ہوگا۔

چنانچہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دورِ جاہلیت کے خاتمے کا اور دورِ علم کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا کہیں میرے بعد کفر کی طرف واپس نہ پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کردو۔ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ یہ تمہارے لئے روشنی کا راستہ ہے۔ علم کا راستہ اور انسانیت کا راستہ ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ختم نبوت کا اعلان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ایک اعلان یہ فرمایا:

لا نبی بعدی و لا امة بعد کم فاتقو الله و اعبدوا ربکم و صلوا خمسکم و صوموا شهر کم وادوا زکوٰة اموالکم طيبة بها انفسکم تحجون بیت ربکم و اطیعو امرائکم تدخلو جنة ربکم.

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

فرمایا: ایها الناس اے لوگو! انه لا نبی بعدی و لا امة بعد کم. یاد رکھو میں آخری نبی ہوں، میں آخری پیغمبر ہوں، میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور تم انبیاء کی امت میں سے آخری امت ہو، تمہارے بعد اب کوئی امت نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بنیادی عقیدہ قرار دیا۔ عقیدۂ ختم نبوت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی پر نئی وحی، نبوت نہیں آئے گی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی یہ اعلان فرمایا گیا اور دیگر بہت سے ارشادات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی کہ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ تکمیل دین کا معنیٰ ہی یہ ہے فرمایا: الیوم اکملت لکم دینکم . اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تمہارے لئے نعمت تمام کر دی۔ اس کے بعد اب کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی، اور وہی وحی قیامت تک حجت ہے۔

نسلی اور لسانی تفاخر کا خاتمہ

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اہم اعلانات فرمائے اس میں ایک اعلان یہ بھی تھا کہ جاہلیت کے دور میں عرب معاشرہ، نسل، زبان اور رنگ کے تفاخر کا معاشرہ تھا۔ قریشی غیر قریشیوں کو برابر نہیں سمجھتے تھے۔ عرب غیر عربوں کو برابر نہیں سمجھتے تھے۔ یہ سلسلہ آج بھی ہے۔ بے شک اس پر جتنی مرضی لیپا پوتی کی جائے، لیکن رنگ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اور نسل کی بنیاد پر تفاخر اور برتری کا یہ جذبہ آج بھی صاف جھلکتا ہے، نظر آتا ہے۔ ہمارے درمیان بھی ہے، باقی دنیا میں بھی ہے۔ علاقائی سطح پر بھی ہے، عالمی سطح پر بھی ہے۔ یہ بات اس زمانے میں عروج پر تھی۔ آپ اس سے اندازہ کیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کے بعد جب کعبہ کا کنٹرول سنبھالا، چابیاں منگوائیں، کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ تو حضورؐ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو۔

یہ اعلان ایک طوفان تھا اس معاشرہ میں، کہ کیا یہ بھی ہو سکتا ہے! بلالؓ ایک تو آزاد کردہ غلام ہیں، ایک کالے رنگ کے ہیں، عربی نہیں ہیں، حبشی ہیں، یہ بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہو کر اذان دے گا! وہاں طوفان مچ گیا۔ لیکن اعلان چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا تو کس کی مجال ہے کہ کچھ کہے۔ لیکن ایک قریشی سردار نے یہ منظر دیکھا تو اس نے کہا، اس کا جملہ تاریخ والے یوں نقل کرتے ہیں کہ ''اے میرے باپ تو بڑا خوش قسمت ہے۔ کہ تو یہ منظر دیکھنے کے لئے آج زندہ نہیں ہے۔'' بعد میں یہ قریشی سردار صحابیؓ ہو گئے۔ لیکن اس وقت جب یہ منظر دیکھا تو کہتے ہیں کہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور اپنے باپ کا نام لے کر کہا کہ میرے باپ تو بڑا خوش قسمت ہے، اس منظر کو دیکھنے سے پہلے دنیا سے چلا گیا۔ تو یہ منظر دیکھنے کے لئے زندہ نہیں ہے۔ کہ ایک کالے رنگ کا آدمی غیر عرب حبشی بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہے اور اللہ کا نام بلند کر رہا ہے۔

عام رواج یہ تھا کہ قریش اور غیر قریش کا خون برابر نہیں سمجھا جاتا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ قریشی اگر کسی غیر قریشی کو قتل کر دیتا تو جواب میں قریشی قتل نہیں ہوتا تھا۔ اور غیر قریشی اگر کسی قریشی کو قتل کرتا تو بدلے میں دو آدمی ہوتے۔ اور پھر عرب و غیر عرب کا بھی فرق تھا۔ عربوں کو اپنی زبان پر بڑا فخر تھا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی زبان واقعی فخر کی چیز ہے۔ لیکن اتنا بھی فخر کیا کہ دوسروں کو گونگا ہی کہنا شروع کر دیں۔ عجمی کا معنی گونگا ہے۔ ہمیں عجمی کہتے تھے، کہ یہ گونگے ہیں، ان کو زبان نہیں آتی۔ عرب فصیح کو کہتے ہیں۔ عرب کا معنی فصیح، بلیغ عمدہ گفتگو کرنے والا۔ اور عجمی کا معنی گونگا کہ جس کے منہ میں زبان نہ ہو جو بول نہ سکتا ہو، تو باقی ساری دنیا کو وہ عجمی کہتے تھے۔ کہ زبان اگر ہے تو ہمارے پاس ہے۔ چنانچہ یہ لسانی تفاخر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ پر اس رسم کو توڑا،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سب کو برابر کھڑا کیا۔ اور حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی تاکید فرمائی فرمایا یاد رکھو! ان ربکم واحد وان اباکم واحد کلکم من آدم و آدم من تراب ، لافضل لعربی علی عجمی، ولا لا حمر علی اسود او کمال قال صلی اللہ علیہ وسلم. فرمایا: میں آج تمام قسم کے نسلی اور لسانی تفاخرات کا خاتمہ کرنے کا اعلان کر رہا ہوں، تم میں سے کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے اور کسی سرخ کو کالے پر فضیلت نہیں ہے۔ صرف یہ اعلان نہیں فرمایا بلکہ ایک ایسی سوسائٹی قائم کی کہ واقعتاً لوگوں نے دیکھا کہ یہ سارے امتیازات ختم ہو گئے تھے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کے جتنے امتیازات تھے وہ ختم کئے اور حجۃ الوداع کے موقع پر خاص اس کا اعلان فرمایا، قرآن پاک میں بھی ہے:

یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عندا للہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر.

اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں قبائل اور برادریوں میں تقسیم کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔

قرآن پاک نے بنیادی اصول بیان فرمایا کہ دیکھو ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، آدم اور حوا سے۔ ہاں قبائل اور برادریاں ہم نے بنائی ہیں تعارف کے لئے۔ پہچان کے لئے قبائل کا ان کی شاخوں کا، خاندانوں کا وجود بھی ہے، قوموں کا وجود بھی ہے، لیکن تفاخر کے لئے نہیں، تعارف کے لئے ہے۔ اگر یہ فطری تقسیم نہ ہو تو مشکل ہو جائے گا۔ اگر یہ پتہ نہ ہو کہ یہ امریکی ہے، یہ افریقی ہے، یہ فلاں نسل کا ہے یہ فلاں قوم کا ہے، تو پھر نمبرنگ کرنی پڑے گی جو کہ مشکل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ایسا کیا ہے قبائل بھی درست ہیں برادریاں بھی درست ہیں لیکن ان کا مقصد صرف باہمی تعارف ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یہ عزت اور تفاخر کی بنیاد نہیں ہے۔ ان اکرمکم عندا للہ اتقکم. اللہ کے ہاں عزت کس کی ہے؟ تقویٰ کی۔ تقویٰ کو یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ کے یہاں عزت کریکٹر کی ہے، کردار کی ہے، ایمان اور عمل صالح کی ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس اصول کی بطور خاص وضاحت فرمائی۔ فرمایا: ایھا الناس ! ان ربکم واحد، اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ وابـاکـم واحـد، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، آدم کی اولاد ہو سارے۔ الا لفضل لعربی علی عجمی، کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے۔ ولا لعجمی علی عربی اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں ہے۔ ولا لاسود علی احمر۔ کسی کالے کو سرخ پر فضیلت نہیں ہے۔ ولا لاحمر علی اسود، کسی سرخ کو کالے پر فضیلت نہیں ہے۔ ہاں! الا بالتقوی. وہی جو قرآن پاک نے بتایا: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات: ۴۹، ۱۳) کہ ایمان، تقویٰ کردار اور عمل صالح کی بنیاد پر فضیلت ہے۔

ایک اور جگہ پر قرآن کریم یہ ذکر کرتا ہے کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین. (التین ۹۵: ۴، ۵) کہ احسن تقویم بھی یہی ہے اور اسفل سافلین بھی یہی ہے۔ سب سے اوپر کا نمبر بھی اسی کا ہے اور سب سے نیچے کا نمبر بھی اسی کا ہے۔ لیکن کس بنیاد پر؟ ایمان تقویٰ، کردار، اور عمل صالح کی بنیاد پر۔

انتقام اور انتقام کی قبائلی رسم کا خاتمہ

پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں جاہلیت کے دور کے خاتمے کا اعلان فرمایا کہ جاہلیت کی رسمیں میں نے ختم کر دی ہیں۔ ایک عمومی اعلان تھا کہ کل امر الجاہلیۃ موضوع تحت قدمی۔ جاہلیت کی ساری قدریں آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ لیکن دو کا آپؐ نے بطور خاص ذکر کیا۔ فرمایا: دماء الجاہلیۃ موضوعۃ، جاہلیت کے دور میں جو بدلے اور خون کا رواج تھا، وہ میں نے ختم کر دیا ہے۔ قبائل میں بدلہ در بدلہ کا رواج تھا۔ قبائل میں یوں ہوتا ہے کہ ایک قبیلہ کا آدمی قتل ہوا تو بدلے میں قاتل قبیلہ کا ایک آدمی قتل ہوگا۔ اور ضروری نہیں کہ قاتل ہی قتل ہو، بس اس قبیلہ کا کوئی آدمی مارا جائے گا۔ وہ مرا ہے تو اب پھر اس پہلے قبیلے کا آدمی مرے گا اور پھر یہ سلسلہ چلتا جاتا تھا۔

حرب بعاث دو قبیلوں کی ایک مشہور جنگ تھی جو ایک سو بیس سال چلتی رہی۔ بات شروع کہاں سے ہوئی تھی؟ کہتے ہیں، بات یہاں سے شروع ہوئی کہ ایک آدمی کا درخت تھا جس پر کبوتری نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ انڈے دے رکھے تھے، تو کسی نے اسے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پتھر مار کر گھونسلہ اور انڈے توڑ دیے۔ پہلے آدمی نے کہا کہ اچھا میری زمین پر، میرے درخت پر اس نے یہ کر دیا، یہ تو میری توہین ہوئی ہے۔ کبوتری کا انڈا نہیں ٹوٹا، یہ تو میری ناک کٹ گئی ہے۔ یہ ناک بڑی خطرناک شے ہے۔ اس نے پتھر مارنے والے کو قتل کر دیا۔ بس پھر دونوں کے درمیان ایک سو بیس سال تک جنگ رہی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بڑی عجیب بات فرماتی ہیں کہ اوس اور خزرج کے درمیان کئی نسلوں تک جنگ رہی ہے، یہ دونوں انصار کے قبیلے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے جوان قتل کر دیے، بہت بربادی ہوئی۔ پھر تنگ آ کر بڑے بوڑھے اکٹھے ہوئے کہ بھائی کوئی راستہ نکالو، آخر ہم کب تک لڑیں گے۔ اب جب اس طرح کی جنگ ہو تو پھر آپس میں ایک دوسرے پر اتفاق نہیں ہوتا۔ طے ہوا کہ تیسرا آدمی تلاش کیا جائے جس پر ہم دونوں اکٹھے ہو جائیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اوس اور خزرج کے لوگوں کو حج کے موقع پر منیٰ میں ان کے خیموں میں دعوت دینے آئے تو انہوں نے آپس میں کھسر پھسر کی اور کہا کہ بھئی، یہ آدمی ٹھیک ہے۔ ان کو جگہ کی ضرورت ہے، ہمیں آدمی کی ضرورت ہے۔ تو یہ تھی شروعات، یعنی کوئی قبیلہ ہامی بھرے تو میں وہاں جاؤں اور اس کے لئے آپ خیموں میں جا کر مختلف قبائل کو دعوت دے رہے تھے۔ ادھر اوس اور خزرج اس تلاش میں تھے کہ کوئی ایسا آدمی ملے جس پر ہم اکٹھے ہو جائیں۔ چنانچہ یہ دو باتیں اکٹھی ہو گئیں اور ان قبائل نے کہا کہ ہم تیار ہیں، آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں، پھر اگلے سال بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی۔ پھر اس سے اگلے سال عقبہؑ ثانیہ، پھر سارے معاہدات ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ ہجرت کر جائیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ بات خاص طور پر ارشاد فرمائی کہ میں تمہیں دو کمزوروں کے بارے میں بطور خاص وصیت کرتا ہوں، ایک یتیم کے بارے میں اور دوسرا عورت کے بارے میں۔

عورت کی مظلومیت

عورت کا مسئلہ بھی یہی ہے۔ اس زمانے میں بھی تھا اور آج بھی مختلف حوالوں سے ہے۔ میں تاریخ کا طالب علم ہوں اور اس مسئلہ کو اپنی نگاہ سے دیکھتا ہوں، عورت کا ایک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >>   https://t.me/pasbanehaq1

مسئلہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ آج دوطرفہ ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں شاید دس فیصد عورتوں کو وراثت ملتی ہے جبکہ نوے فیصد کو سرے سے وراثت ملتی ہی نہیں۔ میں اپنے پاکستان کے معاشرے کی بات کر رہا ہوں۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے ایک خاتون کا فون آیا، شاید اخبارات میں میرے مضمون پڑھتی رہتی ہوگی۔ اس حوالہ سے جانتی ہوگی۔ کسی کالج کی لیکچرار تھی۔ کہنے لگی کہ میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور ان کی چھوڑی ہوئی جائیداد میں سے میرا اور وراثت کا حصہ بنتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک بازار میں کوئی سات آٹھ دکانیں میرے حصے میں آتی ہیں۔ میں نے اپنے بھائیوں سے اپنا حصہ مانگا ہے کہ یہ میرا حق ہے مجھ ملنا چاہئے تو بھائی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ ہم دکانیں تو دے دیتے ہیں لیکن پھر زندگی بھر کے لئے تمہارے ساتھ ہمارا تعلق ختم، مرنا جینا ختم، یا دکانیں لے لو یا تعلق باقی رکھو۔ اب آپ بھی اس معاشرے کو جانتے ہیں، وہاں عورت جائیداد کی قربانی تو دے سکتی ہے، بھائیوں کی قربانی نہیں دے سکتی۔ پتہ نہیں زندگی میں کیا مراحل پیش آئیں گے۔ وہ مجھ سے مشورہ لے رہی تھی کہ میں دکانیں لوں یا بھائیوں کو رکھوں؟ میں نے کہا بی بی یہ دونوں مسئلے نازک ہیں اور میں آپ کے علاقے کے ماحول سے میں واقف نہیں ہوں، اس لئے وہاں کے مقامی علماء سے مشورہ لیں، وہ زیادہ بہتر آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

ہمارے ہاں پچھلے سال اسمبلی میں عورتوں کے حقوق کے نام سے ایک معاملہ چل رہا تھا۔ حقوق نسواں بل پر بحث ہوتی رہی۔ حکومت اور اپوزیشن نے علماء کی ایک کمیٹی بنائی، اس میں میں بھی تھا۔ اس کمیٹی کو غیر جانبدار کہا گیا۔ ہم اس دوران اسلام آباد میں بیٹھے رہے اور مذاکرات کرتے رہے۔ حدود آرڈیننس میں کچھ ترمیمات پر بھی بات چل رہی تھی، کافی لمبا مسئلہ تھا۔ ہم نے حکومت اور اپوزیشن والوں سے کہا کہ بھئی بات یہ ہے کہ بل کا عنوان رکھا گیا ہے ''تحفظ حقوقِ نسواں'' یعنی عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا بل، لیکن ہماری پاکستان کی سوسائٹی میں عورتوں کے جو حقوق عملاً متاثر ہو رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بھی اس بل میں ذکر نہیں ہے۔

- ہم نے کہا کہ عورت کو یہاں وراثت نہیں ملتی، بل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ عورت کو طے کردہ مہر نہیں ملتا۔ میرا تجزیہ یہ ہے کہ نوے فیصد عورتوں کو وراثت نہیں ملتی اور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تقریباً پچھتر فیصد عورتوں کو مہر نہیں ملتا۔مختلف حیلوں بہانوں نے ہم مہر ہڑپ کر جاتے ہیں۔میرے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر، اللہ انہیں سلامت رکھیں۔ان کے پاس ایک صاحب آئے۔انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران ذکر کیا کہ میرا مہر تو بیوی نے مجھے معاف کر دیا۔والد صاحب نے پوچھا، بھائی معاف کیسے کیا؟ اس کو دیا تھا اور پھر اس نے واپس کر دیا یا ویسے ہی زبانی معاف کر دیا؟

تو ہم نے حکومت اور اپوزیشن کو بتایا کہ ہمارے معاشرے میں عورت کی مظلومیت کے حوالے سے عملی مسائل کیا ہیں۔عورت کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا۔عورت کو مہر نہیں ملتا۔ہمارے معاشرے میں عورت کی جبری شادی کر دی جاتی ہے۔جوان بچی کی اس کا باپ اس کی مرضی کے بغیر شادی کر رہا ہے۔وہ بے چاری بے بس ہے۔اس بات کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ہم نے پوچھا کہ بھئی جبری شادی کے بارے میں آپ لوگوں نے کیا کیا؟

ہم نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں عورت باقاعدہ بکتی ہے۔بعض علاقوں میں باپ اپنی بیٹی کی قیمت وصول کرتا ہے،لیکن آپ کے بل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔لوگ لڑکی کے باپ کو پیسے دے کر خریدتے ہیں۔ہمارے بعض جاگیردار علاقوں میں لڑکی کی قرآن سے شادی کر دی جاتی ہے اور یہ بات قرآن کریم کی توہین بھی ہے کہ قرآن کریم سے شادی کے مقدس عنوان پر اپنی بیٹی کے حصے کی جائیداد اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔یعنی ایک جاگیردار اپنی بیٹی کی شادی اگر کرے گا تو قانونی و شرعی طور پر اسے اپنی جائیداد کا ایک حصے اس کے نام کرنا پڑے گا،چنانچہ وہ اس کی شادی قرآن سے کر دیتا ہے۔سندھ کے کچھ علاقوں میں اب بھی یہ رواج ہے۔باقاعدہ تقریب کر کے قرآن کریم اس کی جھولی میں رکھ دیتے ہیں کہ بیٹی ہم نے تمہاری قرآن کریم سے شادی کر دی ہے۔اب تم نے ساری زندگی قرآن پڑھنا ہے۔تمہیں خرچہ ورچہ کھانا وانا سب ملے گا۔بس اب تمہارا باقی کی زندگی یہی کام ہے۔یعنی قرآن کریم کے مقدس نام کو عورت کو شادی سے محروم کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اس لئے کہ جائیداد تقسیم نہ ہو جائے، دو چار چھ مربع زمین نہ کسی کو دینی پڑ جائے۔ہم نے کہا کہ تمہارے بل میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہم نے کہا کہ عنوان تو اس بل کا حقوقِ نسواں ہے، لیکن عورتوں کی مظلومیت کا ایک عملی مسئلہ بھی اس میں ذکر نہیں کیا گیا۔ خیر وہ بل تو انہوں نے ایسے ہی منظور کر لیا لیکن بعد میں ایک الگ بل ہماری تجاویز کے مطابق لے کر آئے اور منظور کیا۔ عورت کی مظلومیت ہمارے پاکستان کے حوالے سے تو یہ ہے۔

مغرب میں عورت کے ساتھ دھوکہ

اب یہاں مغرب کے حوالہ سے بھی عورت کی مظلومیت دیکھ لیں۔ ایک سوال میں اکثر کیا کرتا ہوں، آپ بھی اس پر غور فرمالیں۔ ہماری بہنیں بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو ہم نے برابر حقوق دیے ہیں۔ اس بات کا بھانڈا پھوڑا ہے روس کے ایک سابق وزیر اعظم گورنر باچوف نے۔ اس نے پروسٹرائیکا میں اس کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ اس نے یورپ کی بات کرتے ہوئے کہا کہ اصل بات یہ ہوئی ہے کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران قتل عام ہوا، لاکھوں کروڑوں افراد مارے گئے۔ افرادی قوت کا خلا پیدا ہو گیا۔ فیکٹریاں بند ہو گئیں۔ دفتر خالی ہو گئے، سکول ویران ہو گئے۔ گورباچوف کے الفاظ ہیں کہ ہم نے اپنی افرادی قوت کے خلا کو پر کرنے کے لئے عورت سے یہ کہا کہ تمہیں ہم برابر کے حقوق دیتے ہیں، تم گھر سے باہر نکلو اور فیکٹری میں، دفتر اور سکولوں میں آؤ اور ہمارے لئے کام کرو، یعنی گھر کا کام بھی کرو اور باہر کا بھی، ہم عورت کو ورغلا کر گھر سے باہر لائے۔ ہم نے یہ کام کر کے اپنی افرادی قوت کے خلا کو تو پر کر لیا لیکن ہمارا فیملی سسٹم تباہ ہو گیا۔ گورباچوف کہتا ہے کہ اب ہم چاہتے ہیں کہ وہ واپس گھر چلی جائے اور اپنے گھر کا نظام سنبھالے، لیکن ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔

مغرب نے بے چاری عورت کے ساتھ کیا کیا؟ میرا ایک بہت سنجیدہ سوال ہے۔ عورت کے جو فطری فرائض ہیں، وہ تو اسی کے کھاتے میں ہیں۔ بچہ جننا بھی عورت نے ہے اور پالنا بھی اسی نے ہے۔ ایک خاص عمر تک بچے کی عورت نے ہی پرورش کرنی ہے۔ مرد یہ کام نہیں کر سکتا، یہ اس کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ قدرت کی تقسیم تو بالکل فطری ہے کہ گھر کا نظام عورت کی ذمہ داری ہے اور گھر کے باہر کے معاملات کا انتظام مرد کے سپرد ہے۔ یہ قدرت کی تقسیم کار ہے، اس میں کوئی حقارت یا عظمت کا پہلو نہیں ہے۔ لیکن مغرب

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے کیا کیا؟ عورت کو کارخانے اور دفتر میں لا کر اس کے حقوق میں اضافہ کیا یا فرائض میں؟ یعنی مغرب کے مرد نے عورت کے ساتھ یہ ظلم کیا ہے کہ اس کی کسی ڈیوٹی میں شیئر کیے بغیر اسے اپنے ساتھ اپنی ڈیوٹی میں شامل کر لیا ہے۔ اس کی کسی نیچرل ڈیوٹی میں مرد نے شیئر نہیں کیا۔ اور نہ ہی وہ کر سکتا ہے لیکن اپنی ڈیوٹی میں اسے ساتھ ملا لیا کہ ہمارے ساتھ مل کر کام بھی کرو۔ اور عورت بجائے اس بات کو سمجھنے کے کہ دونوں کی ڈیوٹی میرے کھاتے میں پڑ گئی ہے اس عنوان پر خوش ہے کہ ہمارے حقوق برابر ہو گئے ہیں۔

تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں دو کمزوروں کے بارے میں خاص وصیت کرتا ہوں کہ وہ خود تو اپنا حق وصول کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے، اس لئے تم ان کا ضرور خیال رکھنا۔ ایک یتیم اور دوسرا عورت۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضورؐ کا یہ ارشاد جیسے اس سوسائٹی کے لئے بہت اہمیت رکھتا تھا، ہماری آج کی سوسائٹی کے لئے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یتیم اور عورت آج بھی مظلوم اور بے بس ہیں۔

عورت کا حق رائے دہی

عورت کے حقوق کے حوالے سے ایک روایت بخاری میں ہے۔ میں اس کا بھی یہاں ذکر کر دیتا ہوں۔ روایت یوں ہے کہ بریرہؓ ایک خاندان کی لونڈی تھیں۔ خاندان والوں سے بات کی کہ مجھ سے پیسے لے کر مجھے آزاد کر دو۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ طے ہوا کہ اتنی رقم ہو گی اور قسط وار نو سال میں ادا ہو گی۔ جب پیسے پورے ہو جائیں گے تو تم آزاد ہو جاؤ گی۔ بریرہؓ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور گزارش کی کہ اماں جان! میں نے اپنے مالکوں سے اپنی آزادی کا سودا کر لیا ہے۔ اب نو سال تک قسطیں دے کر آزاد ہو جاؤں گی۔ آپ میری اس معاملہ میں کچھ مدد کریں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اپنے مالکوں سے بات کرو کہ میں سارے پیسے دے کر تمہیں آزاد کرانے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ ولا میری ہو گی۔

یہ ولا ایک مستقل مسئلہ ہے۔ یہ وراثت کا آخری درجہ ہے، کوئی آدمی فوت ہو جائے، اگر اس کا کوئی بھی رشتہ دار نہ ہو تو وراثت کسے ملے گی؟ غلام عام طور پر ایسے ہی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتے تھے، کیونکہ وہ باہر سے آتے تھے، اس لئے ان کا کوئی رشتہ دار، کوئی برادری نہیں ہوتی تھی۔ اب اگر کوئی غلام فوت ہو گیا ہے اور اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو اس کا ترکہ کس کو ملے گا؟ یہ آزاد کرنے والے کو ملے گا۔ یہ وراثت کا آخری درجہ ہے۔ اس کو حق ولا کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں سارے پیسے دے دیتی ہوں۔ لیکن حق ولا میرا ہوگا۔ بریرہؓ گئی اور جا کر اپنے مالکوں سے بات کی، لیکن وہ حق ولا دینے پر نہ مانے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ خرید لو الولاء لمن اعتق، جس نے آزاد کرایا ہے ولا اس کی ہے۔ شرطیں لگانے سے ولا نہیں بدلتی۔ یہ شریعت کا قانون ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کو خرید لیا (بخاری، رقم ۴۳۶)

اب بریرہؓ آ تو گئی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں، لیکن ایک مسئلہ پیدا ہو گیا۔ اس کی ایک نوجوان مغیثؓ سے شادی ہو چکی تھی۔ غلامی کے مسائل میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ اگر مالک نے اپنی لونڈی کی شادی کسی سے کر دی ہے تو آزاد ہونے پر اب اس کو حق حاصل ہے کہ آیا وہ خاوند کے نکاح میں رہنا چاہتی ہے یا نہیں رہنا چاہتی۔ وہ جو آزادی کی صورت میں ایک لڑکی کا نکاح کے وقت ہوتا ہے کہ وہ اسے تسلیم کرے یا نہیں۔ وہ اب بحال ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں خیارِ عتق یعنی آزادی کی وجہ سے حاصل ہونے والا حق۔ چنانچہ بریرہؓ جب آزاد ہو کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ان کے گھر آ گئیں تو انہوں نے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے مغیث صاحب کی چھٹی کرا دی۔ مغیثؓ پریشان ہو گئے۔ حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا، حضورؐ نے کہا کہ اس کا حق ہے، میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب مغیثؓ مختلف لوگوں سے سفارش کراتے پھر رہے ہیں کہ کوئی میری بریرہؓ سے صلح کرا دے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ مغیثؓ گلیوں میں روتا ہوا بریرہؓ کے پیچھے پھر رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ حضورؐ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کہ اس کی محبت دیکھو کہ بیچارہ گلیوں میں روتا پھر رہا ہے اور اس کا نام نہیں سننا چاہتی۔ مغیث کی درخواست پر حضورؐ نے بریرہؓ سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بریرہؓ بطور خادمہ حضرت عائشہؓ کے پاس رہتی تھیں۔ حضورؐ نے بریرہؓ سے پوچھا کہ مغیث کا کیا قصہ ہے؟ یا رسول اللہ! میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا، وہ تو بے چارہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

گلیوں میں روتا پھرتا ہے۔ کہا یارسول اللہ! میں نے تو اپنا حق استعمال کیا ہے۔ حضورؐ نے پوچھا، کیا تم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتی ہو؟ آخر وہ تمہارے بچوں کا باپ ہے۔ حضورؐ نے مغیث کی سفارش کی۔ اب آپ خیال فرمائیے کہ سفارش کون کر رہا ہے؟ وہ لڑکی بھی بہت سمجھدار تھی، حدود سمجھتی تھی، معاملہ کو بھانپ گئی۔ آخر حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہتی تھی۔ پوچھا یارسول اللہ! حکم فرما رہے ہیں یا مشورہ دے رہے ہیں؟ مطلب یہ تھا کہ اگر تو یہ حکم ہے تو پھر کسی مسلمان کی کیا مجال ہے؟ حضورؐ نے فرمایا، حکم نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے، تو فوراً کہتی ہ: لا حاجة لی بہ، پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا، بس کر لیا۔ بات ختم ہوگئی۔ (بخاری، رقم ۴۸۷۵، ابوداؤد، ۱۹۰۴)

آج دنیا میں یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام عورت کو رائے کا حق دیتا ہے یا نہیں؟ میں اس کا جواب دیا کرتا ہوں کہ اسلام عورت کو رائے حق دیتا ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ اس کے بعد بریرہؓ اسی گھر میں رہی ہیں، حضورؐ نے پھر کبھی بات دہرائی بھی نہیں کہ بریرہ تم نے میری بات نہیں مانی۔

ماتحتوں اور غلاموں کے حقوق

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسرا طبقہ غلاموں کا بتلایا۔ اس زمانے میں غلام تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔ آج دنیا میں غلامی کا وجود بھی ہیں ہے اور غلامی کے اسباب بھی موجود نہیں ہیں، لیکن آج کے بعد جب بھی دنیا میں کہیں ایسے حالات پیدا ہوں کہ غلامی دوبارہ وجود میں آئے تو اسلام کے احکام اس سلسلے میں موجود ہیں۔ حضورؐ کے زمانہ میں غلام تھے، چنانچہ آپؐ نے ان کے حقوق اور معاشرتی مقام کے حوالے سے بڑی واضح باتیں ارشاد فرمائیں۔

حضورؐ نے غلاموں کے بارے میں بطور خاص یہ وصیت کی کہ تمہارے اور ان کے معیار زندگی میں فرق نہیں ہونا چاہئے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ اخوانکم خولکم تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ یہ بھی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، یہ بھی انسان ہیں، ان کی بھی تمہاری طرح ضروریات ہیں، یہ بھی تمہاری طرح انسانی عزت وشرف کے مستحق ہیں۔ جعلهم الله تحت ايديكم. تو بس اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ یہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تمہارے ہاتھ کے نیچے آ گئے ہیں۔ان کو بھی وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور جیسا لباس تم خود پہنتے ہو، ان کو بھی ویسا ہی پہناؤ۔آپؐ نے مزید فرمایا کہ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔اگر کوئی کام ان کی اہمیت سے زیادہ ہے توفاعینوھم ،ان کا ہاتھ بٹاؤ، خود ساتھ مل کر کام کرو۔(بخاری، رقم ۲۹)

دین کی بات دوسروں تک پہنچانا

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہدایت دی ہیں، ہمیں اپنی معاشرتی انفرادی واجتماعی زندگیاں گزارنے کے طریقے بتائے ہیں۔سلیقہ بتایا ہے۔اصول بتائے ہیں، چنانچہ ایک بات یہ بتائی کہ میں جو کچھ تم سے کہہ رہا ہوں، یہ تم تک محدود نہیں رہنا چاہئے۔لیبلغ الشاھد الغائب، جو شخص میری باتیں سن رہا ہے، وہ ان باتوں کو اپنے تک محدود نہ رکھے۔وہ اسے دوسروں تک پہنچائے۔اسلام دعوت اور اجتماعیت کا دین ہے۔اسے دوسروں تک پہنچانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔سب سے پہلا دائرہ تو گھر کا ہے۔ایک دین کی بات علم اور سمجھ میں آئی ہے، اسے آگے پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔خود عمل کر کے مطمئن ہو جانا کافی نہیں ہے۔قرآن کریم نے اس کا پہلا دائرہ یہ بیان فرمایا: یــا ایھــا الـذیـن آمـنـوا قـو انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ (تحریم ۶:۶۶) فرمایا اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی اور یہ وہ آگ ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جو مجھ سے سنتے ہو، اسے اپنے تک محدود نہ رکھو بلکہ آگے اور لوگوں تک پہنچاؤ۔اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ دین کی بات عام ہوگی۔دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے تم سے وہ بات سننے والا تم سے زیادہ سمجھدار ہو اور وہ اس بات سے زیادہ فائدہ اٹھائے اور لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔یہ بات پہنچانا، دعوت دینا اور دین کا مسئلہ لوگوں میں عام کرنا، یہ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داریوں میں سے ہے۔

منہ بولے رشتوں کا خاتمہ

جاہلی قدروں میں سے ایک جاہلی قدر جس کے خاتمے کا جناب نبی اکرم صلی اللہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

علیہ وآلہ وسلم نے اعلان ان الفاظ کے ساتھ فرمایا: من ادعی الی غیر ابیہ وانتمیٰ الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ التابعۃ الی یوم القیامۃ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم. ترجمہ بعد میں کروں گا، پہلے اس کا پس منظر عرض کرتا ہوں۔ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ زبان سے رشتے طے ہو جاتے تھے۔ کہ یہ میرا باپ ہے یہ میرا بیٹا ہے۔ بس باپ بیٹا بن گئے۔ یعنی زبان سے معاہدہ کر کے رشتے طے ہو جاتے تھے۔ بھائی بھائی کہہ دیا تو بھائی ہو گئے، باپ بیٹا کہہ دیا تو بس یہ رشتہ بن گیا۔ کسی کو ماں کہہ دیا تو وہ ماں ہو گئی کسی عورت نے کسی کو بیٹا بنا لیا تو بس یہ رشتہ قائم ہو گیا۔ یہ زبان سے اور معاہدے سے رشتہ دار بننا جاہلیت کے زمانے میں تھا اور اس کو معاشرہ میں تسلیم کیا جاتا تھا۔ آج بھی بہت سے معاشروں میں اسے تسلیم کیا جاتا ہے۔

رشتوں کے شرعی اسباب

شریعت نسب کے حوالے سے صہر کے حوالے سے اور رضاعت کے حوالے سے رشتہ تسلیم کرتی ہے۔ یہ تین اسباب ہیں شریعت میں رشتہ قائم ہونے کے۔ پہلا نسب کا ہے کہ جس کے ہاں کوئی پیدا ہو۔ اس حوالے سے باقی رشتے قائم ہو جاتے ہیں، جیسے باپ، ماں، بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں وغیرہ، دوسرا سبب صہر کا ہے۔ صہر کہتے ہیں سسرال کو، یعنی سسرال کا رشتہ اب جس عورت کے ساتھ اس کی شادی کی جائے تو اس عورت کی ماں اس کی ماں بن گئی ہے۔ وہ اس پر حرام ہے، اب وہ اس عورت کی ماں سے شادی نہیں کر سکتا، اس کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔ اسے صہر کا یعنی سسرالی رشتہ کہتے ہیں۔ تیسرا سبب رضاعت کا رشتہ ہے جو ہمارے ہاں اکثر نظر انداز ہو رہا ہے۔ رضاعت کا رشتہ یہ ہے کہ ایک بچے نے دودھ کی عمر میں اپنی حقیقی ماں کے علاوہ کسی عورت کا دودھ پی لیا ہے تو بس وہ اس کی ماں بن گئی ہے۔ قرآن کریم نے اسے اس طرح ذکر کیا ہے: امھاتکم الاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ (نساء۴: ۲۳) جہاں قرآن کریم نے محرمات کا ذکر کیا ہے کہ فلاں فلاں عورت سے تمہاری شادی جائز نہیں ہے وہاں یہ بھی ذکر کیا کہ امھاتکم الاتی ارضعنکم۔ وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے، اب وہ تمہاری ماں بن گئی ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

واخواتکم من الرضاعۃ ۔ان کی بیٹیاں تمہاری بہنیں بن گئی ہیں۔

ہمارے احناف کے ہاں دودھ کی عمر میں کسی بچے نے کسی کا دودھ پی لیا ہے تو وہ ماں بیٹا بن گئے ہیں۔اس کا خاوند اس کا باپ بن گیا ہے،اس کی بیٹیاں اس کی بہنیں بن گئی ہیں،اس کے بیٹے اس کے بھائی بن گئے ہیں، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب (بخاری،رقم ۲۴۵۱) جو رشتے نسب میں حرام ہیں، رضاعت میں بھی حرام ہیں۔جس عورت کا دودھ پیا ہے،اس کی بہن اب اس کی خالہ بن گئی ہے۔نسب کی خالہ سے شادی حرام ہے تو رضاعت کی خالہ سے بھی حرام ہے۔جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کا خاوند اس کا باپ ہے اور خاوند کا بھائی اس کا چچا ہے۔چچا نسب میں بھی حرام ہے اور رضاعت میں بھی حرام ہے۔تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب میں حرام ہیں،لیکن ہمارے ہاں اس سے اکثر لاپرواہی برتی جاتی ہے اور اس کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔اس سلسلہ میں بے شمار روایات ہیں۔

پردے کے احکام آنے سے پہلے رشتہ دار وغیرہ گھر میں آتے جاتے تھے۔ شریعت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں تھی،تو لوگ بھی ایسی کوئی پابندی نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب پردے کا حکم آیا کہ کوئی غیر محرم سامنے نہیں آئے گا تو ایک صاحب آئے،حضرت عائشہؓ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔خاندان کے آدمی تھے،بتایا کہ میں افلح ہوں۔حضرت عائشہؓ نے کہا کہ نہیں بھئی!میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوں گی کہ تمہیں اندر آنے کی اجازت دے سکتی ہوں کہ نہیں۔چنانچہ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ افلح آئے تھے تو میں نے اجازت نہیں دی،آپؐ نے فرمایا،کہ آنے دیتی،وہ تمہارا چچا لگتا ہے۔یارسول اللہ!وہ میرا چچا کدھر سے لگتا ہے؟ فرمایا اس کے بھائی کی بیوی کا تم نے دودھ نہیں پیا؟یارسول اللہ پیا ہے۔فرمایا تو بس وہ تمہارا چچا لگا۔حضرت عائشہؓ مذاق سے کہتی ہیں یارسول اللہ!دودھ تو میں نے عورت کا پیا ہے۔فرمایا:ہاں عورت کا ہی پیا ہے،لیکن عورت کا خاوند تمہارا باپ ہے اور باپ کا بھائی تمہارا چچا ہے۔(بخاری،رقم ۴۸۲۸) تو جیسے دوسرا چچا گھر آسکتا ہے یہ رضاعت کا چچا بھی آسکتا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

انصار اور مہاجرین میں مؤاخاۃ

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کی جن رسموں کے خاتمے کا اعلان فرمایا، ان میں ایک رسم یہ تبنی اور تآخی کی بھی تھی۔ یہ حضورؐ کے زمانے میں بھی ابتداء میں رہی ہے۔ باپ بیٹا بننے کی رسم حضورؐ نے اپنائی ہے اور بھائی بھائی بننے کی رسم بھی انصار مدینہ کو حضورؐ نے مہاجرین کا بھائی بنایا۔ اسی پرانی رسم کے مطابق مواخات کروائی۔ اس وقت تک وراثت اور دیگر اس طرح کے تفصیلی احکامات نہیں آئے تھے۔ جب مہاجر مدینہ منورہ آئے ہیں تو سینکڑوں کی تعدا میں تھے۔ سینکڑوں کو سنبھالنا اجتماعی طور پر مشکل تھا۔ چنانچہ حضورؐ نے آسان حل نکالا اور ایک ایک مہاجر ایک ایک انصاری خاندان کے حوالے کر دیا اور کہا کہ تم بھائی بھائی ہو۔ اسے مواخات کہتے ہیں۔ جو کہ سیرت کے واقعات میں یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔

امت مسلمہ کا اخلاقی بحران

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہمی حقوق کے حوالے سے ایک بات اور ارشاد فرمائی۔ دور جاہلیت میں تو اخلاقیات کا بہت بڑا بحران تھا۔ کوئی کسی کے ہاتھ سے اور کسی کی زبان کے شر سے محفوظ نہیں تھا۔ کسی کے پاس کسی کا مال یا امانت آگئی تو ہڑپ ہوگئی۔ اگر اسے غیر متعلقہ بات نہ سمجھیں تو یہاں ایک بات ذرا سخت سی کہنے لگا ہوں۔ ہمارے آج کے مسلم معاشروں کا سب سے بڑا بحران بھی اخلاقیات کا ہی ہے۔ اگر ہم اس طرف ذرا توجہ دے سکیں تو ہماری آپس کی اخلاقیات کا بھی برا حال ہے اور دوسری اقوام کے ساتھ معاملات بھی ایسے ہی ہیں۔ ہمارے ہاں وہی شخص داؤ نہیں لگاتا جس کا داؤ لگتا نہیں ہے۔ اور جس شخص کا داؤ لگتا ہے وہ معاف نہیں کرتا، الا ماشاء اللہ۔ افراد کی بات نہیں کر رہا، افراد ہمیشہ مستثنیٰ رہے ہیں اور افراد کی استثنا سے ہی نظام چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کی برکت سے معاملات چلاتے رہتے ہیں۔ میں اپنے مجموعی حالات کی بات کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں آج کا سب سے بڑا بحران اخلاقیات کا ہے۔ آج ہماری بین الاقوامی سطح پر تجارتوں میں ناکامی کے اسباب میں ایک بڑا سبب بھی یہی ہے کہ ہم اخلاقیات اور دیانت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کی پاسداری نہیں کر پاتے۔ہم مال میں لین دین میں، معاملات میں اور معاہدات میں مار کھا جاتے ہیں۔ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں، بتاتے کچھ ہیں اور دیتے کچھ ہیں۔

ایک دفعہ ذہن میں آیا ہے، پتہ نہیں ذکر کرنا مناسب ہے یا نہیں۔بہر حال یہ اخلاقیات کے حوالے سے ہی ہے، ذکر کر دیتا ہوں۔پاکستان کا ذکر کر رہا ہوں۔ایک جگہ گزشتہ سال ایک بڑی یونیورسٹی میں مجھے لیکچر کے لئے بلایا گیا اور لیکچر بھی اخلاقیات پر تھا۔چنانچہ میں نے وہاں لیکچر دیا۔ان کا طریقہ ہے کہ وہ آنے والے مہمانوں کو کرایہ وغیرہ دیتے ہیں۔انہوں نے پوچھا مولانا صاحب آپ کیسے آئے ہیں۔میں نے بتایا کہ بھائی میں پبلک ٹرانسپورٹ پر آیا ہوں۔پوچھا آپ کرائے کی گاڑی نہیں لائے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، میں تو نہیں لایا۔کہنے لگے کہ مولوی صاحب! گاڑی کا کوئی فرضی سا نمبر لکھ دیں، ہم یونیورسٹی کی مد سے آپ کو ٹیکسی کا کرایہ دے دیتے ہیں۔تو میں نے کہا کہ خدا کا خوف کرو بھئی! میں ایک گھنٹہ کس چیز پر لیکچر دیتا رہا ہوں؟ یعنی میرے اخلاقیات پر ایک گھنٹہ بولنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے؟ میں پبلک ٹرانسپورٹ سے آیا ہوں اور اسی سے جاؤں گا، میں کوئی ٹیکسی ویکسی نہیں لایا۔تو یہ ہماری آج کی اخلاقی حالت ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو دنیا کی دوسری اقوام کا مقابلہ نہیں کر پا رہے، اس کے ظاہری اسباب میں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ہم اخلاقیات کے بہت خوفناک بحران کا شکار ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ہدایات میں ایک بات یہ بھی ارشاد فرمائی۔جہاں یہ فرمایا کہ دھوکہ نہیں دو گے، خیانت نہیں کرو گے، غیبت نہیں کرو گے، ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرو گے، وہاں یہ بھی فرمایا: الا لا تظلموا ، الا لا تظلموا، الا لا تظلموا.

تین دفعہ فرمایا ظلم کے راستے پر نہ چلنا، ظلم کے راستے پر نہ چلنا، ظلم کے راستے پر نہ چلنا، اور یہ کہہ کر پھر فرمایا: اسمعوا منی تعیشوا۔اللہ اکبر، اس محاورہ کا ترجمہ کروں گا ''میری بات سن لو زندگی پا جاؤ گے'' زندگی اسی میں ہے کہ ظلم کا راستہ اختیار نہ کرنا، کسی پر زیادتی نہ کرنا، کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کرنا۔اس کے بعد پھر بالخصوص فرمایا: الا لا تظلموا عمومی طور پر بھی ظلم کا راستہ اختیار نہ کرنا اور بالخصوص آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ناانصافی، ظلم اور زیادتی چھوڑ دو گے تو سوسائٹی کی زندگی اسی میں ہے۔معاشرے کی حیات اس میں ہے۔تو فرمایا: اسمعوا منی تعیشوا، میری بات سن لو زندگی پا جاؤ گے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ننگے طواف کرنے کی جاہلی رسم

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رسم اور بھی توڑی۔ اس کا اعلان تو پہلے ہی فرمادیا تھا۔ قریش نے اپنا ایک اور امتیاز قائم رکھا ہوتھا۔ وہ یہ تھا کہ بہت سے قبائل کے لوگ اس زمانے میں بیت اللہ کا طواف کرنے آتے تو ننگے طواف کرتے۔ مرد بھی اور عورتیں بھی، عورتوں نے برائے نام سے کوئی لنگوٹی پہنی ہوتی تھی جبکہ مرد بالکل ننگے ہوتے تھے۔ دلیل ان کی یہ ہوتی تھی کہ ہم نیچرل حالت میں جارہے ہیں۔ انہوں نے شاید اسے کوئی نیچرل کلب سمجھ رکھا تھا۔ کہتے تھے کہ جس حالت میں ہم دنیا میں آئے تھے، اسی حالت میں ہم اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہیں۔ قریش جس کو چاہتے تھے لباس پہنادیتے تھے۔ قریشیوں نے اپنا یہ اعزاز رکھا ہوا تھا کہ وہ جس کو کرتا، چادر دے دیں وہ پہن لیتا تھا جبکہ باقی بغیر کپڑوں کے ہی رہتے تھے۔ اس بات کو بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا کہ مجھے قریش نے لباس پہنایا ہے۔ بہرحال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ننگی حالت میں طواف کرنے کو ختم ہی کردیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعے اس کا اعلان اس سے پچھلے سال ۹ ہجری کو ہی کروادیا تھا کہ اگلے سال کوئی مرد یا عورت اس حالت میں طواف نہیں کرے گا۔ عورت کے لئے پورا لباس ضروری ہوگا جبکہ مرد کے لئے دو چادریں ہو، تو یہ رسم بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے موقع پر توڑ دی۔

اسلام کا نظامِ سیاست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں حجۃ الوداع کے موقع پر اور ہدایات فرمائیں اور ان میں ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ آپ نے فرمایا: اسمعوا واطیعوا وان امر اعلیکم عبد حبشی مجدع اقام فیکم کتاب الله. بات سنو اور بات مانو، یہ نہ دیکھو کہ تمہارا امیر کون ہے، کالا ہے، گورا ہے، عربی ہے، عجمی ہے، اپنے امیر کی بات مانو۔ اگرچہ تم پر ناک کٹا حبشی غلام امیر بنادیا جائے تو اس کی اطاعت کرو۔ یہ ناک کٹا ہوا ایک محاورہ ہے۔ ہاں شرط یہ ہے: اقام فیکم کتاب الله، اگر کتاب اللہ کے مطابق تم پر حکومت کرتا ہے تو تم پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اصول بیان فرمایا کہ امیر کے لئے کتاب اللہ کا پابند ہونا ضروری ہے۔ باقی جو لوگوں کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

امتیازات ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔اور یہ ایک بہت بڑی تبدیلی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا کی۔علمائے سیاسیات اس پر بڑی بحث کرتے ہیں۔حضور حکمران بھی تھے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کیا سسٹم دیا ہے؟ اس کو خلافت کا سسٹم کہتے ہیں۔خلافت کا لفظی معنی نیابت ہے۔لیکن یہ خلافت نیابت کس کی؟ بڑا لطیف اور بڑا باریک فرق ہے۔اللہ کا خلیفہ یا رسول اللہ کا خلیفہ؟ دونوں میں بڑا اور بنیادی فرق ہے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک شخص نے کہہ دیا: یا خلیفة الله، اے اللہ کے خلیفہ! فرمایا لست بخليفة الله ولكني خليفة رسول الله (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۰۴۸) نہیں بھئی، میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوں۔

اللہ کا خلیفہ ہونے کا مطلب ہے کہ بندہ اللہ کا نمائندہ بن کر حکومت کرے۔اسی کو تھیا کریسی کہتے ہیں۔جس طرح کسی زمانے میں پاپائے روم کی حکومت ہوتی تھی۔یعنی اللہ کا نمائندہ۔وہ جو کہہ دے، وہ خدا کی طرف سے سمجھا جائے، امام کے اللہ کا نمائندہ ہونے کا بھی یہی مطلب ہے۔یعنی اس کا اللہ سے جوڑ ہے، وہ جو کہے گا وہ اللہ کی طرف سے کہا تسلیم ہوگا اور اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دو باتیں بڑی وضاحت سے کہیں۔پہلی بات یہ کہ لست بخليفة الله ولكني خليفة رسول الله . میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوں۔مجھے کوئی خدائی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔دوسری بات یہ کہ میں تم پر امیر بنا دیا گیا ہوں لست بخير كم، میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں، تمہارے جیسا ہی ہوں۔یہ ان کی عاجزی اور تواضع تھی۔ امرت عليكم تم پر امیر بنا دیا گیا ہوں، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق چلوں گا۔اگر میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے مطابق تو میرا ساتھ دو۔وان انا زغت فقوموني ، اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔(طبرانی المعجم الاوسط، رقم ۸۵۹۷) میں خدا کا نمائندہ نہیں ہوں، رسول اللہ کا نمائندہ ہوں۔حضور کا خلیفہ ہوں، قرآن کریم اور سنت رسول کا پابند ہوں۔اگر اس کے مطابق چلوں تو تمہاری ذمہ داری ہے کہ میرا ساتھ دو۔وان انا زغت، اور اگر ٹیڑھا ہو جاؤں، صحیح راستہ سے ہٹ جاؤں، قرآن کریم اور سنت رسول کی پابندی نہ کر سکوں، فقوموني. بڑا عجیب جملہ فرمایا۔حضرت صدیق اکبرؓ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے یہ نہیں کہا کہ مجھے بتادو کہ میں غلطی پر ہوں، کہا مجھے سیدھا کردو۔

اسلامی ریاست میں رائے عامہ کا کردار

مطلب یہ ہے کہ رائے عامہ کو یہ اختیار اور قوت حاصل ہے کہ وہ حاکم وقت کو قانون اور دستور کے خلاف نہ چلنے دے۔ گویا خلافت اسلامی شخصیت کی بجائے دلیل اور قانون کی حکومت کا نام ہے۔ یہاں اصولیین بہت سے اصول اخذ کرتے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ اسلام کی حکومت پبلک کے سامنے جواب دہ ہے۔ پبلک کو حاکم کے احتساب کا حق حاصل ہے۔ حاکم اپنی مرضی کا مختار نہیں ہے بلکہ قانون اور دستور کا پابند ہے۔ وہ قرآن وسنت کے دائرہ میں رہے گا۔ اگر وہ اس دائرہ میں نہیں رہے گا تو کسی کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اس سے پوچھے کہ کیا کر رہے ہو بھائی؟

آج اصل صورت حال کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سی باتیں کہی جاتی ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جانشین نامزد نہیں کیا۔ ارشادات بہت کئے، مصلے پر کھڑا کیا، حج کا امیر بنایا، لیکن جب نامزد کرنے کی باری آئی تو بخاری شریف کی روایت ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں ابوبکرؓ کو بلاؤں اور ان کے بارے میں وصیت کردوں لیکن پھر میں نے سوچا کہ: یأبی اللہ والمومنون الا ابا بکر (بخاری رقم ۵۲۳۴) اللہ بھی ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں بنائے گا اور مسلمان بھی ابوبکر کے سوا کسی کو منتخب نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اہل السنۃ والجماعۃ کی تو بنیاد ہی اس پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا اور اپنے جانشین کا انتخاب کس پر چھوڑ دیا۔ اگر حضورؐ اپنا خلیفہ نامزد کر دیتے تو پھر اس کے بعد نامزدگی ہی چلتی رہتی۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ لیکن امیر کی اطاعت تب کرو جب وہ تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق اور میری سنت کے مطابق حکومت کرے۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دوسرا پہلو ذکر کیا۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مسلمان حاکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کے مطابق حکومت کرتا ہے تو اس کی اطاعت کرو، تمہارا مفاد

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اگر مجروح ہوتا ہے تب بھی اس کی اطاعت کرو، تم پر ظلم کر رہا ہے تب بھی اطاعت کرو، صبر کرو اور برداشت کرو تاوقتیکہ فساد نہ پیدا ہو۔ ہاں اگر کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو پھر اطاعت واجب نہیں ہے۔ (بخاری، رقم ۶۵۳۲) اس کی پھر الگ تفصیل ہے جس کا اس وقت موقع نہیں۔

قرآن وسنت کے ساتھ بے لچک وابستگی

حضورؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں ہمیں اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں ہدایات فرمائیں، وہاں یہ فرمایا کہ: فاعقلوا ایها الناس! واسمعوا قولی۔ لوگو میری بات سنو اور میری بات سمجھو، انی قد بلغت، میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو پیغام تمہارے لئے دیا تھا، وہ پیغام میں نے تم لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ اور اب میں تم میں دو باتیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ترکت فیکم ما ان تمسکتم به فلن تضلوا ابدا. میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر ان چیزوں کو مضبوطی سے تھام لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ چیزیں کون سی ہیں؟ فرمایا: کتاب اللہ وسنة نبیه اللہ کا قرآن اور اللہ کے پیغمبر کی سنت۔ فرمایا کہ قیامت تک کے لئے تمہیں یہ راہنما دے کر جا رہا ہوں۔ ایک دوسرے مقام پر اپنے وصال سے چند دن پہلے بھی یہ جملہ ایک موقع پر بھی فرمایا: انی ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ سنة نبیه (موطا امام مالک، رقم ۱۳۹۵) میں دو چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک ان دو چیزوں کو تم مضبوطی سے تھامے رکھو گے، گمراہ نہیں ہو گے۔ گمراہ اسی وقت ہو گے جب ان کو چھوڑ دو گے۔ قرآن کریم اور سنت رسول۔

ایک اور روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات ایک اور انداز سے بیان فرمائی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یاتی علی الناس الزمان، ایک زمانہ آئے گا، لا تطاق المعیشة فیه الا بالمعصیة. گناہ کے بغیر زندگی بسر کرنا کسی کی طاقت میں نہیں ہوگا۔ ہر طرف گناہ کا دور دورہ ہوگا۔ زندگی گزارنے کا جو طریقہ بھی اختیار کرو گے۔ گناہ اس کا گھیرا ڈالے ہوئے ہوگا۔ فرمایا: فاذا کان کذالک الزمان فعلیکم بالهرب۔ جب ایسا زمانہ آ جائے تو تم بھاگ جانا، لفظی ترجمہ یہی ہے۔ ھرب بھاگنے کو کہتے ہیں۔ اگر زمانہ آ جائے تو تم پر لازم کہ بھاگ جاؤ۔ اب بھاگ کر کدھر جائیں؟ خرابی اگر کسی شہر میں ہو تو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہر چھوڑ جائیں، ملک میں ہو تو ملک چھوڑ جائیں ایک براعظم میں ہے تو براعظم چھوڑ دیں، لیکن آپ تو زمانہ فرمار ہے ہیں۔ چلو اگر ایک علاقہ میں ایسی بات ہو تو علاقہ چھوڑ دیں، کیونکہ ہجرت تو اسی کا نام ہے کہ ایک جگہ اسلامی تعلیمات کی رو سے زندگی گزارنا ممکن نہ رہے تو چھوڑ کر دوسرے علاقے میں چلے جائیں۔ لیکن آپ تو فرمار ہے ہیں: اذا کان کذالک الزمان ، کہ جب ایسا زمانہ آجائے، تو آپؐ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ: فعلیکم بالھرب الی اللّٰہ والی کتاب اللہ والی سنۃ نبیہ۔ (الدیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۸۶۸۷) اللہ کی کتاب اور اللہ کے پیغمبر کی سنت کی طرف بھاگ کر جانا۔ یہ تمہاری پناہ گاہ ہوگی۔ فتنوں اور خرابیوں کے زمانے میں، جب ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا، جب مسلمان کے لئے اپنا اخلاق بچانا مشکل ہو جائے گا، جب ہر طرف سے فتنے مسلمان کو گھیر لیں گے اور مسلمانوں کے لئے ابتلائیں اور مشکلات ہوں گی، تو اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی سنت تمہاری پناہ گاہ ہو گی۔ اس طرف بھاگ کر آؤ گے تو بچ جاؤ گے ورنہ دنیا میں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔

تو یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایھا الناس واسمعوا قولی، لوگو میری بات سمجھو، میری بات سنو۔ انی قد بلغت ، میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ وترکتُ فیکم اور میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے، ان اعتصمتم بہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھام لیا، لن تضلوا ابدًا کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ فرمایا: کتاب اللّٰہ وسنۃ نبیہ اللہ کی کتاب اور اللہ کے پیغمبر کی سنت۔

حضرات محترم! جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو ارشادات فرمائے، ان کے کچھ اہم حصے کسی ترتیب کے بغیر چار پانچ مجالس میں، مَیں نے آپ کے سامنے عرض کیے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

انسانی حقوق کا پہلا عالمی منشور

آج دنیا میں انسان کی معاشرتی ذمہ داریوں اور حقوق کے حوالہ سے اقوام متحدہ کا ہیومن رائٹس چارٹر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ وہ سیاسی طور پر ایک بڑے سمبل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اور بعض حوالوں سے وہ سمبل ہے بھی، جبکہ بہت سے حوالوں سے یہ اسلامی تعلیمات سے ٹکراتا بھی ہے۔ لیکن اگر ہم اس ارتقاء کو دیکھیں جو تیرہ چودہ سو سال میں ہوا ہے،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی تیرہ سو سال بعد دنیا جن اصولوں پر آئی ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی رہنمائی کے یہ اصول تیرہ چودہ سو سال پہلے ہمیں بڑی وضاحت کے ساتھ عطا فرمائے تھے۔ اور یہ انسانی برادری کے حوالے سے تھے کسی علاقائی یا نسلی حوالے سے نہیں تھے۔ آج لوگ گلوبلائزیشن اور انٹرنیشنلزم کا نعرہ لگاتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نسل، رنگ، وطن اور قومیت سے بالاتر ہو کر سب سے پہلے جس شخصیت نے دنیا کو خطاب کیا ہے، اس کا نام محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سب سے پہلی دعوت دی تو یہ کہہ کر مخاطب ہوئے: یا ایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا (مسند احمد، رقم ۱۵۴۴۸) اے لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ آپ کے مخاطب عرب اور مکی تھے۔ یہ بالکل ابتدائی دعوت تھی۔ ابھی دو چار لوگ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ عرب کا ٹائٹل اختیار کیا، نہ قریش کا، نہ علاقے کا، بلکہ کہا نا یھا الناس۔ اس لئے میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ دنیا میں سب سے پہلے گلوبلائزیشن کی بات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ آپ نے قوم، رنگ، نسل اور جغرافیہ سے بالاتر ہو کر نسل انسانی کو مخاطب کیا۔ اور صرف مخاطب ہی نہیں کیا بلکہ اس کے اصول بتائے ہیں، اس کے ضوابط بتائے ہیں، اخلاقیات بتائی ہیں اور پھر عملی طور پر ایک سوسائٹی بنا کر دکھائی ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ مبارکہ بین الاقوامیت کا پہلا اور سب سے جامع منشور تھا۔ آج بھی ہمارے لیے اور دنیائے انسانیت کے لئے یہی منشور رہنما منشور ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم اس کو پیش کرنے کے قابل ہو جائیں۔ بڑی سخت بات کہہ رہا ہوں۔ ایک یہ ہے کہ شائع کر کے دنیا تک پہنچا دینا، ایک یہ ہے کہ ہم عملی طور پر اس کا نمونہ پیش کر سکیں، حوالہ پیش کر سکیں۔ لوگ ہمیں دیکھ کر سمجھیں کہ یہ لوگ اس منشور پر عمل کرنے والے لوگ ہیں۔ تو پھر آج بھی یہ منشور دنیا کے لیے ہدایت اور امن کا پیغام ہے۔ لیکن یہ موقوف اس پر ہے کہ کس دن ہم اپنے قول، عمل اور کردار کے حوالے سے دنیا کو دعوت دینے کی پوزیشن میں آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں اور ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو معاف فرماتے ہوئے ہمیں قرآن کریم اور سنت رسول پر صحیح طور پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حاجیوں کو چند نصیحتیں

(مفتی اعظم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ)

حضرات علماء کرام، بزرگان محترم اور برادران عزیز! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلام کا ایک عظیم رکن

حج اسلام کا ایک عظیم اور پانچواں رکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے' ایک اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ جس طرح اس مسجد کے ستون ہیں اور اس کے اوپر چھت ہے اسی طرح یہ پانچ اعمال اسلام کے ستون اور رکن ہیں۔ بیت اللہ کا حج کرنا بھی اسلام کا ایک عظیم الشان رکن ہے۔

حج کی ایک بہت بڑی فضیلت

جو حضرات حج سے واپس آئے ہیں تو ان کیلئے میں ایک حدیث شریف سناتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''جو شخص حج کرے اور اس میں نہ تو فحش باتیں کرے نہ گناہ کرے، وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس ہوگا، جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے''۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس آدمی نے حج کی عبادت ادا کی اور اس میں اس عمل کی باتیں نہ کیں حتیٰ کہ اس نے اپنی بیوی سے بھی حالت احرام میں فحش باتیں نہیں کیں اور ایسا کوئی عمل بھی نہیں کیا جس کو فسق یعنی گناہ کبیرہ کہا جائے تو گناہوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سے ایسا پاک ہوکر لوٹتا ہے جیسا اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

حج کے بعد گناہوں سے بچنے کا اہتمام

جو حضرات حج سے واپس آئے ہیں، میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کا حج مبارک کرے اور قبول فرمائے آمین! اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو گناہوں سے پاک کر دیا ہے اور اب اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپ کو گناہوں سے بہت زیادہ بچانے کا اہتمام کریں۔ آج جمعۃ المبارک میں ہم نے دھلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں جب آدمی نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنتا ہے تو اسے طبعی طور پر یہ تقاضا ہوا ہے کہ میرے کپڑے میلے نہیں ہونے چاہئیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو گناہوں سے پاک کر کے واپس بھیجا ہے تو ان کو پہلے سے زیادہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہئے، اس لئے وہ اپنی آنکھوں کو، اپنے کانوں کو، اپنی زبانوں کو، اپنے دل کو، اپنے ہاتھوں کو اور اپنے پاؤں کو اور خصوصی طور پر اپنے پورے سراپا کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کریں۔

آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ گناہوں سے بالکل پاک رہنا تو نبی یا فرشتہ کا کام ہوتا ہے کیونکہ نبی یا فرشتے معصوم ہوتے ہیں اور انسان سے تو کچھ نہ کچھ گناہ ہوتے ہی رہتے ہیں؟ خوب سمجھ لیجئے جو گناہ ہو جائیں ان کی معافی کا راستہ بھی کھلا ہوا ہے اور وہ یہ کہ جب بھی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ واستغفار کرلو۔ آدمی اگر توبہ واستغفار کر لے تو وہ گناہ معاف ہو جائیں گے اور پھر وہ آدمی ایسا ہو جاتا ہے کہ جس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کا گناہ تھا ہی نہیں‘‘۔

گناہ انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں

اگر آپ گناہوں سے بچنا چاہتے ہیں تو اس کا راستہ قرآن کریم نے یہ بتلایا ہے کہ ’’اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور سچوں کے ساتھ رہو‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے شروع میں فرمایا ’’ یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ‘‘

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو) اللہ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے گناہوں سے بھی اور بڑے گناہوں سے بھی بچو۔

اب سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ گناہوں سے بچنا تو مشکل کام ہے، بازار میں نکلے ہیں تو نامحرم عورتیں نظر آتی ہیں اور آنکھ بہک جاتی ہے، جب موسیقی سنائی دیتی ہے تو اس سے لذت اور مزہ آنے لگتا ہے اور کان بہک جاتے ہیں، کبھی زبان سے ناجائز کلمات ادا ہو جاتے ہیں، کبھی ہاتھ کسی نامحرم کو چھو دیتا ہے، کبھی دل کا گناہ ہو جاتا ہے تو گناہ طرح طرح کے ہیں سارا ماحول گناہ آلود ہے۔ گناہ انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں گناہوں میں کشش ہے، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی آزمائش کیلئے گناہوں میں کشش رکھی ہے تو گناہوں سے کیسے بچیں۔

قرآن کریم کا ایک خاص انداز ہے جب وہ کوئی ایسا حکم دیتا ہے کہ جس پر عمل کرنا بظاہر مشکل ہو تو اس کے ساتھ آگے یا پیچھے ایک حکم اور دیدیتا ہے جس سے پہلے کام کو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا "و کونوا مع الصدقین" اور سچوں کے ساتھ رہو۔ تم کو گناہوں سے بچنا بڑا مشکل معلوم ہو رہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم آسانی کا راستہ بتادیتے ہیں کہ سچوں کے ساتھ رہو۔ یعنی ایسے لوگوں کے ساتھ رہو جو عقیدے کے بھی سچے ہیں، زبان کے بھی سچے ہیں، دل کے بھی سچے ہیں اور عمل کے بھی سچے ہیں یعنی تقویٰ والے اور اللہ سے ڈرنے والے ہیں، اگر نیک لوگوں کے ساتھ جڑے رہو گے تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا!

جو لوگ حج سے واپس آئے ہیں اب ان کو اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ہے اور گناہوں سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ دین دار لوگوں سے اپنا جوڑ قائم کرو۔ ایسے بزرگ تربیت یافتہ اور بقدر ضرورت دین کا علم رکھنے والے ہوں۔ ان سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرو اگر وہ مجاز بیعت ہیں تو ان سے بیعت ہو جاؤ تو بہت اچھا ہے۔ اگر بیعت نہیں ہو رہے تو ان سے اپنا اصلاحی تعلق تو ضرور قائم کرو۔ ان کے پاس آتے جاتے رہا کرو، ان کی زیادہ سے زیادہ صحبت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ جب ان سے ملتے رہو گے تو رفتہ رفتہ دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہونے لگے گی اور نیکیوں کی طرف رغبت پیدا ہونے لگے گی۔

ایک روشن مثال

تجربہ شاہد ہے کہ اگر آپ کسی سفر میں جا رہے ہوں اور آپ کے ساتھ جتنے بھی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لوگ ہیں، ان میں سے کوئی بھی نمازی نہیں ہے تو آپ دیکھ لیجئے گا کہ آپ کیلئے وضو کرنا، نماز پڑھنا اور سمت قبلہ معلوم کرنا کتنا مشکل کام ہوگا اور اگر وہ لوگ حلال وحرام کی بھی فکر نہیں کرتے، حلال مل گیا تو وہ بھی کھا لیتے ہیں اور حرام مل گیا تو وہ بھی کھا لیتے ہیں، وہ خنزیر کا اور ذبیحہ کے بغیر جو حرام مردار کا گوشت ملتا ہے وہ بھی کھا لیتے ہیں اور ہر قسم کا گوشت کھا لیتے ہیں تو ایسے لوگوں کے ساتھ حلال گوشت کا کھانا کتنا مشکل ہوگا! اس طرح دین پر عمل کرنا آپ کیلئے مشکل سے مشکل ہوتا چلا جائے گا۔

اس کے برخلاف اگر آپ کے ہم سفر سارے کے سارے نمازی ہیں، وہ گناہوں سے اور حرام سے بچنے والے ہیں تو آپ کیلئے وضو کرنا بھی آسان، نماز پڑھنا بھی آسان، سمت قبلہ معلوم کرنا بھی آسان اور حلال کھانا بھی آسان ہو جائے گا کیونکہ وہ سب کے سب ایک دوسرے کے ساتھ نیک کاموں میں تعاون کرنے والے ہوں گے۔ آپ کیلئے ان کے ساتھ رہ کر گناہ کرنا مشکل ہو جائے گا جب آپ ایسے لوگوں کے ساتھ رہیں گے تو گناہ کرنا بھی چاہیں گے تو نہیں کر سکیں گے کیونکہ نیک لوگوں کے ساتھ رہ کر نیکیاں کرنا آسان ہو جاتی ہیں اور گناہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور برے لوگوں کے ساتھ رہ کر نیکیاں کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

تو قرآن کریم نے یہ نسخہ بتا دیا کہ اگر گناہوں سے بچنا ہے تو اس کا آسان راستہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ والوں سے جوڑ کر رکھو تو پھر اس طرح گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا اور اگر پھر بھی کچھ گناہ ہوئے تو فوراً توبہ واستغفار کی توفیق ہو جائے گی اور جب توبہ و استغفار کی توفیق ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اگر بزرگوں کی صحبت میسر نہ ہو

الحمدللہ رنگوں میں ماشاء اللہ بزرگوں کے تربیت یافتہ علماء موجود ہیں اگر کوئی ایسی جگہ ہے جو ایسے بزرگوں سے خالی ہے تو ہماری تبلیغی جماعت بہت اچھا کام کر رہی ہے اور یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ جو لوگ تبلیغی جماعت کے ساتھ لگ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے دین کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ اللہ والوں اور نیک لوگوں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ جڑو اور ایسے لوگوں سے دوستیاں پیدا کرو جو نیک ہوں اور جو لوگ خدا اور آخرت سے بے فکر ہیں ان سے دوستی نہ بڑھاؤ۔ اپنی دوستی ان لوگوں سے بڑھاؤ جن کے پاس رہ کر تمہارے دل میں دین پر عمل کرنے کے جذبات پیدا ہوں۔ اللہ والوں سے جڑنے کا ایک راستہ اور بھی ہے کہ ان کی کتابیں مطالعہ کیلئے اپنے پاس رکھیں (آپ جس زبان میں پڑھ سکتے ہیں اس زبان میں ان کی کتابیں آپ کے پاس ہونی چاہئیں) کیونکہ ہر وقت کوئی بزرگ آپ کو میسر نہیں ہوگا کہ آپ ہر وقت اس کے پاس رہ سکیں تو دوسرے فارغ اوقات میں ان کی کتابوں کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی مطالعہ کروائیں۔ اس طریقے سے بھی بزرگوں کے ساتھ جوڑ مزید مستحکم ہوگا! تو جو حضرات حج کر کے آئے ہیں ان کیلئے تو یہ بطور خاص ایک بات تھی لیکن یہ بات صرف حج کر کے آنے والوں کیلئے نہیں بلکہ سب کیلئے عام ہے کہ گناہوں سے بچیں اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔

کن لوگوں پر حج فرض ہے

بہت سے لوگوں پر تو حج فرض ہی نہیں ہوتا کیونکہ حج فرض ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اس کے پاس اتنا پیسہ ہو کہ وہ آدمی سواری کر کے حج کو جا سکے اور واپس آ سکے اور دوسری یہ کہ اتنی صحت ہو کر وہ اتنا لمبا سفر سواری پر کر سکے۔ اگر کسی کو حج کے زمانے میں کبھی بھی اتنی صحت نہیں ملی تو وہ کتنا ہی مال دار ہو اس پر حج فرض نہیں ہوتا یا کوئی آدمی تندرست تھا مگر کبھی بھی اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوئے کہ وہ حج کو جا سکے اور واپس آ سکے تو اس پر بھی حج فرض نہیں لیکن اگر کسی بالغ شخص کی ملکیت میں کبھی اتنا پیسہ آیا کہ اگر وہ حج کو پانی کے جہاز سے یا ہوائی جہاز سے یا خشکی کے راستے سے جا کر حج کر کے واپس آ سکتا ہے اگر چہ اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ مدینہ طیبہ بھی جا سکے اس کے پاس صرف اتنی رقم ہے کہ وہ مکہ معظمہ منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں حج کر کے سواری پر واپس آ جائے اور اس کی صحت بھی اس سفر کے قابل تھی تو ہر ایسے شخص پر حج فرض ہو گیا۔

بہت سے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ حج فرض ہو جانے کے بعد اگر ہمارے پاس مال نہیں رہا تو ہم پر حج فرض نہیں رہا۔ یہ بڑی غلط فہمی ہے کیونکہ جب ایک مرتبہ کوئی عبادت فرض ہو جائے تو پھر جب تک اس کو ادا نہیں کریں گے تو وہ فرض آپ کے ذمے قیون ہی برقرار رہے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

گا۔فرض کیجئے کہ ایک شخص پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہوااوراس کے پاس شوال سے لے کرذوالحجہ کے شروع تک اتنے پیسے موجود تھے اوراتنی صحت بھی تھی کہ حج کو چلا جاتا لیکن وہ حج کونہیں گیا۔بعد میں جب اس کی عمر بیس پچیس سال ہوگئی اوراب اس کے پاس اتنے پیسے نہیں رہے کہ حج کو جاسکے تو خوب سمجھ لیجئے کہ اگراب اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تب بھی اس پرحج فرض ہے اگرحج ادانہیں کرے گا تو گناہ گار رہے گا۔یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پرنماز فرض ہوئی،نماز کاوقت آیااورگزرگیااوراس نے نمازنہیں پڑھی لیکن نماز کافریضہ تواس کے ذمے رہا تواس کوچاہئے کہ قضاءنماز پڑھے۔اسی طرح اگرکسی نے تندرست ہونے کے باوجودرمضان کے روزے نہیں رکھے تو روزوں کا فریضہ اس پر باقی رہااس کو چاہئے کہ روزوں کی قضا کرے۔اسی طرح حج فرض ہوجانے کے بعد جب تک وہ حج نہیں کرے گاتواس کے ذمے یہ فریضہ برقراررہے گااسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ حج کی ادائیگی فی الفورفرض ہے اگرآدمی کو صحت کے زمانے میں حج کی قدرت ہوجائے توپھرحج کومؤخرکرنا گناہ ہے۔

حج فرض سے ٹال مٹول

ہم میں بہت سارے لوگ ہیں کہ ہمارے پاس اتنے پیسے ہیں کہ ہم حج کر سکتے ہیں لیکن ہمارافلاں فلاں کام باقی ہے،مکان بنوانا ہے،بچوں کی شادیاں کرنی ہیں،کارخانہ اورکاروبار چل رہاہے،اس کے فلاں فلاں کام ہیں ذراوہ نمٹ جائیں،اگلے سال چلے جائیں گےتو خوب سمجھ لیجئے کہ اگلے سال کیلئے حج کوسخت مجبوری کے بغیرموخرکرنا جائزنہیں ہے۔آپ اگلے سال حج کربھی لیں گےتو بھی تاخیرکرنے کا گناہ ہوگا۔

حج کی فرضیت کے بعداسکی ادائیگی فی الفورواجب ہے۔رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے۔''جوشخص حج کاارادہ رکھتاہواس کوچاہئے کہ وہ جلدی کرے''(ابوداؤد)

آج آپ نے ٹال دیا کہ اس سال بیٹی وغیرہ کی شادی ہونی ہےاس لئے اس سال حج نہیں کرتے'اگلے سال کرلیں گے،یہ بھی بڑی غلطی ہے کیونکہ کچھ نہیں پتہ کے اگلے سال آپ کے پاس پیسے بھی ہونگے یانہیں ہونگے؟اتنی صحت بھی ہوگی یانہیں ہوگی؟زندہ بھی رہیں گے یانہیں؟اس واسطے جیسے ہی کسی پرحج فرض ہوجائےتواس کوادا کرنے کی جلد بھرپورکوشش کرنی چاہئےاوراس میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

حج نہ کرنے والوں کیلئے ایک وعید

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''جس شخص کو حج سے نہ کھلی حاجت مندی روکے، نہ کوئی ظالم حکومت اور نہ کوئی ایسا مرض جس سے وہ سفر کے قابل نہ رہے پھر وہ حج کے بغیر مر جائے (تو اللہ کو پرواہ نہیں ہے چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر''

جس شخص کو ایسا افلاس اور مجبوری نہیں کہ وہ حج کو نہ جا سکے اور حکومت کی طرف سے بھی ایسی کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ حکومت نے حج پر جانے سے بالکل منع کر رکھا ہو اور اس کو کوئی ایسی بیماری بھی نہیں جو حج کیلئے جانے نہیں دیتی۔ پھر بھی وہ آدمی حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں چاہئے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔قرآن کریم نے یہی مضمون اس انداز میں ارشاد فرمایا ہے کہ '' ان اول بیت وضع '' الخ (آل عمران) '' بے شک سب سے پہلا گھر جو (عبادت کیلئے) مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو کہ میں ہے اور برکت والا ہے اور ہدایت ہے جہاں بھر کے لوگوں کیلئے اور اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم اور جو اس کے اندر آیا وہ امن کا مستحق ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس تک پہنچنے کے راستے کی اور جو نہ مانے تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہاں کے لوگوں کی''۔

حج کا ارادہ کرنے کا فائدہ

جن حضرات پر حج فرض ہے وہ آج ہی سے پکا ارادہ کر لیں اور اس کیلئے کوشش شروع کر دیں جب کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ کامیابی مل جائے گی۔حج کا ارادہ کرنے سے دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ آج ہی سے ارادہ کر لیں گے تو آپ کو آج ہی سے حج کا ثواب ملنا شروع ہو جائے گا۔حدیث میں آتا ہے کہ ''تمام اعمال کا دارومدار (انسان کی) نیت پر ہے''۔

بیت اللہ شریف کی عجیب شان

جن حضرات پر حج فرض نہیں لیکن ان کا بھی دل چاہتا ہے کہ وہ حج کو جائیں حج کیلئے ہر مسلمان کا دل چاہتا ہے اس کے ایمان کا تقاضا ہے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف میں ایسی کشش رکھی ہے کہ دور بیٹھا ہوا آدمی بھی اس کی کشش محسوس کرتا ہے اور وہاں پہنچ کر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تو بیت اللہ کی کشش بالکل سامنے آجاتی ہے اور اس کا احساس واضح طور پر ہوتا رہتا ہے۔

بیت اللہ شریف کالے پتھر کا ایک کمرہ ہے' جس میں کھڑکیاں اور روشندان بھی نہیں ہیں اور آرکیٹیکچر کا کوئی بظاہر کمال بھی اس میں نظر نہیں آتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی کشش رکھی ہے کہ اس کی طرف دل کھچا چلا جاتا ہے اور اسکو دیکھنے سے آنکھیں کبھی سیر نہیں ہوتیں اگر آدمی اس کو جی بھر کر دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھنے سے انسان کا دل کبھی نہیں بھرتا اور اس کا دل چاہتا ہے کہ اسے دیکھتا ہی رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو دُعائیں کی تھی ان میں یہ دُعا بھی تھی کہ "ربنا انی اسکنت الخ (ابراھیم) "

"اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو (یعنی اسماعیل علیہ السلام کو اور ان کے غصے سے ان کی نسل کو) ایک ایسی وادی میں کہ جہاں کوئی کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس' اے رب ہمارے! تاکہ یہ قائم رکھیں نماز کو تو آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو ثمرات (ونتائج) سے رزق عطا کیجئے تاکہ یہ شکر کریں"۔

یہ دُعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوئی جس کا مشاہدہ مکہ مکرمہ میں ہر شخص دیکھتا ہے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کو شوق ہوتا ہے اور ان کی بھی یہ چاہت ہے کہ ان کو اس کی دولت نصیب ہو جائے ان کیلئے میں دو باتیں عرض کروں گا جس سے مجھ کو بہت فائدہ اور اس نے بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہوا!

بیت اللہ شریف کی حاضری کا نسخہ

بیت اللہ شریف کی حاضری کیلئے کوشش کے ساتھ دُعا کا بھی اہتمام کرنا چاہئے قبولیت دُعائے خاص خاص اوقات میں دُعا کی جائے، ہر فرض نماز کے بعد بھی قبولیت دُعا کا خاص وقت ہے۔ ایک مرتبہ ہمارے مرشد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے نکتہ کی بات ارشاد فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے اپنی امت سے اذان کے بعد صرف ایک دُعا کیلئے فرمایا: "اے اللہ! اس کامل دُعا کے پروردگار اور قائم

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہونے والی نماز کے پروردگار محمد ﷺ کو توسیلہ اور بزرگی عطا کر اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے، آپ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے"۔ دیکھئے! حضور ﷺ نے اس امت کیلئے کتنی دُعائیں کی ہیں لیکن اپنی امت سے اس ایک دُعا کے بارے میں فرمایا کہ تم میرے لئے یہ دُعا کرو۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ دُعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے تو تم اس موقع پر اپنے لئے بھی دُعا کرلیا کرو۔

ہمارے شیخ نے یہ ہمیں ایسا کر بتلایا کہ الحمدللہ جب اس کی توفیق ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ بڑی بڑی مشکلیں حل کر دیتے ہیں، جن حضرات نے ابھی حج نہیں کیا کیونکہ ان کے پاس اتنے پیسے اور ذرائع نہیں اگر چہ ان پر ابھی حج فرض نہیں ہوا لیکن ان کا دل حج کرنے کے لئے تو بہت چاہتا ہے تو اس کیلئے عملی کوشش بھی کریں اور دُعا چلتے پھرتے بھی کرتے رہا کریں، خاص خاص اوقات میں دُعا کا اہتمام کریں اور اذان کے بعد کی دُعا پڑھنے کے بعد بھی بیت اللہ شریف کی حاضری کیلئے دُعا کرلیا کریں۔

حج کیلئے دُعا کی درخواست

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کئی مرتبہ حج کیلئے تشریف لے گئے۔ جب وہاں سے واپس آکر حج کے حالات سناتے تھے تو مجھے بڑی حسرت ہوتی تھی کہ کاش! میں بھی حج کیلئے جاتا مگر اس وقت تک میرے پاس اتنے پیسے ہی نہیں ہوتے تھے کہ میرے اوپر حج فرض ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس تشریف لائے، وہ وہاں کے حالات سنانے لگے تو میں نے عرض کیا کہ میرے لئے دُعا کردیجئے کہ اللہ پاک مجھے بھی حج کرادے۔

حج کیلئے کوشش کرنا بھی ضروری ہے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے مہربان اور شفیق باپ تھے۔ وہ فقیہ الملت اور ولی اللہ تھے۔ میں نے ان سے دنیا کیلئے دُعا کی درخواست نہیں کی تھی بلکہ حج کیلئے کی تھی۔ اس پر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے حج کی دُعا نہیں کروں گا! اور یہ بات سنجیدہ ہو کر فرمائی، مذاق میں نہیں فرمائی۔ میں سخت پریشان ہو گیا، میں نے ڈرتے ڈرتے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ: "تمہیں حج کا شوق نہیں ہے"۔ میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے کہا کہ مجھے تو حج کرنے کا بہت شوق ہے، جب آپ سے حج کے حالات سنتا ہوں تو تنہائی میں روتا ہوں۔ اس پر پھر فرمایا کہ نہیں! تمہیں حج کا شوق نہیں ہے۔ اگر تمہیں حج کا شوق ہوتا تو اس کیلئے کچھ تیاری کرتے! بتاؤ تم نے کچھ حج کی تیاری کی! تم نے کتنے پیسے جمع کئے؟ میں نے کہا کہ میں نے تو کوئی پیسے جمع نہیں کئے کیونکہ اس زمانے میں میری ڈیڑھ سو روپے پاکستانی تنخواہ تھی اور میری ایک بچی بھی تھی۔ میں نے عرض کیا ''ان پیسوں میں کیسے تیار کرتا''؟

فرمایا'' کیا تم مہینے میں ایک روپیہ بھی نہیں بچا سکتے تھے''؟

میں نے عرض کیا کہ اتنا تو بچا سکتا تھا۔

فرمایا بتاؤ! تم نے کتنے روپے جمع کئے؟ اگر تمہیں حج کا شوق ہوتا تو تمہاری قدرت تھی اتنے روپے تو ضرور جمع کرتے!

بڑی بہن کے حج کے شوق کا واقعہ

اس کے بعد حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے ہماری سب سے بڑی بہن کا نام سنایا ان کی زندگی زیادہ تر بڑی غربت اور افلاس میں گزری تھی۔ ان کا اڑتالیس سال کی عمر میں کراچی ہی میں انتقال ہو گیا۔ ان کے بارے میں فرمایا کہ جب تمہاری بہن کا انتقال ہوا تو اس کے سامان میں ایک بٹوا نکلا۔ اس بٹوے کے اندر پینتیس روپے تھے اور یہ پرچہ پڑا ہوا تھا کہ یہ پیسے حج کیلئے ہیں اس بے چاری کو شادی کے بعد جتنے سال ملے تھے ان میں اس نے ایک ایک دو دو پیسے کر کے یہ پینتیس روپے حج کیلئے جمع کئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا پینتیس روپے میں حج کرا دیا۔ وہ اس طرح کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں پچھلے سال جب حج کیلئے گیا تو اس کے پینتیس روپے ساتھ لے گیا تھا۔ اسکے اوپر حج فرض تو نہیں تھا لیکن حج کا شوق بہت تھا۔ تو اس کا نفلی حج وہیں سے بھی کرایا جا سکتا تھا۔ اس لئے میں نے وہیں مکہ معظمہ کے رہنے والے ایک آدمی کو وہ حج کے لیے دے دیئے کہ تم میری بیٹی کی طرف سے حج کر لو، اس وقت منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کا خرچ پینتیس روپے کے اندر اندر ہو جاتا تھا۔ اس طرح اللہ پاک نے ان کا حج کرا دیا۔

استطاعت نہ رکھنے والے کیا کریں!

جس نے حج کا ارادہ بھی کر رکھا تھا اور کوشش بھی کی ہوئی تھی یعنی اس کے بس میں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جتنی قدرت تھی اس نے پوری قدرت خرچ کر ڈالی تھی۔ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مرنے کے بعد اس کا حج کرا دیا جو شخص پوری کوشش کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو حج سے مایوس نہیں کرتے اور حج کرا دیتے ہیں۔

میں یہ نسخہ ہر سال لوگوں کو سنا دیتا ہوں اور اس نسخہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت سارے لوگوں کو اسی طریقہ سے حج کرایا، چنانچہ الحمدللہ میرا خود بھی یہی معاملہ ہوا۔ میں نے اسی نسخہ پر عمل کیا اور اللہ پاک نے اس کے اگلے سال میرا حج کرا دیا۔

نفلی حج کا شوق رکھنے والوں کو مشورہ

حج مقبول کا ایک خاصہ ہے کہ جب ایک آدمی حج کو چلا جاتا ہے تو اس کا بار بار جانے کا جی چاہتا ہے تو ایسے لوگوں کیلئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اب وہ حج نفل کریں گے تو انہیں ثواب تو ضرور ملے گا لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان کو اس سے بھی زیادہ ثواب ایک اور طریقے سے مل سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ہمارے معاشرے میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خود تو اپنا حج فرض ادا کر لیا ہے لیکن ان کی بیوی پر حج فرض ہے اور اس نے ابھی تک حج نہیں کیا۔ بیوی کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ وہ شوہر یا کسی محرم کا خرچہ اٹھا کر اس کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے جا سکے تو ایسی بچاری عورتیں حج سے محروم رہ جاتی ہیں۔

آپ ایسے لوگوں کو اپنے نفلی حج کی رقم دے دیں جن کی بیوی نے اپنا حج فرض ادا نہیں کیا یا اس کی کسی اور رشتہ دار محرم خاتون نے اپنا حج فرض ادا نہیں کیا جیسے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ وغیرہ وہ شخص آپ کی طرف سے نفلی حج بدل ادا کرے گا تو اس طرح سے آپ کو تین حجوں کا ثواب ملے گا، ایک اس عورت کے حج کا ثواب جس پر حج فرض تھا، دوسرا اس شخص کے حج کا ثواب جس کو آپ نے پیسے دے کر بھیجا ہے اور ایک اپنے نفلی حج کا ثواب۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

میں یہ مشورہ اس لئے دیا کرتا ہوں کہ اس طریقے سے بہت سارے لوگوں کی ضرورت پوری ہو جائے گی اور دوسری بات یہ ہے کہ آج کل مکہ مکرمہ میں ہجوم اور رش بڑھتا جا رہا ہے جس کی وجہ سے وہاں کتنی ہی موتیں ہر سال ہو جاتی ہیں۔ اس سال تو الحمدللہ ایسے واقعات پیش نہیں آئے۔ وہاں اتنا ہجوم بڑھ گیا ہے کہ بہت سارے لوگ مزدلفہ پہنچ نہیں پاتے حج فرض ادا کرنے والوں کیلئے حج کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس طرح اگر آپ آئندہ نفلی حج کیلئے خود جانے کی بجائے کسی ایسی خاتون کے محرم کو اپنے نفلی حج کا خرچہ دے دیں جس کے اوپر حج فرض ہے اور اس خاتون کے پاس اتنا نہیں ہے کہ محرم کو اپنے ساتھ لے جاسکے اور اس محرم سے کہہ دیں کہ وہ آپ کی طرف سے نفلی حج بدل کر دے بشرطیکہ وہ محرم اپنا حج فرض پہلے ادا کر چکا ہو۔ تو اس طرح آپ کی طرف سے نفلی حج ہو جائے گا اور اس خاتون کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ نیت کرلیں کہ حج فرض ادا کرنے والوں کو سہولت ہو جائے تو اس طرح آپ کو نفلی حج سے کہیں زیادہ ثواب مل جائے گا۔

بیان کا خلاصہ

چار قسم کے حضرات کیلئے میں نے یہ معروضات پیش کی ہیں۔

۱۔ ایک وہ حضرات جو ابھی حج کر کے پاس صاف ہو کر آئے ہیں، وہ گناہوں سے مزید بچنے کا اہتمام کریں اور اللہ والوں کے ساتھ جڑیں۔

۲۔ دوسرے وہ حضرات جن پر حج فرض ہے اور انہوں نے ابھی تک ادا نہیں کیا تو وہ سب کیلئے دُعا بھی کریں اور آج سے ہی عزم کرلیں اور اس کیلئے کوشش شروع کر دیں تو ان کو اس وقت سے ثواب ملنا شروع ہو جائے گا اور کوشش کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کبھی محروم نہیں کرنے دے گا۔

۳۔ تیسرے وہ حضرات بھی اس طریقہ پر عمل کریں جن پر حج فرض نہیں مگر وہ حج کا شوق رکھتے ہیں۔

۴۔ چوتھے وہ حضرات جنھوں نے اپنا حج فرض ادا کرلیا لیکن ان کا نفلی حج کرنے کو دل چاہتا ہے تو وہ کسی ایسی خاتون کے محرم سے اپنا نفلی حج بدل کروالیں جس خاتون پر حج فرض ہے تاکہ وہ خاتون اپنے محرم کے ساتھ اپنا حج فرض ادا کرلے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ محرم اپنا حج فرض پہلے ادا کر چکا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو حج مبرور و مقبول عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطبات ذی الحجہ

① ......عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

② ......قربانی، سنتِ خلیل علیہ السلام

③ ......سیدنا عثمان ﷛ اور بیعت رضوان

④ ......شہادت سیدنا عثمان غنی ﷛

حالات وواقعات کی روشنی میں

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

(از:۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہٗ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

دس ایام

میرے قابل احترام بزرگو! آج ذی الحجہ کا پہلا دن ہے اور ذی الحجہ کے شروع کے دس دن بڑے مبارک دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی بڑی عظمت اور بڑی قدر ہے اور ان دنوں میں کیا ہوا نیک عمل اور کی ہوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت ہی مقبول، محبوب اور پسندیدہ ہے۔ ایسے مبارک دن رات اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے نصیب فرمائے ہیں۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم ان مبارک دنوں اور راتوں کی قدر کریں اور ان دنوں اور راتوں کو اللہ کی یاد میں، اس کی عبادت اور اس کی اطاعت میں لگائیں اور ان دنوں میں گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کریں۔ احادیث طیبہ میں ان دنوں کی خاص خاص فضیلت آئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان فضیلتوں کو سنیں اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

ان ایام میں کی ہوئی عبادت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا جہاد بھی ان ایام کے عمل کے برابر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جہاد بھی ان ایام میں کیے ہوئے عمل کے برابر نہیں مگر ہاں وہ شخص

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جو اپنی جان اور اپنا مال دونوں لے کر اللہ کے راستے میں نکلا اور پھر ان میں سے کوئی چیز بھی بچا کر واپس نہیں لایا۔ یعنی جان اور مال دونوں اللہ کے راستے میں قربان کر دیئے اور شہید ہو گیا تو اس شخص کا یہ عمل ان ایام میں کیے ہوئے عمل کے برابر ہو سکتا ہے ورنہ کوئی عمل ان ایام میں کیے ہوئے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا۔''

اس حدیث کے اعتبار سے ان دس دنوں کے علاوہ دنوں میں پڑھی ہوئی نمازیں ان دنون کی نمازوں کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ ان دس دنوں کے علاوہ دنوں میں رکھے ہوئے روزے ان دس دنوں میں رکھے ہوئے روزوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح زکوٰۃ' خیرات' صدقہ' تسبیحات' درود شریف اور تلاوت قرآن کریم اور جو بھی نفلی اعمال ان دس دنوں کے علاوہ دنوں میں کیے جائیں وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنے محبوب اور پسندیدہ نہیں جتنے وہ نیک اعمال اور نفلی عبادات پسندیدہ ہیں جو ان دس دنوں میں کیے ہیں۔

وہ اللہ کا محبوب بن جائے گا

اور جب عمل محبوب ہوگا تو عمل کرنے والا بھی محبوب ہوگا۔ لہٰذا جو شخص ان دس دنوں میں زیادہ نیک اعمال کی طرف متوجہ ہوگا، فرائض و واجبات کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ دے گا اور زیادہ سے زیادہ گناہوں سے بچنے کی کوشش اور اہتمام کرے گا، وہ تھوڑے عمل کے نتیجے میں اللہ کا محبوب اور مقرب بن جائے گا۔ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ان دس دنوں کا بہت ہی اہتمام کریں اور ان دنوں کو زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت میں اور نیک کاموں کے انجام دینے میں، فرائض و واجبات کو ادا کرنے میں گزاریں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایام غفلت اور لا پروائی میں اور سستی میں ضائع ہو جائیں۔

نماز باجماعت کا اہتمام

جس میں سے ایک یہ ہے کہ تمام نمازیں باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے اعلیٰ کرنے کا اہتمام کریں۔ اگر آج سے پہلے کوتاہی ہو رہی تھی تو اب کوتاہی نہ ہو اور خواتین گھر میں تمام نمازیں اپنے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کریں اور جتنی نفل عبادت جو عام دنوں میں آپ کے معمولات کے اندر داخل ہیں ان دس دنوں میں بھی ان کو اپنے معمول کے اندر داخل کر

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دیں اوران کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں، تسبیحات کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔

گناہوں سے بچنے کا اہتمام

اورسب سے قابل توجہ چیز ہمارے گناہ ہیں اوراصل بیاری ہمارے اندر یہی ہے کہ عبادت تو کچھ نہ کچھ اللہ کے فضل سے کرہی لیتے ہیں لیکن گناہوں سے بچنے اوران کو چھوڑنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوتی، گناہوں کو چھوڑنے والے بہت کم لوگ ہیں اورزیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ گناہوں کو سب سے پہلے چھوڑنے کی کوشش کی جائے اور کم ازکم وہ بڑے بڑے گناہ جن کے بارے میں ہم بار بار سنتے رہتے ہیں اور جن کے بارے میں ہمیں علم حاصل ہو چکا ہے تو اب علم ہونے کے باوجود اس کے اندر مبتلا رہنا یہ بڑی غفلت کی بات ہے۔

دو بڑے گناہوں سے بچئے

مثلاً ڈاڑھی منڈوانے کا گناہ ہے۔ کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور ناجائز ہے اوراس گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہر وقت گناہ کے اندر ڈوبا رہتا ہے، ایسے خطرناک، سنگین اور ہمہ وقت ہونے والے گناہ سے تو فوری طور پر آدمی کو بچنے کی فکر ہونی چاہیے۔ اسی طرح شلوار اور پاجامہ کو ٹخنے سے نیچے رکھنے کا گناہ' یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ جس کے گناہ ہونے میں کوئی شک نہیں اوراحادیث میں اس پر بڑی سخت وعید آئی ہیں کہ جو شخص اپنی شلوار یا پاجامہ ٹخنے سے نیچے رکھے گا اس کا ٹخنہ جہنم کی آگ میں جلے گا اور جہنم کی آگ کوئی معمولی آگ نہیں ہے اس کے باوجود اس گناہ کے اندر مبتلا رہنا بڑی دلیری کی بات ہے۔ بس یہ ایک بدترین اور دشمن ترین قوم کا فیشن ہے جو مسلمانوں کے سب سے زیادہ دشمن ہیں۔ یعنی انگریزوں کا فیشن ہے جو ہمارے دشمن، ہمارے دین کے دشمن، ہمارے ملک کے دشمن ہیں، ایسے دشمن کا ہم طور طریقہ اختیار کرلیں اور پھر اس میں ہم اپنی عزت سمجھیں اور شلوار کو ٹخنوں سے اوپر کرنے کو اپنے لیے باعث عار سمجھیں، باعث شرم سمجھیں، یہ بڑی تباہی کی بات ہے اور اس گناہ سے بچنا کوئی مشکل بھی نہیں، بہت آسانی سے بچ سکتے ہیں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خواتین بے پردگی کے گناہ سے بچیں

اسی طرح خواتین کا بے پردہ باہر نکلنا، یہ گناہ اتنا عام ہو گیا ہے کہ پوری دنیا میں پھیل گیا ہے۔ اب شرعی پردہ کرنے والی خواتین دنیا میں چند گنی چنی نظر آئیں گی۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک ہزار میں ایک عورت ایسی ہے جو شرعی پردہ کرتی ہے، ایک لاکھ میں بھی ایک عورت مل جائے تو یہ بھی مشکل ہے، لاکھوں میں کوئی عورت ایسی ہوگی جو واقعی شرعی پردہ کرتی ہوگی کیونکہ گھر کے اندر بھی تو شرعی پردہ کے احکام ہیں، گھر کے اندر بھی تو نامحرم مرد رہتے ہیں جیسے: دیور ہے، جیٹھ ہے اور دوسرے رشتے کے بھائی ہیں۔ وہ کثرت سے گھر کے اندر آتے رہتے ہیں ان سے پردہ کرنے والی خواتین کہاں ہیں؟ الا ماشاء اللہ اگر کچھ خواتین پردہ کرتی بھی ہیں تو وہ گھر سے باہر پردہ کرتی ہیں اس کے اندر بھی اکثر کا حال تو یہ ہے کہ ان کا پردہ برائے نام ہوتا ہے، شرعی پردہ نہیں ہوتا حالانکہ شرعی پردہ فرض ہے جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہیں اسی طرح نامحرم مردوں سے شرعی پردہ بھی فرض ہے اور بے پردگی حرام اور ناجائز ہے۔

بے پردہ عورت پر اللہ کی لعنت

جس طرح ڈاڑھی منڈوانا حرام اور ناجائز ہے اسی طرح بے پردہ رہنا حرام ہے جس طرح سود لینا، رشوت لینا، جھوٹ بولنا اور شراب پینا حرام ہے اسی طرح نامحرم مردوں کے سامنے آجانا، خواہ گھر کے اندر ہو، خواہ گھر کے باہر ہو یہ بھی حرام اور ناجائز ہے اور جتنی دیر عورت نامحرم کے سامنے بے پردہ رہے گی اتنی دیر وہ عورت برابر بے پردگی کے گناہ کے اندر مبتلا رہے گی اور بے پردہ عورت پر خدا کی لعنت ہے، فرشتوں کی لعنت ہے اور ان کے لیے جہنم کے عذاب کی وعیدیں احادیث میں موجود ہیں۔ لہٰذا خواتین اس گناہ سے بچنے کا پورا اہتمام کریں۔

گانے سننے اور آلات موسیقی کا استعمال

اسی طرح گانا سننا اور سنانا، اس کے حرام اور ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن آج ہر گھر، ہر گلی، ہر محلہ گانے باجے سے بھرے ہوئے ہیں اور ٹی وی، وی سی آر کی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لعنت نے ہر گھر کو سینما بنایا ہوا ہے، گانا گانا الگ گناہ ہے اور اس کے ساتھ آلات موسیقی کا استعمال الگ گناہ ہے اور پھر اس میں نامحرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط الگ گناہ ہے لیکن آج لوگ بے پردگی، بے حجابی اور بے شرمی میں آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں اور گانے سننے سنانے میں آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ چنانچہ پہلے ہمارے معاشرے میں پہلے سینما آیا، اس کے بعد ریڈیو آیا، پھر ٹی وی آیا، پھر وی سی آر آیا، پھر ڈش آگئی، پھر کیبل آئی اور اب انٹرنیٹ آگیا۔ اب پوری دنیا کی ننگی فلمیں انٹرنیٹ پر دیکھی جارہی ہیں اور مسلمان مرد وعورت، ماں باپ، بیوی بچے سب ایک جگہ بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں یہ کتنا سنگین گناہ ہے اور یہ گناہ بھی بے پردگی کی طرح عالمگیر گناہ ہے۔

اصل کام گناہ چھوڑنا ہے

ہم لوگ عبادت تو تھوڑی بہت کر لیتے ہیں لیکن ہماری اصل بیماری جو ہے یعنی ان گناہوں سے بچنا، اس کی طرف توجہ نہیں دیتے اور یاد رکھئے! جب تک ہم ان کبیرہ گناہوں سے نہیں بچیں گے اور جب تک ان سے توبہ نہیں کریں گے اس وقت تک نہ ہمارا ایمان مکمل ہوگا نہ ہماری اصلاح ہوسکتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہے جو عبادت کریں گے اس کا ثواب ملنے کی تو ان شاء اللہ اُمید ہے لیکن گناہوں کے چھوڑے بغیر کبھی بھی ہماری زندگی میں تبدیلی نہیں آسکتی اور ہم یہ جو چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی واقعۃً مکمل طور پر مسلمان کی سی زندگی ہو، ہمارا ایمان مکمل ہو جس کے نتیجے میں دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر برسیں اور عافیت اور سلامتی نصیب ہو اور خاتمہ ایمان پر ہو اور آخرت میں بھی ہم قبر اور دوزخ کے عذاب سے بچ جائیں اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں ہم فرائض و واجبات ادا کریں وہاں مندرجہ بالا گناہوں سے بھی بہت اہتمام سے بچیں۔ اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کریں اور ان گناہوں سے بچنے کی کوشش جاری رکھیں۔

اصل بیماری اور اس کا علاج

ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ تمہاری اصل بیماری کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ضرور بتایئے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اصل بیماری تمہارے گناہ ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو تمہاری بیماری کا علاج نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ بتلا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا علاج توبہ اور استغفار ہے۔'' او کمال قال علیہ الصلوٰۃ والسلام''

بہر حال یہ دس دن اس لیے ہیں کہ ہم اپنے گناہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کریں، آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کریں تو پھر ان دنوں کی برکات خوب حاصل ہوں گی۔ پھر ان شاء اللہ دنیا اور آخرت دونوں کا فائدہ حاصل ہوگا۔

ان ایام میں چار کلمات کی کثرت

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رحمت کائنات جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والا دن کوئی نہیں اور ان دنوں کے عمل کے مقابلے میں کسی اور دن کیا ہوا عمل اتنا محبوب نہیں۔ لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح اور تحمید کثرت سے کیا کرو۔'' لہٰذا ان دنوں میں سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کی کثرت کرنی چاہیے کیونکہ جتنے بھی ایسے کلمات ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جاتی ہے ان سب کے سردار یہ چار کلمات ہیں (۱) سبحان اللہ (۲) الحمدللہ (۳) اللہ اکبر (۴) لا الہ الا اللہ۔ لہٰذا یہ ایام بھی سب سے زیادہ عظمت والے اور ان ایام میں کیا ہوا عمل بھی سب سے زیادہ عظمت والا ہے اور یہ چار کلمات تمام کلمات کے سردار ہیں اور عظمت والے ہیں۔ لہٰذا جو شخص ان کلمات کو ان ایام میں کثرت سے پڑھے گا وہ بھی ان شاء اللہ سردار بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ومقبول بن جائے گا کیونکہ ان کلمات کا ثواب بہت ہے۔

اُحد پہاڑ کے برابر عمل

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے سوال کیا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اُحد پہاڑ کے برابر عمل کر لے؟ اُحد پہاڑ مدینہ طیبہ کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پہاڑوں میں سب سے بڑا پہاڑ ہے۔ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو اُحد پہاڑ کے برابر عمل کر سکتے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر آدمی عمل کر سکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ حیران ہو گئے، کہ ہم میں سے ہر آدمی اُحد پہاڑ کے برابر عمل کر لے؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ "سبحان الله" کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔ "الحمدلله" کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔ اللہ اکبر کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔ " لا اله الا الله " کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔ عمل کتنا ہلکا ہے، دو سیکنڈ میں آدمی "سبحان اللہ" ادا کر لے اور آخرت میں اس کا ثواب اُحد پہاڑ کے برابر اس کے نامہ اعمال میں پہنچ جائے گا۔

سیکنڈوں میں عظیم ثواب کا حصول

فضائل ذکر کی ایک روایت بہت مشہور ہے جو فضائل اعمال میں موجود ہے وہ یہ کہ اگر کوئی شخص سو مرتبہ "سبحان اللہ" کہے تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کہ اس نے سو عربی غلام اللہ کے لیے آزاد کر دیئے اور جس شخص نے سو مرتبہ "الحمد للہ" کہا تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سو گھوڑے ساز و سامان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے بھیجے اور سو گھوڑے دینا ایسا ہے جیسے آج کل سو ٹینک دینا کیونکہ اس زمانے میں گھوڑوں پر جہاد ہوتا تھا اور اب ٹینک پر جہاد ہوتا ہے۔ سو مرتبہ "الحمد للہ" کتنا آسان ہے لیکن اس کا ثواب کتنا عظیم ہے، اس میں اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ گویا کہ تم نے نہ کوئی محنت کی، نہ پیسہ خرچ کیا اور ثواب اتنا عظیم مل گیا۔

اللہ اکبر کا ثواب

اگر کسی شخص نے سو مرتبہ "اللہ اکبر" کہا تو اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسے اس نے سو اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیے ہوں اور وہ قبول بھی ہو گئے ہوں۔ اب دیکھئے! سو اونٹ کی قربانی آج کل کون کر سکتا ہے؟ اگر ایک مرتبہ کسی نے کر لی تو ہر سال تو نہیں کر سکتا لیکن "اللہ اکبر" کی ایک تسبیح تو روزانہ پڑھ سکتے ہیں بلکہ ہر نماز کے بعد پڑھ سکتے ہیں۔ اب آج کل اونٹ کی قربانی ہوتی تو ہے لیکن اس کی نمائش بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس کی قربانی کو دور دور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سے دیکھنے کے لیے لوگ آتے ہیں تو جس عمل میں قصداً ریاکاری یا دکھاوا ہو جائے تو اس کا ثواب ختم ہو جاتا ہے اور وہ عمل مقبول نہیں ہوتا۔ بہر حال کوئی عمل بڑا بھی ہو، مقبول بھی ہو، یہ بات آسان نہیں ہے لیکن سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھنے پر سو اونٹ کی مقبول قربانی کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں اور ایک اونٹ میں سات حصے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سات سو قربانیوں کا ثواب عطا ہو گیا، یہ کتنا بڑا ثواب ہے۔

واجب قربانی ادا کرنا ضروری ہے

اس میں تو غریب کا بھی قربانی کا مسئلہ حل ہو گیا اگر کسی غریب کے پاس قربانی کے پیسے نہیں ہیں تو ''اللہ اکبر'' کی تسبیح پڑھنا تو اس کے اختیار میں ہے۔ جب چاہے سو مرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھ لے اور اپنے نامہ اعمال میں سو اونٹوں کی مقبول قربانی کا ثواب لکھوا لے۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ اس کے پڑھنے سے ثواب تو ملتا ہے لیکن واجب قربانی ادا نہیں ہوتی۔ کبھی کوئی شخص یہ سمجھے کہ اب گائے خریدنے کون جائے، کون ہزاروں روپے خرچ کرے، بس گھر میں بیٹھ کر ''اللہ اکبر'' کی تسبیح پڑھ لو۔ یہ مطلب نہیں، بس ثواب ملتا ہے قربانی ادا نہیں ہوتی لہٰذا جس پر قربانی واجب ہے وہ اپنی قربانی ضرور کرے اور جس پر قربانی واجب نہیں ہے وہ بھی اگر قربانی کرے گا تو اس کو بھی اس کا ثواب ملے گا۔

لا الہ الا اللہ

اگر کوئی شخص سو مرتبہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھے گا تو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرماتے ہیں کہ زمین سے لے کر آسمان تک جو خلا ہے وہ اس ثواب سے بھر جاتا ہے۔ ان چاروں کلموں میں یہ کلمہ سب سے زیادہ عظیم ہے اور سب کا سردار ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عظیم وصیت

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دو باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا اور ان پر عمل کرتے رہنا اور دو باتوں سے ہمیشہ پرہیز کرنا، ایک یہ کہ شرک سے بچنا اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ تکبر سے بچنا اس لیے کہ یہ تمام گناہوں کی جڑ ہیں اور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بہت سنگین گناہ ہیں اور دو باتوں پر عمل کرنا ایک یہ کہ "لا الہ الا اللہ" کثرت سے پڑھنا، دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہنا۔ پھر اس کلمہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو! اس کلمہ کی عظمت اس مثال سے سمجھو کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کا ایک گول کڑا بنایا جائے اور پھر یہ ایک کلمہ اس کڑے پر رکھا جائے تو وہ کڑا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر ٹوٹ جائے گا، یہ اتنا وزنی کلمہ ہے۔

زندگی کے لمحات قیمتی بنائیں

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس کلمہ کو پھول کی پتی سے زیادہ آسان کیا ہوا ہے اور جنت کے حصول کو کتنا آسان کیا ہوا ہے کہ ہم جب چاہیں اپنی زبان سے ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ لیں، نہ زبان تھکے اور نہ ہی وقت زیادہ خرچ ہو، نہ پیسے خرچ ہوں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھ اور فکر دے دی کہ ہم اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیں اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے لا الہ الا اللہ کثرت سے ان دس دنوں میں پڑھتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر نماز کے بعد یا نماز سے پہلے "سبحان اللہ" کی ایک تسبیح "الحمد للہ" کی ایک تسبیح "لا الہ الا اللہ" کی ایک تسبیح اور "اللہ اکبر" کی ایک تسبیح تو ضرور پڑھ لیا کریں اور اس سے زیادہ بھی جتنا پڑھ سکیں بہتر ہے۔

ان دس راتوں کی اہمیت اور فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس ایام کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہو کیونکہ ان دس دنوں میں ہر دن کا روزہ ثواب کے اعتبار سے ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان دس دنوں میں ہر رات کی عبادت شب قدر میں عبادت کرنے کے برابر ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ افضل ہے اور ایک ہزار مہینوں میں تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔ گویا کہ ایک شب قدر میں عبادت تیس ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے اور شب قدر رمضان شریف میں ایک ہوتی ہے اور وہ بھی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے اور یہاں یہ فرما رہے ہیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کہ ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے تو اس طرح دس راتیں شب قدر کی عبادت کی مل رہی ہیں۔لہٰذا ان راتوں کو خوب اللہ کی عبادت میں لگانا چاہیے۔اس سے ان راتوں اور دنوں کی عظمت کا اندازہ لگائیں۔

رات کی فضیلت حاصل کرنے کا طریقہ

اب سوال یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت کس طرح کریں؟ اس کی ترکیب ''تہجد کے بیان'' میں تفصیل سے عرض کردی ہے۔وہ ترکیب یہاں بھی چل جائے گی جس میں سے ایک اعلیٰ درجہ ہے اور دوسرا ادنیٰ درجہ ہے۔ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز با جماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کریں،عشاء کی نماز با جماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کریں اور فجر کی نماز با جماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کریں اور اس کے ساتھ کچھ رکعات اور اوراد و وظائف میں اضافہ کرلیں تو ان شاء اللہ یہ راتیں باعث اجر وثواب بن جائیں گی اور شب قدر کا ثواب آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔

ان ایام کے روزوں کی فضیلت

ان دنوں کی فضیلت یہ بیان فرمائی کہ ہر دن کا رزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔دس تاریخ کا روزہ رکھنا تو ناجائز ہے،باقی نو دن رہ گئے اگر ان کی قدر کرلیں تو یہ دن کم نہیں ہیں جیسے کسی نے کہا کہ ''ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی''یعنی ہر شب' شب قدر ہے اگر تم اس کی قدر پہچانو۔اس لیے جن کو اللہ تعالیٰ ہمت دیں اور توفیق دیں وہ روزہ رکھیں۔

دیکھیے! رمضان شریف کے روزوں کی فضیلت میں یہ بتایا جاتا ہے کہ جو شخص رمضان شریف میں پورے مہینے کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو پورے ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے اور یہاں ان ایام میں ایک رزے پر ایک سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔کتنی آسانیاں اللہ تعالیٰ نے فرمادی ہیں۔لہٰذا جو خواتین ایسی ہیں جن کے ذمے قضا روزے باقی ہیں وہ ان ایام میں قضا روزے بھی رکھ لیں اور ان ایام کی فضیلت حاصل کرنے کی نیت بھی کرلیں تو ان شاء اللہ قضاء روزہ بھی ادا ہو جائے گا اور اس نیت کا ثواب بھی حاصل ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح عمل پر ثواب

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عطا فرماتے ہیں اسی طرح صحیح نیت پر بھی ثواب عطا فرماتے ہیں اور جن کے ذمے روزے قضا نہیں ہیں وہ نفلی روزہ رکھ لیں، کوئی مشکل کام نہیں ہے، موسم بھی عمدہ ہے، موسم بہار ہے اور موسم بہار کا روزہ بھی بہار والا ہوگا۔

بال اور ناخن نہ کٹائیں

ان ایام کا ایک عمل یہ ہے کہ جس کے ذمے قربانی ہو وہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، یہ مستحب ہے واجب نہیں اور اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس لیے کہ وہ صاحب استطاعت نہیں ہے لیکن اس کا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس پیسے ہوتے تو میں بھی قربانی کرتا تو اس کے لیے بزرگوں نے ایک طریقہ بیان کیا ہے اور بعض روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے وہ یہ کہ اگر ان دس دنوں میں بال اور نہیں کاٹے گا تو ان شاء اللہ اس کا یہ عمل قربانی کے قائم مقام ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی قربانی کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حقیقی روزہ رکھیں

بہر حال ان ایام میں روزہ رکھیں لیکن صحیح معنوں میں روزہ رکھنے کی کوشش کریں، خالی زبان اور پیٹ کا روزہ نہ ہو بلکہ صحیح روزہ وہ ہوتا ہے جس میں زبان اور پیٹ کے روزے کے ساتھ گناہوں سے بچنے کا بھی روزہ ہو، آنکھوں کو بھی گناہوں سے بچایا جائے کانوں کو بھی گناہوں سے بچایا جائے، زبان کو بھی گناہوں سے بچایا جائے اور ظاہر و باطن کے دوسرے اعضاء کو بھی گناہوں سے بچایا جائے۔ اگر ایسا روزہ رکھا جائے تو وہ ہی باعث اجر وثواب ہوتا ہے۔

نو تاریخ کے روزے کی اہمیت

پھر نو تاریخ کے روزے کی ایک خاص فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے کہ وہ یہ کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے تمام صغیرہ گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ لہٰذا نو تاریخ کا روزہ آنے والا ہے اس کو رکھنے کا اہتمام کریں۔ اس کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی جس کے اندر روزہ رکھنے کی ہمت اور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

طاقت ہو وہ بھی جتنے چاہے روزے رکھ لے۔

عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت

اس کے علاوہ دس ذی الحجہ کی رات اور نو ذی الحجہ کی رات یہ دونوں بڑی بابرکت راتیں ہیں۔ عیدالاضحیٰ کی راتوں کی تو یہ فضیلت ہے کہ جو شخص عیدالاضحیٰ کی راتوں میں جاگ کرے گا تو اللہ جل شانہ قیامت کے دن جب تمام انسانوں کے دل اس دن کی ... سے مردہ ہو جائیں گے اس دن اللہ تعالیٰ اس کا دل زندہ رکھیں گے اور اس دن گھبراہٹ اور بے چینی سے بالکل محفوظ رکھیں گے۔

فضیلت والی پانچ راتیں

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سال میں پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جو آدمی ان پانچ راتوں کی قدر کر لے گا اور ان میں عبادت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتے ہیں۔ ان سے ایک نو ذی الحجہ کی رات ہے۔ ایک دس ذی الحجہ کی رات ہے۔ ایک عیدالفطر کی رات ہے، ایک شب قدر کی رات ہے اور ایک شب براُت کی رات ہے۔ بہر حال ان میں سے دو راتیں آرہی ہیں۔ ان کی قدر کر لیں اور ان راتوں میں کم از کم یہ تو کر لیں کہ عشاء کی نماز، مغرب کی نماز اور فجر کی نماز با جماعت مسجد میں ادا کریں اور عشاء کے بعد جاگ کر تھوڑا اساذکر کر لیں۔ اس کے بعد جو جائز اور مباح کام ہو وہ کر کے سو جائے اور اس رات میں گناہ کے عمل سے اپنے کو بچائے۔ بس یہ کام کر لے گا تو ان شاء اللہ وہ شخص اس رات میں عبادت کرنے والوں میں شمار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

قربانی، سنتِ خلیل علیہ السلام

(از:۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بقرہ عید کے دن انسان کے تمام نیک اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب عمل قربانی کا ہے اور یہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھر کے ساتھ (صحیح سالم) آئے گی اور یقیناً (قربانی کا) خون زمین پر گرنے سے پہلے حق تعالیٰ کے یہاں مقبولیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ سو قربانی خوش دلی سے کیا کرو''۔ (ترمذی ابن ماجہ)

تمہید: بزرگان محترم! یہ حدیث جو اس وقت آپ کے سامنے تلاوت کی (اور جس کا ترجمہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے) احکام قربانی پر مشتمل ہے جو اس وقت تقریر و جلسہ کا موضوع ہے۔ تقریر مختصر ہوگی اس لیے کہ اول تو یہ مسئلہ جزئی ہے اور جزئیات میں تفصیل نہیں ہوتی کیونکہ بسط و تفصیل تو اصول میں ہوا کرتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ ایک عام مسئلہ ہے اور اس سے کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں جو واقف نہ ہو۔ قربانی کا عمل کوئی سال کا عمل نہیں بلکہ صدیوں سے یہ عمل ہوتا چلا آرہا ہے اس لیے بھی اس میں تفصیل کی ضرورت نہیں تو نہ نفس مسئلہ میں تفصیل کی گنجائش، اس کے عام ہونے کی بناء پر نہ تفصیل کی ضرورت۔

اُصول ثلاثہ تکوینیہ

اُصول اول: مسئلہ کی شرح سے پہلے ایک اصول سمجھ لیجئے اور یہ اصول جس طرح

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

تکوینی ہے اسی طرح تشریعی بھی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا ذرہ ذرہ دو چیزوں سے ملا کر بنایا ہے۔ ایک روح ایک جسم۔ یعنی ہر چیز کی ایک صورت ہے ایک اس کی حقیقت۔ ایک اس کی ہیئت اور ایک ماہیت۔ یا یوں کہئے کہ ایک اس کا ظاہری حصہ ہے اور ایک باطنی۔ غرض تمام انسان، کل حیوانات، نباتات، جمادات کی جہاں ایک صورت ہے وہاں اس کی ایک حقیقت بھی ہے۔ ایک اس کا بدن اور ایک اس کی روح ہے اور ہر بدن میں خدا تعالیٰ نے اس کے مناسب روح ڈالی ہے۔ جب حق تعالیٰ کی توجہ کائنات کی طاقتوں اور بدن بنانے کی طرف متوجہ ہوئی تو یہی اصول مدنظر تھا۔

سب سے پہلے انسان ہی کو لیجئے کہ اول انسان کا بدن تیار کیا جاتا ہے جس کی ابتداء ''نطفہ'' یعنی ایک گندے قطرہ سے ہوئی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے:

''یعنی ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی گندے قطرے) سے بنایا۔ پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا، پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر ہم نے اس کو ایک دوسری ہی مخلوق بنا دیا۔ سو کیسی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔'' (مومنون پ ۱۸، ع ۱)

تو روح ڈالنے سے پہلے ڈھانچہ تیار کیا جاتا ہے جس کی تیاری میں زمین کی قوتیں بھی متوجہ ہوتی ہیں، آسمان کی بھی، آفتاب کی طاقتیں بھی متوجہ ہوتی ہیں اور ہواؤں کی بھی۔

غرض جب کائنات کی ساری قوتیں مل کر ڈھانچہ تیار کر لیتی ہیں تو پھر اس میں روح ڈال دی جاتی ہے۔ یہی صورت سارے جمادات، نباتات اور حیوانات کی ہے۔

دوسرا اصول: جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اس کائنات کی کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتی۔ جب تک بدن اور روح ملے ہوئے نہ ہوں۔ گویا بدن کی بقاء روح پر موقوف ہے اور روح کی بقاء بدن پر۔ اگر آپ نے بدن کو چھوڑ کر خستہ و خراب کر دیا یا وہ خود ہی قدرتی طور پر خراب ہو گیا اور اس میں سکت باقی نہ رہی تو پھر اس میں روح نہیں ٹھہرتی بلکہ پرواز کر جاتی ہے اس لیے کہ بدن ہی روح کو سنبھالے رکھتا ہے۔

غرض انسان میں جب تک روح ہے تو وہ انسان ہے ورنہ لاشہ ہے جو بیکار ہے۔ پھر جس طرح مجموعہ بدن کے لیے مجموعہ روح ہے اسی طرح بدن کے ہر ہر جز کے لیے ایک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

روح ہے جو اسی کے ساتھ رہ سکتی ہے اگر اس جز کو ختم کر دیا جائے تو یہ روح بھی نہ رہے گی، یہ نہ ہوگا کہ اگر ایک جز کو ختم کر دیں تو اس کی روح کسی دوسرے جز میں پہنچ جائے۔ مثلاً آنکھ ہے اس کی روح قوت بینائی ہے اگر آنکھ پھوڑ دی جائے تو یہ نہیں ہوتا کہ دیکھنے کی قوت مثلاً ناک میں آجائے بلکہ یہ قوت ہی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح ناک ہے اس میں سونگھنے کی قوت ہے وغیرہ۔

حاصل یہ کہ خداوند تعالیٰ نے جس قدر قوی پیدا کیے ہیں ان میں روح اور قوت بھی ساتھ ساتھ پیدا کر دی ہے اور یہ دونوں مل کر کائنات کا حصہ بنتے ہیں۔ اگر دونوں کو الگ کر دیا جائے تو اسی حقیقت کو ''موت'' کہتے ہیں اور اس علیحدگی سے کائنات کی تمام اشیاء ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسرا اُصول اور سمجھ لیجئے جو اسی سے متعلق ہے کہ بدن کے اندر جو قوتیں چھپی ہوئی ہیں ان کی پہچان ان ابدان ہی کے ذریعے سے کی جاتی ہے۔ مثلاً قوت بینائی کی شناخت آنکھ سے کی جاتی ہے اور قوت سامعت کی کان سے۔ غرض یہ صورتیں ان قوتوں کے تعارف کا ایک ذریعہ ہیں۔ اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو یہ تعارف ختم ہو جائے۔ اس اُصول کا حاصل یہ ہوا کہ ''بدن روح کی پہچان کا ذریعہ ہے۔''

تیسرا اُصول: سمجھ لیجئے کہ اگر آپ روح تک کوئی اثر پہنچانا چاہیں تو وہ بدن ہی کے ذریعے پہنچا سکتے ہیں۔ اس عالم میں براہ راست روح کو متاثر کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ مثلاً اگر آپ روح پر گرمی کا عمل کرنا چاہیں تو بدن کو آگ کے سامنے لے جائیں گے۔ جب پہلے بدن گرم ہو جائے گا اس کے بعد روح کو گرمی پہنچے گی اور اگر ٹھنڈک پہنچانا چاہیں تو آپ بدن پر پانی ڈالیں گے یا اس پر برف ملیں گے یا وضو کریں گے وغیرہ۔ غرض ہا تاثیر کے لیے بدن ذریعہ ہے، بغیر بدن کے روح پر اثرات نہیں پہنچ سکتے۔

اُصول ثلاثہ تشریعیہ

تو اب تین اصول معلوم ہوئے کہ بدن سے تین کام لیے جاتے ہیں۔ اول روح کے قرار و قیام کا۔ دوسرے روح کے تعارف اور پہچان کا اور تیسرے تاثیر کا اور یہ تینوں باتیں اس قدر ظاہر ہیں کہ ان پر کسی دلیل کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔

اور یہ تینوں اصول جس طرح تکوینی ہیں اسی طرح تشریعی بھی ہیں۔ یعنی اعمال

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شرعیہ میں بھی ایک صورت ہے اور ایک روح اور بغیر صورت کے روح کا باقی رہنا ناممکن ہے۔اسی طرح اگر روح تک کوئی اثر پہنچانا چاہیں تو وہ صورت ہی کے ذریعہ پہنچ سکتا ہے اس کی مثالوں سے شریعت بھری پڑی ہے۔ مثال کے طور پر وضو کو لیجئے کہ اس کی ایک صورت ہے اور ایک روح۔اس کی صورت تو وہ خاص ہیئت اور افعال ہیں جو انسان وضو کرنے کے وقت اختیار کرتا ہے یعنی ایک خاص طرح بیٹھ کر اعضاء کا دھونا وغیرہ اور یہی ہیئت اس کے تعارف کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپ وضو کر رہے ہوں تو ہر شخص آپ کو دیکھ کر پہچان لے گا کہ آپ وضو کر رہے ہیں، کھانا نہیں کھا رہے کیونکہ کھانا کھانے والے کی ہیئت اور ہے۔ یہ تو اس کی صورت ہے اور ایک اس کی روح ہے یعنی طہارت حاصل کرنا تا کہ انسان دربار الہی میں حاضری کے قابل ہو سکے اور ایک اس کی تاثیر ہے یعنی وہ خاص قسم کا انشراح جو انسان کے قلب میں وضو کے بعد پیدا ہوتا ہے تو یہ طہارت اور انشراح بغیر وضو کی صورت اختیار کئے کبھی بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔اسی طرح غسل کی بھی ایک صورت ہے یعنی تمام جسم کو دھونا اور ایک اس کی روح ہے یعنی طہارت اور صفائی اور اس کی تاثیر فرح وانبساط ہے۔اب اگر کوئی شخص تمام عمر غسل نہ کرے تو اس کو فرح وانبساط کی وہ خاص کیفیت کبھی بھی نصیب نہ ہوگی۔ الغرض ہر چیز کی روح حاصل کرنے کے لیے اس کی صورت کا اختیار کرنا ضروری ہے۔اسی طرح آپ نماز کو لیجئے کہ اس کی صورت نیت باندھ کر کھڑا ہونا اور رکوع وسجود وغیرہ ادا کرنا ہے اور اس کی روح خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا اور اپنی عبدیت و بندگی کا اظہار کرنا ہے۔ اگر آپ نماز کی ہیئت اختیار نہ کریں تو بندگی کی یہ خاص صورت کبھی بھی حاصل نہ ہوگی۔اس طرح زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ عبادات ہیں کہ ہر ایک کی ایک روح اور ایک صورت ہے۔

محبوبات نفس کی قربانی

تو یہ جو" قربانی" ہے اس کی بھی ایک صورت ہے اور ایک روح۔صورت تو جانور کا ذبح کرنا ہے اور اس کی حقیقت ایثار نفس کا جذبہ پیدا کرنا ہے اور تقرب الی اللہ ہے۔تو ظاہر ہے کہ یہ روح بغیر جانور ذبح کیے کیسے حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ یہ بات پہلے معلوم ہو چکی کہ ہر صورت میں اس کے مطابق روح ڈالی جاتی ہے۔نماز میں نماز کی روح، زکوٰۃ میں زکوٰۃ کی روح اور قربانی میں قربانی کی روح ڈالی جاتی ہے۔غرض خدا تعالیٰ نے اس کی جو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

صورت مقرر کر دی ہے وہی اختیار کرنا پڑے گی تب وہ روح اس میں ڈالی جانے گی اگر وہ کسی چیز کی قربانی طلب کریں تو قربانی دینی ہوگی۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون.

''یعنی تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے۔''

اور مال محبوب چیز ہے۔ مال میں سے بھی جانور زیادہ عزیز ہوتا ہے کیونکہ جاندار ہونے کی وجہ سے اس سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس لیے کہ اگر کوئی بے جان چیز ضائع ہو جائے تو آدمی دوسری گھڑ کر بنا سکتا ہے بخلاف جاندار کے کہ اگر فنا ہو گیا تو دوسرا نہیں ملتا اور یہ مال تو ایسی چیز ہے کہ فنا ہو کر ہی نفع پہنچاتا ہے۔ اگر کسی کے پاس ایک کروڑ روپیہ رکھا ہوا تو وہ بیکار ہے اس سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس کو خرچ نہ کرے تو جب دنیوی منافع اس کو خرچ کیے بغیر نہیں مل سکتے تو ''رضا ءحق'' جو اعلیٰ ترین نفع ہے وہ محبوبات قربان کیے بغیر کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

اور محبوبات کیا ہیں؟ جان، مال، اولاد، عزت آبرو وغیرہ۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ

''یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا۔''

غرض آپ کو ان میں سے ہر چیز لٹانی ہوگی تب کہیں بندگی کا اظہار ہوگا۔ درحقیقت جنت تو ایمان کے بدلے میں ملے گی اور اعمال تو ایمان کی شناخت کا ذریعہ ہیں جیسے اگر سونا خریدا جائے تو اس کو کسوٹی پر گھسا کر دیکھا جاتا ہے اگر کھرا ہے تو اس کی قیمت ادا کرتے ہیں ورنہ نہیں تو اس جگہ قیمت سونے کی ہوتی ہے لکیروں کی نہیں جو کسوٹی پر پڑ جاتی ہیں۔

بس اسی طرح آخرت کے بازار میں جنت کے عوض ایمان کی قیمت ادا کرنا ہوگی اور یہ ہمارے اعمال ان لکیروں کی طرح ہمارے ایمان کی پختگی کی علامت ہیں اس لیے جنت حاصل کرنے کی غرض سے ہمیں ''محبوبات نفس'' کو قربان کرنا لازمی ہے۔ اگر مال خرچ کرنے کا حکم ہو تو مال خرچ کرو، جان دینے کا حکم ہے جان نثار کرو، عزت کی ضرورت

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتو وہ بھی قربان کرو۔ یہی عشق کی پختگی کی علامت ہے۔

ایک صحابی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوچ کر کہو کیا کہتے ہو؟ انہوں نے پھر بھی عرض کیا اور آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا کہ سوچ کر کہو کیا کہتے ہو؟ انہوں نے تیسری بار بھی عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مصیبتیں جھیلنے کو، فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنے کو اور آفتیں جھیلنے کو تیار ہو جاؤ اور ظاہر بات ہے کہ عاشق اپنی محبت کا ثبوت اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک مصیبتیں نہ جھیلے۔ اسی لیے ارشاد ہے:

''یعنی کیا لوگوں کا خیال ہے کہ محض ''امنا'' کہنے سے ان کا چھٹکارا ہو جائے گا اور ان کی آزمائش ہوگی؟ حالانکہ ہم نے آزمایا، ان سے پہلے لوگوں کو پس ضرور معلوم کرلے گا اللہ تعالیٰ سچے لوگون کو اور ضرور معلوم کرلے گا جھوٹو کو۔''

روح قربانی اور شبہ کا جواب

غرض اصل بیان یہ تھا کہ جس طرح اعمال کی روح ضروری ہے اسی طرح ان کی صورت بھی مطلوب ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں صورت اصل ہے اور روح اس کے تابع اور آخرت میں معاملہ برعکس ہوگا، روح اصل ہوگی اور صورت تابع۔ تو اب یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا میں جس طرح ہر چیز کی روح کی بقاء کے لیے صورت کی ضرورت ہے اسی طرح اعمال شرعیہ کی روح کی بقاء کے لیے ان کے جسم وصورت کی ضرورت ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ اعمال میں تو اصل روح ہے اس لیے روح کو لے لو اور صورت کو چھوڑ دو۔ تو اس کو چاہیے کہ یہ عمل پہلے اپنے اوپر جاری کرے کہ اپنے بدن کو ختم کر دے اور خودکشی کرے کہ بس میں تو روح کو باقی رکھوں گا لیکن اگر خود بغیر صورت کے نہیں رہ سکتے تو پھر آخر اعمال شرعیہ میں یہ عمل جراحی کیوں کیا جاتا ہے؟

جیسا کہ شروع میں معلوم ہو چکا کہ کائنات میں جس طرح مجموعہ بدن کے لیے مجموعہ روح ہے اسی طرح ہر ہر جز کی علیحدہ علیحدہ روح بھی ہے۔ جیسے آنکھ میں بینائی کی قوت اس کی روح ہے۔ وغیرہ اسی طرح سارے اعمال شرعیہ کی ایک روح ہے اور پھر ہر ہر عمل کی علیحدہ علیحدہ بھی روح ہے اور اس روح کا نام ''تقویٰ'' ہے۔ چنانچہ قربانی کے متعلق

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ارشاد ہے:

لن ینال الله لحومها و لا دمائوها و لکن یناله التقوی منکمO

(حج: پ ۱۷، ع ۵)

"یعنی خدا تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔"

تو قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ تقویٰ اختیار کرلو، کافی ہو جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پھر سارے اسلام کو چھوڑ کر بس تقویٰ ہی اختیار کرلو کیونکہ روزہ کے متعلق ارشاد ہے:

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون O (بقرہ: پ ۲، ع ۲۳)

"تم پر روزوں کا حکم ہوا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر حکم ہوا تھا، شاید کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

تو روزہ کا حاصل بھی تقویٰ ہے۔ نماز کے متعلق ارشاد باری ہے کہ:

ان الصلوٰة تنهی عن الفحشاء و المنکر O

(عنکبوت: پ ۲۱، ع ۵)

"نماز بے حیائی اور بے کاموں سے روکتی ہے۔"

جس کا حاصل تقویٰ ہے۔ لہٰذا نماز اور روزہ بھی چھوڑ دیجئے۔ پھر ارشاد ہے کہ:

"مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرلینا نیکی نہیں ہاں نیکی یہ ہے کہ جو اللہ اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے۔ اس کی محبت پر مال دے، رشتہ داروں کو یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوالیوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور جو لوگ اپنے عہد پورے کریں اور تنگی و سختی میں صبر کرنے والے، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی متقی ہیں۔" (بقرہ: پ ۲، ع ۲۲)

لیجئے سارے اسلام کا حاصل تقویٰ نکلا۔ اس لیے سب کو چھوڑ کر بس تقویٰ اختیار کر لیجئے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے اس لیے کہ جس طرح ہر ہر جز کی روح علیحدہ ہے اسی طرح ہر عبادت کا تقویٰ جداگانہ ہے تو جو تقویٰ گوشت پوست کے ذریعہ پہنچتا ہے اور حاصل ہوتا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہے وہ کسی دوسری عبادت، صدقہ وغیرہ سے کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ مثلاً زید کی روح کو گدھے کے قالب میں اگر منتقل کردیا جائے۔ تب بھی وہ زید نہ بنے گا بلکہ گدھا ہی رہے گا، اسی طرح صدقہ صدقہ ہی رہے گا، قربانی کا قائم مقام اسے کیسے کہا جاسکتا ہے تو دنیا میں چونکہ بغیر صورت کے چارہ نہیں، اس لیے قربانی کرنا ہی پڑے گی، ہاں آخرت میں پہنچ کر آپ قربانی نہ کریں کیونکہ وہاں صورت ضروری نہیں لیکن اگر آپ نے دنیا میں اعمال کی صورت کو ترک کردیا تو یقین رکھئے کہ آپ نے اس کی روح کو بھی فنا کردیا۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

الایمان سر والاسلام علانیة..

''ایمان پوشیدہ چیز ہے اور اسلام ظاہر''

اور چونکہ قربانی کا قائم مقام صدقہ یا کوئی عبادت نہیں ہوسکتی اس لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:''بقرعید کے روز سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی ہے۔''

تو اس روز سوائے اس عمل کے دوسرا عمل کیسے اس کا قائم مقام ہوسکتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ماھذہ الاضاحی" یارسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سنة ابیکم ابراھیم" (تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے)

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے استفسار کیا کہ:"فمالنا فیھا یا رسول اللہ" یارسول اللہ! اس میں ہمارا کیا نفع ہے؟

"بکل شعرة حسنة" (قربانی کے ہر بال پر ایک نیکی ملے گی)

تو یہ اجر وثواب صدقہ وغیرہ پر کیسے مرتب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ صدقہ میں بال کہاں ہیں تو بات دراصل وہی ہے کہ ہر صورت میں اس کے مطابق روح ڈالی جاتی ہے۔

قربانی کی حقیقت

اصل میں قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے حضور

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

میں پیش کرتا مگر خدا تعالیٰ کی رحمت دیکھئے ان کو یہ گوارا نہ ہوا اس لیے حکم دیا تم جانور ذبح کر دو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے خود اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خواب کے ذریعے بشارت دی گئی کہ آپ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کریں۔ اب دیکھئے کہ یہ حکم اول تو اولاد کے بارے میں دیا گیا اور اولاد بھی کیسی، فرزند اور فرزند بھی نا خلف نہیں بلکہ نبی معصوم ایسے بچے کو قربان کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ حقیقت میں انسان کو اپنی قربانی پیش کرنا آسان ہے مگر اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو ذبح کرنا بڑا سخت مشکل کام ہے مگر حکم خداوندی تھا اس لیے آپ نے اپنے بیٹے کی محبت کو پس پشت ڈالا اور حکم خداوندی کے سامنے سر جھکا دیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر منیٰ کے منحر میں تشریف لائے اور فرمایا بیٹا! مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو فنا کر دوں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فوراً فرمایا:

"افعل ماتومر" جو آپ کو حکم ہوا ہے ضرور کیجئے۔

اگر میری جان کی ان کو ضرورت ہے تو ایک جان کیا اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو نثار ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسیوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھے، چھری تیز کی، اب بیٹا خوش ہے کہ میں خدا کی راہ میں قربانی ہو رہا ہوں۔ ادھر باپ خوش ہے کہ میں اپنے بیٹے کی قربانی پیش کر رہا ہوں۔ چنانچہ حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی تو چھری کند ہو گئی اور اس وقت حکم ہوا:

"قد صدقت الرویا انا کذلک نجزی المحسنین" (بے شک آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں)

اب ہم اس کے عوض جنت سے ایک مینڈھا بھیجتے ہیں اور تمہارے بیٹے کی جان کے عوض ایک دوسری جان کی قربانی مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی دن سے گائے، مینڈھا یا بکری وغیرہ قربانی کے لیے فدیہ مقرر ہو گیا۔

قربانی اور صدقہ میں فرق

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ذبح کا اصل مقصد جان کو پیش کرنا ہے۔ چنانچہ اس سے انسان میں جاں سپاری اور جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی اس کی روح ہے تو یہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

روح صدقہ سے کیسے حاصل ہوگی کیونکہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ہے۔ پھر اس عبادت کا صدقہ سے مختلف ہونا اس طرح بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا کوئی دن متعین نہیں مگر اس کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی یوم النحر اور عید الاضحیٰ یعنی قربانی کا دن رکھا گیا۔

جہاں تک قربانی کے مسئلہ کا تعلق ہے تو یہ سلفاً خلفاً ایسی ہی ہوتی چلی آئی ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کا بھی اور اُمت کا بھی اس پر اجماع ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سب کے یہاں قربانی تھی۔ آئمہ کرام کا بھی اس پر اجماع ہے یہ اور بات ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں قربانی سنت ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے۔ یہ اس کے حکم میں اختلاف ہے اور آئمہ کے دقائق ہیں مگر قربانی کی مشروعیت میں سب متفق ہیں اور اگر یہ کوئی غیر شرعی عمل ہوتا تو احادیث میں اس کی صفات وغیرہ کیوں بیان کی جاتیں؟

چنانچہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور اقدس ﷺ نے ہدایت فرمائی: ''ہم قربانی کی آنکھ اور کان کو خوب دیکھ بھال لیا کریں، ہم ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان آگے سے کٹا ہوا ہو اور نہ جس کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو اور نہ جس کا کان چرا ہوا ہو اور نہ جس کے کانوں میں سوراخ ہو۔''

اس کے علاوہ بھی بعض اوصاف مذکور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے احکام صدقہ سے بالکل جدا ہیں اس لیے اس میں صدقہ کے احکام سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ پھر ساری اُمت آج تک بلا اختلاف اس عمل کو کرتی چلی آرہی ہے اور تعامل اُمت سب سے بڑی دلیل ہے۔

منکرین قربانی پر طریق رد

قربانی کے متعلق تو اب بیان ہو چکا لیکن اگر کہا جاوے کہ آپ تو حدیث سے استدلال پیش کر رہے ہیں حالانکہ ہم حدیث کو حجت ہی نہیں مانتے تو ایسے لوگوں سے پھر قربانی کے مسئلہ میں جھگڑا نہیں بلکہ پھر تو حدیث کے حجت ہونے میں گفتگو ہے۔ یہ ایک

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اُصولی اختلاف ہے ایسے لوگوں سے یہ سوال کیا جاوے گا کہ آپ قرآن مجید کو جو کلام اللہ تسلیم کرتے ہیں تو اس کا کلام اللہ ہونا کیسے معلوم ہوا؟

اگر یہ جواب ہے کہ خود قرآن سے معلوم ہوا تو یہ "مکابرہ" ہے یعنی جو دعوٰی ہے وہی دلیل ہے اور یہ صریح غلطی ہے ورنہ پھر یہ بھی تسلیم کر لیجئے کہ حدیث کا کلام رسول اللہ ﷺ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ درحقیقت جو شخص احادیث کا انکار کر رہا ہے وہ قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا بھی منکر ہے کیونکہ قرآن بغیر حدیث کے حجت نہیں بن سکتا جس طرح کوئی شخص بغیر رسول کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح کلام اللہ تک بغیر کلام رسول ﷺ کے رسائی ناممکن ہے کیونکہ لغت کے زور سے اگر کلام اللہ کو حل کیا گیا تو وہ خدا تعالیٰ کی مراد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کی اپنی مراد ہوگی۔ جب تک پیغمبر یا پیغمبر کے نائبین کسی آیت کی مراد کو بیان نہ کریں وہ شریعت نہیں بن سکتی کیونکہ کلام کی بعض خصوصیات ایسی ہوتی ہیں جو کاغذ پر نہیں آسکتیں بلکہ لب ولہجہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں اس کی مثال اردو کے ایک جملے سے دیا کرتا ہوں وہ جملہ ہے "کیا بات ہے" اس کے لب ولہجہ بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ چنانچہ کبھی اس کو استفسار حال کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی تعجب کے لیے، کبھی تعظیم شان کے لیے اور کبھی تحقیر کے لیے۔ اب اگر یہ جملہ کاغذ پر لکھ کر کسی کو بھیج دیں تو کیا وہ شخص اس کر پڑھ کر متکلم کی مراد کو سمجھ سکے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ جو کچھ وہ سمجھے گا وہ اس کی اپنی مراد ہوگی۔ چنانچہ اگر یہ شخص اس وقت تعجب کی حالت میں ہوگا تو اس کو تعجب کے لیے سمجھے گا اور اگر استفسار حال کا اس پر غلبہ ہوگا تو اسی کے لیے سمجھے گا تو یہ کیفیات کاغذ پر نہیں آسکتیں۔

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
لیک حیرانم کہ نازش راچاں خواہد کشید

یعنی مصور تو صرف محبوب کی صورت بنا سکتا ہے اس کے ناز و انداز کو کیسے اس میں دکھال سکتا ہے؟

رد کا دوسرا طریقہ

اس کے علاوہ ایک چیز "عرف" ہے یعنی کلام میں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اہل عرف کے پاس رہ کر ہی سمجھ میں آسکتی ہیں۔ غیر اہل عرف ان کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جب ہماری زبان اور کلام میں محاورات ہیں تو قرآن مجید میں بھی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو وہی سمجھ سکتے ہیں جن کو نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب تھی تو اب جو لوگ قرآن سمجھنا چاہیں ان کو چاہیے کہ اہل عرف کی طرح رجوع کریں۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف اور جو معنی وہ بتائیں ان کو صحیح سمجھنے کیلئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین O (الجمعه: پ ۲۸، ع ۱)

”خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو انہی میں سے ہے ان کو خدا تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے قلوب کو صاف کرتا ہے اور وہ کتاب اور حکمت کی باتیں تعلیم کرتا ہے حالانکہ وہ لوگ اس سے قبل صریح گمراہ تھے۔“

اب دیکھئے! اس آیت میں خدا تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کے تین فرائض بیان فرمائے یعنی تلاوت، تزکیہ و تعلیم۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا کام صرف آیتیں پڑھ کر پھونک دینا ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کے مطالب و معانی کی تعلیم بھی پیغمبر اسلام کے فرائض میں داخل ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے قلوب کو پاک کریں تا کہ وہ قرآن کے معانی سمجھنے اور اس کو محفوظ رکھنے کے قابل ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ آیت میں ”تزکیہ“ کی تعلیم پر مقدم کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ تزکیہ حاصل کیے بغیر انسان کو قرآن مجید کے معانی سمجھنے کی استعداد حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب کا ایسا تزکیہ کیا کہ وہ حضرات پھر قرآن کے معانی کو اسی طریقے سے سمجھنے لگے جس طرح حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی۔ پھر صحابہؓ نے تابعین کے قلوب کا تزکیہ کیا اور انہوں نے تبع تابعین کا۔ غرض اسی طرح سلسلہ وار آج تک یہ معانی و مطالب محفوظ ہیں اس لیے ہمیں ادنیٰ سے ادنیٰ نکتہ بھی بغیر استاد کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ قرآن مجید ہمارے پاس امانت ہے جس طرح ہم لفظوں کے امین ہیں اسی طرح ہم معانی کے بھی امین ہیں اور ہم کیا؟ خود آنحضرت ﷺ بھی الفاظ و معانی دونوں کے امین تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ شروع شروع میں آیات کو رٹنے کی کوشش فرماتے تا کہ بھول نہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جائیں۔ اسی لیے وحی نازل ہوئی:

لا تحرک به لسانک لتعجل بهO

''آپ ﷺ قرآن پڑھنے کی خاطر وحی کے دوران میں زبان بھی نہ ہلائیے۔''

اور زبان کیوں نہ ہلائیے اس لیے کہ:

''ان علینا جمعه، وقرآنه'' (ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور آپ سے پڑھوانا)

پھر آپ ﷺ کو کیا کرنا چاہیے؟

فاذ اقرانه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانهO

''جب وحی نازل ہو رہی ہو اس وقت سنتے رہیے، پھر ہم ہی اس کا مطلب بیان کریں گے۔''

اس آیت میں حق تعالیٰ صاف صاف فرما رہے ہیں کہ اس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اگر اس کے مطالب و معانی خود سمجھ میں آ سکتے تو یہ کیوں فرمایا جاتا اور جب نبی کریم ﷺ کی سمجھ میں نہ آ سکتے تھے تو کسی اور کا تو کیا منہ ہے؟

یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات صحابہؓ کسی آیت کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کرتے تو آپ ﷺ اس پر غور فرماتے رہتے۔ پھر کبھی تو من جانب اللہ آپ ﷺ کے قلب مبارک میں اس کا مطلب ڈال دیا جاتا ورنہ آپ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام سے استفسار فرماتے۔ اگر ان کو معلوم ہوتا تو آپ ﷺ سے عرض کر دیتے ورنہ وہ فرماتے کہ میں حق تعالیٰ سے پوچھ کر بتاؤں گا تو قرآن مجید کے معانی اس طرح آپ ﷺ کو من جانب اللہ بتائے گئے اور جب صحابہؓ اور خود حضور اکرم ﷺ کو معانی کے متعلق استفسار کی ضرورت پڑی تھی حالانکہ آپ ﷺ اہل زبان بھی تھے۔ نور نبوت سے منور بھی تھے، پھر کسی اور کو کیا حق ہے کہ وہ بغیر حدیث کے قرآن فہمی کا دعویٰ کرے؟ غرض آپ ﷺ قرآن مجید کے موجد یا مخترع نہ تھے بلکہ الفاظ و معانی میں امین تھے جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا وہ آپ ﷺ صحابہؓ کو تعلیم فرما دیتے۔ اس طرح آپ ﷺ صحابہؓ کے قلوب کو مانجھا اور تزکیہ فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد صحابہ بھی مسائل پر اسی طرح غور کرتے جس طرح آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پھر انہوں نے تابعین کے دلوں کو اسی طرح ماجھا اور انہوں نے اپنے شاگردوں کو اسی طرح تزکیہ باطن سے آراستہ کیا اور یہ سلسلہ آج تک اسی طرح جاری ہے۔ ہم کو قرآن مجید کے جو مطالب پہنچے ہیں وہ حضور ﷺ کے شاگردوں سے پہنچے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانہ میں ہر شخص قرآن مجید کا مفسر نہ بن سکتا تھا۔ جب تک کسی ایسے ہی استاد کا شاگرد نہ ہو اور جو شخص قرآن مجید یا حدیث کی تفسیر وغیرہ بیان کرتا اس سے سند پوچھی جاتی تھی اگر وہ شخص مستند ہوا اس کی بات قابل قبول سمجھی جاتی تھی ورنہ رد کر دی جاتی تھی۔

مگر آج کل چونکہ ناواقفیت کا زمانہ ہے اور خدا کا خوف لوگوں کے دلوں میں کم ہے اس لیے ہر وہ شخص جو ذرا عربی جانتا ہو وہ مفسر قرآن بننے کا مدعی ہے اور لوگ بغیر کسی تحقیق کے اس کی پیروی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کے مطالب صرف ان ہی لوگوں سے حاصل کرنے چاہئیں جو خود صحیح سمجھتے ہوں یعنی بزرگوں کے صحبت یافتہ اور عالموں کے شاگرد ہوں تاکہ ان کے اندر بھی تزکیہ نفس کا وہ وصوف موجود ہو جس کے لیے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔

حقیقت میں صحابہؓ جو ساری اُمت سے افضل ہیں وہ اسی صحبت کی برکت سے ہیں کہ ان کو نبی کریم ﷺ جیسی شخصیت کی صحبت نصیب ہوئی جس سے ان کے دل صاف ہو گئے کہ اس میں صرف حق بات ہی سما سکتی تھی۔ پھر انہوں نے اپنے شاگردوں کو اس نہج پر ڈالا اور ان کے قلوب کی صفائی و تزکیہ کیا۔

- **اولئک اصحاب محمد و اصحاب ابوبکر و اصحاب عمر**

غرض یہ حضرات تھے کہ ان پر حق کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔

حاصل یہ کہ کتاب اللہ تک ہم بغیر رسول مقبول ﷺ کے نہیں پہنچ سکتے اور ہم کو کتاب اللہ کے اندر غور و فکر کرنے کی بھی جبھی اجازت ہے جب کہ پہلے حضور ﷺ اس کا مطلب بیان فرما دیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون O

(نحل: پ۱۴، ع۶)

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

''اور ہم نے نازل کیا آپ کی طرف قرآن مجید کو تا کہ آپ بیان فرماویں لوگوں کے لیے جو ان کی طرف نازل ہوا تا کہ وہ فکر کریں۔''

دیکھئے اس آیت میں خدا تعالیٰ نے "لتبین للناس" فرمایا کہ پہلے آپ ﷺ قرآن مجید کا مطلب بیان کریں اس کے بعد "یتفکرون" ہے یعنی اس کے بعد لوگوں کو غور وفکر کی اجازت ہے تا کہ لوگ غور وفکر کرنے میں شریعت کی حدود سے نہ نکل جائیں۔

درحقیقت اگر ہر شخص اپنی اپنی عقل اور فہم کے مطابق غور کرنا شروع کر دے تو قرآن مجید ایک کھیل تماشا بن جائے۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس کے لیے بھی حدود و قیود مقرر کی جائیں۔ چنانچہ کر دی گئیں اب کسی کو بغیر نبی کریم ﷺ کے ''بیان'' کے قرآن مجید کی تفسیر کی اجازت نہیں اور چونکہ کلام اللہ کا مطلب سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں اس لیے ہمیشہ حق تعالیٰ نے ہر کتاب کے ساتھ ایک نبی ضرور بھیجا۔ چنانچہ اگر تورات آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ صحف آدم علیہ السلام اگر دنیا میں آئے تو آدم علیہ السلام بھی تشریف لائے اور انجیل کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور زبور کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں قرآن مجید کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو بھیجا گیا ورنہ اگر صرف عربی دانی اور لغت کے زور سے کلام الٰہی کو حاصل کیا جا سکتا تو حضرات انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کی کیا ضرورت تھی؟ بلکہ یہ ہوا کرتا کہ ایک کتاب کسی فرشتہ کے ذریعے سے بیت اللہ کی چھت پر رکھوا دی جایا کرتی اور اعلان کرا دیا جاتا کہ لوگو! یہ خدا کی کتاب ہے اس پر عمل کرو مگر ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ کتاب کے ساتھ ساتھ اس کو سمجھانے اور پڑھانے کی بھی ضرورت تھی ورنہ ہر شخص قرآن مجید سے اپنے نفس کے مطابق مطلب گھڑ کر استدلال کیا کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو خوارج سے مناظرہ کرنے کو بھیجا تو ہدایت فرمائی کہ ان کے سامنے قرآن سے استدلال مت کرنا بلکہ احادیث سے استدلال کرنا۔

حضرت ابن عباسؓ کو تعجب ہوا اور سوال فرمایا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ قرآن مجید کو میں خاص طور پر سمجھتا ہوں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے میرے حق میں دعا فرمائی:

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

"اللھم علمه القرآن" (یا اللہ! ابن عباس کو قرآن کا فہم عطا فرما)۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بے شک تم قرآن مجید کو صحیح سمجھتے ہو مگر القرآن ذو وجوہ (یعنی قرآن مجید کے الفاظ سے متعدد مطالب نکل سکتے ہیں) اس لیے تم صحیح مطلب بیان کرو گے اور لوگ اس کا غلط مطلب بیان کر دیں گے اور الفاظ سے کسی ایک کی بات متعین نہ ہو گی اس لیے تم حدیث سے استدلال پیش کرنا کیونکہ حدیث نے قرآن کے معانی متعین کر دیئے ہیں جس میں کسی تاویل اور کید نفس کی گنجائش نہیں رہی۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ سابق میں بھی جب کوئی فرقہ ایسا ہوا کہ اس نے دین میں تحریف کا ارادہ کیا تو اس نے سب سے پہلے حدیث کا انکار کیا کیونکہ حدیث ہوتے ہوئے کسی قسم کی تحریف کا احتمال ہی نہیں رہتا اس لیے اس نے پہلے اس کانٹے کو راہ سے ہٹایا مگر ساری دنیا جانتی ہے کہ آج وہ لوگ ختم ہو گئے اور ان کے ساتھ انکی تحریفات بھی ختم ہو گئیں اور حدیث پر عمل کرنے والے اب بھی باقی ہیں اور قیامت تک باقی رہیں گے۔ الغرض حدیث کے بغیر قرآن نہیں سمجھ میں آسکتا اور عجیب بات ہے کہ علماء صلحاء کا تو قول حجت ہو مگر نبی کا کلام حجت نہ ہو۔

تقریر کا اصل موضوع تو قربانی کا مسئلہ تھا جس میں زیادہ تفصیل نہ تھی مگر درمیان میں چونکہ کچھ اصولی بحث آگئی اس لیے بات ذرا طویل ہو گئی۔ اگرچہ اس اصولی بحث کو بہت مختصر بیان کیا گیا تاہم بحمد اللہ ضروری باتیں آگئیں اور یہ معلوم ہو گیا کہ حدیث پر بھی ایمان ضروری ہے۔ اب پھر اصل مسئلہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

متعلقات قربانی کی وضاحت

اس جگہ یہ اشکال کہ قربانی کرنے سے جانور ختم ہو جائیں گے؟ اول تو یہ خیال ہی غلط ہے کیونکہ روزانہ جو لاکھوں جانور بطور ذبیحہ کے کاٹے جاتے ہیں عید کے دن وہ ذبح نہیں ہوتے اس طرح کچھ معمولی سا فرق پڑتا ہے جو کسی طرح بھی قابل اعتناء نہیں۔ پھر اس روز بعض ایسے لوگوں کو بھی گوشت پہنچ جاتا ہے جو سال میں ایک آدھ دفعہ ہی کھا سکتے ہیں۔ پھر ان کی ساری کھالیں غرباء و مساکین میں تقسیم ہوتی ہیں۔ غرض بہت سے منافع

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اس سے حاصل ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جو روپیہ قربانی میں صرف ہوتا ہے اس کو مہاجرین وغیرہ کی امداد میں صرف کیا جائے تو بے شک مہاجرین کی امداد ضروری ہے مگر ہر کام کے لیے اسلام کے گلے پر چھری کیوں چلتی ہے۔ کچھ اپنی خواہشات نفس پر بھی تو چھری چلایئے اور غیر شرعی اخراجات کو بند کر کے مہاجرین کی امداد کیجئے۔ مثلاً سینما ہے، شراب ہے اور دوسرے فضول اخراجات ہیں۔

حاصل یہ کہ اب یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس طرح کائنات کی ہر چیز میں ایک صورت ہے اور ایک روح ہے اسی طرح اعمال شرعیہ میں بھی ایک روح ہے اور جیسے وہاں ہر صورت کی ایک خاص روح ہے جو دوسری صورت میں نہیں آسکتی اس طرح یہاں بھی ایک روح دوسرے میں نہیں آسکتی۔

سو اب سمجھئے کہ سارے اعمال شرعیہ کا مقصود تقویٰ ہے۔ مثلاً نماز سے عاجزی و انکساری کی صورت میں تقویٰ حاصل ہوتا ہے، روزے میں تزکیہ نفس کی صورت میں، جہاد میں شجاعت کی صورت میں، صدقہ میں انفاق مال کی صورت میں اور قربانی سے جاں نثاری کی صورت میں تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ اب اگر آپ نے قربانی کے بجائے نماز پڑھ لی تو نماز سے عاجزی اور بندگی کا تقویٰ تو ملا مگر قربانی کی صورت میں حاصل ہونے والا تقویٰ نہ ملا۔ پس اگر کوئی شخص قربانی نہ کرے اور صدقہ دے دے تو قیامت کے دن اس کو صدقہ کا ثواب مل جائے گا مگر قربانی کا مطالبہ باقی رہے گا اور یہ سوال ہوگا کہ قربانی کیوں نہیں کی؟ بالکل اسی طرح جیسے کوئی نماز تو پڑھتا رہا اور روزہ نہ رکھا تو روزہ کا مطالبہ ہوگا کہ کیوں نہ رکھا تھا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھ لیجئے کہ آپ نے ایک نوکر رکھا جس کے سپرد آپ نے کھانا پکانے اور کھانا کھلانے کی خدمت سونپی۔ اب اس نوکر نے یہ کیا کہ کھانا تو پکایا نہیں مگر گھر کو صاف کر کے آئینہ بنا دیا، ہر چیز قرینے سے رکھ دی، جھاڑو بھی دی، فرش بھی دھویا، جالے بھی صاف کیے۔ اب جب آپ گھر پہنچے اور دیکھا کہ ملازم نے گھر کو بہت صاف ستھرا کر رکھا ہے تو یقیناً آپ خوش ہوں گے مگر جب کھانے کے وقت آپ کو معلوم ہوگا کہ اس نے کھانا نہیں پکایا تو یقیناً آپ اس سے باز پرس کریں گے کہ تو نے کھانا کیوں نہیں پکایا؟ تو کیا وہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ملازم جواب دے سکتا ہے کہ صاحب میں نے گھر تو صاف کر دیا اب کھانے کا مطالبہ کیسا؟ ظاہر ہے کہ اس سے یہی کہا جائے گا کہ یہاں جو کام تیرے سپرد کیا تھا وہ تو تو نے کیا نہیں اور ایک ایسا کام کیا جو فی الجملہ اگرچہ اچھا ہے مگر تیرے سپرد نہ تھا اس لیے تجھ کو یہ کام کھانا کھلانے کے بعد کرنا چاہیے تھا۔ اسی طرح صدقہ و خیرات تو عبادات نافلہ ہیں اور قربانی واجب ہے تو صدقہ دینے سے اس کا مطالبہ باقی رہے گا۔

حاصل یہ کہ آپ جو صورت اختیار کریں گے اسی کی روح اس میں ڈالی جائے گی جیسے انسان کی صورت میں انسان کی روح اور حیوان کی صورت میں حیوان کی، پھر قربانی کی روح صدقہ میں کیونکر آ سکتی ہے؟ اس لیے کہ قیامت میں ہر ایک عمل کی مختلف صورتیں ہوں گی۔ مثلاً جو شخص مسجد بناتا ہے اس کو جنت میں مکان ملتا ہے، روزہ دار کے لیے قیامت کے دن دسترخوان بچھایا جائے گا۔ اسی طرح قربانی کے متعلق ارشاد ہے کہ:

''قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں بالوں اور کھالوں کے ساتھ موجود ہوگا۔''

اس جگہ ان اجزاء کا ذکر ہے جن کو ہم بے کار سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ یعنی اس کے ردی اجزاء پر بھی ثواب دیا جائے گا تو جو اصلی چیز یعنی گوشت ہے اس پر کیوں ثواب نہ ملے؟ پھر آگے ارشاد ہے:

''قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل وہ خدا تعالیٰ کے یہاں مقبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تم اس عمل کو کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرو۔''

تو یہ مقبولیت کا درجہ بھی قربانی کے ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ کا بیان تو ہو چکا مگر ایسے جزئی مسائل میں جو اجماعی چیزیں ہیں شبہ پیش آنا انتہائی تنزل اور انحطاط کی علامت ہے۔ اب تک علماء کو صرف اُصول کو ثابت کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی مگر افسوس اب جزئیات و مسلمات کو بھی ثابت کرنا پڑتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ علماء کے ذمہ اس کا ثابت کرنا نہیں یہ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ثابت کریں مگر میرا مقصد یہ ہے کہ اگر ہماری یہی رفتار رہی تو کہاں تک جزئیات کو ثابت کیا جائے گا۔ کچھ چیزیں مسلمات سے بھی رہنے دیجئے یہ تو نہ ہو کہ ہر چیز کے لیے دلیل کی ضرورت پڑنے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

لگے۔ یہ انتہائی پستی اور تنزلی کی دلیل ہے، جس کی وجہ علم دین کی طرف سے لاپروائی اور بے توجہی ہے، جس کا علاج بجز اس کے کہ آپ لوگ علم دین حاصل کرنے کی طرف توجہ کریں، کچھ نہیں اور میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ دوسرے علوم وفنون حاصل نہ کریں بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں تاکہ روزمرہ کے موٹے موٹے مسائل میں آپ کو شبہات پیش نہ آئیں اور آپ کو ہر شخص اپنی خواہشات کا غلام نہ بنا سکے بلکہ آپ کو خود بھی حق وباطل میں امتیاز کی تھوڑی سی بصیرت حاصل ہو۔ قرآن مجید کا ترجمہ بھی کسی سے تعلیم کے طور پر حاصل کریں۔ خود دیکھنے میں ہزاروں غلطیوں کا احتمال ہے۔

اگر آپ کو کسی مسئلہ میں شبہ ہو اور اس کی وضاحت کی ضرورت ہو تو خود اپنی عقل سے کوئی رائے قائم کرنے کے بجائے علماء کی طرف رجوع کیجئے کہ دین بالکل بے غبار ہے۔ بشرطیکہ آپ سمجھنے کا قصد رکھتے ہوں اور آپ کی بحث کا پیرایہ تحقیقی وتعمیری ہو، ہٹ دھرمی اور ضد کو اس میں ادنیٰ بھی دخل نہ ہو۔

اب میں ختم کرتا ہوں۔ دُعا کیجئے کہ خدا تعالیٰ ہم کو شر ور وفتن سے بچائے اور راہ مستقیم پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہو۔ (آمین یارب العالمین)

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور بیعت رضوان

(از:۔ حضرت مولانا ابوریحان فاروقی رحمہ اللہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كَلَامِهِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام بزرگو اور ساتھیو! گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب پر خطبہ جمعہ کا آغاز ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ اسلامی تاریخ کے وہ جلیل القدر انسان ہیں، جن کی مثال دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کی فضیلت اسلام میں مسلم ہے۔ میں نے گذشتہ جمعہ حضرت عثمانؓ کی زندگی کے ابتدائی واقعات بیان کیے تھے اور وعدہ کیا تھا کہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

بیعت رضوان کا واقعہ آئندہ جمعہ بیان ہوگا۔ گذشتہ جمعہ جو آیت کریمہ پڑھی تھی اس میں حضرت عثمانؓ کے فضائل ومناقب اور ان کے بارے میں اسلام کی ایک بے مثال روایت اور حضور ﷺ کی طرف سے ان کے ساتھ والہانہ محبت اور اخوت کا اعلان تھا۔

میرے بھائیو! آپ حضرات کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کی یہ دونوں فضیلتیں کہ آپ کے گھر میں حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں، جن کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے اور اسی طرح آپ کو ذوالہجرتین بھی کہا گیا۔ یہ ایسے فضائل ہیں جن کی بناء پر حضرت عثمان غنیؓ کی امتیازی حیثیت نمایاں ہوتی ہے، ان باتوں میں دنیا کا کوئی شخص آپ کا شریک نہیں۔

میرے بھائیو! اسلامی تاریخ کا یہ شاندار واقعہ جس کا نام بیعت رضوان ہے تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آج بیان ہوگا اور قرآن پاک کی روشنی میں ان حقائق سے میں انشاء اللہ پردہ ہٹاؤں گا جو عام طور پر بیعت رضوان کے عنوان سے بھی بیان نہیں کئے جاتے۔ حضرت عثمانؓ نے سخاوت کے دریا بہا دیئے۔ دولت اسلام کے لئے اتنی لٹائی کہ اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرمانا پڑا غزوہ تبوک میں کہ عثمانؓ آج کے بعد اگر کوئی غلطی بھی کرے گا تو وہ عثمان غنیؓ کے نامہ اعمال پر کوئی اثر نہیں کرے گی، یہ اعزاز بھی کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

بیعت رضوان کا اجمالی خاکہ

میں نے جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ...... لقد رضی اللہ...... اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا...... عن المومنین ...... ان صحابہ کے ساتھ جنہوں نے...... اذیبایعونک تحت الشجرۃ...... حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے اے پیغمبر ﷺ! آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

فعلم مافی قلوبھم ...... اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں عثمانؓ سے کتنی محبت ہے۔

فانزل السکینۃ علیھم ...... اللہ تعالیٰ نے ان پر سکون نازل کیا۔ ان کی گھبراہٹ اور دل کے خوف کو اللہ نے ختم کر ڈالا۔

واثابھم فتحا قریبا...... اور ان کے لئے بہت جلد بڑی فتح کا فیصلہ کر دیا۔

فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ فَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا...... اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اے صحابہ کرام! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دنیا کا مال تمہیں دوں گا اور تمہاری غریبی دور ہو جائے گی، چنانچہ بہت کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائیں انہیں اور آگے فرمایا...... وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا......

آج تم جن پر قابض نہیں ہو، وہ اللہ تعالیٰ تمہارے قدموں میں ڈال دے گا۔

یہ سب کچھ کیوں ہوگا؟ اس لیے کہ تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اللہ کو راضی کرلیا، یہ ہے، ان آیات کریمہ کا مفہوم! جن کا خلاصہ میں نے آپ کے سامنے نقل کیا۔

میرے بھائیو! ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخ ساز واقعہ نقل کیا ہے۔

پیغمبر کا خواب کیا ہوتا ہے؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدینہ منورہ میں گئے ہوئے چھ سال ہو گئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ تیرہ سال آپ نے مکہ میں تبلیغ فرمائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو پریشانیوں اور مشکلات میں دیکھا اور مشرکین مکہ نے آپ کو اتنی تکالیف دیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گیا کہ اے پیغمبر! ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے جاؤ! اس حکم کی تعمیل میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے چھ سال گزر گئے۔ حضور ﷺ کے دل میں بڑی تڑپ تھی کہ میں کعبہ کی زیارت کروں میں خانہ کعبہ میں عمرہ کروں۔ طواف کروں، لیکن مکہ پر کافروں کے قبضہ میں تھا۔ مشرکین مکہ کی ایک قوت اور حکومت تھی، پہلے ابوجہل ان کا سردار تھا، پھر ابوسفیان سردار ہوا۔ حضور ﷺ کے دل کی وہ خواہش دل میں رہی، چھ سال جب گزر گئے تو ایک رات حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ میں مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت کر کے مکہ کی طرف جا رہا ہوں اور ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا قافلہ پیغمبر ﷺ نے دیکھا اور آپ کو معلوم رہے کہ نبی ﷺ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ رات کو خواب آیا، صبح حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ صحابیو رضی اللہ عنہم! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مدینہ سے مکہ پہنچوں اور عمرہ کروں۔ کعبۃ اللہ کا طواف کروں، صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ اعلان سنتے ہی جوش وخروش پیدا ہو گیا، چھ سال گزر گئے تھے کعبہ کو دیکھے ہوئے، ہر آدمی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا، ہر ہر آدمی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

نے کپڑے سنبھالے، سواریاں تیار کیں، احرام بنائے اور ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت پیغمبر ﷺ کے ساتھ عمرے کی نیت سے چل پڑی، مدینہ سے باہر نکل کر ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور احرام باندھ لیے۔

عالم الغیب کون؟

اب آپ یہ بتائیں کہ اتنے لوگ جہاں تشریف فرما ہوں اس وقت جب احرام باندھا گیا حضور ﷺ کو پتہ تھا کہ میں کعبہ میں داخل نہیں ہوسکوں گا۔ پتہ تھا کہ نہیں؟

حضور ﷺ تو اس نیت سے جا رہے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کروں گا، طواف اور عمرہ کروں گا، لیکن آپ آگے نہیں جا سکے خانہ کعبہ کا طواف اسی سفر میں نہیں کر سکے، لیکن نیت کیا تھی؟ اگر پیغمبر ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آج یہاں سے سفر کرنے کے کیا ضرورت تھی اور احرام باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ احرام تو حرم کعبہ میں داخلے کے لئے باندھا جاتا ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے تھا کہ آپ مکہ میں داخل نہیں ہوسکیں گے تو معلوم یہ ہوا کہ غیب کے سارے خزانے پروردگار عالم کے پاس ہیں غیب بھی اللہ جانتا ہے اور ہر چیز دینے والا بھی اللہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ:

میرے بھائیو! ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ نے احرام باندھا اور عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے، کئی دنوں کا سفر کیا اور مکہ مکرمہ سے آٹھ دس میل پہلے ایک جگہ آتی ہے جس کا نام حدیبیہ ہے، وہاں پر پڑاؤ ڈالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ مکہ میں داخل کس طرح ہوا جائے، وہاں حکومت ابوسفیان کی تھی، جو امیر معاویہؓ کے والد ہیں۔ اور خود ابوسفیان بھی بعد میں پیغمبر ﷺ کے صحابیؓ بنے اور آپ ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، لیکن اس وقت بیعت رضوان کے موقع پر مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضور ﷺ نے لشکر کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا میری رائے یہ ہے کہ ایک وفد ایک سفیر کی قیادت میں مکہ بھیجوں اور ابوسفیانؓ سے عمرہ کی اجازت حاصل کروں۔ حضور علیہ السلام نے جب صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو فرمایا، عمرؓ میری رائے یہ ہے کہ تمہیں اپنا سفیر بنا کر بھیجوں۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فاروق اعظمؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے مکہ جانے سے انکار نہیں ہے لیکن میں بڑا سخت آدمی مشہور ہوں، میں نے مشرکین مکہ سے بڑی لڑائیاں لڑی ہیں۔ میں جب وہاں پہنچوں گا تو میرے کئی دشمن کھڑے ہو جائیں گے اور اگر آپ ﷺ کو اجازت ملنی بھی ہوئی تو میری وجہ سے اجازت نہیں ملے گی۔ بہتر ہے کہ آپ کسی اور کو بھیجیں، حضور ﷺ نے فرمایا کس کو بھیجوں؟

فاروق اعظمؓ نے عرض کیا میں ایک ایسا آدمی بتاتا ہوں آپ ﷺ اسے سفیر بنا کر بھیجیں کہ دشمن بھی جس کی تعریف کرتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ کون شخص ہے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ عثمان غنیؓ ہے؟

حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور بلا کر فرمایا عثمانؓ! تم میرے سفیر ہو!!

سیدنا عثمانؓ ایک انوکھا سفیر:

کوئی پاکستان کا سفیر ہوگا!...... کوئی امریکہ کا سفیر ہوگا!...... کوئی انڈیا کا سفیر ہوگا!

اور وہ سفیر کسی حکومت سے معاہدہ کرے، حکومت اسے تسلیم کرتی ہے۔ آج کل ملکوں کے سفیروں کی بہت اہمیت ہے، لیکن عثمان غنیؓ محمد مصطفیٰ ﷺ کا سفیر ہے، پیغمبر ﷺ کا سفیر ہے، دنیا کے سب سے بڑے سردار کا سفیر ہے، کائنات کے رسول ﷺ کا سفیر ہے، حضور ﷺ نے فرمایا عثمانؓ! تم میرے سفیر بن کر جاؤ، عثمان غنیؓ سفیر بن کر وہاں پہنچے۔ سردار مکہ ابوسفیان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ابوسفیان نے کہا، عثمان! تم بڑے شریف آدمی ہو۔ بڑے اچھے آدمی ہو، تمہاری شرافت پر کسی کو کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن اے عثمانؓ! تمہارے پیغمبر کو میں مکہ داخل ہو کر خانہ کعبہ کے طواف کی اجازت نہیں دے سکتا۔ البتہ تمہیں اجازت ہے جتنا جی چاہے طواف کرو جتنے چاہو عمرے کر لو، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا عمرہ اور طواف بہت بڑی عبادت ہے سعادت ہے، لیکن میں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی مرضی کے بغیر یہ عبادت نہیں کر سکتا، یہاں سے ثابت ہوا کہ عبادت بھی وہی ہوتی ہے جس میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی مرضی شامل ہو۔

ابوسفیانؓ کا اصرار سیدنا عثمانؓ کا انکار:

میرے اور آپ کے عمرہ اور طواف میں حضور ﷺ کی مرضی نہ ہو تو عمرہ اور طواف

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

فضول ہے فضول! نبی ﷺ کی مرضی شرط ہے عبادت میں، پیغمبر ﷺ کی مرضی نہیں تھی، عثمانؓ نے عمرہ نہیں کیا قبلہ تو ہے مگر قبلہ نما موجود نہیں، جس نے قبلے کا راستہ بتانا اور سمجھانا ہے جب وہی پیغمبر ﷺ موجود نہیں تو میں کعبے کا طواف نہیں کر سکتا، حضرت عثمانؓ سے ابوسفیان نے اصرار کیا کہ آپ طواف کر لیں، لیکن عثمان غنیؓ نے صاف انکار کر دیا۔ چنانچہ اُس نے عثمانؓ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حضرت عثمانؓ گرفتار ہو گئے جس حکومت کا سفیر گرفتار ہو جائے اس سے بڑی کوئی بات نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ کا سفیر مکہ میں گرفتار ہو گیا۔ باقی ساتھی گرفتار ہوئے۔ لیکن چھوٹ گئے، صرف عثمان غنیؓ گرفتار رہے۔

سیدنا عثمانؓ کی قدر ومنزلت نبی ﷺ کی زبانی

اور ادھر حدیبیہ میں غلط خبر مشہور ہو گئی کہ عثمانؓ شہید ہو گئے یہ خبر غلط تھی یا صحیح تھی؟ اگر نبی عالم الغیب ﷺ ہوتا یہاں بھی پیغمبر ﷺ فرماتے کہ یہ خبر غلط ہے، لیکن نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا کہ عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، پیغمبر ﷺ پریشان ہو گئے اور پریشانی کی حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے سفیر عثمان غنیؓ کے قتل کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا، میں بدلہ لوں گا۔ مدینہ کے لوگو صحابیو، میں عثمانؓ کا بدلہ لوں گا، یہ کوئی معمولی بات نہیں، یہ بہت بڑی سعادت ہے جو عثمانؓ کے حصے میں آئی کہ پیغمبر ﷺ نے یہ عزم کر لیا کہ بدلہ لئے بغیر واپس نہیں ہوؤں گا، حالانکہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے تھے۔

بیعت رضوان کا آغاز

سمندری کے لوگو! تم جانتے ہو کہ بدلہ لینے میں آدمی خود بھی شہید ہو سکتا ہے، اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، میں بدلہ لوں گا۔ بالفاظ دیگر کیا کہا کہ میں عثمانؓ کے لئے خود شہید ہو جاؤں گا۔ نبی ﷺ کہے کہ عثمانؓ کے لئے میں شہید ہو جاؤں گا۔ ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔ عمرؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔ علیؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون کون آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے؟ ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاتھ بلند کر دیئے کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لیں

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

گے، حضور ﷺ نے فرمایا اچھا! سب کے سب عثمانؓ کا بدلہ لو گے! صحابہ نے کہا بات عثمانؓ کی نہیں ہے بات ہے اے پیغمبر! آپ کے سفیر کی! عثمانؓ آپ کے سفیر، آپ کے نمائندہ اور آپ کے ترجمان تھے، حضور ﷺ نے فرمایا پھر ٹھیک ہے، اس مجمع میں جو جو آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے، وہ آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کرلے، وہ میرے ہاتھ پہ ہاتھ کر یہ عہد کرے کہ "عثمانؓ کا بدلہ لوں گا، چاہے عثمانؓ کے لئے مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے" ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے قطاریں بنائی پیغمبر ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے ہیں، ایک ایک صحابی پیغمبر ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہتا تھا کہ "میں عثمانؓ کا بدلہ لوں گا، میں عثمانؓ کے لئے خود کو ذبح کرادوں گا، یہ لفظ کہہ کر آگے بڑھتے جاتے تھے۔

میرے بھائیو! یہاں سے عثمانؓ کی شان عظمت، رفعت اور مرتبت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا وہ رسول ﷺ، کائنات کا وہ پیغمبر ﷺ، جس کے پاؤں کی خاک پہ پوری دنیا کو نثار کر دیا جائے، جس کے قدموں کی دھول پہ ساری کائنات کے انسانوں کی جان لٹادی جائیں۔

وہ محمد ﷺ عثمانؓ کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہے۔ وہ پیغمبر ﷺ جس کے چہرے کی قسم قرآن نے کھائی۔ وہ پیغمبر ﷺ جس کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے،

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

وہ پیغمبر ﷺ! جس کے لئے قیامت تک آنے والا مسلمان اپنی جان کٹانا باعث فخر سمجھتا ہے، وہ پیغمبر ﷺ عثمان غنیؓ کے لئے جان کا نذرانہ دینے کو تیار نظر آتا ہے۔

دینی کارکن کی اہمیت:

میرے بھائیو! ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ایک ہی موقف دہرایا کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لیں گے اور پھر رسول اللہ ﷺ یہ بھی تو فرما سکتے تھے کہ اے میرے صحابیو! تم جاؤ عثمانؓ کا بدلہ لو، میری دعائیں اور اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے، لیکن نہیں، یہاں تو پیغمبر ﷺ حضرت عثمانؓ کے لئے اپنی جان نچھاور کرنے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کو تیار نظر آتے ہیں، یہ ہے عثمانؓ کی رفعت مرتبہ اور مقام، یہاں سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ کسی دینی جماعت کا کوئی کارکن شہید ہو جائے تو اس جماعت کے قائد کو چاہئے کہ اس کا انتقام لے، تاکہ کارکن کی جان بے توقیر اور بے وقار نہ ہو، یہ کارکن کی اہمیت ہے اسلام میں، یہ کارکن کی قیمت ہے، یہ کارکن کی اہمیت ہے، کارکن بے کار نہیں ہوتا، بے قیمت نہیں ہوتا بلکہ انمول ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے کارکن کے لئے اپنی جان دینے کو تیار نظر آتے ہیں۔

وہ نبی ﷺ جس نے اپنے چچا کے قاتلوں کو معاف کر دیا، وہ عثمانؓ کے قاتلوں کو معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں، میرے پیغمبر ﷺ کے سگے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکڑے ہوئے، لیکن وہی قاتل جو پیغمبر ﷺ کے چچا کا قاتل تھا، جب کلمہ پڑھنے کو آیا تو نبی ﷺ نے اسے ماعاف کر دیا اور فرمایا وحشی بن حرب! میں تمہیں معاف تو کرتا ہوں لیکن تم میری نگاہوں کے سامنے نہ بیٹھا کرو...... تمہیں دیکھ کر مجھے میرا چچا یاد آ جاتا ہے...... تمہیں دیکھ کر مجھے میرا چچا یاد آ جاتا ہے...... تم سامنے بیٹھتے ہو تو مجھے چچا کی لاش کے ٹکڑے یاد آ جاتے ہیں...... اس نبی ﷺ کو دیکھو جو اپنے چچا کے قاتل کو معاف کر رہا ہے، وہ عثمانؓ کے قاتلوں سے لڑ جانے پر ساڑھے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موت کی بیعت لے رہا ہے۔

...... پیغمبر ﷺ عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کر دیتے......؟ لوگو! مجھے بتاؤ پیغمبر ﷺ نے عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کیا؟...... حالانکہ ابھی عثمان شہید نہیں ہوئے تھے...... غلط خبر ملی تھی...... پیغمبر ﷺ نے موت کی بیعت کیوں لے لی؟...... سنو سنو! پیغمبر ﷺ اسلام میں عثمانؓ کی اہمیت بتانا چاہتے ہیں کہ آج نہ سہی کل کو اگر عثمانؓ کو کسی موقع پر شہید کر دیا گیا، ایسا اگر پیغمبر ﷺ کی حیات میں ہوا، تب بھی...... اور اگر بعد میں کسی موقع پر ہوا تب بھی...... کم از کم ساڑھے چودہ سو آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہے...... اگر یہ بات نہ ہوتی تو بعد میں جب عثمان غنیؓ کے قتل کی خبر جھوٹی ثابت ہوئی پیغمبر ﷺ اس بیعت کو منسوخ کرنے کا اعلان فرما دیتے...... لیکن پیغمبر ﷺ نے یہ بیعت جو کہ قتال اور شہادت کی بیعت تھی منسوخ نہیں فرمائی۔

بیعت رضوان کو عملی جامہ پہنانا:

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کو تو پتہ تھا کہ آج عثمانؓ شہید نہیں ہوئے...... کل کو جب

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہید ہوں گے تو آج کی بیعت کل کو بدلہ لینے کے لئے کام آئے گی چنانچہ جب عثمانؓ شہید ہو گئے تو ان کا بدلہ لینے کے لئے حضرت عائشہؓ نے لشکر تیار کیا اور جب جمل ہوئی۔ اگرچہ حضرت ام المومنین جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ فقط طالب قصاص بن کر گئیں لیکن جب حضرت علیؓ کے لشکر میں گھسے ہوئے منافقین اور قاتلان عثمانؓ نے ابہام و تفہیم کو نا کام بنا کر جنگ کا ماحول پیدا کر دیا تو چشم فلک نے دیکھا کہ بیعت رضوان والے صحابہ کرامؓ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور خون کی ندیاں بہہ گئیں۔

میرے بھائیو! اس جنگ کو جنگ جمل اس لئے کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ عربی میں اونٹ کو جمل کہا جاتا ہے..... یہ جنگ چونکہ حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے تھی اور اس جنگ میں وہی لوگ شریک ہوئے جنہوں نے بیعت رضوان کے موقع پر حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ ضرور لیں گے..... تو یہ بیعت اس وقت کام آئی اور چونکہ اس نے کام آنا تھا اس لئے اللہ نے اسے برقرار رکھا.....!

عثمانؓ کی جگہ پیغمبر نے اپنے آپ کو کیوں شریک کیا؟

میرے بھائیو! حضور ﷺ کو اللہ نے بتا دیا تھا کہ عثمانؓ زندہ ہیں..... جب یہ پتہ چل گیا کہ عثمانؓ زندہ ہیں..... اب دیکھیں..... دائیں ہاتھ پر حضور ﷺ بیعت لے رہے ہیں۔ یہ ہاتھ اس ہاتھ پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنا ہاتھ رکھتے جا رہے ہیں..... جب پتہ چلا کہ عثمانؓ زندہ ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا عثمانؓ کو بھی میرے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے ..... عثمانؓ کو بھی اقرار کرنا چاہئے کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو اس کے شہید ہو جانے کے بعد اس کے خون کا بدلہ لینے میں اس کی اپنی مرضی بھی شامل ہو..... اس لیے عثمانؓ کو بھی بیعت کرنی چاہئے..... اب عثمان کیسے بیعت کریں؟..... وہ تو وہاں موجود ہی نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا دیکھو..... یہ میرا ہاتھ ہے، اب تم فرض کرو کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے..... اب اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پہ رکھ کے کہا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے.....

اب سوچیں کہ عثمانؓ کے ہاتھ کو نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ کیوں کہا؟ اس لئے کہ اللہ کو پتہ تھا کہ عثمانؓ وہ شخص ہے جس نے اپنے ہاتھ سے قرآن لکھا ہے..... کاتب وحی ہیں تو اللہ کو پتہ تھا کہ کل کو ایسے لوگ آئیں گے دنیا میں، جو کہیں گے کہ عثمانؓ نے قرآن کو بدل دیا تھا۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شیعہ کہتے ہیں ناکہ عثمانؓ نے اللہ کا قرآن بدل دیا تو اللہ نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو بتا دیا کہ اس ہاتھ نے قرآن لکھا...... اور یہ ہاتھ اتنا دیانت دار ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اسے اپنا ہاتھ قرار دیا...... جس ہاتھ کو نبی ﷺ اپنا ہاتھ قرار دیں وہ قرآن کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! یہ ہے وہ عظمت...... یہ ہے وہ بلندی کہ پیغمبر ﷺ کے ہاتھ پر صحابہ رضی اللہ عنہم بیعت کر رہے ہیں...... حالانکہ عثمانؓ ابھی زندہ ہیں...... لیکن اللہ کو عرش پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے عرش پر اعلان کر دیا۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ......

درخت کے نیچے عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے جن لوگوں نے بیعت کی ہے، میں خدا عرش سے ان کے لئے رضامندی کا اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پہ راضی ہو گئے اور اعلان فرما دیا۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ...... کہ جن لوگوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، ان ہاتھوں کے اوپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ہاتھ رکھا۔ یداللہ فوق ایدیھم ...... دیکھو! نیچے نبی ﷺ کا ہاتھ، اس پر ساڑھے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہاتھ اور ان سب کے اوپر اللہ کا ہاتھ!...... اللہ نے فرمایا: یداللہ فوق ایدیھم...... ان سب ہاتھوں پہ میرا ہاتھ!

جس کا خدا ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا:

اب آپ بتائیں! جن ہاتھوں پہ اللہ کا ہاتھ ہو...... وہ ہاتھ چھوٹ سکتے ہیں؟ ایک آدمی بازار جائے اور اس کے بچے کی انگلی اس کے ہاتھ میں ہو، وہ بچہ چھوٹ سکتا ہے؟ گم ہو سکتا ہے؟ بازار میں بچے کی انگلی تیرے ہاتھ میں ہو تو بچہ نہیں چھوٹ سکتا! نہیں گم ہو سکتا۔ اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوں، وہ کیسے چھوٹ سکتے ہیں، کیسے گم ہو سکتے ہیں، کیسے گمراہ ہو سکتے ہیں؟ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آ گئے۔

نیچے نبی ﷺ کا ہاتھ...... اوپر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہاتھ...... ان سب ہاتھوں پر پروردگار کا ہاتھ...... اور یہ سب کچھ کس وجہ سے؟...... عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے...... عثمانؓ تو ابھی زندہ ہیں، اگر عثمانؓ کی شہادت کی خبر نہ ہوتی اور یہ بیعت نہ ہوئی، وحی تو یہ قرآن کی آیت کیوں نازل ہوتی؟ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبایعونک تحت الشجرۃ...... اے پیغمبر! اللہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا، کیونکہ ان کے دل میں عثمانؓ کی محبت ہے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سیدنا عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کو سزا

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے عرض کی، جنازہ آپ پڑھائیں...... جنازہ تو حضور ﷺ نے پڑھانا ہی تھا...... جب جنازے کے پاس حضور پہنچے اور جنازہ کی نیت فرمانے لگے...... اچانک آپ ﷺ نے پوچھ لیا کہ یہ کس کا جنازہ ہے......؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے۔ حضور ﷺ مصلے سے واپس ہٹ گئے...... صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جنازہ کیوں نہیں پڑھاتے؟ فرمایا میں جنازہ اس لیے نہیں پڑھاتا۔

اِنَّهٗ کَانَ یَبْغَضُ عُثْمَانَ...... اس شخص کے دل میں عثمانؓ کا بغض تھا۔

جس کے دل میں عثمانؓ کا بغض ہے۔ پیغمبر ﷺ نے فرما دیا کہ میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، یعنی عثمانؓ کی محبت سے خدا اتنا خوش ہے کہ اس نے اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا...... نبی ﷺ اتنا خوش ہے کہ رضامندی کا اعلان کر دیا...... اور جس کے دل میں بغض ہے عثمانؓ کا نبی ﷺ اس سے اتنے ناراض ہیں کہ ''رحمۃ اللعالمین'' ہونے کے باوجود اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

سیدنا عثمانؓ کی قرآن سے نسبتیں

ایک اور بات آپ کو بتاؤں کہ آپ نے سنا ہوگا کہ شیعہ حافظ قرآن نہیں ہوتا اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی حافظ شیعہ نہیں ہوتا۔ کیوں......؟ علماء کہتے ہیں کہ قرآن پاک کو لکھا عثمانؓ نے...... عثمان غنیؓ کاتب قرآن ہیں۔ عثمان غنیؓ حافظ قرآن ہیں...... عثمان غنیؓ جامع قرآن ہیں...... عثمان غنیؓ عالم قرآن ہیں...... عثمان غنیؓ عامل قرآن ہیں...... اور عثمانؓ شہید قرآن ہیں کہ جب شہید ہونے لگے تو ان کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پر گرا...... اور یہ عادت مبارکہ تھی کہ دن رات میں مکمل قرآن تلاوت کیا کرتے تھے...... سات سال تک کوئی رات ایسی نہیں گزری جس رات عثمانؓ نے اللہ کا قرآن ختم نہ کیا ہو۔

قرآن اور عثمان کا ربط:

اب آپ دیکھیں! عثمان غنیؓ کاتب قرآن بھی ہوا، عثمان غنیؓ عالم قرآن بھی ہوا،

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عثمان غنیؓ عاملِ قرآن بھی ہوا......اور جب یہ تینوں باتیں مکمل ہو گئیں! پھر عثمان غنیؓ شہید قرآن بھی ہوا......!! تو جب عثمان غنیؓ قرآن پر شہید ہو گیا تو اللہ نے قرآن کی محبت کی وجہ سے یہ ضابطہ بنا دیا کہ جس دل میں عثمان غنیؓ نہ ہو اس دل میں قرآن نہ ہو......اور جس دل میں عثمان غنیؓ ہو اسی دل میں قرآن ہو! چنانچہ آپ دیکھیں کہ جن لوگوں کے دل میں عثمان غنیؓ کا بغض ہے......وہ لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہو سکتے......کوئی قرآن کا حافظ شیعہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ عثمان غنیؓ کا بغض دل میں ہے۔

بیعت رضوان کے شرکاء کے لیے پانچ انعامات

میرے بھائیو! بیعت رضوان میں شریک ساڑھے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ نے پانچ انعام دیئے! عثمانؓ کی محبت کی وجہ سے!

۱)...... پہلا انعام رضامندی کا......اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان سے راضی ہو گیا ہوں، یعنی میں نے ان پر جنت واجب کر دی......جنہوں نے عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کے لئے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔......عثمان غنیؓ کی وجہ سے ساڑھے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کا ٹکڑا ملا۔

۲)...... دوسرا انعام......فانزل السکینۃ علیھم......ان کے دلوں میں خوف تھا کہ مشرکین مکہ نے ہمیں عمرہ اور طواف نہیں کرنے دیا کہیں ہم پر حملہ نہ کر دیں......ان کے دلوں میں خوف تھا اللہ فرماتے ہیں اس بیعت کی وجہ سے میں نے ان کے دلوں سے خوف اتار کر ان کے دلوں میں سکون نازل کر دیا۔

۳)...... تیسرا انعام......"واثابھم فتحا قریبا"......اس بیعت کے بعد اللہ نے فتح مکہ کی خوشخبری دے دی، کہ آج بے شک تم مکہ میں داخل نہیں ہو رہے۔ لیکن اس بیعت کی وجہ سے وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ مکہ فتح ہو گا اور خانہ کعبہ پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

تو عثمان غنیؓ کی وجہ سے رضامندی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملی......!

عثمان غنیؓ کی وجہ سے سکون بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملا......!

عثمان غنیؓ کی وجہ سے فتح مکہ خوشخبری بھی اللہ نے عطا فرمائی......!

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

۴)...... چوتھا انعام...... وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ ...... کہ اے صحابیو! آج تم بہت تنگدستی میں ہو بڑے غریب ہو، لیکن عنقریب اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے کھول کر مال غنیمت کے دروازے کھول دے گا، اتنا مال غنیمت آئے گا کہ تم نے کبھی دیکھا نہیں ہوگا...... مغانم کثیرہ...... علماء فرماتے ہیں اس سے مراد جنگ حنین ہے کہ جس میں ہزاروں بکریاں اور سامان اتنا صحابہ کو ملا کہ پہلے کبھی نہیں ملا۔

ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا تھا اور راضی ہونے کے بعد پہلے سکون کی خوشخبری دی۔ سکون کے بعد فتح مکہ کی خوشخبری دی۔

چوتھی خوشخبری غنیمت کے مال کی دی کہ جنگ حنین کے بعد تمہارے دروازوں پر غنیمت کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے...... آج صحابہ رضی اللہ عنہم پیٹ پر پتھر باندھتے ہیں...... وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ مدینہ کی گلیوں میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا کوئی تنگ دست اور فاقہ کش نہیں ہوگا۔

۵)...... پانچوں انعام۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑا انعام ہے اور وہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے...... واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا وکان اللہ علی کلّ شیءٍ قدیرا ...... علماء کہتے ہیں اس سے مراد بہت بڑی فتح ہے یہ کہ اے صحابیو! آج تم اس پوزیشن میں نہیں ہو کہ دنیا پر غلبہ پا سکو...... ابھی تم اس پر قادر نہیں ہو کہ دنیا کی دو بڑی سلطنتیں (جس طرح آج امریکہ اور روس کی سلطنتیں ہیں، اس وقت قیصر و کسریٰ دو بڑی سلطنتیں تھیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے میرے پیغمبر ﷺ کے صحابیو آج تم اس قوت میں نہیں ہو کہ قیصر و کسریٰ کو الٹ سکو، لیکن اس بیعت رضوان کی وجہ سے میں خدا عرش پہ اعلان کرتا ہوں کہ...... واخری لم تقدروا علیھا قداحاط اللہ بھا......

آج تم قیصر و کسریٰ کو فتح نہیں کر سکتے ہو لیکن بہت جلد قیصر بھی تمہارے قدموں میں ہوگا اور ایران اور روم کے بازاروں میں اسلام کا پرچم لہرا دیا جائے گا اور پوری دنیا میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا غلبہ عثمان غنیؓ کے قدموں کے صدقے میں ہوگا۔

واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا...... مسلمانو! اس سے بڑی عظمت کیا ہو سکتی ہے ایک پیغمبر ﷺ کا صحابی اللہ کا اتنا پسندیدہ ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ نے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پانچ انعامات سے نواز دیا۔ وہ انعامات جو کسی کی وجہ سے نہیں ملے۔

سیدنا عثمانؓ سے محبت جزوایمان

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کی محبت ایک طرف! ان کی عظمت ایک طرف! ان کی بلندیاں ایک طرف! ان کا مقام ایک طرف! لیکن یہ بتاؤ کہ کس صحابی کی جان اتنی قیمتی تھی کہ جس کے لئے...... قیصر بھی تمہارے قدموں پہ! کسریٰ بھی تمہارے قدموں پہ! مکہ کی فتح بھی تمہارے قدموں پہ! غنیمت کا مال بھی تمہارے قدموں پہ! رضامندی کا اعلان بھی تمہارے قدموں پہ! یہ سب کچھ حضور ﷺ کے تیسرے خلیفہ مظلوم مدینہ عثمان غنیؓ کی وجہ سے پوری امت کو نعمت عطا فرمائی گئی۔

میرے بھائیو! ان آیات سے معلوم ہوا کہ عثمان غنیؓ کی محبت جزو ایمان ہے۔ ایمان کا حصہ ہے، لیکن میرے بھائیو! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دھرتی پر موجود ہیں کہ جن کا دل عثمان غنیؓ کے بغض سے بھرا ہوا ہے خمینی نے اپنی کتاب کشف اسرار کے صفحہ نمبر ۱۰۷ پر لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات عدل کے مطابق ہے، لیکن ایک بات عدل کے مطابق نہیں۔ کہتا ہے "میں ایسے رب کو رب تسلیم ہی نہیں کرتا جس نے عثمان غنیؓ جیسے بدقماش کو (معاذ اللہ) خلیفہ بنادیا"۔

یہ خمینی کی کتاب "کشف اسرار" ہے اور اس کے صفحہ ۱۰۷ پر یہ عبارت موجود ہے۔
مسلمانو! تم مجھے بتاؤ کہ قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں عثمان غنیؓ سے محبت واجب ہے یا نہیں؟...... خمینی نے اس عثمان غنیؓ کو بدقماش لکھا ہے......
بدقماش آدمی کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کے قرآن کی آیتیں اتر سکتی ہیں؟
بدقماش آدمی کو پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا رشتہ مل سکتا ہے؟
جس کو تم اپنی بیٹیوں کے رشتے دیتے ہو، اسے شریف کہتے ہو...... "ہمارا بہنوئی بڑا شریف ہے" کہتے ہو یا نہیں؟...... لیکن جس شخص کو پیغمبر ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں نکاح میں دیں...... وہ بدقماش ٹھہرا؟ لعنت خمینی پر اور ہر اس شخص پر جو یہ سوچ رکھتا ہے!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شہادت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حالات وواقعات کی روشنی میں

(از:۔ حضرت مولانا ابومحمد ثناء اللہ سعد شجاع آبادی)

۳۵ھ میں بصرہ، کوفہ اور مصر میں عبداللہ بن سبا کی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف سلگائی ہوئی آگ کی چنگاریاں بہت زیادہ اثر دکھارہی تھیں اور یہ خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ باغی منظم طریقے سے حرم مدینۃ الرسولؐ میں شب خون مار کر امیر المومنین کے وجود مسعود سے قمیصِ خلافت نوچ لیں گے۔ جب شورش بہت زیادہ ہوگئی اور نت نئی خبریں اہل مدینہ کے کانوں سے ٹکرانے لگیں تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین، داماد رسول، پیکر حلم وحیا، صاحب جود وسخا نے ایک گشتی مراسلہ تحریر فرما کر اس کی نقول محمد بن مسلمہ کے ذریعے کوفہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے بصرہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ذریعے مصر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے شام کی طرف روانہ فرمائیں جن میں عوام اور شرپسند عناصر کو دعوت دی گئی تھی کہ جنہیں حضرت امیر المومنین اور ان کے حکام سے کوئی شکایات ہوں، وہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں امیر المومنین سے ملیں اور اپنے حقوق وصول کریں۔ حضرت امیرِ المومنین کے اس مراسلے کی تحریر سوز وگداز سے اس قدر معمور تھی، مذکورہ شہروں کے عوام اسے سن کر دھاڑیں مار مار کر روئے اور امیر المومنین کے حق میں دعاؤں کے دامن پھیلائے۔ ساتھ ہی امیر المومنین نے اپنے حاکموں کو ایوانِ خلافت میں طلب فرما لیا۔ چنانچہ عبداللہ بن عامر بن کریز (بصرہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (گورنر شام) اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (گورنر مصر) حاضر ہوئے ان کے علاوہ عمرو بن العاص اور سعید بن العاص کو بھی مشورہ میں شریک کیا گیا۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

"بہت افسوس کا مقام ہے کہ میں تمہارے بارے میں شکایات سن رہا ہوں، یہ تمہارے بارے میں کیسی کیسی باتیں مشہور ہو رہی ہیں۔ بخدا مجھے اندیشہ ہے کہ جو باتیں تمہارے بارے میں کہی جا رہی ہیں وہ کہیں سچ ہی ثابت نہ ہوں اگر ایسا ہو تو ان سب باتوں کو میری طرف منسوب کیا جائے گا۔ ان حضرات نے جواب میں کہا کہ آپ نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے جو وفود بھیجے تھے کیا انہوں نے آپ کو یہ رپورٹ نہیں دی کہ ہر جگہ خیریت ہے؟ باقی یہ فسادی لوگ تو جھوٹ بولتے ہیں، آپ براہ کرم ایسی بے بنیاد باتوں پر کان نہ دھریں۔

لیکن ملک میں بڑھتے ہوئے انتشار کے پیش نظر امیر المومنین مطمئن نہ ہوئے اور پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ سعید بن العاص نے کہا کہ چند آدمی پوشیدہ طور پر غلط باتیں مشہور کر کے باخبر اور سیدھے سادے عوام کو ورغلا رہے ہیں، باغیوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو بلا کر ان کے سرغنہ کا سر قلم کر دیں۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے کہا، آپ نے ان لوگوں پر انعامات کی بارش کر رکھی ہے اب ان لوگوں سے اپنے اس حق کا مطالبہ بھی تو کیجئے جو اُن کے ذمہ ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بولے، آپ نے جن لوگوں پر مجھے گورنر بنایا ہے، ان سے آپ خیر کے علاوہ کسی چیز کی توقع نہ کریں۔ اب حضرت امیر المومنین نے حضرت عمرو بن العاص سے رائے پوچھی تو انہوں نے کہا "آپ فتنہ پردازوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کر رہے ہیں اور بہت زیادہ ڈھیل دے رہے ہیں، میری رائے یہ ہے کہ آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سختی کی جگہ سختی اور نرمی کی جگہ نرمی کو اپنا معمول بنا لیں"۔ اب حضرت امیر المومنین خود کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "جو فتنہ امت کو پیش آنے والا ہے اس کا دروازہ نرمی سے ہی بند کیا جا سکتا ہے۔ وہ تو خدا کی قسم ضرور کھلے گا مگر میرے اوپر کوئی شخص الزام نہیں لگا سکتا۔ اللہ علیم و خبیر ہے کہ میں نے لوگوں کے ساتھ اور اپنے ساتھ بھلائی کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ فتنہ کی چکی تو گھومے گی ہی مگر عثمان بڑا خوش نصیب ہوگا کہ اگر وہ اس چکی کو حرکت دیئے بغیر مر جائے۔ پس آپ حضرات لوگوں کو فتنہ پردازی سے روکیں اور ان کے حقوق ادا کرنے میں غفلت سے کام نہ لیں"۔

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا گشتی مراسلے اور اس مشاورت اور تازہ ترین ہدایات کا ملک میں بہت اچھا اثر پڑا۔ یہاں تک کہ لوگوں کا خیال تھا کہ کم از کم ۳۵ھ تو امن و سکون

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

کے ساتھ گزر ہی جائے گا لیکن مشیت ایزدی کے تحت اچانک کوفہ میں ایک نیا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔

کوفہ کے گورنر سعید بن العاص قریشی خاندان سے تعلق رکھنے والے نہایت لائق و فاضل اور مجاہد نوجوان تھے۔ ایک محفل میں ان کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ "کوفہ قریش کا چمن ہے"۔ اس مجلس میں مختلف قبیلوں کے لوگوں کے علاوہ "اشتر نخعی" بھی موجود تھا جو قریش سے سخت کینہ اور عداوت رکھتا تھا اپنے دل کی چنگاری کو دبا نہ سکا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ پر برس پڑا کہ قریش میں وہ کون سی خصوصیت ہے کہ کوفہ ان ہی کا چمن ہو وہ تو سب مسلمانوں کا ہے"۔ پولیس کا ایک اعلیٰ افسر بھی وہاں موجود تھا جو گورنر کے سامنے اشتر نخعی کا یہ لب ولہجہ نہ برداشت کر سکا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ گورنر کے سامنے مہذب لہجہ استعمال کریں اور اشتر نخعی چونکہ اپنے قبیلے کا سربراہ تھا، لہٰذا اس کے اشارے پر لوگ اس پولیس افسر پر پل پڑے اور مار مار کر اسے بے ہوش کر ڈالا اسی پر بس نہیں کی بلکہ سعید بن العاص اور قریش کو برا بھلا کہنے لگے۔ نیز گورنر کی معذولی اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نیا گورنر مقرر کرنے پر اصرار کرنے لگے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین نے دفع شر کے طور پر حضرت ابوموسیٰ اشعری کو گورنر مقرر کر کے بھیج دیا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جب ان لوگوں میں امیر المومنین کے خلاف بغاوت کے جذبات دیکھے تو انہیں سمجھانے کی کوشش کی بلکہ پُرزور تلقین کی لیکن ان لوگوں کا اصل مقصد تو فتنہ وفساد اور امیر المومنین کے خلاف بغاوت کی راہ ہموار کرنا تھا۔ لہٰذا ان پر الٹا اثر پڑا ان کے حوصلے بڑھ گئے ان کی دیکھا دیکھی بصرہ اور مصر کے لوگوں کو بھی خلافت کے خلاف عملی اقدام کی جرأت ہوگئی۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپس میں مشورے کے بعد عامر بن عبداللہ تمیمی کو اپنا نمائندہ بنا کر دربار خلافت میں بھیجا۔ اس شخص نے لوگوں کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا اور بدتمیزی سے پیش آیا۔

امیر المومنین کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو امیر المومنین کی مذکورہ بالا مشاورت میں شرکت کی غرض سے مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے جب واپس جانے لگے تو حالات میں روز بروز باغیانہ تبدیلی کے عمل کو بھانپتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض گزار ہوئے کہ آپ میرے ساتھ شام چلیے۔ وہاں کے حالات ٹھیک ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چاہے میری گردن اڑ جائے میں رسول اللہ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف وقرب ہمسائیگی نہیں چھوڑ سکتا۔ امیر معاویہ ﷜ نے عرض کیا کہ پھر آپ مجھے یہ اجازت عطا فرمائیں کہ میں شام سے ایک لشکر بھیج دوں وہ مدینہ منورہ کے عقب میں رہے گا تاکہ اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو وہ آپ کی اور اہل مدینہ کی مدد کر سکے۔ آپ ﷜ نے یہ تجویز بھی یہ فرما کر مسترد کر دی کہ ''میں فوج کے قیام کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے پڑوسی اہل مدینہ کو پریشانی میں مبتلا کر دوں، مجھ سے ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ امیر معاویہ ﷜ بولے، تو پھر (باغیوں کی طرف سے) آپ کے ساتھ غداری اور خیانت کا معاملہ کیا جائے گا۔ آپ ﷜ نے جواب دیا حسبی اللہ ونعم الوکیل......اس گفتگو کے بعد حضرت معاویہ ﷜ اجازت لے کر شام روانہ ہو گئے۔

باغیوں کی روانگی

باغیوں نے امیر المومنین کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے اور خفیہ سازشوں کا جال جب کامیابی سے پھیلا لیا تو اب اگلا مرحلہ ان پر حملے اور خلافت چھیننے کا رہ جاتا تھا۔ اس کام کے لئے سب سے بہتر موقع ایام حج کا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ یہ لوگ حج کے بہانے سے گروہوں کی شکل میں نکلتے اور کسی کو شک وشبہ تک نہ ہوتا۔ دوسرے اس لئے کہ حج کے دنوں میں مدینہ کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ حج کے لئے مکہ مکرمہ چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مدینہ منورہ میں بڑے پیمانہ پر مزاحمت کا خطرہ ٹل جاتا تھا۔ چنانچہ خفیہ اور منظم تدبیر کے تحت شوال المکرم کے مہینے میں مصر، کوفہ اور بصرہ سے باغی جماعتیں مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ مصریوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔ یہ لوگ چار ٹولیوں میں بٹ کر چل رہے تھے۔ یہ جماعت اس خاموشی سے روانہ ہوئی کہ کسی کو کانوں کان اصل عزائم کی خبر نہ ہوئی۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ حجاج کا قافلہ جا رہا ہے۔ ابن السوداء عبداللہ بن سبا بھی اسی جماعت میں شامل تھا۔

پھر کوفہ کے لوگ بھی تقریباً ایک ہزار کی تعداد میں چار ٹولیوں میں تقسیم ہو کر نکلے۔ بصرہ کے باغی بھی اس تعداد اور انداز میں چلے، پھر راستے میں اور باغی بھی ان کے ساتھ شامل ہوتے رہے۔ مدینہ سے تین کوس کے فاصلے پر پہنچ کر یہ لوگ تین حصوں میں بٹ گئے۔ اہل بصرہ نے ذوخشب میں قیام کیا، کوفہ اور مصر کے کچھ لوگوں نے اعواص میں پڑاؤ ڈالا اور کچھ لوگ ذوالمروہ میں ٹھہرے۔ یہاں پہنچ کر قافلہ سالاروں کی میٹنگ ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ آگے بڑھنے سے قبل اہل مدینہ کے خیالات، احساسات اور حالات کا جائزہ لینا چاہئے۔

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ دونمائندے زیاد بن النضر اور عبدالاصیم مدینہ بھیجے گئے۔ جنہوں نے ازواج مطہراتؓ کے علاوہ حضرات طلحہ، زبیر وعلی رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور آمد کا مقصد بتایا کہ وہ امیر المومنین سے استعفیٰ لینا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر تمام حضرات نے ان لوگوں کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ ہم تم کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ دونوں نے واپس جا کر اہل مدینہ کے جواب سے انہیں آگاہ کیا۔ اب ان لوگوں نے یہ چال چلی کہ اہل مصر، اہل بصرہ اور اہل کوفہ بالترتیب الگ الگ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اور ہر ایک کو یہ کہا کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے آپ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی خوشامد کا ان حضرات پر کوئی اثر نہ ہوا اور یہ حضرات ان وفود پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ صلحاءِ امت کو معلوم ہے کہ رسول اللہ نے ذی المروہ، اعوص اور ذی خشب کے لشکروں پر لعنت بھیجی ہے۔ لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ ان اکابر صحابہ کی ڈانٹ پھٹکار سننے کے بعد باغیوں نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا۔ اور اپنے لشکر کے پاس جا کر اس وقت کا انتظار کرنے لگے کہ اہل مدینہ مطمئن ہو کر حج کے لئے روانہ ہوں اور کچھ اِدھر اُدھر ہو جائیں تو پھر حملہ کیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ اور امیر المومنین کا خطاب

ان کے چلے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے خلاف عوام میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ ایک تقریر کے ذریعے انہیں مطمئن کیجئے چنانچہ آپؓ باہر تشریف لائے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: ”میرا دروازہ ہر وقت ہر شخص کے لئے کھلا ہے جس کسی کو کوئی شکایت ہو، وہ بے تکلف میرے پاس آئے اور اپنی شکایت بیان کرے، یہی نہیں بلکہ جب میں منبر سے اتروں تو آپ لوگوں میں سر برآوردہ اور بلند مرتبہ حضرات ہیں وہ میرے پاس آئیں اور زیر بحث معاملات میں مجھے اپنے مشورہ اور رائے سے مطلع فرمائیں“۔ اس خطبہ کی بلاغت اور سوز و گداز کی بنا پر حاضرین کی ہچکی بندھ گئی۔ اہل مدینہ کو اطمینان حاصل ہوا اور خوشی ہوئی کہ اب شور وشر ختم ہو جائے گا لیکن باغی یہ طے کر چکے تھے کہ بہر حال اہل مدینہ کا چین وسکون غارت کرنا اور خلیفہ کو شہید کرنا ہے۔

کاشانۂ خلافت کا محاصرہ

چنانچہ چند دن ہی گزرے تھے کہ اچانک باغیوں کے مدینہ میں گھسنے کا چرچا ہو گیا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

جنہوں نے آتے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے فوراً مدینہ کے بہت سے دیگر افراد کو ساتھ لیا اور بصرہ، کوفہ اور مصر کے وفود سے الگ الگ ملاقات کی۔ اور ان سے پوچھا کہ جب تم واپس چلے گئے تھے دوبارہ کیوں آ گئے ہو؟ تو تینوں وفود نے یہ جواب دیا کہ واپس جاتے ہوئے راستہ میں ہمیں امیر المومنین کا ایک ایلچی ملا، ہم نے اس کی جامہ تلاشی لی تو اس سے امیر المومنین کا ایک خط برآمد ہوا جس میں مصر کے گورنر کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ مصری وفد کے سرغنہ کو قتل کردو۔ بصرہ اور کوفہ کے لوگوں نے کہا کہ ہم بھی یہ حکم نامہ دیکھ کر اپنے مصری بھائیوں کی مدد کے لئے آ گئے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ بیان سرتا پا جھوٹا ہی تھا اور آپس کے ایک سمجھوتے پر مبنی تھا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اے بصرہ اور کوفہ کے لوگو! تم تو واپسی کے وقت مصریوں سے کوسوں آگے نکل چکے تھے، پھر اچانک تم پیچھے ہماری طرف کیوں مڑے؟ اگر مصر کے وفد نے واقعی امیر المومنین کا کوئی ایلچی اور حکم نامہ پکڑا بھی ہے تو تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سارا منصوبہ تم نے اسی وقت بنا لیا تھا جب تم یہاں آئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس معقول جرح سے باغی لا جواب ہوگئے اور کھسیانے ہو کر بولے "اچھا جیسا آپ سمجھیں" اور محاصرے پر ڈٹے رہے۔

امیر المومنین سے ملاقات

محاصرہ شروع میں قدرے نرم تھا امیر المومنین مسجد میں آتے جاتے اور امامت کراتے تھے اور باغی بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پھر ایک دن اس گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ سے درخواست کی کہ وہ ان کی موجودگی میں خلیفہ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ظہر کے بعد ان حضرات کی معیت میں یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے لیکن اس طرح سلام نہیں کیا جس طرح ایک خلیفہ کو کرنا چاہئے تھا۔ گفتگو شروع ہوئی تو انہوں نے گورنر مصر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور دیگر علاقوں کے گورنروں کی معزولی اور اپنے پسندیدہ آدمیوں کو گورنر مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر یہ مطالبہ مسترد کردیا کہ اگر میں تمہاری مرضی سے گورنر معزول اور مقرر کرنے لگوں تو پھر اقتدار تمہارے ہاتھوں میں ہوگا نہ کہ میرے ہاتھوں میں۔ اس پر باغیوں نے کہا، ہم پہلے بھی آئے تھے اور ہماری شکایات رفع کرنے کا وعدہ کرکے ہمیں مطمئن کیا گیا تھا چنانچہ ہم واپس

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

چلے گئے تھے لیکن راستے میں ہمیں آپ کا ایلچی ملا، جس کے ذریعے آپ گورنر مصر کو ہمارے قتل کا حکم دے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور قسم کھا کر اس سے مکمل لاعلمی کا اظہار کیا لیکن باغی اصرار کر کے کہنے لگے کہ آپ خلافت سے مستعفی ہو جائیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ قمیض ہرگز نہ اتاروں گا، جو مجھے اللہ نے پہنائی ہے۔

مصری وفد کہنے لگا کہ ہم اس وقت تک نہیں لوٹیں گے جب تک ہم آپ کو خلافت سے برطرف یا قتل نہ کر دیں، اگر آپ کے ساتھیوں نے مزاحمت کی تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔ امیر المومنین نے جواب دیا مجھے قتل ہو جانا منظور ہے لیکن خلافت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ باقی تمہارا یہ کہنا کہ تم میرے ساتھیوں سے جنگ کرو گے تو میں کسی شخص کو اپنی طرف سے جنگ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ اب گفتگو ختم ہو گئی اور سب رخصت ہو گئے اور محاصرے میں شدت پیدا ہو گئی۔

مسجد نبوی ﷺ میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر پتھراؤ

اگلے جمعہ کے روز امیر المومنین جمعہ کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے جہاں مصری باغیوں کا وفد بھی موجود تھا۔ نماز کی امامت حسب معمول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی کرائی۔ بعد میں آپ منبر پر تشریف لے آئے اور باغیوں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا: ''دشمنو! خدا کے قہر و غضب سے ڈرو مدینہ والے خوب جانتے ہیں کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں ملعون ہو، تم لوگوں نے جو خطائیں کی ہیں کسی اچھے کام سے ان کی تلافی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ نیکیوں کے ذریعے گناہوں کو ختم کرتا ہے''۔ مسجد کے ایک کونے سے محمد بن مسلمہ بولے ''بالکل سچ فرمایا آپ نے، میں اس کا گواہ ہوں''۔

محمد بن مسلمہ کا یہ کہنا تھا کہ مصریوں نے پتھراؤ شروع کر دیا، اس پتھراؤ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے، اسی حالت میں آپ کو گھر پہنچایا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات جو موجود تھے انہوں نے مصریوں سے لڑنے کا ارادہ کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو صحابہ کو تاکیداً کہلا بھیجا کہ مصریوں کا تعاقب نہ کیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیادت اور اس واقعہ پر اظہار افسوس کے لئے آئے۔

گورنروں اور امراء عساکر سے امداد طلبی

یہ واقعہ واضح ثبوت تھا کہ مصری لوگ فتنہ و فساد پیدا کرنے کی قسم کھا چکے ہیں اسی لئے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اب ان کے لئے کسی اور تدبیر کو اختیار کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ امیر المومنین نے گورنروں اور امراء فوج کو خط لکھ کر صورت حال سے مطلع کیا اور امداد طلب کی لیکن اس امداد کا مقصد جنگ اور قتل وقتال ہرگز نہیں تھا کیونکہ امیر المومنین ایک لمحہ کے لئے اس کے روادار نہیں ہو سکتے تھے کہ ان کی وجہ سے کسی ایک مسلمان کا بھی خون بہے بلکہ مقصد صرف یہ تھا کہ یہ سب لوگ آئیں گے تو باغی جان بچانے کی غرض سے خوف زدہ ہو کر خود بخود بھاگ جائیں گے۔ بہر حال حضرت معاویہ ﷛ بعض معاملات کی وجہ سے فوراً روانہ نہ ہو سکے البتہ شام سے حبیب بن مسلمہ الفہری ﷛ اور بصرہ سے مجاشع بن مسعود ﷛ اسلمی لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ روانہ ہوئے لیکن یہ حضرات مدینہ سے تین میل دور مقام ربذہ پہنچے تھے کہ حضرت عثمان ﷛ کی شہادت کی خبر ملی۔

شہروں کے مسلمانوں کے نام ایک گشتی مراسلہ

مذکورہ بالا خط کے علاوہ مختلف شہروں کے لوگوں کے نام بھی گشتی مراسلہ بھیجا گیا، جس کا مقصد باغیوں کو یہ دکھانا اور باور کرانا تھا کہ صرف تم چند لوگ ہو جو شورش برپا کیے ہوئے ہو ورنہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت جس میں اکابر صحابہ بھی شامل ہیں دل سے حضرت عثمان ﷛ کے وفادار ہیں۔ اس مراسلہ کا مضمون یہ تھا:

''اللہ عزوجل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا، آپ ﷺ نے خدا کے احکام لوگوں تک پہنچائے جب اپنا فرض ادا کر چکے تو آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پیچھے ایک کتاب چھوڑ گئے جس میں حلال اور حرام اور جو امور مقدر ہیں ان سب کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے ان چیزوں کو لوگوں کی پسند اور ناپسند سے بے نیاز ہو کر نافذ کیا۔ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر ﷛ اور عمر ﷛ خلیفہ ہوئے اور پھر مجھ کو اہل شوریٰ میں داخل کیا گیا حالانکہ میں نے اس کو نہ طلب کیا تھا اور نہ مجھے اس کا علم ہی تھا۔ پھر اہل شوریٰ نے سب مسلمانوں کی موجودگی میں مجھ کو خلافت کے لئے منتخب کیا حالانکہ مجھ کو نہ اس کی رغبت تھی اور نہ میں نے اس کی خواہش کی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد میں نے معروف پر عمل کیا، منکر پر عمل نہیں کیا۔ میں اپنے کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین ﷛ کا پیروکار رہا ہوں اور خود متبوع نہیں بنا۔ انتہا کو پہنچ گئے اور شر نے شر پسندوں پر غلبہ پالیا تو بغیر کسی سبب کے لوگ آپ میں کینہ اور دشمنی میں مقتدی رہا ہوں مبتدع نہیں ہوا۔ لیکن جب معاملات رکھنے لگے ان مفسدین نے خواہ مخواہ میری عیب جوئی شروع کر دی اور جو اُن کے جی میں آیا اس کا مجھ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

پر الزام لگانے لگے۔ میں نے اس پر صبر کیا حالانکہ میں سب کچھ دیکھتا اور سنتا تھا۔ لیکن برسوں تک میں ان کی حرکات کو نظر انداز کرتا رہا لیکن اب ان کی جرأت اور جسارت حد سے زیادہ ہوگئی ہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پڑوس، حرم مدینہ اور دارالہجرت میں مجھ پر حملہ کیا اور بہت سے اعراب ان کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ درحقیقت ان قبیلوں کی طرح ہیں جن سے غزوۂ احد میں ہم کو واسطہ پڑا تھا، اسی لئے اب میں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں جس جس کے لئے ممکن ہو وہ میرے پاس پہنچ جائے۔"

شہروں میں عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھ کر سنایا گیا تو لوگوں میں بڑا جوش پیدا ہوگیا۔ شام سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ الفہری کو اور مصر سے عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح نے معاوہ بن حدیج السکونی کو روانہ کیا۔ اہل کوفہ کی طرف سے قعقاع ابن عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور ان کے علاوہ کوفہ، بصرہ اور مصر میں جو صحابہ، تابعین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وفادار اور حامی تھے مدینہ جانا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان تینوں شہروں سے امراء فوج اپنے اپنے دستوں کے ساتھ جا رہے ہیں تو ان حضرات نے مدینہ جانے کا ارادہ چھوڑ دیا۔

کم وبیش ایک ماہ تک باغی گروہ پڑاؤ ڈالے پڑا رہا اس اثناء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں آتے جاتے اور نماز پڑھاتے تھے۔ لیکن اب باغیوں نے آپ کو مسجد میں آنے جانے سے بھی روک دیا اور ان کا اپنا امیر غافقی امامت کرنے لگا۔ چنانچہ اب محاصرہ اتنا شدید ہوگیا کہ مکان کے اندر سے کوئی شخص باہر اور باہر کا کوئی آدمی اندر نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ کاشانہ خلافت میں پانی بھی بند کر دیا گیا۔ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو علم ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانہ ہوئیں لیکن باغیوں نے نہیں جانے دیا۔ ام المومنین کے ساتھ بڑی گستاخی سے پیش آئے اور آپ کی سواری کے خچر کو زخمی کر کے گرا دیا، چند آدمی جو موقع پر موجود تھے انہوں نے آپ کو وہاں سے نکالا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آواز دی، حاضرین نے جواب دیا کہ موجود نہیں ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر نیچے چلے گئے۔ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا آپ نے ایک آدمی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر دریافت کرے کہ ان کے لائق کیا خدمت ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ باغیوں نے پانی روک رکھا ہے، میرے فرزند اور دیگر عزیز شدید پیاسے ہیں اگر ہو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

سکے تو پانی بھجوائیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو معاملہ تم کر رہے ہو نہ مومنوں کا طریق کار ہے نہ کافروں کا، اور فارسی اور رومی بھی قیدیوں کو کھانا اور پانی دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ کا پانی بند نہ کرو۔ لیکن باغیوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی کی مشک لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے تو باغیوں نے زبردستی آپ سے مشک چھین لی اور پانی ضائع کر دیا۔ باغیوں کے اس انسانیت سوز سلوک کی ایک وجہ یہ بھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا جو دو خطوط لکھے تھے باغیوں کو ان کا علم ہو گیا۔ علاوہ ازیں حج کے ایام بھی ختم ہونے کے قریب آ رہے تھے اس لئے ان لوگوں نے سوچا کہ امداد اور حاجیوں کی آمد سے پہلے پہلے انہیں اپنے منصوبہ کی تکمیل کر لینی چاہئے ورنہ ان کو اپنی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی اسی بنا پر باغیوں نے اب محاصرہ شدید کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں مقید ہو کر رہ گئے۔ اسی حالت میں باغیوں نے گھر میں گھس آنے کی کوشش کی لیکن کاشانہ خلافت پر چھ سو کے لگ بھگ جاں نثار پہرہ دے رہے تھے جن میں اکابر صحابہ و تابعین کے ساتھ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے باغیوں کو اندر نہیں آنے دیا۔

امارت حج کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نامزدگی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب سے خلیفہ ہوئے تھے بحیثیت امیر المومنین ہر سال حج کی طرف تشریف لے جاتے اور جیسا کہ گزر چکا ہے اس موقع پر تمام عمال کو بھی بلا کر ایک ایک سے اس کے صوبہ کے حالات دریافت کرتے، عوام سے ان کے دکھ درد معلوم کرتے اور اس طرح مملکت اسلامیہ کے تمام احوال وظروف سے باخبر رہتے۔ آپ کی فرض شناسی کا یہ عالم تھا کہ اس مرتبہ حج کو نہیں جا سکتے تھے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا: ''اس مرتبہ تم میری طرف سے حج کو چلے جاؤ''۔ انہوں نے جواب دیا: ''ان باغیوں سے جہاد کرنا میرے نزدیک حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ و محبوب ہے''۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا اور قسم دی تو آخر راضی ہوئے اور حج کو گئے۔

امیر المومنین کا مفسدین کو خطاب

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں مقید کر دیا تو ایک دن اتمام حجت کے

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خیال سے آپ نے بالائے بام سے باغیوں کو خطاب کیا اور فرمایا:

''میں تم لوگوں سے قسم دے کر پوچھتا ہوں، سچ کہو کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بئر رومہ خرید کر اس کا پانی تمام مسلمانوں کے لئے وقف نہیں کر دیا تھا؟ سب نے کہا، ہاں! پھر فرمایا مسجد نبوی تنگ تھی، اس میں سب نمازی نہیں سما سکتے تھے تو کیا میں نے اس کی ملحقہ زمین خرید کر اس کی توسیع نہیں کی؟ پھر فرمایا جب جیش عسرہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کی اپیل کی تو کیا اس وقت میں نے جیش عسرہ کی مکمل تیاری کا بندوبست نہیں کیا تھا؟ اور کیا اس پر مسرت فرما کر حضور ﷺ نے مجھ کو جنت کی بشارت نہیں دی تھی؟ سب ایک آواز ہو کر بولے، ہاں! حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، اے اللہ تو گواہ رہ! ایک روایت کے مطابق آپ نے یہ بھی فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ جب حرا پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور میں ہم تینوں کھڑے تھے اور پہاڑ لرزنے لگا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اے حرا ٹھہر! اس وقت تیری پشت پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور ایک شہید ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زور دے کر پوچھا، لوگو بتاؤ کیا رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا تھا؟ سب نے بیک آواز کہا، ہاں بے شک''۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصد اس تقریر سے باغیوں کے ضمیر کو بیدار کر کے انہیں یہ سوچنے پر آمادہ کرنا تھا کہ وہ کس کے ساتھ یہ معاملہ کر رہے ہیں، لیکن ان کا ضمیر مردہ ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہر سوال کا جواب اثبات میں دینے کے باوجود اپنے موقف پر قائم رہے یعنی یہ کہ امیر المومنین خلافت سے دستبردار ہوں ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ بھی فرمایا اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو اس کے جواز کی دلیل کیا ہے؟ میں نے اسلام سے پہلے بھی نہ کبھی شراب پی نہ کبھی زنا کیا اور نہ کسی کو قتل کیا اگر تم نے مجھ کو قتل کر دیا تو پھر اس کے بعد کبھی تم میں باہم محبت نہ ہوگی اور ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہو گے اور تمہاری اجتماعیت ختم ہو جائے گی۔

لیکن ان لوگوں پر ذرا اثر نہیں ہوا۔ اس وقت صورت حال بڑی عجیب وغریب اور ساتھ ہی نہایت ہی خطرناک اور تشویش انگیز تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے جاں نثاروں سے فرما چکے تھے کہ وہ کسی حالت میں بھی کسی شخص کو ان کی طرف سے باغیوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ کاشانہ خلافت میں جو جاں نثار بعدد کثیر موجود تھے ان کی بار بار کی درخواست کے باوجود ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں دی

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

گئی۔ باغیوں کو اس طرف سے تو اطمینان تھا ہی، دوسری طرف حج ختم ہونے والا تھا اور اہل مدینہ اور دوسرے اصحاب کی آمد متوقع تھی اس بنا پر باغیوں نے چاہا کہ وہ محاصرہ کو شدید سے شدید تر کر کے امیر المومنین پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈالیں اور اس طرح آپ سے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کرائیں، عدم دستبرداری کی صورت میں قتل کر دینے کا منصوبہ طے شدہ تھا۔

مقابلہ کے لئے جانثاروں کی اجازت طلبی

اسی اثنا میں خبر پہنچی کہ عراق کی کمک مدینہ کے قریب اور شام کی کمک وادی القریٰ کے نزدیک پہنچ گئی ہے۔ اس وقت ابن سعد کے بیان کے مطابق محاصرہ کرنے والوں کی تعداد نو سو کے لگ بھگ تھی۔ جن میں چھ سو مصری تھے دو سو کوفہ اور بصرہ کے لوگ تھے۔ مصریوں کے قائد عبدالرحمٰن بن عدلیس، کنانہ بن بشر الکندی اور عمرو بن الحمق الخزاعی تھے۔ کوفیوں کا سردار اشتر نخعی تھا اور بصری گروہ حکیم بن جبلۃ العبدی کی زیر امارت تھا۔ کاشانہ خلافت میں جو حضرات مجتمع تھے ان کی تعداد سات سو تھی اب عراق اور شام کی امدادوں کے مدینہ کے قریب پہنچ جانے کی خبر اڑی تو دونوں طرف سخت ہیجان اور جوش کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ زید بن ثابت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے انصار دروازہ پر حاضر ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ انصار بننے کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مقصد جنگ کرنا ہے تو میں اجازت نہیں دوں گا۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: ''میرا سب سے بڑا معاون اور مددگار وہ شخص ہوگا جو اپنا ہاتھ اور ہتھیار روکے رہے''۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا حضرت جنگ کی اجازت ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا: ''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ تم مجھ کو اور سب لوگوں کو تہ تیغ کر دو، انہوں نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے پھر فرمایا اگر تم نے ایک آدمی بھی قتل کیا تو گویا سب کو ہی قتل کر دیا۔ اسی سلسلہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور زور ڈال کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''آپ باغیوں سے جنگ کیجئے۔ خدا کی قسم اللہ نے آپ کے لئے ان لوگوں سے جنگ کرنا حلال کر دیا ہے''۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی وہی جواب دیا اور جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا مشورہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی آئے اور بولے، آپ امت کے امام اور خلیفہ برحق

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔ جو صورت حال اس وقت درپیش ہے اس کے پیش نظر صرف تین صورتیں ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک اختیار فرمائیے، ایک یہ کہ آپ کے پاس طاقت کافی ہے اس کو لے کر نکلئے اور دشمنوں کا مقابلہ کیجئے۔ آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کاشانۂ خلافت کے صدر دروازہ پر باغیوں کا ہجوم ہے اس کو چھوڑ کر ہم عقب میں ایک دروازہ بنائے دیتے ہیں آپ اس سے نکل کر سواری پر بیٹھ کر مکہ مکرمہ چلئے وہاں حرم میں لوگ جنگ نہ کریں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ عقب دروازہ سے نکل کر شام چلئے وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور شام کے لوگ وفادار بھی ہیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان تینوں صورتوں میں سے کسی پر راضی نہیں ہوئے اور فرمایا میں مقابلہ نہیں کروں گا کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پہلا خلیفہ بننا گوارہ نہیں کرسکتا جس کے ہاتھوں امت میں خون ریزی کا آغاز ہوا ہو۔ میں مکہ میں بھی نہیں جاؤں گا کیونکہ یہ خودسر وہاں بھی خونریزی سے باز نہ آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ قریش کا ایک شخص مکہ کی حرمت اٹھائے گا، میں وہ شخص بننا برداشت نہیں کروں گا۔ رہا شام جانا تو وہاں کے لوگ ضرور وفادار ہیں اور معاویہ بھی وہاں ہیں لیکن جوار رسول اور دارالہجرت سے جدائی اور دوری کس طرح منظور کرسکتا ہوں؟

اب جتنا وقت گذرتا جاتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد پیشگوئیوں کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا یقین ہوتا جاتا تھا اور آپ نے اس کی تیاری شروع کردی تھی۔ چنانچہ جمعہ کا دن آپ نے روزہ رکھا تھا اسی حالت میں غشی کی سی کیفیت ہوگئی اس سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ میں نے نیم خوابی کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، وعمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ عثمان! آج کا روزہ تم ہمارے ساتھ افطار کرنا۔ روزہ کے علاوہ آپ نے بیس غلام آزاد کئے اور ایک پائجامہ جو آپ نے کبھی استعمال نہیں کیا تھا اسے زیب تن فرمایا۔

شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے جاں نثاروں کو تاکیداً ہتھیار اٹھانے سے منع کرہی چکے تھے، لیکن باغیوں نے کمک کے آنے کی خبر سنی تو غصہ سے بدحواس ہوگئے۔ کاشانۂ خلافت کے دروازے کی طرف بڑھے اور آگ لگادی، اندر جو حضرات موجود تھے وہ باہر نکل آئے اور طرفین میں خوب نبرد آزمائی ہوئی جس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم کو

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

شدید ضربات پہنچیں اور کچھ لوگ کھیت بھی رہے۔

کاشانۂ خلافت کے پڑوس میں عمرو بن حزم کا مکان تھا اس مکان کی ایک کھڑکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں کھلتی تھی طرفین میں یہ نبرد آزمائی ہو ہی رہی تھی کہ محمد بن ابی بکر اور اس کے چند ساتھی اس کھڑکی میں چھلانگ لگا کر کاشانۂ خلافت میں گھس آئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت روزہ سے تھے، عصر کے بعد کا وقت تھا، آپ کی بیوی نائلہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید کھلا ہوا تھا اور آپ اس کی تلاوت کر رہے تھے۔ اس عالم میں محمد بن ابی بکر نے لپک کر امیر المومنین کی داڑھی پکڑ لی اور حد درجہ بدکلامی کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بھتیجے داڑھی چھوڑ دے۔ اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کو پسند نہ کرتا۔ محمد بن ابی بکر یہ سن کر پیچھے ہٹ گئے، اتنے میں ایک اور شخص آگے بڑھا، جس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر امیر المومنین کی پیشانی میں پیوست کر دیا۔ پیشانی سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا، جس سے ریش مبارک تر بتر ہوگئی، امیر المومنین کی زبان سے بے ساختہ نکلا "بسم اللّٰہ توکلت علی اللّٰہ" اور آپ بائیں کروٹ ہو گئے۔ قرآن مجید آپ کے سامنے کھلا تھا اور سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ پیشانی سے نکل کر خون داڑھی پر آیا اور وہاں سے ہوتا ہوا قرآن مجید پر بھی بہنے لگا۔ یہاں تک کہ آیت "فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم" پر پہنچ کر خون رک گیا اور قرآن بند ہوگیا۔

اسی اثناء میں کنانہ بن بشر بن عتاب نے لوہے کی ایک لاٹ اس زور سے ماری کہ عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ چکرا کر پہلو کے بل گر پڑے۔ اب سودان بن حمران نے تلوار کا وار کیا اور عمرو بن الحمق نے سینہ پر بیٹھ کر نیزہ سے مسلسل کئی بار حملے کیے تو عالم اچانک تیرہ و تار ہو گیا اور حلم و حیا، صدق و صفا کے چمنستان میں خاک اڑنے لگی، یعنی ثالث خلیفہ راشد، امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کی بیوی نائلہ رضی اللہ عنہا نے آپ پر جھک کر سودان بن حمران کی تلوار کا وار ہتھیلی پر لیا تو انگلیاں اڑ گئیں، اس کے بعد گھر میں غارت گری شروع کر دی گئی جس کے ہاتھ جو چیز آئی اسے لے کر چل دیا۔

......☆......

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ ہائے جمعہ وعیدین

خطبۂ جمعہ

پہلا خطبہ:۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلِيِّ الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَمِيِّ السِّمَاتِ كَبِيْرِ الشَّانِ، جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِيِّ الْبُرْهَانِ، فَخِيْمِ الْاِسْمِ عَزِيْزِ الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ، جَمِيْلِ الثَّنَآءِ جَزِيْلِ الْعَطَآءِ مُجِيْبِ الدُّعَآءِ عَمِيْمِ الْاِحْسَانِ، سَرِيْعِ الْحِسَابِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ اَلِيْمِ الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطَانِ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ ط اَلْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ ط وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَآءِ، وَخَيْرُ الْخَلَآئِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ ط اَمَّا بَعْدُ فَيَآاَيُّهَاالنَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ ط وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِيْ اِلَى الْاِطَاعَةِ ط وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى، وَاِيَّاكُمْ وَالْبِدْعَةَ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِيْ اِلَى الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى، وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِيْ وَالْكِذْبَ يُهْلِكُ ط وَعَلَيْكُمْ بِالْاِحْسَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَلَا تُحِبُّوْا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ. اَلَا وَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ . وَادْعُوْهُ فَإِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَ . وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ . اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ . بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ . وَ نَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ ط اِنَّهُ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

خطبہ عید الفطر

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الْمُحْسِنِ الدَّيَّانِ ط ذِي الْفَضْلِ وَالْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ ط ذِي الْكَرَمِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالْاِمْتِنَانِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ حِيْنَ شَاعَ الْكُفْرُ فِي الْبُلْدَانِ ط صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَا لَمَعَ الْقَمَرَانِ وَتَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَمَّابَعْدُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ فِيْهِ عَوَآئِدُ الْاِحْسَانِ، وَرَجَآءُ نَيْلِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَفْوِ وَالْغُفْرَانِ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْداً وَّهٰذَا عِيْدُنَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ قَالَ يَامَلَآئِكَتِيْ مَاجَزَآءُ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اَجِیْرٍ وُّفِّی عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلٰٓئِكَتِیْ عَبِيْدِیْ وَاِمَآئِیْ قَضَوْا فَرِيْضَتِیْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَآءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ○

وَهٰذَا الَّذِیْ ذُكِرَ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ كَانَ فَضْلُهٗ وَاَمَّا اَحْكَامُهٗ مِنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَالصَّلٰوةِ وَالْخُطْبَةِ قَدْ كَتَبْنَاهَا فِی الْخُطْبَةِ الَّتِیْ قَبْلَهٗ نَعَمْ بَقِيَتِ الْمَسْئَلَتَانِ فَنَذْكُرُهُمَا الْاٰنَ ؎ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ☆

اَلْاُوْلٰى قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ.

اَلثَّانِيَةُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. يُكَبِّرُ بَيْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكْثِرُ التَّكْبِيْرَ فِیْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ☆

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○

تَمَّتْ خُطْبَةُ عِيْدِ الْفِطْرِ ؎

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ عید الاضحیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

☆اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ مَّنْسَکًا لِّیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ ۔ وَعَلَّمَ التَّوْحِیْدَ وَاَمَرَ بِالْاِسْلَامِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ☆ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ ھَدَانَآ اِلٰی دَارِ السَّلَامِ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ قَامُوْا بِاِقَامَۃِ الْاَحْکَامِ ۔ وَ بَذَلُوْا اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَالَھُمْ مِنْ کِرَامٍ وَّ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ شَرَعَ لَکُمْ فِیْہِ مَعَ اَعْمَالٍ اُخَرَ قَدْ سَبَقَتْ فِی الْخُطْبَۃِ قَبْلَ ھٰذَا الْعَشْرِ ذَبْحَ الْاُضْحِیَّۃِ بِالْاِخْلَاصِ وَصِدْقِ النِّیَّۃِ وَبَیَّنَ نَبِیُّہٗ وَصَفِیُّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُجُوْبَھَا وَفَضَآئِلَھَا وَدَوَّنَ عُلَمَآءُ اُمَّتِہٖ مِنْ سُنَّتِہٖ فِیْ کُتُبِ الْفِقْہِ مَسَآئِلَھَا ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔

فَقَدْ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ. قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِیْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ وُّجَدَ سَعَۃً لِّاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرُ مُصَلّٰنَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الْاَضَاحِیُّ یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی. وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِثْلُہٗ وَھٰذَا بَعْضٌ مِّنَ الْفَضَآئِلِ وَتَعَلَّمُوْا مِنَ الْعُلَمَآءِ الْمَسَآئِلَ، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَادِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوْا اللّٰہَ عَلٰی مَاھَدٰکُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ہ

تَمَّتْ خُطْبَۃُ عِیْدِ الْاَضْحٰی ہ ط

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهٗ ؕ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَآءً عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَحَمْزَةُ اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّاتُغَادِرُ ذَنْبًا ؕ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِّنْ بَعْدِيْ غَرَضًا ؕ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَخَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ .... اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ ۝

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1

ناشر

الهادی
للنشر والتوزیع

۲۸۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
فون: 042 37361473 ، موبائل: 0300-4118229
ای میل: alhaadi38@gmail.com

الحافظ کتب خانہ
سردار پلازہ مین جی ٹی روڈ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

FOR MORE GREAT BOOKS VISIT OUR TELEGRAM CHANNEL >> https://t.me/pasbanehaq1